سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، اتوار، 7,4- فروری 1988ء

(بیخ، یک شنبہ، 18,15- جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 12,11

(بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1057

مسئلہ استحقاق،

این ایف سی کے مینجنگ ڈائرکٹر کی طرف سے اراکین اسمبلی کے لیے
نازیبا الفاظ کا استعمال ---------- 1062

— ممبران اسمبلی کے متعلق ایم۔ ایس، سول ہسپتال، اوکاڑہ کا نامناسب بیان ---------- 1069

تحاریک التوائے کار،

پاکستان کی خود مختاری کے منافی شرائط پر امریکی امداد کی پیش کش ---------- 1074

(جاری)-----

قرارداد ۔

پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی تقریبات کے بطریق احسن انعقاد پر
وزیر اعلیٰ اور سپیکر کو خراج تحسین ------------1079

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے
کی میعاد میں توسیع ------------1085

اراکین اسمبلی کی رخصت ------------1086

مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے
کی میعاد میں توسیع ------------1089

اتوار' 7- فروری 1988ء

شمارہ' 12

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ------------1090

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی) ------------1091

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------1129

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------1147

مسئلہ استحقاق،

قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو قانون سازی کے بجائے گلی کوچوں
کی صفائی کا کام سونپنا ------------1152

___سالانہ ترقیاتی پروگرام کے کوٹے سے رکن اسمبلی کو محروم رکھنا ------------1154

تحاریک التوائے کار،

ڈسٹرکٹ بار لاہور کی حدود میں پولیس کی جانب سے وکلاء پر تشدد ------------1165

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

جمعرات' 4 فروری 1988ء

(پنج شنبہ'15 جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 11 بج کر 24 منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ
لَهٗ بِهٖ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾
وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

سورہ المومنون آیات 115 تا 118

تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمھیں بے کار بنایا اور تمھیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ تو بہت بلندی والا ہے۔ اللہ سچا بادشاہ ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے عزت والے عرش کا مالک اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہے۔ بے شک کافروں کا چھٹکارا نہیں اور تم عرض کرو اے میرے رب ! بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔ وَمَا علَینا اِلاَّ البلاغ

جناب سپیکر ، سب سے پہلے میں جناب فضل حسین راہی سے یہ کہوں گا کہ He should leave the House till the prorogation of this session.

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! میں آپ کے فیصلے کا احترام کرتے ہوئے اس اجلاس کے آخری لمحوں تک باہر جانے کے لیے تیار ہوں۔ بلکہ اگر آپ یہ حکم دیں کہ میں اسمبلی کی نشست چھوڑ دوں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔ لیکن ــــــ

جناب سپیکر ، میں نے آپ کو اس اجلاس کے اختتام تک کے لیے ایوان سے چلے جانے کے لیے کہا ہے۔ آپ تشریف لے جائیے۔ جناب راہی صاحب!

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! لیکن میں نے کیا قصور کیا ہے؟

جناب سپیکر ، آپ تشریف لے جائیے۔ چودھری صاحب! تشریف رکھیے۔ Take your seat Chaudhry Sahib, Nobody to interrupt, Please leave the House Mr. Rahi.

جناب فضل حسین راہی، جناب' میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری بات تو سنیں۔

MR SPEAKER: Mr Rahi, will you please leave the House? Please leave the House.

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! آپ میرا قصور تو بتائیے کہ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ کس جرم کی پاداش میں مجھے ایوان سے باہر نکالا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر ، ضروری نہیں ہے کہ Chair اپنے conduct کو explain کرے۔ لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس پنجاب اسمبلی کے خصوصی اجلاس کے انعقاد سے پہلے میں نے جہاں Treasury Benches کو confidence میں لیا۔ میں نے وہاں حزب اختلاف کو بھی اعتماد میں لیا تھا اور میں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان تقریبات کے سلسلے میں ہمارا یہ پروگرام ہے' ہم یہ کرنا چاہتے ہیں' آپ اس سلسلہ میں تعاون فرمائیے گا۔ تو Treasury Benches نے بھی اور حزب اختلاف نے بھی مجھے اعتماد دیا اور خاص طور پر آپ کی موجودگی میں 'میں نے قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کی کہ فضل حسین راہی صاحب موجود ہوں گے تو میں آپ سے بات کروں گا۔ تو میں نے آپ کو خاص طور پر دعوت دی اور آپ سے اور باقی دوستوں سے مل کر بات کی اور سبھی حزب اختلاف کے دوستوں نے مجھے یہ کہا کہ یہ پنجاب اسمبلی کی عزت کا معاملہ ہے۔ پنجاب اسمبلی کی عزت ہماری اپنی عزت ہے اور ہم اس سلسلہ

میں مکمل طور پر آپ سے تعاون کریں گے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی بھی کوئی interruption یا رکاوٹ ہماری طرف سے نہیں ہو گی۔ تو اس سلسلہ میں آپ نے commitment کی ۔ اس commitment کو honour نہیں کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہیڈ آف دی سٹیٹ کسی institution کو address کرتے ہیں تو یہ دنیا میں مسلمہ اصول ہے کہ آپ اس Head of the State سے اتفاق کرتے ہوں یا اختلاف کرتے ہوں۔ آپ ان کو پسند کرتے ہوں یا نا پسند کرتے ہوں، لیکن آپ کو ان کو سننا ہو گا۔ عزت اور احترام کے ساتھ سننا ہو گا۔ آپ ان کو interrupt نہیں کر سکتے ہیں اور پھر جس وقت میں نے صدر پاکستان کو floor دے دیا تھا میں نے اس اسمبلی کو خطاب کرنے کے لیے ان سے گزارش کی تھی اور انہوں نے خطاب شروع کر دیا تھا تو آپ نے ان کو interrupt کرنے کی کوشش کی جس کی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ یہ بات اخلاقی اصولوں اور ایوان کے اصولوں کے خلاف تھی اور یہ ایوان کی dignity کے خلاف بات تھی اس لیے میں نے آپ کو ایوان سے چلے جانے کے لیے کہا ہے۔ Please leave the House.

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! مجھے اس سلسلے میں وضاحت کا موقع تو دیا جائے۔

جناب سپیکر ، راہی صاحب! اس سلسلے میں، میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ You please leave the House.

چودھری فضل حسین راہی ، جناب، میں بات تو کر سکتا ہوں۔

MR SPEAKER: Please leave the House.

چودھری فضل حسین راہی ، جناب، مجھے بات کرنے کا حق تو دیں۔

جناب سپیکر ، مجھے سارجنٹ ایٹ آرمز سے کہنا ہوگا کہ وہ آپ کو ہاؤس سے نکال دے۔ Please leave the House.

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! یہاں تو بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ کیسی آزادی ہے جناب مجھے آٹھ گھنٹے پولیس سٹیشن بٹھایا گیا ہے لیکن آپ میری بات ہی نہیں سنتے۔

جناب سپیکر ، میں آپ کو یہ کہہ چکا ہوں کہ میں آپ کی بات نہیں سننا چاہتا۔ You please leave the House.

جناب فضل حسین راہی ، جناب والا! مجھے بات تو کرنے دیں۔ وضاحت تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر ، Please leave the House. آپ ہاؤس سے چلے جائیے۔ تشریف لے جائیے۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! یہ کیسی جمہوریت ہے جہاں بولنے کی بھی اجازت نہیں؟

جناب سپیکر ، سارجنٹ ایٹ آرمز! معزز رکن کو باہر جانے کے لیے کہیں۔

(معزز رکن جناب فضل حسین راہی سارجنٹ ایٹ آرمز کی درخواست پر ایوان سے باہر تشریف لے گئے) (نعرہ ہائے تحسین)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ، میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔ میاں صاحب' کیا آپ اسے take up کرنا چاہتے ہیں؟ آپ کی ایک اور بھی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے جس پر ابھی فیصلہ pending ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 9 کے متعلق وزیرمتعلقہ یہ چاہتے ہیں کہ اسے آج take up نہ کیا جائے اور اگلے working day پر take up کر لیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، ٹھیک ہے ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر ، تو اسے اگلے working day پر take up کر لیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میری ایک اور تحریک استحقاق بھی pending ہے جس کا نمبر تو مجھے اس وقت یاد نہیں ہے' اس پر جناب نے وزیر بلدیات کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ وہ میرے ساتھ بات کریں۔ لیکن انہوں نے آج تک مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جناب سپیکر ، وہی چھ نمبر ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، ایک اور بھی تھی جس پر آپ نے فیصلہ pending رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر ، اسی چھ نمبر کا فیصلہ pending ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میں اس تحریک استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔ جس پر ایک سپیشل کمیٹی اس ایوان میں تشکیل دی گئی تھی اور جس کے کنوینر جناب وائیں صاحب تھے۔ اسی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں بروقت نہیں آئی تھی۔ جس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ اس پر آپ نے فیصلہ pending کر دیا تھا۔ مجھے اس کا نمبر اس وقت یاد نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔ جس پر فیصلہ pending ہے اس کو ہم اسے working day پر take up کرلیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، آپ بھی اس کا نمبر دیکھ لیجیے گا اور مجھے بتا دیجیے گا۔ میں بھی اس کو اپنے طور پر چیک کر لیتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، تحریک استحقاق نمبر 6 کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ منسٹر لوکل گورنمنٹ اور آپ کی میٹنگ ہو گی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جی ہاں۔

جناب سپیکر ، تو آپ کی کوئی میٹنگ ہوئی؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میں نے ان سے عرض بھی کیا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ پھر بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر! آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟ وزیر لوکل گورنمنٹ آج تشریف نہیں لائے۔

وزیر قانون ، جناب والا! ان کی طبیعت خراب ہے۔ ان کے آنے تک اس کو مؤخر کرلیں۔

جناب سپیکر ، جنجوعہ صاحب! کیا خیال ہے؟ ان کے آنے تک اس کو موخر کر لیتے ہیں۔ اب تحریک استحقاق نمبر 19 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! تحریک استحقاق پڑھی تو گئی تھی لیکن جناب وزیر قانون نے یہ موخر کروائی تھی۔ اب تو دو ہفتے ہوگئے ہیں۔ امید ہے کوئی نہ کوئی جواب بن گیا ہو گا اور اگر اب تک جواب نہیں بنا تو میں جناب سپیکر سے استدعا کروں گا کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اصل میں میں بھی اسمبلی سیشن میں مصروف رہا۔ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ اگر آج ہی اس کو لینا ہے تو میں وہاں سے منگوا لیتا ہوں۔ لیکن اگر اگلے working day پر اسے لے لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر ، مولانا صاحب! آپ کیسے پسند فرماتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جیسے آپ پسند فرمائیں۔

جناب سپیکر ، جیسے آپ فرماتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید طاہر احمد شاہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ آج سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے lobbies میں کارروائی سنائی نہیں دے رہی۔ ازراہ کرم متعلقہ افراد کو ہدایت کریں کہ وہ lobbies میں لگے ہوئے سپیکر درست کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اسے فوری طور پر درست کیا جائے۔ مولانا صاحب' آپ کی تحریک استحقاق کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسے موخر کرنا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ آپ یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اتوار کو حتمی جواب ملے گا اور اگر اتوار کو بھی یہ جواب نہ ملا تو اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون ، جناب والا! جمعہ اور ہفتہ کو سیکرٹریٹ بند ہوتا ہے۔ اتوار کے بعد سوموار کا دن رکھ لیں تاکہ دوبارہ عرض نہ کرنی پڑے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مولانا صاحب! حکومت کی جانب سے رپورٹ آنے کے بعد اس کو take up کیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اب سید محمد اقبال احمد شاہ بخاری صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ کیا ان کی طرف سے کوئی request ہے کہ اسے موخر کر دیا جائے؟

سید اقبال احمد شاہ ، وہ مظفر گڑھ گئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شاہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ یہ تحریک استحقاق dispose of ہوتی ہے۔۔ تحریک استحقاق نمبر 24 سردار حسن اختر موکل صاحب کی طرف سے ہے۔

این ایف سی کے مینجنگ ڈائرکٹر کی طرف سے اراکین اسمبلی کے لیے نازیبا الفاظ کا استعمال

سردار حسن اختر موکل ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملے کو بہ بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 28 جنوری 1988ء کو این۔ایف۔سی کے مینجنگ ڈائرکٹر مسٹر اکرام الحق سے ملنے کے لیے ان کے دفتر گیا۔ دوران گفتگو موصوف نے ارکان پنجاب اسمبلی و قومی اسمبلی اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے متعلق نہایت غلیظ زبان استعمال کی اور کہا کہ ارکان قومی و صوبائی اسمبلی سے بات کرنا وہ پسند نہیں کرتا۔ جو زبان اس نے استعمال کی تحریر کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ برائے کارروائی روبرو ایوان پیش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے متعلق آپ کوئی بیان دینا چاہیں گے؟

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ 28 جنوری 1988ء کو میں این۔ایف۔سی کے مینجنگ ڈائرکٹر مسٹر اکرام الحق سے ملنے کے لیے ان کے دفتر گیا۔ اس سے پہلے بھی دو دن ایک کام کی غرض سے ان کے دفتر گیا تھا تو اس نے کہا کہ ایک ہفتے کے بعد آنا۔ جب میں دوبارہ گیا اور جا کر عرض کی کہ آپ نے ایک ہفتے کے بعد آنے کے لیے کہا تھا' میں حاضر ہوا ہوں۔ موصوف نے اصل موضوع کو چھوڑتے ہوئے ایک دم قومی اسمبلی کے اراکین' صوبائی اسمبلی کے اراکین اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی ذات کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کیے کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو یہاں دہراتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے میں اپنے معزز بھائیوں کو اور اس معزز ایوان کو اپنی بات جتانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کے تمام الفاظ میں وہ سب سے چھوٹا اور گندہ لفظ تھا جو اس نے استعمال کیا۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب مجھے یہ بات کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ اراکین قومی اسمبلی' اراکین پنجاب اسمبلی تمام بے غیرت اکٹھے ہو گئے ہیں اور پاکستان کو قائم ہی نہیں رہنا چاہیے۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں تکلیف کیا ہے؟ جو بات میں کرنے کے لیے آیا ہوں مجھے اس کے متعلق جواب دو۔ جب تم اراکین قومی اسمبلی یا اراکین پنجاب اسمبلی اور وزیر اعلیٰ کی ذات کے متعلق بات کرتے ہو تو تمہیں یہ پتا ہونا چاہیے کہ تم اس ملک کے شہری ہو۔ اس نے کہا کہ "میں پاکستان کو مانتا ہی نہیں"۔

جناب والا! میں بار بار عرض کرتا ہوں کہ جو باتیں اس نے وہاں پر کیں۔ زبان اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ وہ اتنے ناقابل سماعت' اتنے گندے اور اتنے غلیظ الفاظ تھے۔ یقین کیجیے کہ کسی بھی پاکستانی شہری سے ایسی باتوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جناب والا! میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ اس کی اس گفتگو سے' اس کی اس غلیظ زبان سے جو کہ اس نے استعمال کی اس سے ملک دشمنی کی بو

آتی ہے۔ اس نے پاکستان کے خلاف جو باتیں کیں۔ اس نے اراکین اسمبلی کے متعلق جو باتیں کیں۔ اس نے قائد ایوان وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق جو باتیں کیں میں نہ صرف ان کی مذمت کرتا ہوں، بلکہ آپ سے استدعا بھی کرتا ہوں کہ اس کے خلاف ایک خصوصی مجلس تشکیل دی جائے اور تحقیقات کر کے اس کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی لاء منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون ، جناب والا! مجھے اس واقعے سے کوئی اختلاف نہیں، لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں اگر استحقاق بنتا ہے تو اسے وفاقی حکومت کو بھجوا دیا جائے، کیونکہ یہ معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے۔ ان کو تحریک استحقاق بھجوا دی جائے وہ خود اس محکمے کو بلا کر اس پر کارروائی کریں گے۔

سردار حسن اختر موکل ، وہ محکمہ چاہے فیڈرل گورنمنٹ کا ہو یا پنجاب گورنمنٹ کا ہو وہ کم از کم نوکری تو پنجاب میں کرتے ہیں، انہیں احساس کرنا چاہیے۔ کام کرنا یا نہ کرنا اپنی مرضی کی بات ہوتی ہے۔ لیکن معزز اراکین اور پاکستان کے خلاف اس لہجے میں بات کرنا قابل افسوس ہے۔ اس کا سختی سے نوٹس لیا جانا چاہیے۔ پہلے بھی ایسی کئی شکایات ہیں۔ جب ہم کسی دفتر میں کسی ملازم کے پاس جاتے ہیں تو وہ ایسی ہی حرکتیں کرتے ہیں، اس لیے ہم متفقہ طور پر آپ سے درخواست کریں گے کہ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی بیگم صاحبہ، فرمائیے۔

بیگم نجمہ تابش الوری ، جناب والا! یہ انتہائی قابل مذمت واقعہ ہے اور اس کا ہم سب کو دلی صدمہ ہوا ہے اور میری رائے ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے، کیونکہ مجلس استحقاقات بنائی ہی اس لیے جاتی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آیا ممبر کا استحقاق breach ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون ، میرا خیال ہے، بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ آپ تحریک استحقاق admit کریں۔ اس کی مذمت کر کے وفاقی حکومت کو لکھا جائے کہ نہ صرف اس ملازم کا تبادلہ کیا جائے، بلکہ اس کو ملازمت سے بھی نکالا جائے اور اس کے خلاف تحریک عدم اعتماد بھی پیش کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں عبد المجید ، جناب والا! یہ کسی ایک ممبر کی عزت نفس کا مسئلہ نہیں، بلکہ پاکستان کے خلاف باتیں کی گئی ہیں۔ تحریک استحقاق پیش کرنے کی بجائے اسے مجلس خصوصی میں پیش کیا جائے تو وہ فوراً اس کا سدباب کرے، کیونکہ یہ کسی ایک فرد کی عزت کا مسئلہ نہیں، بلکہ پورے ملک کے متعلق بات

کی گئی ہے۔ اس پر کوئی کارروائی کی جانی چاہیے۔

حاجی افتخار احمد بھنگو ، یہ لوگ پاکستان کے شہری ہیں۔ پاکستان میں رہتے ہیں۔ پاکستان کے ملازم ہیں۔ پاکستان کا کھاتے ہیں۔ انہیں کچھ تو احساس کرنا چاہیے اور ہمیں ان کو یہ احساس دلانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی سالار صاحب فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد صدیق سالار) ، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جب آئین میں یہ بات موجود ہے کہ پاکستان کو توڑنے کی یا پاکستان کے خلاف بات کرنے والا سزائے موت کا حق دار ہو گا تو میں عرض کروں گا کہ اس کو اتنی سخت سزا دی جائے کہ آئندہ وہ پاکستان کے خلاف بات ہی نہ کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی روکڑی صاحب۔

جناب گل حمید خان روکڑی ، جناب والا! ہاؤس کی منشا یہ ہے کہ ایک مجلس خصوصی بنا دی جائے' اس میں اس کو بھی سنا جائے۔ ہمیں کوئی یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ کمیٹی میں اس کو سنا جائے' اس کے بعد ہاؤس کی جو مرضی ہو فیصلہ دے دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی چودھری محمد خان جسپال صاحب' آپ کی کیا رائے ہے؟

چودھری محمد خان جسپال ، جناب والا! یہ بات قابل مذمت ہے۔ جس طرح اس نے معزز اراکین اسمبلی کے متعلق اور جناب قائد ایوان کے متعلق باتیں کی ہیں یہ نہایت قابل مذمت ہے۔ میں یہی رائے دوں گا کہ براہ کرم ایک مجلس خصوصی تشکیل دی جائے جو کہ اس معاملے کی پوری چھان بین کرے۔ اس کے بعد اگر محسوس ہوا کہ اسے سخت سزا وفاقی حکومت دے سکتی ہے تو پھر ہم انہیں بھی رپورٹ بھیج سکتے ہیں۔ بہرحال' مجلس خصوصی کا وجود میں آنا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی شاہ صاحب۔

سید اقبال احمد شاہ ، جناب والا! آج ہی فوری طور پر اس کو سب سے پہلے معطل کرنے کی سفارش کی جائے' یا وفاقی حکومت میں اس کے محکمے سے ٹیلی فون پر بات کی جائے۔ ایسے افسر کو فوری طور پر معطل کرنا چاہیے اور اس کے بعد اس کے خلاف کوئی کارروائی ہونی چاہیے کیونکہ اس نے پاکستان کے خلاف الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس لیے اسے کسی قیمت پر نوکری میں نہیں رہنا چاہیے ۔ اسے ہندوستان بھیج دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی ، گزارش یہ ہے کہ جس طرح روکڑی صاحب نے کہا ہے کہ اس کو اگر thrash out کر کے وفاقی حکومت کو بھیجا جائے تو وہ بہتر ہو گا۔ مجلس استحقاقات اسی لیے بنائی گئی ہے۔ اس میں اور مجلس خصوصی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مجلس استحقاقات کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ مناسب مدت میں خصوصی رپورٹ تیار کریں۔ اور ایک خصوصی نشست میں اسے thrash out کر کے اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ میرے خیال میں مجلس استحقاقات اور مجلس خصوصی میں کوئی فرق نہیں' اس لیے مجلس استحقاقات کو بھی مجلس خصوصی کہا جا سکتا ہے اور اسے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو رپورٹ پیش کی جائے۔ مجلس خصوصی میں بھی اس ایوان کے ممبر ہونگے اور مجلس استحقاقات میں بھی اس ایوان کے ممبر ہوں گے اور کسی کو یہ گلہ بھی نہیں ہوگا کہ یہ فیصلہ یک طرفہ کیا گیا ہے یا اس کو thrash out نہیں کیا گیا یا اس کی تحقیقات نہیں کی گئیں اور اس میں متعلقہ فریق کو بلایا نہیں گیا۔ اس مجلس میں اس کو بھی بلایا جا سکتا ہے۔ thrash out کر کے جو رپورٹ پیش کی جائے گی اس کا زیادہ اثر ہوگا۔ اس کا زیادہ وزن ہوگا۔ اس کی زیادہ value ہوگی۔ اور جب یہ رپورٹ وفاقی حکومت کو بھیجی جائے گی تو valuable ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ملک اللہ یار خان صاحب! آپ اس سلسلے میں ہماری رہ نمائی فرمائیں گے؟

ملک اللہ یار خان ، جناب والا! مجھے سردار امجد حمید خان دستی صاحب کے اس خیال سے اتفاق ہے کہ اس مسئلے کو مجلس خصوصی کی بجائے مجلس استحقاقات کے پاس ہی بھیجا جائے اور انہیں درخواست کی جائے کہ وہ دو دن کے اندر اندر اپنی رائے کا اظہار فرمائیں اور وہ رائے اس ایوان کے سامنے پیش ہو ور مجھے لاء منسٹر صاحب کے اس خیال سے بھی اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ چونکہ صوبائی حکومت سے تعلق نہیں وہ وفاقی حکومت کے ملازم ہیں۔ شاید حکومت پنجاب ان کو اس بات پر مجبور نہ کر سکے کہ وہ اری مجلس استحقاقات کے سامنے پیش ہوں تو اس صورت میں یہی مناسب ہوگا کہ مجلس استحقاقات کی اسئے کے بعد جناب والا۔ اس مسئلے کو وفاقی حکومت یا سپیکر قومی اسمبلی کے پاس روانہ کر دیں تاکہ وہ ما بارے میں مناسب اقدام کریں۔

ظفر اللہ خان بھروانہ ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نے ت زیادتی کی ہے اور اس کو سزا ملنی چاہیے۔ اب یہ کہ اس کو کس طرح سزا ملے؟ بعض حضرات نے

تجویز کیا ہے کہ اس مسئلے کو مجلس خصوصی کے سپرد کیا جائے۔ جناب والا! مجلس خصوصی کو یہ قانونی اختیار نہیں کہ وہ ماتحت وفاقی حکومت کے کسی افسر کو بلائے۔ فرض کیا مجلس خصوصی اسے بلائے اور وہ نہ آئے تو یہ ہمارے لیے مزید باعث شرمندگی ہوگا۔ اس کا اصل طریقہ یہ ہے کہ یا تو قائد ایوان اس کے متعلقہ منسٹر سے بات کریں کہ اس نے یہ کچھ کیا ہے اور اس کو پہلے فوراً معطل کیا جائے، اس کے بعد اس کی تفتیش کرائی جائے، اور اس کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر! پھر اس کو ایک قرارداد یا ایک سفارش کی شکل میں قومی اسمبلی کے سپیکر کو بھیجا جائے کہ آپ کے فلاں محکمے کے فلاں افسر نے یہ بدتمیزی کی ہے اور اس کے متعلق ایوان میں یہ چیز زیر بحث آئی اور سخت سزا تجویز کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے جو اصل طریقہ ہے یا جو اصل procedure ہے اگر اس پر چلیں تو زیادہ جلدی اور فوری اثر ہو گا۔ اگر یہ بات آپ نے خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دی تو اس کے پاس یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ کسی وفاقی ملازم کو بلائے۔ اگر وہ بلاتی ہے اور وہ نہیں آتا تو اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ وہ کیوں نہیں آیا۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر ، جناب والا! میں سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ سردار صاحب نے ایسی باتیں سن کر کس طرح برداشت کر لیں؟ کم از کم پاکستان کی توہین ہو رہی تھی۔ پورے ایوان کی توہین ہو رہی تھی۔ اس کا فوری نوٹس لیا جائے۔ ابھی وزیر قانون وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے ہماری اسمبلی کی خواہش مرکزی حکومت کو convey کریں اور اجلاس ختم ہونے سے پہلے اس تفصیل کی بھی اطلاع دیں۔ کمیٹی کے سامنے ایک ایم۔پی۔اے ایک معزز رکن جو ایک بہت بڑی آبادی کا نمائندہ ہے پورے ایوان میں بیان دے رہا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ اس کو مجلس خصوصی کے سپرد کیا جائے یا مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ بات بالکل واضح اور صاف ہے اور ایک معزز رکن اس معزز ہاؤس میں بیان دے رہا ہے۔ میرے خیال میں مزید چھان بین کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان ، جناب سپیکر! جس افسر کے خلاف یہ استحقاق اٹھایا گیا ہے وہ وفاقی حکومت کا افسر ہے۔ قانونی لحاظ سے جناب سپیکر خود ہی اس بات کا نوٹس سپیکر قومی اسمبلی کی توجہ کے لیے بھیج سکتے ہیں۔ یا تو وہ خود اس کو مجلس استحقاقات سپرد کریں یا وہ آپ کو اختیار دیں، آپ اپنی کمیٹی بنا کر جو چاہیں کارروائی کریں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ہاؤس کی تمام کارروائی یا تو سپیکر قومی اسمبلی کو بھیج دیں کہ وفاقی حکومت کے ایک افسر نے اس اسمبلی کی توہین کی ہے، لہٰذا ہماری طرف سے آپ کو

... کی کارروائی کی جائے۔

میاں عبد المجید ، جناب سپیکر! میں اس چیز کی وضاحت چاہوں گا کہ اگر کسی ایک شخص کے خلاف، کسی ادارے کے خلاف، کسی برادری کے خلاف ایک آدمی بات کرتا ہے، گالی دیتا ہے تو اس کے خلاف ملکی قانون، صوبائی قانون کے تحت فوری ایکشن لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ملک کے خلاف اس قسم کی غلط باتیں کی جائیں تو کیا ہمارے صوبے کے پاس ایسا کوئی قانون نہیں کہ ایسے آدمی کو جیل میں ٹھونسا جائے؟ اس کی زبان کھینچی جائے؟ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہم اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کر سکتے۔ دیکھتے ہی رہیں جب تک ہمیں مرکزی حکومت کوئی اختیار نہ دے۔ کیا ہمارے پاس ایسا کوئی قانون نہیں کہ ہم صوبائی قانون کے تابع ایسے آدمی کے خلاف فوری طور پر کوئی کارروائی کریں کہ وہ ایسی بکواس کیوں کرتا ہے؟ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہم یہ دیکھتے ہی رہیں اور کچھ کر نہ سکیں، کیونکہ ہم بے اختیار ہیں۔ ایک آدمی اگر گالی دے تو پولیس اس پر فوراً حرکت میں آ جاتی ہے۔ اگر ایک آدمی کسی کی بے عزتی کرے تو پولیس فوراً ایکشن لیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ملک کے خلاف بکواس کرے تو اس کے لیے ہم دیکھتے رہیں کہ کب ہمیں قانون اجازت دے گا! براہ مہربانی اس کے خلاف پرچہ ہونا چاہیے۔ تحقیقات کے بعد اس کے لیے کسی قسم کی رعایت نہیں ہونی چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! میں مہر ظفر اللہ صاحب کی اس تجویز کی تائید کروں گا۔ دوسرے طریقے لمبے ہیں۔ اگر واقعی آپ کا ہاؤس یہ محسوس کر رہا ہے تو قائد ایوان کو یہ بات ان کے نوٹس میں لانی چاہیے۔ وہ چاہے سپیکر سے بات کریں۔ چاہے متعلقہ مرکزی وزیر سے بات کریں تاکہ وہ اس کا نوٹس لیں۔ چونکہ وہ مرکزی ملازم ہے اور ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے، اس لیے چیف منسٹر صاحب یا سپیکر صاحب فوری طور پر ان کے نوٹس میں لا کر مطالبہ کریں کہ اس کا فوری نوٹس لیا جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب سپیکر! ویسے سارے ہاؤس کے جذبات آپ کو معلوم ہو گئے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ قائد ایوان یا سپیکر صاحب آج ہی بات کر کے یہ اجازت لیں کہ جس آدمی نے پاکستان کے خلاف، اس ملک کے خلاف جہاں رہتا ہے جس کا وہ ملازم ہے جس سے کھاتا ہے، ایسی باتیں کی ہیں اور معزز ممبران کے خلاف باتیں کی ہیں۔ ہمارے قائد کے خلاف باتیں کی ہیں۔ ہم اس کے خلاف پنجاب میں جو کارروائی کریں، وہ قانونی اجازت لے کر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار حسن اختر صاحب کی تحریک استحقاق کو admit کیا جاتا ہے۔ کیا ہاؤس اس

بات کی اجازت دیتا ہے کہ اس کو متعلقہ مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور وہ اسی اجلاس کے دوران اس کی رپورٹ دے؟

آوازیں۔ اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ معاملہ متعلقہ مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے جو اس کی رپورٹ اس اجلاس کے دوران ایوان میں پیش کرے گی۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! دو دن جمعہ اور ہفتہ چھٹی کے گزر جائیں گے۔ اس میں ہم meet نہیں کر سکتے۔ اتوار کو اس کے متعلق ان شاء اللہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نے اجلاس کی بات کی ہے، دو دن کا وقفہ نہیں دیا۔ آپ براہ کرم اس معاملے کو جلدی دیکھ لیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ اجلاس 11 تاریخ تک ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اجلاس تو ابھی چل رہا ہے۔ میں نے اجلاس کی بات کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب جناب شفقت عباس صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

ممبران اسمبلی کے متعلق ایم ایس، سول ہسپتال اوکاڑہ کا نامناسب بیان

جناب شفقت عباس ربیرہ ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 88-1-24 بروز اتوار ایک انتہائی غریب آدمی مسمی محمد سرور ماچھی سکنہ فتح پور کو سول ہسپتال اوکاڑہ کے ایم ایس کے پاس علاج کے لیے لے کر گیا۔ مریض یرقان کے مرض میں مبتلا تھا۔ ایم ایس مذکور سے میں نے مریض کی مالی حالت کا ذکر کیا اور اسے مفت علاج کی سہولیات مہیا کرنے کو کہا۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ نے بتایا کہ ہسپتال سے مریض مذکور کو ادویات مہیا نہیں کی جا سکتیں، کیونکہ ہسپتال کا لوکل پرچیز فنڈ ختم ہو چکا ہے۔ میرے اصرار اور سفارش پر ایم ایس صاحب نے کسی دوسرے طریقے سے مریض کی مدد کا وعدہ کیا۔ میں ایم ایس کی یقین دہانی

پر مریض کو ہسپتال داخل کروا کے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے لاہور چلا آیا۔

اوکاڑہ واپسی پر ہسپتال میں مریض کی عیادت کے لیے گیا تو مریض نے مجھے بتایا کہ میں آٹھ روز سے ہسپتال میں داخل ہوں مگر اب تک مجھے ہسپتال کی جانب سے کوئی دوائی نہیں دی گئی اور میری طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔

اس دوران مجھے معتبر ذرائع سے علم ہوا کہ ایم ایس مذکور نے اس عرصے میں کچھ غیر مستحق افراد کو لوکل پرچیز فنڈ سے ادویات خرید کر دی ہیں جس کا تحریری ثبوت بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

میں نے مورخہ 31 جنوری 1988، بروز اتوار ایم ایس مذکور سے جا کر شکوہ کیا کہ آپ نے میرے ساتھ غلط بیانی کی ہے اور ایک نہایت غریب آدمی کو ضروری ادویات مہیا نہ کر کے اسے اس کا حق نہیں دیا اور اس فنڈ کا نا جائز استعمال کیا ہے۔ ایم ایس مذکور نے جواباً جو کلمات استعمال کیے وہ اس معزز ایوان کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ ایم ایس مذکور نے کہا کہ یہ اسمبلیاں بے اختیار ہیں اور یہ ایم پی اے مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ ان ممبران کی سفارش کو میں بالکل کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ ایم ایس سول ہسپتال اوکاڑہ کے ان کلمات اور غلط بیانی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! سول ہسپتال میں جو local purchase fund صوبائی حکومت مہیا کرتی ہے' وہ غریبوں اور مزارعوں کی مدد کے لیے ہوتا ہے۔ لیکن ڈسٹرکٹ ہسپتال اوکاڑہ میں اس فنڈ کا نہایت ہی غلط طریقے سے استعمال ہو رہا ہے۔ جن افراد کا ایم ایس صاحب تک خصوصی اثر و رسوخ ہوتا ہے' وہ غریب اور مستحق لوگوں کو علاج کی سہولتیں فراہم کرنے کی بجائے ان لوگوں کی اس فنڈ سے مدد کرتے ہیں۔ میں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ ایم ایس صاحب نے جن افراد کو ادویات فراہم کرنے کی سفارش کی اور وہ ادویات اسی دکان دار کو نقد ادائیگی لے کر فروخت کر دی گئیں۔ میں اس پر گواہ بھی پیش کر سکتا ہوں اور ثبوت بھی کہ ضلع اوکاڑہ میں یہ فنڈ نا جائز استعمال ہو رہا ہے۔ غریب لوگوں کی بجائے یہ فنڈ غیر مستحق سرکاری ملازمین کو دیا جا رہا ہے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ مسئلہ' د فوری اور اہم نوعیت کا حامل ہے' مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

زیر صحت (سید افضال علی شاہ) ۔ جناب والا! معزز رکن شفقت عباس صاحب کا تعلق جس ضلع سے ہے' میرا بھی اسی ضلع سے تعلق ہے۔ چونکہ مجھے اس بات کا علم نہیں' بلکہ مجھے تو اس کی کاپی بھی

نہیں پہنچی اور نہ ہی اس کا جواب پہنچا ہے۔ بہرحال میں انہیں [illegible]
ہے، ان شاء اللہ اس کا پوری طرح نوٹس لیا جائے گا۔ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں۔ ان شاء اللہ جب تک آپ کی تسلی نہ ہو جائے، ان کو معافی نہیں ملے گی (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس تحریک استحقاق کو اگلے کام کے دن تک ملتوی رکھ لیتے ہیں۔

وزیر صحت، میں نے انہیں تسلی دے دی ہے۔ اس کو ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں۔

جناب شفقت عباس ربیرہ ، جناب والا! شاہ صاحب میرے سیاسی لیڈر بھی ہیں اور روحانی پیشوا بھی۔ میں ان کی بات کو غلط تو نہیں کہہ سکتا اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس معزز ایوان میں غلط بیانی کر رہے ہیں۔ لیکن انہیں یہ ضرور یاد کرواؤں گا کہ میں نے انہیں اس بارے میں پہلے بھی درخواست کی تھی کہ ایم ایس صاحب مذکور نے local purchase fund کے بارے میں میرے ساتھ غلط بیانی کی ہے، آپ اس کا نوٹس لیں۔ لیکن شاہ صاحب نے خصوصی توجہ نہیں دی اور مجھے اس بارے میں معزز ایوان میں بات کرنی پڑی۔

وزیر صحت، جناب والا! انہوں نے جس انداز میں مجھ سے بات کی تھی، مجھے ایسے لگا تھا کہ جیسے وہ ازراہ مذاق یہ بات کر رہے ہیں۔ ورنہ ایک ایم پی اے صاحب کے ساتھ ایک ایم ایس کو اس قسم کے رویے کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے، جبکہ اسی ضلع کا وزیر بھی اس محکمے کا ہو۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایم پی اے کے ساتھ اس نے یہ حرکت کی ہو بہرحال اگر وہ چاہتے ہیں تو میں ایوان کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ ان کی تسلی ہوگی۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب کی سوچ بڑی تعمیری ہے۔ اگر local purchase fund میں گھپلا ہوتا ہے تو ضروری نہیں کہ یہاں پر تحریک استحقاق پیش کی جائے، بلکہ وہ ہم تک اطلاع پہنچائیں اور انکوائری کے بعد ثبوت مل جائے تو ایسے آدمی کو سخت سزا ملنی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، تو کیا آپ پریس نہیں کرتے؟

جناب شفقت عباس ربیرہ ، میں پریس کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کو اگلے یوم کار تک کے لیے ملتوی کر لیتے ہیں۔

جناب شفقت عباس ربیرہ ، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ اس کو اگلے یوم کار تک ملتوی کرتے ہیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی

انکوائری کرائیں۔

وزیرصحت ۔ اگر زیر التواء رکھنی ہے تو ان شاء اللہ میں انکوائری کراؤں گا اور جو مجھے سمجھ آئی' وہ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جو آپ کو سمجھ آئے۔ آپ کے بیان کے بعد ہی اس کا فیصلہ ہو گا۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر ، جناب سپیکر! آپ نے یہ تحریک admit کی ہے' یا ملتوی کر دی ہے؟ آپ فیصلہ کر دیں کہ یہ تحریک بنتی ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جب تک حکومت کی طرف سے جواب نہ آ جائے' اس پر کیسے فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟ اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 15 ہے۔

میاں محمد اسحاق، ملتوی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملتوی کر دیں۔ اسی کے ساتھ نمبر 40 ہے۔ یہ تحاریک التوائے کار نمبر 15 اور 40 identical ہیں۔

جناب شفقت عباس ربیرہ ، جناب سپیکر! نکتۂ وضاحت۔ میری تحریک استحقاق کب تک کے لیے ملتوی کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، شاہ صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ جلد متعلقہ ایم ایس کے خلاف انکوائری کرائیں گے اور ان شاء اللہ وہ جلد جواب دیں گے۔

جناب شفقت عباس ربیرہ ، جناب والا ! گزارش ہے کہ ایک تاریخ مقرر کر لی جائے' جو بھی مناسب سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اگلے یوم کار تک کے لیے ملتوی کی گئی ہے۔اس کے متعلق فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب شفقت عباس ربیرہ ، صحیح ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک التوائے کار نمبر 19 ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے ہے۔

جناب محمد اقبال، جناب سپیکر! میں آپ سے ایک استدعا کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! قواعد معطل کر کے ایک انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! تحریک التواء کا وقت ختم ہونے دیں۔ اس کے بعد بات کر لیں گے۔ تو جنجوعہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے کوئی ایسی درخواست نہیں آئی کہ اس کو ملتوی کیا جائے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، جناب سپیکر! چونکہ حزب اختلاف کا کوئی رکن بھی تشریف نہیں رکھتا' اس لیے اس تحریک التوائے کار کو نمٹا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم صاحبہ! میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ یہ فرمانے لگی ہیں کہ اس کو pending رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب کی تحاریک التوائے کار pending کی جاتی ہیں۔ شاید ان کی آج طبیعت ناساز ہے اور وہ بولنا نہیں چاہتے' اس لیے ان کو اگلے working day تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر ان کی طرف سے ہیں۔

وزیر قانون، ان کو نمٹا دیا جائے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، جناب والا! آپ کو گزارش کی گئی تھی کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جائے' اس لیے باقی تحاریک التوائے کار کو نمٹا دیا جائے اور اس ضمن میں وزیر قانون نے بھی یہی فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تمام تحاریک التوائے کار کے لیے کہہ کر گئے ہیں۔ اگلی تحریک نمبر 30 سردار الطاف حسین صاحب کی طرف سے ہے۔ سردار صاحب! اس کے متعلق ریزولیوشن پاس ہو چکا ہے' اس لیے آپ اس کو پریس نہ کریں۔

سردار الطاف حسین، ٹھیک ہے جناب' میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 31 مولانا منظور احمد چنیوٹی کی ہے۔ چنیوٹی صاحب' آپ اس کو پڑھیں۔

پاکستان کی خود مختاری کے منافی شرائط پر امریکی امداد کی پیش کش

مولانا منظور احمد چنیوٹی . میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان اس وقت افغانستان میں روسی فوجی مداخلت اور روس بھارت معاہدات کی وجہ سے دفاعی طور پر جن مسائل سے دو چار ہے' اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان اپنے دفاع کے لیے جدید ترین دفاعی ٹیکنالوجی کا حامل ہو تاکہ اپنا مؤثر دفاع کر سکے۔ اس سلسلے میں پاکستان اور امریکہ کے مابین پاکستان کی موجودہ دفاعی ضروریات پر بات چیت ہوئی جس کے نتیجے میں یہ خبر شائع ہوئی کہ امریکی سینٹ کی کمیٹی برائے خارجہ تعلقات نے چار ارب دو کروڑ ڈالر کی پاکستانی امداد کو مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا ہے کہ پاکستان ہر سال امریکہ کو یقین دہانی کرائے گا اور صدر امریکہ اس یقین دہانی کی روشنی میں اعلان کرے گا کہ،

(ا) پاکستان نہ تو ایٹم بم بنا رہا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے ملک کو ایٹم بم بنانے میں مدد دے رہا ہے۔

(ب) پاکستان انسانی حقوق کے منافی کارروائیوں میں ملوث نہیں' یعنی پاکستان نظام اسلام کے نفاذ کو بطریق احسن ٹالنے میں کامیاب رہا ہے۔

(ج) غیر مسلم اقلیتوں خصوصاً مرزائیوں پر عائد مذہبی اور سیاسی پابندیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ اور

(د) پاکستان کو دیے جانے والے اواکس طیاروں کی پرواز امریکیوں کے ہاتھ میں رہے گی۔

یہ شرائط ہماری دینی اور ملی غیرت کے لیے ایک چیلنج ہیں' جن سے پاکستان کی خود مختاری' ...ی' نظریاتی اور سیاسی تشخص مجروح ہو رہا ہے' جسے کوئی بھی غیرت مند قبول نہیں کر سکتی۔

استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس مسئلہ کو زیر بحث لا کر ایک قرارداد مرکزی ...ومت کو ارسال کی جائے کہ ایسی شرائط پر' جن سے پاکستان کا وقار مجروح ہو' امریکہ سے کوئی امداد ...ل نہ کی جائے' بلکہ دو ٹوک الفاظ میں ان شرائط کو مسترد کر کے اپنے ملی وقار کو بحال رکھا جائے۔

...اب ڈپٹی سپیکر . جی لاء منسٹر صاحب

...یر قانون . جناب سپیکر! بے شک یہ معاملہ کافی نازک اور sensitive ہے اور قومی اہمیت کا حامل ...ے۔ لیکن اس میں مزید بحث میں جائے بغیر میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ یہ foreign affairs کا

معاملہ ہے' ملکی دفاع کا معاملہ ہے' اس بارے میں پالیسی بیان دے سکتا ہوں نہ ہی کوئی policy statement صوبائی حکومت جاری کر سکتی ہے۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ یہ وفاقی حکومت میں تو زیر بحث آ سکتا ہے اور وہاں ہی اس بارے میں پالیسی طے کی جا سکتی ہے۔ اس لیے اگر آپ چاہیں تو کسی قرارداد کی شکل میں یا کسی اور طریقے سے وفاقی حکومت کی توجہ دلا سکتے ہیں۔ یا اس پر کسی اور طریقے سے اگر چاہیں تو بحث ہو سکتی ہے لیکن التوائے کار تو انہی معاملات میں ہو سکتا ہے جو صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوں اور صوبائی حکومت ان پر مکمل عبور رکھتی ہو' اس لیے اس سبجیکٹ میٹر کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مولانا صاحب کے کئی بھائی' کئی مولانا حضرات وہاں بھی موجود ہیں یا ہمارے کئی ایم این اے حضرات وہاں بھی موجود ہیں' ان کو یہ مسئلہ دیں اور وہ وفاقی سطح پر اس مسئلے کو اٹھائیں۔ البتہ اس میں جو مذہبی اور دینی معاملات والی بات ہے اسے اگر آپ کسی اور طریقے سے take up کرنا چاہیں تو کر لیں۔ لیکن یہ جو باقی مسئلہ ہے وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے اور foreign affairs کے تحت aid اور یہ تمام متعلقہ امور وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہیں۔ اس لیے میں مولانا صاحب کو کہوں گا کہ وہاں وفاقی حکومت میں اپنے کسی ساتھی کے ذریعے یہ پیش کروائیں۔

چودھری محمد صدیق سالار. پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا یہ تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے۔ آپ دیکھ لیں' کیا ٹائم ختم نہیں ہو چکا؟

جناب ڈپٹی سپیکر. نہیں چودھری صاحب! اس ہاؤس میں جو نئی گھڑیاں لگوائی گئی ہیں ان سے آپ استفادہ کیا کریں۔ جی فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی. جناب والا! یہ وہ اہم مسائل ہیں جن کا تعلق پوری قوم کے ساتھ ہے۔ اس میں ہم صوبے کے لوگ بھی شامل ہیں۔ اگر یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے تو کم از کم ہم اس سلسلے میں کوئی قرارداد تو پیش کر سکتے ہیں اور ہمارے محترم وزیر قانون صاحب جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اگرچہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے لیکن ہم بھی اس سے متاثر ہیں اور ہم اتنے عظیم صوبے میں بسنے والے لوگ بھی ان حقوق سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو ہم مرکز کو اس سلسلے میں ایک قرارداد یا اپنی سفارش بھیج دیں یا جو ہمارے پاس اس سے متعلقہ ادارے ہیں جیسے وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں تو اسے کیا وہ اس ایوان میں لانے کے لیے تیار ہیں یعنی جو مسائل صوبے کے یا ان کے اپنے دائرہ اختیار میں ہیں۔ اس میں مذہبی آزادی کی آڑ میں اسلامی

...ں روکے ں و ں ی ی ہے اور اسی طرح مذہبی آزادی میں جو ایک آرڈیننس اور قانون قادیانیوں کے لیے نافذ ہو چکا ہی اس کو بھی روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی طرح دوسرے ہمارے ملکی اہم مسائل خاص کر اواکس طیاروں کی پرواز۔ تو جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ نہایت اہم مسائل ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے جو بھی کوئی بہتر تجویز ہوسکتی ہے وہ جناب وزیر قانون صاحب فرمائیں، میں اس سے اتفاق کروں گا لیکن وہ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس کی اہمیت سے اس کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس کا جو بھی بہتر حل قانون کے دائرے میں تجویز فرمائیں اس سے میں اتفاق کروں گا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں مولانا صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس کی اہمیت سے میں انکار نہیں کر رہا۔ یہ بات آپ کی بالکل صحیح اور درست ہے۔ یہ اب قانون کے پابند ہیں کہ قاعدہ 67 کے جز (سی) میں ہے کہ ایسی کوئی تحریک، تحریک التوائے کار زیر بحث نہیں آ سکتی جو کہ صوبائی گورنمنٹ کے کنٹرول میں نہ ہو اور اس طریقے سے مولانا صاحب کی یہ تجویز درست ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر وفاقی حکومت کے لیے ایک قرارداد کی شکل میں کوئی چیز لے آئیں۔ اس دن اسے زیر بحث لا کر وفاقی حکومت کے نوٹس میں لے آئیں کہ یہ بات قومی غیرت اور حمیت کے خلاف ہے یا کیا ہے یا کسی طریقے سے آپ اسے put کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں اس کو بھجوا دیا جائے۔ تو آپ ایک قرارداد پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں۔ اس دن آپ اس قرارداد کی wording درست کرلیں اور ایک well worded قرارداد اس دن آپ پیش کر سکتے ہیں۔ میں اس بارے میں اور کچھ نہیں کہوں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! محترم وزیر قانون صاحب اگر یہ یقین دہانی کرا دیں اور فرما دیں کہ یہ قرارداد اگلے working day پر آ جائے گی۔ اگر یہ قرعہ اندازی میں آئی ہے تو ہماری قراردادیں چھ چھ مہینے، سال سال میں نہیں آئیں۔ جیسے ہنگامی طور پر ہماری بہنوں کی قرارداد لائی گئی ہے ایسے کسی ضابطے اور قانون کے تحت اس قرارداد کو بھی اگلے working day پر لائیں گے۔ آپ یقین دہانی فرما دیں تو میں اسے قرارداد کی شکل میں پیش کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یقین دہانی کیسے کرا سکتا ہوں۔ قرارداد تو انہوں نے لانی ہے۔ یہ اپنے طور پر پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی سردار صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! مولانا منظور احمد چنیوٹی کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ کسی حیلے بہانے سے خواتین کا ذکر ضرور فرماتے ہیں۔ انہیں اس بات سے ٹوکا جائے۔ خواتین کے ساتھ یہ ہوا خواتین کے ساتھ وہ ہوا' کبھی ان کی سینڈل کی چاپ کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کا دل دھڑکتا ہے۔ تو ان کو چاہیے کہ یہ ذرا اجتناب کریں اور مہربانی فرمائیں اور اپنی بات کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں نے ایک صحیح بات کی ہے۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ قراردادوں کا ایک ضابطہ قانون جو ہمیں معلوم ہی ہے کہ قرعہ اندازی ہوتی ہے اور اس میں پانچ ممبران کی قراردادیں نکلتی ہیں۔ لیکن جو قرارداد مستورات کی طرف سے پیش کی گئی وہ بغیر کسی قرعہ اندازی کے اگلے ہی working day پر آ گئی تھی۔ اور میں اپنے بزرگ اور محترم جناب دستی صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ انہیں اس عمر میں بھی خواہ مخواہ انداز میں عورتوں کی ہمدردی کا جو زیادہ شوق ہے' معلوم نہیں کہ وہ اس بڑھاپے کی عمر میں کیا شوق کرنا چاہتے ہیں۔ میں کوئی ناجائز بات نہیں کر رہا۔ میں نے قانون اور ضابطے کی بات کی ہے اور سردار صاحب نے اس سے اتفاق کر لیا ہے کہ یہ قرارداد اگلے working day پر آئے گی۔ خواہ مخواہ دستی صاحب یہ باتیں چھیڑتے ہیں۔ شاید ان باتوں سے انہیں کوئی لذت ملتی ہو۔ میں تو جو بات کہتا ہوں اصول کی' قانون کی' اور شرعی احکام کی بات کہتا ہوں۔ مجھے کسی کے ساتھ ذاتی دشمنی ہے نہ کوئی اور بات ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! مولوی صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھوں گا کہ کل جو ٹی پارٹی ہوئی تھی۔ یہ گواہ بھی موجود ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں دستی صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے' اس میں آپ براہ کرم نیا مسئلہ نہ لائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! یہ مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک ضروری بات ہے کہ کل کی ٹی پارٹی میں یہ بیگم صاحبہ کے ساتھ بیٹھ کر تصویریں بنواتے رہے اور کافی دیر تک ان کے ساتھ بیٹھے رہے۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب والا! ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے دراصل بیگم صاحبہ سے ان کی صلح کرائی

تھی' بات تب فوٹو کی آئی تھی۔ ویسے کوئی بات نہیں جو وہ disturb کر رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا! بیگم نجمہ تابش الوری کو بٹھایا گیا اور جب فوٹو کے لیے کیمرے والا آیا تو میں باوجود ان کی زبردستی کے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ یہ ہاؤس میں غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جی ہاں۔ میں سردار صاحب کی یقین دہانی پر کہ اسے قرارداد کی شکل میں اگلے working day پر لایا جائے گا پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ درست اور مناسب رہے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بہتر جناب۔

قرارداد

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی چودھری صاحب! فرمائیے' آپ کیا ریزولیوشن لانا چاہتے تھے؟

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میں یہ استدعا کروں گا کہ آپ قواعد کو معطل کر کے ایک نہایت ہی ضروری قرارداد پیش کرنی کی اجازت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے یہ فرمائیے کہ وہ کس قسم کی قرارداد ہے تاکہ ہاؤس سے بھی قواعد کو معطل کرنے کی اجازت لی جائے۔

چودھری محمد اقبال ۔ جناب والا! قرارداد نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اور موجودہ تقریبات کے لیے پنجاب اسمبلی نے جو initiative لیا ہے اس کے لیے چند الفاظ خراج تحسین کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ حضرات کی کیا رائے ہے کہ قواعد کو معطل کیا جائے؟

آوازیں،جی۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا! یہ تمام ہاؤس کے ممبران کے جذبات کا اظہار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ قواعد کو معطل کیا جاتا ہے۔ جی فرمائیے۔

پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی تقریبات کے بطریق احسن انعقاد پر وزیراعلیٰ اور سپیکر کو خراج تحسین

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ ساز گولڈن جوبلی کی تقریبات جس منفرد انداز میں منائی ہیں میں پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جناب والا! جمہوری قدروں کو فروغ دینے اور اعلیٰ پارلیمانی روایات قائم کرنے کے لیے یہ تقریبات عوامی سطح پر ایک خوشگوار تاثر قائم کریں گی اور ملکی یگانگت و استحکام کے لیے نہایت ہی سودمند ثابت ہوں گی۔ ان تقریبات کو اس انداز سے منانے کی تخلیقی سوچ کا سہرا جناب سپکر میاں منظور احمد وٹو کے سر ہے جن کی ذاتی کوششوں، صلاحیتوں اور بھرپور توجہ سے ان تقریبات کا انعقاد ہو سکا۔ اس سلسلے میں جناب قائد ایوان میاں نواز شریف صاحب نے جو کردار ادا کیا ہے وہ بھی ازحد قابل ستائش ہے۔ ان کی خصوصی سرپرستی سے تقریبات کی افادیت اور ان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں جو سہولت میسر ہوئی ہے یہ ان کی جمہوریت پسندی اور پارلیمانی روایات کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف، میاں محمد افضل حیات صاحب نے ان تقریبات میں تعاون فرما کر اپنی بھرپور جمہوریت پسندی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ یہ ایوان حقیقی طور پر جناب قائد ایوان اور جناب سپیکر کو اس شاندار کارنامے اور کارکردگی پر دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین اور مبارک باد پیش کرتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! اس میں یہ الفاظ بھی شامل کر دیے جائیں کہ "باقی ممبران جنہوں نے ان کے ساتھ تعاون کیا ہے وہ سب بھی اس کے مستحق ہیں"۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! میں سارے ایوان کی طرف سے---

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! مجھے یہ قرارداد ایک دفعہ پڑھ لینے دیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! آپ نے قرارداد کو سن تو لیا ہے۔ پڑھنے اور سننے میں فرق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، قانونی تقاضے تو پورے کر لینے دیں۔

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! قانونی تقاضوں کو پورا ہونا چاہیے' اس کو جلد بازی میں نہیں کرنا

چاہیے۔ اس کا پورا قانونی طریقہ کار ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ ساز گولڈن جوبلی کی تقریبات جس منفرد انداز سے منائی' پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جمہوری قدروں کو فروغ دینے اور اعلیٰ پارلیمانی روایات قائم کرنے کے لیے یہ تقریبات عوامی سطح پر ایک خوشگوار تاثر قائم کریں گی اور ملکی یگانگت اور استحکام کے لیے نہایت ہی سود مند ثابت ہوں گی ان تقریبات کو اس انداز سے منانے کی تخلیقی سوچ کا سہرا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کے سر ہے' جن کی ذاتی کوششوں' صلاحیتوں اور بھرپور توجہ سے ان تقریبات کا انعقاد ہو سکا ہے۔ اس سلسلے میں جناب قائد ایوان میاں نواز شریف صاحب نے جو کردار ادا کیا ہے' وہ بھی از حد قابل ستائش ہے۔ ان کی خصوصی سر پرستی سے تقریبات کی افادیت اور ان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں جو سہولت میسر ہوئی ہے یہ ان کی جمہوریت پسندی اور پارلیمانی روایات کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف' میاں محمد افضل صاحب نے ان تقریبات میں تعاون فرما کر اپنی بھرپور جمہوریت پسندی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ یہ ایوان متفقہ طور پر جناب قائد ایوان' اور جناب سپیکر کو اس شاندار کارنامے اور کارکردگی پر دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: اس ترمیم کے ساتھ جو میں نے پیش کی ہے۔ اس میں حکومت پنجاب کا خرچ ہوا ہے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد میں کئی تشنگیاں رہ گئی ہیں۔ اس بارے میں جو حزب اختلاف کا نقطہ نظر ہے وہ بھی عرض کر دیں۔ میں یہاں پر صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کا جو سٹاف ہے اور جنہوں نے دن رات محنت کی ہے ان کا ذکر بھی ہونا چاہیے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اسمبلی سٹاف کو ایک ماہ کی تنخواہ بھی دی جائے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر: جناب والا! میں میاں افضل حیات صاحب کی ادھوری بات کو پورا کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اور میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ تمام ارکان اپنی ایک دن کی تنخواہ اسمبلی کے عملے کو ان کی خدمات اور ان کی محنت کے اعتراف کے طور پر دیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: آپ اپنی تنخواہ ہی دے دیں۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر، میں تو اپنی تنخواہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن اگر آپ ایک دن کی تنخواہ دے دیں تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ان کی خدمات کا اعتراف ہوگا۔ کیونکہ شاہ جہاں کو آج تک تاج محل کی تعمیر کے لیے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی تعمیر کے لیے ہزاروں مزدوروں اور کاریگروں کو بھلا دیا جاتا ہے۔ اس ساری کامیابی کا سہرا ان ہی کے سر ہے جنھوں نے دن رات محنت کی۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اگر وزرائے کرام اور ممبر صاحبان کو اعتراض نہ ہو تو ایک دن کی تنخواہ ان غریبوں کو دے دی جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے یہ استدعا کروں گا کہ جو Managing Committee اور Reception Committee کے ممبر تھے انہوں نے بہت محنت اور کوشش سے اس کو کامیاب بنایا اور جو باہر سے مندوبین تشریف لائے تھے ان کی خاطر مدارات میں ہرطور سے حصہ لیا ہے۔ وہ بھی اس میں شامل ہونے چاہییں' تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور بھچر صاحب کے خیالات کی میں تائید کرتا ہوں اور خدا کے فضل سے سب تیار ہیں کہ اپنی ایک دن کی تنخواہ دے کر سٹاف کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہم ممبران کی خواہش ہے کہ جس طرح اچھے بولنے والے اور اچھے پارلیمینٹرین کو تحفے دیے گیے ہیں اسی طرح ایوان کی طرف سے تمام ممبران اپنی تنخواہ کاٹ کر اپنے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو بھی ایک ایک تحفہ دینا چاہتے ہیں۔ اس کا اہتمام کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! چونکہ قرارداد کا متن اس وقت میرے سامنے نہ ہے لیکن جو میں نے قرارداد کا متن سنا ہے اس کے آخر میں جہاں قائد ایوان اور جناب سپیکر کے الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ قائد ایوان اور جناب سپیکر کے الفاظ کے بعد قائد حزب اختلاف اور ارکان ایوان اور پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملے کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو میں اس قرارداد کے محرک سے یہ درخواست کروں گا کہ تمام ارکان کے صلاح مشورے کو شامل کرتے ہوئے اس کی re drafting کرلی جائے اور اس میں جن خامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے ان کو آپ دوبارہ ٹھیک کر کے لائیں۔ کیا یہ مناسب رہے گا؟

بیگم نجمہ تابش الوری، جناب والا! میں چودھری اقبال صاحب کی قراردار کی تائید کرتے ہوئے یہ ترمیم پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اس میں تمام معزز خواتین اراکین نے جس جوش و خروش سے حصہ لیا

اور تمام ملازمین پنجاب اسمبلی نے دن رات کر کے اس گولڈن جوبلی کو کامیاب کرایا یہ بھی قابل تحسین اقدام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس کے لیے یہی مناسب ہوگا کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو بیٹھ کر re drafting کرے' اس کے بعد قرارداد ایوان میں پیش کی جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب' وہ کمیٹی چودھری صاحب ہی کے زیر صدارت ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے گولڈن جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں کچھ اپنی گزارشات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لیے میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ قرارداد میں آپ نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کے مطابق آپ بیٹھ کر اسے ایک باقاعدہ صورت میں لائیں۔ تو جب وہ پیش ہوگی اس کے بعد آپ جو بھی فرمانا چاہیں تو وہ زیادہ مناسب رہے گا۔ جی شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اللہ کے فضل سے پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی کی جو تاریخ ساز تقریبات ہمارے اس معزز ایوان میں منعقد ہوئی ہیں ان کا تمام تر سہرا جناب سپیکر کے سر ہے اور میں اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء کی طرف سے جناب سپیکر کو دل کی گہرائیوں سے ان تاریخ ساز تقریبات کی کامیابی کے ساتھ انعقاد کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے سپیکر کو صلاحیتیں دی ہیں یہ ان کا نتیجہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب نے جو ہمارے اس ادارے کی پارلیمانی روایات' پارلیمانی اقدار میں ان تقریبات کے ذریعے اضافہ کرنے کے لیے پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے ساتھ تعاون کیا ہے' جس خلوص' کامیابی اور محنت کے ساتھ ان تقریبات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے بلاشبہ پنجاب حکومت بھی اس کے لیے مبارکباد کی مستحق ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان تاریخ ساز تقریبات سے ہمارے اس معزز ایوان کے نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ میں اس موقع پر یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے پورے نظم و ضبط کے ساتھ ہمارے اسمبلی کے معزز ارکان نے اور جس بھاری تعداد یا پوری تعداد کے ساتھ ان تقریبات میں شرکت کی ہے اسی طریقے سے نظم و ضبط کے ساتھ' قواعد و ضوابط کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب سپیکر! تمام ارکان سے میں آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ ان

تقریبات کے بعد ہر رکن اسمبلی کو اس طریقے سے اسمبلی کے ایوان کی کارروائی میں حصہ لینا چاہیے۔ اسی اپنی طرف سے تجاویز پیش کرتے ہوئے اسی نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اس کردار کا مظاہرہ کرنا چاہیے جس کردار کا، جس نظم و ضبط کا مظاہرہ گولڈن جوبلی کی تقریبات میں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں حزب اختلاف کا کردار مکمل تعاون پر مبنی تھا اور جو یقین دہانی جناب سپیکر کو کرائی گئی تھی ہم نے پوری طرح سے اس پر عمل درآمد کیا۔ مگر جب صدر مملکت خطاب فرمانے لگے تو ہمارے ایک رکن کی طرف سے ایک نقطۂ اعتراض اٹھایا گیا جس پر جناب سپیکر نے انہیں اپنا موقف بیان کرنے کی اجازت نہ دی۔ ہم نے چونکہ جناب سپیکر سے ایک اخلاقی عہد کیا تھا۔ ہم نے اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا، بلکہ ہم نے اس پر بھی جناب سپیکر سے تعاون کیا۔ اس لیے ہم نے اس روز بھی نہ احتجاج کیا تھا اور نہ آج کیا ہے، جبکہ جناب سپیکر نے اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ہمارے فاضل اور معزز رکن کو اس رواں اجلاس کے اختتام تک ایوان سے باہر نکل جانے کا حکم سنایا ہے۔ اس جذبے کے تحت ہمارے لیڈر کی طرف سے ہمارے کسی رکن کی طرف سے اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! چونکہ جناب فضل حسین راہی صاحب کی وہ انفرادی سوچ تھی۔ وہ اجتماعی سوچ نہیں تھی۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

سید طاہر احمد شاہ: میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم چیئر کی ہر رولنگ کا قواعد و ضوابط کے مطابق، پورے حوصلے کے ساتھ اپنی طرف سے تعاون کا دلی ثبوت پیش کرتے ہوئے اس کو خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) مگر جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایون کی کارروائی کے ریکارڈ پر یہ بات نہایت افسوس کے ساتھ لانا چاہتا ہوں کہ جناب فضل حسین راہی صاحب کو بقول ان کے پرسوں پورے دن تک پولیس نے حراست میں رکھا۔

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ گولڈن جوبلی پر بات کر رہے تھے لیکن اب یہ جو بات کرنا چاہتے ہیں یہ وہی ہے جو کہ راہی صاحب کرنا چاہتے تھے۔ اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ جہاں تک شاہ صاحب کی بات کا تعلق ہے وہ کریں مگر جس بارے میں راہی صاحب بات کرنا

چاہتے ہے اور ہاؤس نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اب شاہ صاحب کو وہ بات یہاں نہیں کرنی چاہیے۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! جو حقائق ہیں میں ان کو نہایت ادب اور انکسار کے ساتھ اس ایوان کی کارروائی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ ہمیں اس بات سے خوف نہیں ہے' نہ راہی صاحب کو ہے کہ انہیں پولیس نے اپنی حراست میں غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر کیوں لیا؟ مگر اصل میں بات یہ ہے کہ بقول راہی صاحب کے جو پولیس انتظامیہ نے حراست میں رکھتے ہوئے۔

چودھری محمد اقبال، پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! شاہ صاحب محترم بڑے قابل پارلیمنٹیرین ہیں۔ جناب والا کی وساطت سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو پوائنٹ شاہ صاحب نے اٹھایا ہے' کیا وہ اسے اس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ اس کے لیے رولز اینڈ ریگولیشنز ہیں۔ ان کے مطابق یہ بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ درست فرما رہے ہیں۔ میں محترم شاہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جس مقصد کے لیے آپ نے خصوصی اجازت لی تھی آپ اپنی بات کو اسی تک محدود رکھیں۔ اگر راہی صاحب کے ساتھ کسی نے کوئی خلاف قانون بات کی ہے تو وہ خود اس سلسلے میں بات کر سکتے ہیں یا آپ اس کو باقاعدہ کسی قرارداد یا تحریک کے ذریعے اسمبلی میں لے آئیں۔۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! دو جملوں میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔۔

وزیر قانون، سر' اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون ، جناب والا ! میری گزارش ہے کہ ایجنڈے پر جو کارروائی ہے ہم اس کو چھوڑ کر کسی اور طرف چل نکلے ہیں۔ آپ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ اس کے لیے ایک کمیٹی بنا دیں وہ اسے re draft کرے۔ اس میں جو جو ترامیم شاہ صاحب یا باقی معزز ممبر تجویز کرتے ہیں ان کو ایک جامع قرارداد کی شکل میں لے آئیں اور اس کو پھر کسی مناسب وقت پر پیش کر دیں۔ آج چونکہ ہاؤس کی کارروائی میں قانون سازی کا بھی کام ہے۔ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اس کو فوری طور پر کیا جائے۔ اس لیے باقی ساری کارروائی کو چھوڑ کر ایجنڈے پر جو کارروائی ہے اس کو زیر بحث لایا جائے۔ یہ بہت ضروری ہے' کیونکہ ہم روزانہ اس طریقے سے دیگر کاموں میں لگے رہتے ہیں اور اسمبلی کا جو اصل کام ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور شاہ صاحب سے بھی استدعا کروں گا کہ اگر ان کی قرارداد سے متعلق کوئی بات رہتی ہو تو وہ کریں' غیر متعلقہ بات کو براہ کرم نہ چھیڑیں۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کے اور ارکان اسمبلی کے استحقاق کے custodian ہیں۔ اس سلسلے میں' میں یہ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پولیس نے حراست میں رکھتے ہوئے ان کو جن غیر اخلاقی مقدمات میں ملوث کرنے کی دھمکیاں دی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ بات ہم ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھی ہیں اور آپ سے یہ استدعا کرتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں) ہم آپ کی رولنگ کا احترام کرتے ہوئے آپ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ آپ نے فضل حسین راہی کو جو سزا سنائی ہے اس میں تخفیف کریں اور فضل حسین راہی کو آج کی کارروائی کے بعد اگلے ورکنگ ڈے پر ایوان میں شامل ہونے کا' شرکت کرنے کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ اس سلسلے میں جو ریزولیوشن چودھری صاحب نے پیش کیا ہے' اس کے لیے مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے' جو متفقہ قرارداد تیار کر کے اس ایوان میں پیش کرے گی:

1- چودھری محمد اقبال	2- جناب وزیر قانون	3- ملک ممتاز احمد بھچر
4- سید اقبال احمد شاہ	5- بیگم نجمہ تابش الوری	6- قائد حزب اختلاف

ایک معزز ممبر، اس کمیٹی میں سید طاہر احمد شاہ کو بھی رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب اگر اپنی تجویز تک رہیں' کیوں کہ وہ ہمارے بزرگ ہیں' میں ان سے یہ توقع کروں گا کہ وہ اس معاملے کو under discussion نہیں لائیں گے' بلکہ اس کو طے کرنے میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ چنانچہ میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ یہ معزز ممبران بیٹھ کر اس قرارداد کو re draft کر لیں اور اس کو متفقہ صورت میں اس ایوان میں پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد جاوید اقبال، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

مسودہ قانون ترمیم تجدید کرایہ شہری جائیداد پنجاب مصدرہ 1988، مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1988، کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 7 فروری 1988، تک توسیع کی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مسودہ قانون ترمیم تجدید کرایہ شہری جائیداد پنجاب مصدرہ 1988، مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1988، کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 7 فروری 1988، تک توسیع کی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

مہر محمد سلیم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد سلیم صاحب رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"عرض ہے کہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے 25، 26 اور 28 جنوری 1988، کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب بشیر احمد انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب بشیر احمد انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ایک ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 26 اور 27 فروری 1988، کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی جمشید عباس تھیم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی جمشید عباس تھیم رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں 24 تا 26 جنوری 1988ء کو حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اکرام اللہ رانجھا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اکرام اللہ رانجھا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" گزارش ہے کہ میں اجلاس کے دوران لاہور میں موجود تھا۔ مگر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے مورخہ 26 اور 28 جنوری 1988ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہذا درخواست ہے کہ مہربانی کر کے دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار خضر حیات سیال

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار خضر حیات سیال رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 24 اور 25 جنوری 1988ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔
رخصت منظور کی جائے۔ نوازش ہو گی۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے:-

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سید خاور علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید خاور علی شاہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"میں مورخہ 20 اور 21 جنوری 1988ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ مہربانی فرما کر دو
یوم کی رخصت عنایت کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے:-

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالمجید صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالمجید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ مورخہ 24 جنوری 1988ء کو بوجہ ضروری کام اجلاس میں حاضر نہ ہو
سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہ نواز رانجھا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شاہ نواز رانجھا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ مورخہ 26 اور 28 جنوری 1988ء کو منعقد ہونے والے ...
اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ جبکہ لاہور میں موجود تھا۔ لہٰذا درخواست ہے۔ کہ
مہربانی کر کے مجھے دو یوم کی رخصت منظور کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمود احمد، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 1 بابت 1988ء پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1988ء تک توسیع کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

" تحریک استحقاق نمبر 1 بابت 1988ء پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ' ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مارچ 1988ء تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج لابی کے سپیکر کام نہیں کر رہے۔ اس کی نشان دہی پہلے بھی کر دی گئی ہے۔ یہ اب تک تو درست ہو جانے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! ٹیکنیشنز اس پر کام کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ جلد درست ہو جائیں گے۔ اب ہم قانون سازی شروع کرتے ہیں۔ میرے خیال میں چودھری محمد رفیق صاحب' اس دن آپ اس سلسلے میں تقریر فرما رہے تھے۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! میری تقریر جاری تھی' مجھے ابھی بھی اس بل پر بہت کچھ کہنا ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس غیر قانونی کارروائی میں حصہ لوں' کیوں کہ اس ایوان میں کورم ہی

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کورم کی نشان دہی کر رہے ہیں؟

چودھری محمد رفیق، جی ہاں جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ لہٰذا گھنٹیاں بجائی جائیں---- پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں---- دوبارہ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- چونکہ کورم پورا نہیں ہے' اس لیے اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفے کے بعد کی کارروائی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، گنتی کریں---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ اجلاس کی کارروائی اتوار 7۔ فروری 1988، 4.00 بجے شام تک کے لیے ملتوی ہوتی ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اتوار 7۔فروری 1988، 4.00 بجے شام تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

اتوار 7 فروری 1988ء

(یک شنبہ 18 جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 30-4 بجے شام منعقد ہوا۔ جناب چیئرمین راجہ خلیق اللہ خان کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ
فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا
بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩﴾ اِنَّمَا النَّجْوٰى
مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ
لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١﴾

سورۃ المجادلۃ آیات 9 تا 11

اے ایمان والو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو اور نفع رسانی اور پرہیز گاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔ ایسی سرگوشی صرف شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے اور وہ بد دن اللہ کے ارادے کے ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جاوے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو کھلی جگہ دے گا اور جب یہ کہا جاوے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم ایمان والوں اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کو سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (رکھے گئے ایوان کی میز پر)

جناب چیئرمین ، سوالات کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال حاجی سردار خاں صاحب کا ہے۔ سوال نمبر 1846۔

نہر دیپالپور کی تعمیر کے لیے حاصل کی گئی زمین کا معاوضہ ادا کرنے کے اقدامات

*1846-حاجی سردار خان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

دیپال پور نہر کی تعمیر نو از باقر کے تا جنگلہ گوالا (فاصلہ تقریباً 9 میل) جس میں مواضعات باقر کے خرم، نیئوال، نور پورہالم، گوہڑ کی، سرکال موکل، دہر کے کا رقبہ آتا ہے۔ کتنا رقبہ ایکوائر کیا گیا ہے اور کیا اس کا معاوضہ ادا کیا جا چکا ہے۔ اگر نہیں تو کیا امر مانع ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

یہ درست ہے۔ کہ دیپال پور نہر کی تعمیر کے سلسلے میں محکمہ نہر نے تحصیل کا 417 ایکڑ رقبہ ایکوائر کیا تھا۔ جس کا معاوضہ مبلغ 415714 روپے ہر دو اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کو بذریعہ ڈپٹی کمشنر لاہور 72-1971ء میں ادا کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین ، اگلا سوال بھی حاجی سردار خان صاحب کا ہے۔ سوال نمبر 1847۔

نہر دیپالپور سے مواضعات کو وافر مقدار میں پانی کی فراہمی کے لیے اقدامات

*1847-حاجی سردار خان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مواضعات میانوالہ تئے کے بھوچکے، کیلوں، قطبہ، چوہاجھرمٹ، بھیلا بھٹارہ، کو دالے پور کو نہر دیپالپور سے پانی سپلائی ہوتا رہا ہے جو کہ اب کافی عرصہ سے بند کر دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا ان دیہاتوں کو نہری پانی کی سپلائی بحال کی جا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو کیا ان مواضعات کو کسی متبادل ذریعہ سے یعنی کہ ٹیوب ویل وغیرہ سے پانی دیا جا سکتا ہے۔۔؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) پرانے وقتوں میں علاقے کو طغیانی کی نہروں کے ذریعہ آب پاشی کی جاتی تھی اور اغلب ہے کہ مواضعات کیلوں چوہا بھرمٹ، بھیلا بھٹارہ، اور ٹوڈے پور کو بھی مذکور طغیانی کی نہروں

اس کے ملحقہ سسٹم کے ذریعہ علاقہ کو سیراب کیا گیا۔ اس لیے اجراء شدہ دیپال پور سسٹم کی چک بندی میں مواضعات کیلوں' چوہا جھرمٹ' بھیلا ہٹھاڑہ اور ٹوڈے پور کے رقبہ کو شامل نہ کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان مواضعات کو نہری پانی نہیں دیا جا رہا ہے۔ مواضعات میانوالا نینکے بھوچکے اور قطبہ کے اس رقبہ کو جو کہ اندرون چک بندی ہے۔ نہری پانی دیا جا رہا ہے۔

(ب) موضع میانوالا کو جزوی نہری اور سرکاری ٹیوب ویل اور مواضعات قطبہ۔ نینکے۔ بھوچکے' کو نہر میں پانی دستیاب ہے۔ مواضعات کیلوں۔ چوہا جھرمٹ بھیلا ہٹھاڑہ اور ٹوڈے پور حدود انہار سے باہر ہیں۔ لہٰذا ان کو نہری پانی نہیں دیا گیا۔ اور ٹیوب ویل کی کوئی متبادل سکیم حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

جناب چیئرمین ۔ کوئی ضمنی سوال نہیں؟ اگلا سوال نمبر 1926 ۔

راولپنڈی اور اٹک اضلاع میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی تفصیلات

*1926-**جناب غلام سرور خان،** کیا وزیر آب پاشی و قوت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع میں کتنے ٹیوب ویل برائے آب پاشی تنصیب کیے گیے ہیں۔

(ب) ہر ٹیوب ویل پر کتنی لاگت آئی ہے۔

(ج) ہر ٹیوب ویل سے کتنا رقبہ سیراب کیا جاتا ہے۔

(د) ہر ٹیوب ویل سے حاصل شدہ آبیانہ کیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) راولپنڈی کے ضلع میں کوئی ٹیوب ویل برائے آب پاشی نہیں لگایا گیا جب کہ ضلع اٹک میں کل 14 ٹیوب ویل سال 1966ء سے 1969ء تک نصب کیے گیے۔ ان میں سے 2 ٹیوب ویل بور خراب ہوئے' ایک ٹیوب ویل فنی خرابی کی وجہ سے بند ہے اور ایک ٹیوب ویل محکمہ دفاع کو دے دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ 10 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

(ب) 14 ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر کل 21 لاکھ 45 ہزار روپے لاگت آئی۔ اس طرح اوسطاً ایک ٹیوب ویل پر تقریباً ایک لاکھ 53 ہزار روپے لاگت آئی۔

(ج)(د) ٹیوب ویلوں سے رقبہ آب پاشی اور حاصل شدہ سالانہ آبیانہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ٹیوب ویل نمبر	رقبہ آب پاشی (ایکڑ)	سالانہ آبیانہ (روپے)
1	201	9582/-
2	202	9626/-
3	264	12369/-
4	239	11020/-
5	145	6662/-
6	137	6524/-
7	203	9432/-
8	146	6853/-
10.B	118	5581/-
11	14	678/-

جناب چیئرمین : سوال نمبر 2052۔

محکمہ آب پاشی میں اسسٹنٹ انجینئروں کی غیر قانونی تعیناتی

*2052- سردار نصراللہ خان دریشک، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ آب پاشی و قوت برقی کے 31 عارضی اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئروں کو پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیے بغیر مستقل بنیادوں پر تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کن قواعد کے تحت پبلک سروس کمیشن کو ان تقرریوں کے سلسلے میں نظر انداز کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ تقرریاں وزیر موصوف نے خود کی ہیں یا وزیر اعلیٰ یا گورنر کی اجازت سے کی تھی۔

(د) آیا محکمہ کے معتمد نے کوئی ایسی تجویز پیش کی تھی یا یہ فیصلہ محکمہ کے متعلقہ شعبہ جات کے سربراہان اور معتمد سے مشورہ کیے بغیر کیا گیا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید):

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ محکمہ نے پبلک سروس کمشن کو بذریعہ چٹھی نمبر ای 1/ اے۔پی 82

مورخہ 26 دسمبر 1983ء 65 اسسٹنٹ ایلزیکٹو انجینئروں کی اسامیوں کو پر کرنے کی درخواست کی علاوہ ازیں بذریعہ چٹھی نمبر ای۔ I/1اے پی 84 مورخہ 24 اپریل 1984ء کو مزید 4 اسامیوں کو شامل کرنے کی درخواست کی۔ اس کے بعد مورخہ 18 جولائی 1984ء کو بذریعہ چٹھی نمبر ای -I/1اے پی 14,82 مزید اسامیوں کو پر کرنے کی درخواست کی گئی' کمشن نے 31 دسمبر 1984ء کو 83 اسامیوں پر صرف 16 امیدواران کی تقرری کی سفارش کی' باقی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے محکمہ نے قواعد کی رو سے ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کی۔ جنہوں نے دو سال سے زائد مدت ایڈہاک بنیادوں پر ملازمت کرنے کے بعد درخواست کی کہ ان کو مستقل کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کی استدعا بوساطت جناب وزیر آب پاشی و قوت برقی جناب وزیراعلیٰ کو بھیجی گئی۔ جنہوں نے ان کو پنجاب سول سروسز ایکٹ 1976ء ضابطہ 23 کے تحت قواعد ملازمت برائے تقرری 1974ء میں رعایت دیتے ہوئے ان کو مستقل کرنے کی منظوری دے دی۔

(ب) اس کا جواب (الف) میں مذکور ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو الف میں مذکور ہے۔

(د) اس کا جواب (الف) میں مذکور ہے۔

جناب چیئرمین ، سوال نمبر 2063۔

محکمہ آب پاشی و قوت برقی میں شروع کی جانے والی سکیموں کی تفصیلات

*2063-سردار نصر اللہ خان دریشک، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء تک ان کے محکمہ میں وزیراعلیٰ کی جانب سے خصوصی ہدایات کے نتیجہ میں ترقیات کا کام صوبہ کے تمام اضلاع میں تحصیل وار کیا ہوا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا کام کن ممبران قومی یا صوبائی اسمبلی کی سفارش پر ہوا۔

(ج) مندرجہ بالا ترقیاتی سکیموں میں سے کتنی under process ہیں کتنی پر کام شروع ہوچکا ہے۔ کتنی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔ تفصیل سے علیحدہ علیحدہ آگاہ فرمایا جائے۔

(د) مندرجہ بالا سکیموں کا علیحدہ علیحدہ سکیم وار خرچہ کا تخمینہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) جناب وزیر اعلیٰ کی خصوصی ہدایات پر یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء کے دوران صوبہ کے مختلف اضلاع کی مختلف تحصیلوں میں سترہ ترقیاتی سکیموں پر کام شروع کیا گیا ہے جن کی تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) تفصیل لف ہذا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا سترہ ترقیاتی سکیموں میں سے دو زیر غور ہیں۔ بارہ پر کام شروع ہو چکا ہے اور تین پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔

تفصیل لف ہذا ہے۔

زیر غور سکیمیں	نمبر شمار	17,2
جن سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے	نمبر شمار	16,15,14,13,12,10,9,8,7,6,5,4
جو سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔	نمبر شمار	11,3,1

(د) تفصیل لف ہذا ہے۔

فہرست ترقیاتی منصوبہ جات تعمیراتی سکیمیں جو جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات پر یکم مئی 1985ء سے 30 نومبر 1986ء کے دوران شروع کیے گیے۔

نمبر شمار	منصوبے کا نام	نام ممبر قومی و صوبائی اسمبلی جن کی سفارش پر کام شروع کیا گیا۔	تخمینہ لاگت لاکھوں روپے میں	موجودہ کیفیت
1	2	3	4	5
1	کلاروڈ کوی کے گنڈا کی توسیع	جناب سردار محمد جعفر خان لغاری ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ 188 راجن پور	11.28	یہ کام 11.28 لاکھ روپے کی لاگت سے پچھلے مالی سال 1985-86ء کے دوران ختم کیا جا چکا ہے۔
2	نالہ ڈیگ کی موضع کھروالی سے لے کر موضع ڈھلیانوالی	جناب رانا نذیر احمد خان ممبر قومی اسمبلی گوجرانوالہ	20.30	محکمہ آب پاشی و قوت برقی نے اس مقصد کے لیے ایک سکیم بنام "انغا اور گلاب سنگھ ماتر کے

	تک کھدائی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ			سامنے والے حصے میں نالہ ڈیک کو فعال بنانا" تیار کی تھی۔ گزشتہ مالی سال کے دوران اس کے لیے دس لاکھ روپے کی رقم بھی مختص کی گئی۔ مگر جس علاقے میں یہ کام ہو رہا تھا وہاں کے زمینداران کے اس کام کے سلسلے میں اپنے باہمی تنازع کی وجہ سے کام شروع کرنے کے جلد بعد ہی اسے روکنا پڑا۔ موصوف ممبر قومی اسمبلی کی رائے بھی یہی تھی کہ جب تک زمین داران علاقہ باہمی تصفیے تک نہ پہنچیں۔ سکیم پر مزید کام نہ کیا جائے۔ بہرحال موجودہ مالی سال کے دوران اس سکیم پر دوبارہ کام کرنے کا پروگرام ہے۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو اس مقصد کے لیے رقم فراہم کرنے کی درخواست کی گئی۔
3	بوہب نالہ پر پل کی تعمیر تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	جناب بریگیڈئر (ریٹائرڈ) افتخار بشیر ممبر قومی اسمبلی حلقہ نمبر 99 حافظ آباد	7.75	گزشتہ مالی سال کے دوران اس کام پر 4.09 لاکھ روپے خرچ کیے گیے۔ موجودہ مالی سال کے دوران مزید 3.78 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے
4	وینکے سیم نالہ کی	ـــایضاًـــ	25.91	گزشتہ مالی سال کے دوران اس

	تعمیر تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ			کام پر 9.66 لاکھ روپے خرچ کیے گئے۔ موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس کے لیے 18.30 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جنوری 1987ء کے اختتام تک مزید 9.40 لاکھ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔ کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا
5	سکو بیاس پر تین پلوں کی تعمیر تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ	جناب ملک محمد عباس کھوکھر ممبر صوبائی اسمبلی دیپال پور ضلع اوکاڑہ	62.26	موجودہ مالی سال کے دوران اس کام کے لیے 62.26 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ موقع پر ابتدائی کام شروع ہو رہا ہے اور کوشش کی جائے گی کہ زیادہ سے زیادہ کام اس مالی سال کے دوران مکمل کیا جائے۔
6	بیگو والہ سیم نالہ آر۔ڈی 38955 پر دی۔آر۔پل کی تعمیر۔ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	جناب سید اقبال احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 142 سیالکوٹ	4.34	موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کام کے لیے 4.34 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
7	ٹیوب ویل نمبر 565 مرید کے کی ری بورنگ تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ	جناب افتخار احمد بنگو ممبر صوبائی اسمبلی تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ	3.19	موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس کام کے لیے 3.19 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ ابتدائی کام شروع ہے اور سارا کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔

8	کھر اوہ سیم نالہ۔ آر۔ڈی 149900 پر وی۔ آر۔پی کی تعمیر تحصیل اوکاڑہ ضلع اوکاڑہ	جناب چوہدری ممتاز حسین ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 201۔ اوکاڑہ	7.98	موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے دوران اس کام کے لیے 7.98 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ابتدائی کام شروع ہے اور سارا کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
9	ٹیوب ویل نمبر 521 مرید کے کی ری بورنگ اور اسے دو حصوں میں تقسیم کرنا تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ	چوہدری محمد شریف وغیرہ زمین داران علاقہ موضع نبی نگر تحصیل فیروز والہ کی درخواست بنام جناب وزیر آب پاشی و قوت برقی پر جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت یہ کام شروع کیا گیا۔	3.25	موجودہ مالی سال کے دوران اس کام کے لیے 3.25 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ابتدائی کام شروع ہے اور سارا کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
10	ٹیوب ویل نمبر 346 مرید کے کی ری بورنگ تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ	ملک جاوید اقبال ولد ملک فیروز دین سکنہ کھاڑک ملتان روڈ لاہور کی درخواست بنام جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پر یہ کام شروع کیا گیا۔	2.32	موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے دوران اس کام کے لیے 2.32 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ابتدائی کام شروع ہے اور سارا کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
11	پنڈوری سیم نالہ کی آر۔ڈی۔ 0-4000 تک تعمیر۔ تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ۔	جناب رانا تنویر حسین ممبر قومی اسمبلی حلقہ نمبر 93 شیخوپورہ	1.00	اس کام کے لیے جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے خصوصی فنڈ سے ایک لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی اور اس رقم سے یہ کام موقع پر مکمل کیا جا چکا ہے۔
12	ضلع خوشاب میں چھوٹے سیم نالوں کی تعمیر تحصیل و ضلع	جناب ملک نعیم خان ممبر قومی اسمبلی حلقہ نمبر 54۔	13.21	اس منصوبے کے تحت چھ سیم نالے کھودے جائیں گے جن کے لیے جناب وزیراعلیٰ پنجاب

	خوشاب			کے خصوصی فنڈ سے 13.21 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جن میں سے چار سیم نالوں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ بہرحال یہ سارے کا سارا کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
13	چک نمبر 559 گ ب تحصیل جڑانوالہ میں سیم نالہ کی کھدائی کی سکیم تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔	جناب رائے جعفر خان ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 80	29.29	موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے دوران اس کام کے لیے 29.29 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی چونکہ اس کام میں سیم نالے کے لیے زمین کی خریداری کا مسئلہ بھی ہے۔ جس میں کافی وقت لگ جاتا ہے لہذا اس مالی سال کے دوران اس پر تقریباً دو لاکھ روپے خرچ ہوں گے اور بقیہ کام اگلے سال مکمل کر لیا جائے گا۔
14	اپر جہلم کینال پر موضع سمبہ تھیون اور شکریلا (ضلع گجرات) کے نزدیک تین پلوں کی توسیع تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔	راجہ کامران افضل ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 32 ضلع گجرات	110.00	موجودہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے دوران اس کام کے لیے 110.00 لاکھ روپے رقم مختص کی گئی ہے کام کو موجودہ مالی سال کے دوران ہی مکمل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔
15	بی۔ آر۔ بی ڈی لنک (چک بندی ڈویژن لاہور) پر تعمیر گیارہ پلوں کے بوجھ اٹھانے کی استطاعت کا بڑھانا۔	چوہدری حاکم علی ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 112 قصور	23.00	اس کام کے لیے جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے خصوصی فنڈ سے 13 لاکھ روپے کی رقم دی گئی ہے۔ جس سے بی۔ آر۔ بی۔ ڈی لنک پر تعمیر شدہ گیارہ میں سے سات

				پلوں کے بوجھ اٹھانے کی استطاعت بڑھائی جائے گی۔ ابتدائی کام شروع ہے اور سارا کام اس مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
16	ہیچر نالہ۔ آر۔ ڈی 52000- کو دوبارہ فعال بنانا تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ۔	رانا تنویر حسین ممبر قومی اسمبلی حلقہ نمبر 93 شیخوپورہ	5.17	اس کام کے لیے جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے خصوصی فنڈ سے 5.17 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ کام اسی مالی سال کے دوران مکمل کر لیا جائے گا۔
17	صادقیہ کینال پر برجی نمبر 217 اور 218 کے درمیان پل کی تعمیر تحصیل و ضلع بہاول نگر	جناب کمال خاں لالیکا ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 226 ضلع بہاول نگر۔	—	سکیم زیر غور ہے۔ چیف انجینئر۔ محکمہ انہار بہاول پور کی رپورٹ موصول ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین : سوال نمبر 2113۔

لینڈ ریکلیمیشن سپروائزر کا نام تبدیل کرنے کے لیے اقدامات

*2113- جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار کا شعبہ بحالی اراضی (لینڈ ریکلیمیشن) کی ذمہ داری ملک سے سیم و تھور کا انسداد ہے۔

(ب) کیا شعبہ مذکور میں گریڈ 17 کے افسر کو لینڈ ریکلیمیشن سپروائزر اور سائل سپروائزر مقرر کیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بہتر تعلیم یافتہ زرعی گریجوایٹ لوگ اس عہدہ کے نام میں لفظ سپروائزر شامل ہونے کی وجہ سے عہدہ مذکورہ پر تعینات ہونا پسند نہیں کرتے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ زرعی سائنس دانوں کے اس عہدہ کے نام کی وجہ سے عدم دلچسپی کی بناء پر شعبہ مذکور کو اس عہدہ کی 30 اسامیوں کو ختم کرنا پڑا ہے۔

(س) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اہم اور گریڈ سترہ کے عہدہ کا نام لینڈ ریکلیمیشن سپروائزر کی بجائے لینڈ ریکلیمیشن فیلڈ افسر رکھنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ شعبہ بحالی اراضیات ماسوائے سکارپ ایریا تھور زدہ رقبہ کی بحالی کا ذمہ دار ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(س) یہ تجویز محکمہ خزانہ کے زیر غور ہے۔

جناب چیئرمین، سوال نمبر 2114۔

چودھری نور الدین احمد او ایس ڈی محکمہ انہار کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے لیے اقدامات

*2114- جناب محمد جاوید اقبال چیمہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوہدری نورالدین احمد (قادیانی) افیسر ان سپیشل ڈیوٹی محکمہ سیم تھور بحالی اراضی محکمہ نہر دو سال کے لیے برائے ایم ایس سی امریکہ گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو سال کی بجائے وہ عرصہ چار سال تک ملک سے باہر رہا تھا اور بغیر اجازت نامہ حاصل کئے مزید دو سال ملازمت سے غیر حاضر رہا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ملکی قوانین کے تحت غیر حاضر ملازم کو ملازمت سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ آفیسر کو غیر حاضری کی بناء پر اب تک کیوں ملازمت سے فارغ نہیں کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) یہ درست نہیں ہے چوہدری نورالدین احمد ابتداء میں ایک سال کے لیے امریکہ برائے ٹریننگ و تعلیم حکومت کی طرف سے بھیجے گیے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ وہ صرف عرصہ دو سال اور آٹھ ماہ ملک سے باہر رہے اور اس مزید عرصہ کے لیے گورنمنٹ نے باقاعدہ منظوری دے دی تھی۔

(ج) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں یہ سوال غیر ضروری ہے۔

(د) جز ہائے بالا کے جوابات کو مدنظر رکھتے ہوئے آفیسر مذکور کے خلاف کسی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین ، اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب کا ہے۔ سوال نمبر 2271 ۔

آبادی وارث پورہ لاہور کو نبی پورہ فیڈر سے بجلی سپلائی کرنے کے لیے اقدامات

*2271-میاں محمود احمد، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وارث پورہ، فتح گڑھ لاہور میں شالامار کنسٹرکشن ڈویژن نے ورک آرڈر نمبر 5852 کے تحت پولوں کی تنصیب کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جس فیڈر سے متذکرہ آبادی کو بجلی سپلائی کی جا رہی ہے۔ وہ رشید پورہ فیڈر ہے جو صرف صنعتی فیڈر ہے اس پر فرنس اور سیٹل مز وغیرہ چلتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ فیڈر دن میں بار بار ٹرپ کرتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوڈشیڈنگ کے دوران یہ فیڈر شام 5 بجے سے رات نو بجے تک بند رہتا ہے حالانکہ حکومت نے عام گھریلو صارفین کو لوڈشیڈنگ سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے مگر یہ صنعتی فیڈر ہونے کی وجہ سے اس آبادی کو بھی متواتر شام پانچ بجے سے رات نو بجے تک بجلی کی سپلائی بند رہتی ہے جس کی وجہ سے اس آبادی کے صارفین سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وارث پورہ آبادی کو بجلی کی سپلائی قریب ترین نبی پورہ فیڈر سے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید): اس کی بیل واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور

اس رپورٹ کے مطابق۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس فیڈر سے صنعتی صارفین کے علاوہ دیگر گھریلو صارفین کو بھی بجلی دی گئی ہے۔ دراصل یہ فیڈر وارث پورہ آبادی کے قریب سے گزرتا ہے اور اس آبادی کو دوسرے فیڈر سے بجلی فراہم کرنے کے لیے پول لگانے درکار تھے۔ جن کی تنصیب کا کام مالک اراضی نے رکوا دیا تھا۔ کیونکہ اس کے لیے اس کے باغ کے درخت کاٹنے مطلوب تھے وارث پورہ کے مکینوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آبادی کو نزدیکی فیڈر سے فوری طور پر بجلی مہیا کر دی گئی۔

(ج) یہ کسی حد تک درست تھا لیکن اب لوڈشیڈنگ مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے اور بجلی کی سپلائی تسلسل سے جاری ہے۔

(د) نبی پورہ فیڈر سے بجلی فراہم کرنے کا حکم نامہ واپڈا کی طرف سے پہلے ہی جاری کیا جا چکا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ واپڈا کا پہلے ہی سے نبی پورہ فیڈر سے بجلی فراہم کرنے کا ارادہ ہے تاہم مالک اراضی کے رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے یہ کام ابھی مکمل نہیں ہو سکا۔ حکومت پنجاب نے بھی واپڈا کو ہدایت کر دی ہے کہ اس سلسلے میں مروجہ قانون کے تحت مناسب اقدامات کر کے اس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

جناب چیئرمین ، سوال نمبر 2364۔

ضلع چکوال کے دیہات میں بجلی کی سپلائی

*2364۔سردار غلام عباس خان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 84-1983 کے دوران گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب نے چکوال کے دورہ کے وقت چکوال تائیلا بجلی کی سپلائی شروع کرنے کے احکامات دیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس حکم کے تحت مذکورہ علاقوں کے درمیان بجلی کی سپلائی بھی شروع کر دی گئی تھی اور کئی دیہاتوں کو اس لائن سے بجلی مہیا کی جا رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چکوال نیلا لائن پر واقع دیہات کو بجلی سپلائی نہیں کی جا رہی۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہو تو بتایا دیہات کو کب تک بجلی سپلائی کی جائے گی ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)۔

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور اس رپورٹ کے مطابق۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ 84-1983 کے دوران گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب نے چکوال تا نیلا بجلی کی سپلائی جاری کرنے کے لیے احکامات دیے تھے' بلکہ انہوں نے 83-1982ء میں پولیس اسٹیشن نیلا تک لائن کی توسیع کے منصوبہ کو زیر غور لانے کے لیے کہا تھا۔ تاہم اب موضع نیلا ضلع چکوال میں حکومت پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت بجلی فراہم کی جا چکی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب کے مندرجہ بالا حکم کے تحت مذکورہ علاقہ کے دیہاتوں کو بجلی کی فراہمی شروع کر دی گئی تھی۔ البتہ اس علاقہ میں نیلا اور دیگر دیہاتوں کو حکومت پنجاب کی منظوری کے تحت بجلی فراہم کی گئی ہے' اور اب تک چکوال نیلا 11۔کے۔وی لائن سے اٹھارہ دیہات کو بجلی دی جا چکی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ چکوال' نیلا11۔کے۔وی لائن پر واقع کئی دیہات ابھی تک بجلی کی فراہمی سے محروم ہیں۔

(د) وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 1990ء تک ملک میں 90 فی صد دیہاتوں کو بجلی مہیا کیا جانا مطلوب ہے۔ اس پروگرام کے تحت امید ہے۔ کہ ضلع چکوال کے مذکورہ علاقوں میں بھی بیشتر دیہاتوں کو بجلی مہیا ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، سوال نمبر 2382۔

محکمہ انہار کے افسران کی سنیارٹی لسٹ کی ترتیب

*2382-**میاں محمود احمد:** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے محکمہ انہار کے تمام افسران کی پرانی سنیارٹی لسٹ کو کالعدم قرار دے کر منسوخی کے احکامات جاری کیے ہیں اور نئی سنیارٹی لسٹ تیار کرنے کا فیصلہ صادر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ یہ فیصلہ ماہ ستمبر 1985ء میں ہوا تھا۔

(ج) کیا محکمہ انہار نے مذکورہ عدالتی فیصلہ کے مطابق محکمہ انہار کے افسران کی نئی سنیارٹی لسٹ تیار کرلی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے نیز یہ لسٹ کب تک تیار ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) سنیارٹی لسٹ تیار کر لی گئی ہے اور شائع ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین ، سوال نمبر 2456۔

وزیراعلیٰ کے حکم سے اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئروں کو ریگولر کرنے کے اسباب

*2456-**میاں ریاض حشمت جنجوعہ،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 31 عارضی اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئروں کی ملازمت وزیراعلیٰ کے حکم سے ریگولر کر دی گئی ہے۔

(ب) کیا ریگولیشن کی کارروائی مروجہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہے جبکہ پبلک سروس کمشن اپنی کارروائی مکمل کر چکا تھا۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمشن سے منظوری حاصل نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں۔

(د) کیا حکومت پبلک سروس کمشن سے ریگولرائزیشن کے بارے میں consultation کرنے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ریگولرائزیشن کی کارروائی قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اور جناب وزیراعلیٰ صاحب کو پنجاب سول سرونٹس ایکٹ (ملازمت برائے تقرری) 1974ء کے تحت رعایت دینے کے اختیارات حاصل ہیں۔

(ج) محکمہ نے پبلک سروس کمشن کو بذریعہ چٹھی نمبر ای۔ 1/اے پی 82ء' مورخہ 26 دسمبر 1983ء 65 اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئروں کی اسامیوں کو پر کرنے کی درخواست کی۔ علاوہ ازیں بذریعہ چٹھی نمبر ای۔ 1/اے پی 82ء' مورخہ 24 اپریل 1984ء کو مزید 4 اسامیوں کو شامل کرنے کی

درخواست کی۔ اس کے بعد مورخہ 18 جولائی 1984ء کو بذریعہ چٹھی نمبرای۔ 1/ اے پی 82 14 مزید اسامیوں کو پر کرنے کی درخواست کی گئی۔ کمشن نے 31 دسمبر 1984ء کو 83 اسامیوں پر صرف 16 امیدواران کی تقرری کی سفارش کی' باقی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے محکمہ نے قواعد کی رو سے ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کی' جنہوں نے دو سال سے زائد مدت ایڈہاک بنیادوں پر ملازمت کرنے کے بعد درخواست کی کہ ان کو مستقل کر دیا جائے' چنانچہ ان کی استدعا بوساطت جناب وزیر آب پاشی و قوت برقی جناب وزیراعلیٰ کو بھیجی گئی جنہوں نے پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974ء ضابط 23 کے تحت قواعد ملازمت برائے تقرری 1974ء میں رعایت دیتے ہوئے ان کو مستقل کرنے کی منظوری دے دی۔

(د) جن اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئروں کو جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے ریگولر کرنے کے احکامات فرما دیے ہیں۔ ان کے سلسلے میں پنجاب پبلک سروس کمشن سے کنسلٹ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمشن نے جن امیدواروں کو منتخب کر کے تقرری کے لیے سفارش کی تھی ان کی تقرری کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین ، اگلا سوال بھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر 2467 ۔

سکارپ کے ٹیوب ویل جاری کرنے کے لیے اقدامات

*2467- **میاں ریاض حشمت جنجوعہ**، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ میں سکارپ کے کل کتنے ٹیوب ویل نصب ہیں جن کا پانی آب پاشی کے مقاصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ سکارپ کے ایسے ٹیوب ویلوں کی تعداد کیا ہے جو بند پڑے ہیں اور ایسے ٹیوب ویلوں کی تعداد کتنی ہے؟ جن کا ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکارپ کے جو ٹیوب ویل عرصہ سے بند پڑے ہیں یا جن کے ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہیں وہاں محکمہ بدستور ڈبل آبیانہ وصول کر رہا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ایسی زمینوں پر آبیانہ میں رعایت دینے پر غور کر رہی ہے جہاں یا تو ٹیوب ویل بند پڑے ہیں یا ان کا ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہے اگر نہیں تو وجوہ کیا ہیں۔

(د) کیا حکومت بند ٹیوب ویلوں کو چالو کرنے اور کم ڈسچارج والے ٹیوب ویلوں کی ری بورنگ کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) صوبہ میں سکارپ کے کل 7900 ٹیوب ویل نصب ہیں' جن کا پانی آب پاشی کے مقاصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ ان میں کل 274 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور بند پڑے ہیں۔ جن ٹیوب ویلوں کا ڈسچارج مقررہ حد سے کم ہے ان کی تعداد 1160 ہے۔

(ب) سکارپ کے جو ٹیوب ویل مستقل بند پڑے ہیں یا جن کو مقررہ حد سے بہت کم ڈسچارج کی بنیاد پر بند کر دیا جاتا ہے یا جو ٹیوب ویل کسی فصل کے دوران 600 گھنٹے سے کم چلے ہوں' ان پر ٹیوب ویلوں کا زائد آبیانہ (یعنی ڈبل آبیانہ) وصول نہیں کیا جاتا۔

متعلقہ چیف انجینئر نوٹیفیکیشن کے ذریعے ایسے ٹیوب ویلوں کی آبیانہ کی معافی دے دیتا ہے۔

(ج) حکومت آبیانہ میں پہلے ہی رعایت دے رہی ہے جس کی وضاحت جزو (ب) کے جواب میں کر دی گئی ہے۔

(د) جو ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور بند پڑے ہیں یا بہت کم ڈسچارج کی وجہ سے بند کر دیے گئے ہیں' حکومت ایسے ٹیوب ویلوں کو مالی وسائل کے مطابق سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ری بور کر رہی ہے۔ رواں مالی سال 87-1986ء میں 2 کروڑ 37 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور اس سے 95 ٹیوب ویل از سرنو بور کیے جائیں گے رواں مالی سال 88-1987ء میں82 ٹیوب ویل ری بور کرنے کا پروگرام ہے جن کے لیے 2 کروڑ 55 لاکھ روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختص کیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کا جواب چھپے ہوئے جواب کے مطابق نہیں۔ چھپے ہوئے جواب میں ہے،

"اگلے مالی سال 88-1987ء میں 147 ٹیوب ویل ری بور کرنے کی تجویز ہے۔"

وزیر آب پاشی و قوت برقی، 88-1987ء میں 82 ٹیوب ویل ری بور ہوں گے جن کے لیے 2 کروڑ 55 لاکھ روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام مختص کیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، جو جواب ہاؤس کو دیا گیا ہے' اس میں 147 ٹیوب ویل ری بور کرنے کی تجویز ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، تازہ ترین صورت حال یہی ہے کہ 82 ٹیوب ویل بور ہوں گے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ ذرا آہستہ بولا کریں تاکہ ہمیں سمجھ آ جایا کرے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کو سمجھ آ ہی نہیں سکتی، میں کیا کروں۔

جریدی اور غیر جریدی اسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

*2547-**جناب سرفراز نواز،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ آب پاشی و قوت برقی میں اگست 1985 سے تا حال کتنی جریدی اور غیر جریدی اسامیوں پر تقرریاں کی گئیں۔ تفصیل کیڈر وار بمع تقرر شدہ افراد کے نام و تعلیمی قابلیت بتائی جائے۔

(ب) مذکورہ کیسوں میں سے کتنے افراد کی تقرری relaxation of rules کے تحت کی گئی تفصیل بمع نام وجوہات بیان کی جائے۔

(ج) کیا جز (الف) میں مندرج جریدی اسامیوں پر تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔

(د) کیا جز (الف) میں مندرجہ جریدی و غیر جریدی اسامیوں پر تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئی۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ تھیں؟

جناب اقبال احمد شاہ، جناب والا! سوال تو چودھری غلام احمد خان صاحب کا ہے۔ لیکن یہاں ایک خاتون (بیگم نجمہ تابش الوری) بول رہی ہیں؟

جناب چیئرمین، انھوں نے "on his behalf" کہا ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، ضمنی سوال۔ جناب والا! انھوں نے یہ کہا ہے کہ واپڈا کا تعلق مجھ سے نہیں جبکہ وزیر آب پاشی و قوت برقی بھی یہاں لکھا ہوا ہے۔ تو پھر اس کو یہاں سے مٹا دیا جائے۔ یا کہا جائے کہ ہم سوالات فیڈرل گورنمنٹ کو ارسال کیا کریں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، I certainly don't mind it.

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس سوال کا جواب یہاں اس لیے نہیں دیا گیا کیونکہ وہ compile ہو رہا ہے۔ اگر آپ سوال کو غور سے پڑھیں تو اس کی compilation میں کم از کم چھ مہینے

مزید درکار ہیں۔ اس لیے اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا' جب تک کہ اس کی compilation پوری نہ ہو۔

جناب چیئرمین، آپ نے اس سلسلے میں جواب دے دیا ہے۔ چونکہ گزشتہ سوال کا جواب نہیں آیا' وہ repeat ہو گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! جواب دینے سے پہلے یہاں میں ایک بات کہنی چاہتا ہوں واپڈا کے جتنے جواب ہیں' ان کی ذمہ داری میں نہیں لیتا۔ کیونکہ WAPDA is not under my purview. میں یہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق۔ اور اگر وہ رپورٹ غلط ہے should not be held responsible.

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے آپ جواب پڑھیں۔ سوال نمبر 2647۔

جمال پارک ملتان روڈ میں بجلی کی فراہمی

*2647-**چودھری غلام احمد خان،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ جمال پارک ملتان روڈ لاہور میں بجلی کے پول اور تاریں لگا دی گئی ہیں لیکن بجلی کی سپلائی کے لیے ٹرانسفارمر نہیں لگایا گیا اگر ایسا ہے تو کیا حکومت بجلی۔ ٹرانسفارمر لگانے کے ساتھ ساتھ جمال پارک کو بجلی کی فی الفور سپلائی جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور اس رپورٹ کے مطابق جمال پارک ملتان روڈ لاہور ٹرانسفارمر لگا دیا گیا ہے۔ اور بجلی کی سپلائی بھی جاری کر دی گئی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، جناب والا! اگر ان کی ذمہ داری نہیں ہے اور اگر واپڈا کا تعلق وزیر آب پاشی سے نہیں تو پھر اس محکمہ کو ان کی وزارت سے ہٹا دیا جائے۔ اور ہمیں یہ کہہ دیا جائے کہ ہم واپڈا سے متعلق سوالات مرکزی حکومت کو دیا کریں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ واپڈا ان کے ماتحت نہیں ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، تو پھر یہ کس کے ماتحت آتے ہیں؟ اس کے متعلق کوئی مزید ضمنی سوال کروں۔ کیونکہ پہلے ہی ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال 2656' راؤ مراتب علی خان صاحب کا ہے

ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ سے واٹر ریٹ کی وصولی کی تفصیلات

*2656-راؤ مراتب علی خان: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ضلع بہاولنگر میں واقع قصبہ ڈونگہ بونگہ کی معقول آبادی کو واٹر سپلائی سکیم کے ذریعہ محکمہ نہر پینے کے لیے نہری پانی فراہم کرتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ واٹر سپلائی سکیم کے لیے نہری پانی فراہم کرنے کی خاطر محکمہ نہر اور ٹاؤن کمیٹی کے مابین حسب ضابطہ ایک معاہدہ ہوا تھا کہ ٹاؤن کمیٹی محکمہ نہر کو سالانہ واٹر ریٹ ادا کرے گی۔ اور معاہدہ کے تابع محکمہ نہر نے نجیب واہ۔ مائنر پر مخصوص مائز کا ایک علیحدہ موگہ بھی نصب کر دیا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا سالانہ واٹر ریٹ کی تشخیص کی گئی تھی اور موگہ مذکور کی تنصیب سے لے کر تا حال ٹاؤن کمیٹی ڈونگہ بونگہ سے سال وار کس قدر واٹر ریٹ کی رقم وصول ہوئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید):

(الف) جی ہاں پانی بذریعہ علیحدہ موگہ فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں یہ دو فریقین کے مابین معاہدہ ہوا تھا۔ اور اس معاہدہ کی رو سے علیحدہ موگہ مائنر۔ نجیب آباد برجی نمبر۔ 17640 نصب کر دیا گیا۔ جس کا واٹر ریٹ موصول ہو رہا ہے۔

(ج) جی ہاں۔ موگہ مذکورہ کی تنصیب سے لے کر تاحال ٹاؤن کمیٹی نے مبلغ 80138/20 محکمہ نہر کو ادا کیے ہیں۔

راؤ مراتب علی خان: میں نے وزیر صاحب سے اپنے سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا تھا کہ واٹر ریٹ کی سالانہ تشخیص کتنی ہوئی؟ مزید یہ پوچھا تھا کہ واٹر چارجز سال وار کس قدر داخل ہوئے؟ اس کی تفصیل نہیں آئی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: یہ موگہ 1969ء میں لگا تھا اور معاہدہ کے مطابق 6 ہزار روپے سالانہ مقرر ہوئے تھے۔ اور 87-1986ء تک ایک لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو روپے ٹاؤن کمیٹی نے دینے تھے۔ جس میں 80 ہزار ایک سو اڑتیس روپے ادا کر دیے جبکہ 33 ہزار 8 سو 61 روپے ان کے ذمے ہیں

راؤ مراتب علی خان، اس کی وصولی کا کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! یہ ٹاؤن کمیٹی بہت چھوٹی ہے' اس کے وسائل بھی بہت کم ہیں۔ اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس ٹاؤن کمیٹی پر زیادہ بوجھ نہ پڑے جب ٹاؤن کمیٹی کے پاس پیسے ہوتے ہیں یہ ادا کر دیتے ہیں۔ بقیہ 33 ہزار روپے ہم ان سے لے لیں گےایسی کوئی بات نہیں ہے یہ تفصیل میرے پاس ہے اور اگر راؤ صاحب دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں یہ چھ مہینے کے بعد بھی چھ ہزار روپے ادا کرتے رہے ہیں اور کئی دفعہ سال کے بعد کرتے رہیں ہیں۔ اگرکسی سال ان کے پاس پیسے نہ ہوں تو یہ دوسرے سال ادا کر دیتے ہیں۔ ان کے ذمے 33 ہزار 6 سو 81 روپے ہیں جو انشاء اللہ ہم ان سے ضرور وصول کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سیدہ نجمہ تابش الوری صاحبہ!

بیگم نجمہ تابش الوری، 2660 وزیر آب پاشی کے لیے نہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں یہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ واپڈا میرے ماتحت نہیں ہے۔ میں یہاں جو سوالوں کے جواب دے رہا ہوں وہ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق دے رہا ہوں۔

بیگم نجمہ تابش الوری، آپ پھر اس محکمہ کو واپس کر دیں جس کی آپ ذمہ داری نہیں لیتے تو سوال کرنا بے سود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب یہ محکمہ ان کے پاس نہیں ہے تو کیا واپس کریں گے۔

Minister for Irrigation & Power: I am Minister for Irrigation & Power.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سوال کا جواب دیں۔

مہتہ سوجا میں بجلی کی فراہمی

*2660-بیگم نجمہ تابش الوری، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1975ء میں مہتہ سوجا تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں بجلی کی فراہمی کے لیے صرف 15 پول نصب کیے گئے تھے جو کہ پورے گاؤں کے لیے ناکافی ہیں۔ اور ان پولوں کو بغیر سیمنٹ اور بجری کے نصب کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیم زدہ علاقہ ہونے کی وجہ سے یہ پول زنگ کی وجہ سے گل رہے

ہیں جس کی وجہ سے کافی نقصان کا اندیشہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف آدھے گاؤں کو بجلی فراہم کی گئی اور بقیہ آدھا گاؤں جس میں ریلوے اسٹیشن، سکول اور مسجد بھی شامل ہے کو بجلی سپلائی نہیں کی گئی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نصب شدہ پولوں کو سیمنٹ اور بجری سے مضبوط کرنے اور بقیہ گاؤں میں مزید پول لگا کر بجلی فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)، اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ لی گئی۔ اور اس کے مطابق جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) یہ درست نہیں کہ 1975ء میں مہتہ سوجا تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں بجلی کی فراہمی کے لیے پول نصب کیے گئے تھے۔ دراصل 1975ء میں مذکورہ گاؤں میں ایک 25 KVA کا ٹرانسفارمر آٹے کی چکی کے لیے لگایا گیا تھا۔ جس سے بعد ازاں کچھ سروس لائن کے ذریعہ کنکشن دیے گئے۔ البتہ اس نظام کی درستگی کے لیے 1981ء میں ریزولیشن پروگرام کے تحت ورک آرڈر ہوا تھا۔ جس کے تحت 50 کے۔ وی۔ اے کا اضافی ٹرانسفارمر، چار 11 کے وی لائن اور 13 L.T. لائن کے کھمبے نصب کیے گئے۔ اس ورک آرڈر میں صرف مندرجہ بالا کام ہی شامل تھا۔ کیونکہ تمام دیہات میں بجلی کی فراہمی مطلوب نہ تھی۔ جہاں تک بغیر سیمنٹ اور بجری کے کھمبے نصب کرنے کا تعلق ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ فاؤنڈیشن کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ پول فاؤنڈیشن نہ ہونے کی وجہ سے زنگ سے گل رہے ہیں۔ بلکہ یہ اچھی حالت میں موجود ہیں۔ کیونکہ یہ پوری طرح galvanised ہیں۔ اور ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ مذکورہ گاؤں کو باقاعدہ طور پر بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ وہاں پر موجود نظام کو ہی ریزولیشن پروگرام کے تحت درست کیا گیا ہے ریلوے اسٹیشن سکول اور مسجد موجودہ نظام سے دور ہیں۔ تاہم ریلوے اسٹیشن و سکول وغیرہ کے متعلقہ حکام اگر باقاعدہ طور پر واپڈا کو درخواست گزاریں تو ان کی پوری رقم جمع

کروانے کی صورت میں کنکشن دیا جا سکتا ہے۔

(د) نصب شدہ پولوں کی سیمنٹ اور بجری سے مضبوطی کرنے کا کام جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔ بقیہ گاؤں میں بجلی کی فراہمی کے لیے اگر حکومت پنجاب سے مروجہ طریق کار کے مطابق درخواست کی جائے تو اس رواں مالی سال میں بجلی کی فراہمی کے لیے زیرغور لایا جا سکتا ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، واپڈا والوں نے اس کا جواب غلط دیا ہے۔ جس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! ہم واپڈا والوں کے خلاف کس کو کہیں اور ہم ان کے خلاف تحریک استحقاق کس طرح لائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں ایسی کون سی بات ہے جس کے خلاف آپ تحریک استحقاق لانا چاہتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری، یہ تمام کا تمام جواب غلط ہے۔ یہ جواب بالکل درست نہیں اس لیے میں واک آؤٹ کرتی ہوں اور میں ضمنی سوال بھی نہیں کرتی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، بیگم صاحبہ! آپ واک آؤٹ نہ کریں کم از کم میری بات سنیں۔ جناب والا! یہ گاؤں دو حصوں میں ہے۔ اس کا ایک حصہ مین آبادی پر مشتمل ہے اور اس کی ایک اضافی آبادی ہے electrification of left-over programme کے تحت یہ اضافی آبادی ہو سکتی ہے۔ لیکن رواں مالی سال 1987-88 میں اس پروگرام کے تحت فنڈز ناکافی تھے۔ اس لیے یہ آبادی electrify نہیں ہو سکی۔ ایم پی اے پروگرام کے تحت جس وقت فنڈز آجاتے ہیں ہم اس کی electrification کا کام بھی کریں گے اور یہ آبادی چونکہ left over پروگرام میں شامل ہے۔ اس لیے اس کو بھی انشاء اللہ electrify کریں گے۔ جہاں تک باقی واپڈا کا تعلق ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ واپڈا کا مجھ سے تعلق صرف اتنا ہے کہ میں ان سے صرف رپورٹ منگواتا ہوں اور وہ رپورٹ یہاں آپ کو سناتا ہوں۔ واپڈا کی رپورٹ کئی دفعہ غلط ثابت ہوئی ہے جس پر تحریک استحقاق آئی۔

Therefore, I am careful. Whatever they will give me I will tell that to this House. WAPDA is under the purview of the Federal Government. There are MNAs in the Federal Government and they can move privilege motions or whatever they like against the WAPDA.

بیگم نجمہ تابش الوری، میں آپ کی اس بیچارگی پر آپ کو معاف کرتی ہوں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، شکریہ بیگم صاحبہ! شکر ہے آپ نے کسی کو تو معاف کیا۔

محکمہ انہار کی زمین پر ہوٹل کی ناجائز تعمیر کو ہٹانے کے لیے اقدامات

*2799-حاجی چودھری محمد اصغر، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) رسول قادر آباد لنک کینال کی چوڑائی کتنی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا نہر کے پل پر گجرات سرگودھا روڈ واقع حد رقبہ چک مانوں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات سے ملحقہ نہر کی اراضی پر تجاوز کرتے ہوئے ایک شخص مسمی عنایت ولد دسوندی قوم جٹ وڑائچ سکنہ چک مانوں خورد تحصیل پھالیہ ضلع گجرات' ایک پختہ ہوٹل تعمیر کر رہا ہے۔ جس کا علم محکمہ انہار کے افسران کو بھی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار نے اس تجاوز کو ہٹانے کے لیے کوئی قانونی یا انتظامی کارروائی آج تک نہیں کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔

(د) کیا حکومت اس تجاوز کو ہٹانے اور محکمہ انہار کی اراضی واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو کتنے عرصہ میں یہ تجاوز ہٹایا جائے گا اور اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔

(ہ) کیا محکمہ نہر کے ان افسران کے خلاف جو اس تجاوز کے ذمہ دار ہیں کوئی کارروائی کی جائی گی۔ اگر کی جائے گی تو اس کی نوعیت کیا ہوگی اور کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ اور کیا وزیر موصوف اس ہوٹل اور اس کے ملحقہ بس سٹینڈ بحد رقبہ نہر کے خلاف ناجائز قبضہ کا پرچہ پولیس میں درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) رسول قادر آباد نہر کی چوڑائی اور حدود بالترتیب 408 اور 1250 فٹ ہے۔

(ب) مذکورہ ہوٹل واپڈا اتھارٹی کے دورانیہ میں جب مذکورہ نہر زیر تعمیر تھی قائم ہوا تھا کوئی نئی تعمیر شروع نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ڈپٹی کمشنر گجرات اور اے۔ایس۔پی منڈی بہاؤ الدین کو تجاوزات ہٹانے کے لیے کئی بار تحریر کیا گیا۔

(د) ہاں۔ اس تجاوز کو ہٹانے میں عرصہ کا تعین انتظامیہ کے تعاون پر منحصر ہے جس کے حصول کے لیے پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

(ہ) محکمہ ہذا اس کا ذمہ دار نہ ہے۔ کیونکہ یہ ناجائز تعمیر واپڈا اتھارٹی کے وقت سے چلی آ رہی ہے۔ بس سٹینڈ اب یہاں پر نہ ہے۔ بلکہ پھالیہ کے تحصیل ہیڈ کوارٹر تبدیل ہو چکا ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے خیال میں جو لوگ یہاں پر موجود نہیں ہیں جب ان کے سوال کا نمبر بولا جاتا ہے تو اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور جس نے ضمنی سوال کرنا ہو وہ اس پر ضمنی سوال کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ چھوٹا سا جواب ہے انہیں جواب دے لینے دیں۔ جواب اگر لمبا ہو تو پھر پڑھا ہوا تصور ہو سکتا ہے۔

جیو کے تحصیل نارووال میں بجلی فراہم کرنے کے لیے اقدامات

*2814-**حاجی چودھری محمد اصغر،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے۔ کہ اگر بجلی کی لائن کسی گاؤں سے ایک میل تک گزر رہی ہو تو اس گاؤں کو بجلی مہیا کی جائے گی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جیو کے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ سے تقریباً چار فرلانگ کے فاصلہ پر بجلی کی لائن گزر رہی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) کسی گاؤں کو بجلی کی فراہمی کے لیے 11 کے وی لائن سے حد فاصلہ کی شرط پچھلے مالی سال یعنی 86-1985ء کے اختتام تک تھی۔ رواں مالی سال 88-1987ء میں حد فاصلہ کی یہ شرط ختم کر دی گئی ہے۔ اب مروجہ طریق کار کے مطابق جس گاؤں میں بجلی کی فراہمی کے لیے حکومت کو سفارش کی جاتی ہے۔ اس کو منظوری کے لیے زیر غور لایا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) جیو کے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں بجلی کی فراہمی کے لیے جیسے ہی مروجہ طریق کار

کے مطابق کوئی سفارش حکومت کو موصول ہوئی تو اس کی منظوری کے لیے زیر غور لایا جائے گا۔

جناب والا! اس میں میں اضافی بات کرنا چاہتا ہوں جو کہ ہمارے پاس latest report کے مطابق ہے۔ وہ یہ کہ جیو کے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کا نام ضلعی ترقیاتی کمیٹی سیالکوٹ کے دیہات کو فراہمی بجلی کی سفارش کردہ تین سالہ فہرستیں شامل ہے لیکن اس گاؤں کا نام مردم شماری رپورٹ 1981ء میں درج نہ ہے۔ لہٰذا اس کو بجلی دینے میں تھوڑی سی تکلیف ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر ممبر صوبائی اسمبلی جو اس علاقے کے ہیں وہ میرے ساتھ بیٹھ کر اس کے نام کا تعین کر لیں تو اس علاقے کو بجلی کی سپلائی جلد پہنچ سکتی ہے۔

جناب غلام احمد، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیوکے مردم شماری رپورٹ میں موجود نہیں ہے جب کہ میرے علم کے مطابق وہ موضع موجود ہے اور کاغذات میں "جیوکے ٹھیٹھر" کہلاتا ہے وہ دو علیحدہ علیحدہ مواضعات ہیں۔ اس کی تصدیق کے لیے جب سردار صاحب حکم کریں میں ان کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔ اگر یہ موضع وہاں شامل ہوا تو پھر سردار صاحب اس کی کیا سزا بھگتیں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپکا مقصد یہ ہے کہ اس مردم شماری میں اس گاؤں کا نام شامل ہے۔

جناب غلام احمد، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب!

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں اس کو پھر چیک کر لیتا ہوں اور فاضل ممبر کے ساتھ مل کر اس کی درستگی کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی مناسب ہو گا۔ آپ ان کو نشان دہی فرما دیں۔ جی ملک صاحب!

ملک طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے جواب دیا کہ یہ شرط ختم کر دی گئی ہے۔ لیکن حضور والا! موقع پر یہ شرط موجود ہے۔ ایک تو وزیر موصوف نے یہ جواب دیا کہ میں اس محکمے کی غلطی کا جواب دہ بھی نہیں ہوں۔ تو ہمیں وہ راستہ بتایا جائے جو ہمیں ان غلطیوں کا جواب دے سکے۔ سوال کے غلط جواب دینے کا کون ذمہ دار اور اب اس کا کون انچارج ہے۔ ہم کس سے یہ فریاد کریں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میرے خیال میں ملک صاحب میری بات سمجھے نہیں میں نے واپڈا کے کاموں کے متعلق بات کی تھی۔ جہاں تک village electrification کا تعلق ہے That is under my purview اور ان کی جو construction ہے یعنی واپڈا خود وہاں کھمبے وغیرہ لگاتے ہیں that is their purview تو یہاں سے instructions ہمیں دینی ہوتی ہیں۔ جو ممبرز کے پروگرام ہیں اور ان کی جب سفارشات میرے پاس آتی ہیں تو میں واپڈا کو حکم دیتا ہوں کہ آپ لگائیں۔ criteria fix کرنا پی اینڈ ڈی کا کام ہے۔ وہ بھی صوبائی حکومت کا کام ہے۔ تو جب میں یہ کہہ رہا ہوں ایک میل کا criteria ختم ہو چکا ہے تو .I categorically say that it is no more there یہ کہنا کہ واپڈا کی باقی جو اور رپورٹیں ہیں کہ ہمارا ٹرانسفارمر نہیں لگتا۔ سٹریٹ لائٹ نہیں لگی۔ وہ میرے purview میں نہیں آتا۔ اور جہاں تک village electrification کا تعلق ہے وہ میرے purview میں ہے اور اگر آپ سوال کی نوعیت دیکھیں تو میں نے یہاں نہیں لکھا کہ واپڈا کی رپورٹ کے مطابق ہے۔ میں نے خود اپنی ذمہ داری پر سوال کا جواب دیا ہے۔

ملک طیب خان اعوان، جناب والا! ایک تو مجھے یہ افسوس ہے کہ جب میری سمجھ والی بات آگئی تو انگریزی شروع ہوگئی تو میں سمجھ نہیں سکا کہ میرے عزیز نے کیا کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ۔۔۔۔

ملک طیب خان اعوان، جناب والا! میری بات سن لیں اس کے بعد چاہے آپ جواب دیں یا وزیر صاحب جواب دیں۔ میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ آپ نے تحریر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ فاصلے کی شرط نہیں ہے۔ میں نے اس کے against عرض کی ہے کہ موقع پر جو لوگ village کو electrify کر رہے ہیں وہاں شرط موجود ہے۔ اس لیے کام رکے پڑے ہیں۔ اب اس کا جواب کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب فرمایئے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! یہ سوال تو نہیں ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے جواب غلط دیا ہے تو آپ اس کی نشان دہی کریں یہاں سیشن کو بیس دن کے قریب ہوگئے ہیں۔ یہ سوال دیے ہوئے تو چھ مہینے ہوگئے ہیں لیکن ان بیس دنوں میں انہوں نے کوئی نشان دہی نہیں کی کہ جس کا میں ازالہ کر سکتا اور اگر اسی ایوان میں نشان دہی کرنی ہے تو پھر میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ میں اسے check up کر کے آپ کو جواب دوں گا۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! میں وزیر صاحب کے جواب سے اس حد تک متفق ہوں کہ فاصلے کی قدغن کم ہے لیکن اب سکوں کی قدغن ہے۔ جن دیہات کا تخمینہ آٹھ لاکھ سے زائد ہوتا ہے وہاں جناب والا! بجلی نہیں دی جا رہی۔ اگر وہ چاہیں تو میں انہیں سیالکوٹ کے دیہاتوں کے نام بتا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سوال سے متعلقہ ضمنی سوال فرما سکتے ہیں۔ باجوہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک طیب خان اعوان، جناب والا! میرا یہی ضمنی سوال ہے۔ میرے فاضل ممبر نے جو کہا ہے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہمیں سروکار ہے تو صرف فاصلے سے یہ مسئلہ صرف میرا ہی نہیں بلکہ اور دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ ان کا بھی مسئلہ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے ہمارے دیہات رکے پڑے ہیں۔ کہ وہ فاصلے کی شرط لگائے بیٹھے ہیں۔ تو ہم ان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ واپڈا کو بلا کر یا انہیں چٹھی لکھ کر اس شرط کو ختم کریں۔ اس بارے میں ہاؤس کو یقین دہانی دلوائیں ہمیں اب بھی ان سے کوئی شکوہ نہیں، ہم تو کہتے ہیں کہ یہ ہمیں یقین دہانی دلوائیں کہ ہم انہیں چٹھی لکھیں گے کہ یہ فاصلے کی شرط نہیں ہے۔ آپ نے کیوں لگائی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اس کا جواب دے چکے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ ایسی کوئی شرط گورنمنٹ کی طرف سے نہیں لگائی گئی۔ اگر آپ کی نظر میں کوئی ایسا مسئلہ ہے تو آپ براہ کرم ان کے ساتھ بیٹھ کر معاملے کو طے کر سکتے ہیں۔

نواب زادہ مظفر علی خان، کیا وزیر موصوف یقین سے یہ بات کر سکتے ہیں کہ فاصلہ کی شرط ختم کر دی گئی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جی ہاں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ فاصلے کی حد ختم کر دی گئی ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! میں صرف وزیر موصوف کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں ذاتی طور پر موضع کسوکی اور چپالہ دونوں کے لیے وہاں چیف صاحب کے پاس راولپنڈی گیا ہوں۔ اور انہوں نے فرمایا ہے کہ چونکہ ان کا خرچہ ساڑھے چھ لاکھ سے زائد ہے اور فاصلہ بھی زیادہ ہے اس لیے ہم وہاں بجلی نہیں لگا سکتے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں تک فاصلے کا تعلق ہے۔ میں

نے یہاں یقین دہانی کروائی ہے۔ جہاں تک رقم کا تعلق ہے اس میں پہلے ...
کچھ کٹوتی ہوئی تھی اور وہ بجٹ کم ہونے ہیں لہذا ایک گاؤں پر چھ یا ساڑھے چھ لاکھ روپے کے قریب رقم دی جاتی ہے اگر فاصلہ بہت دور ہو اور وہ ساری چھ ساڑھے چھ لاکھ کی رقم اس فاصلے پر لگ جائے تو اس طریقے سے فاصلے کا تعین ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے فاصلے کا کوئی criteria نہیں ہے۔ criteria رقم کا ہے۔

میاں شہاب الدین اویسی: یہ فاصلے کی شرط ختم کرنا پورے پنجاب کے لیے ہے یا کہ محض سیالکوٹ کے لیے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: میرے پاس وفاقی حکومت سے ہدایت آئی ہے اس میں انہوں نے چھ لاکھ روپے فی گاؤں بجلی کے لیے قدغن لگا دی ہے۔ اور یہ شرط بھی حالیہ دو چار دن میں وفاقی حکومت نے واپس لے لی ہے۔ چھ لاکھ کی قدغن بھی واپس ہوگئی ہے' اس پر بھی اب کوئی پابندی نہیں اب انشاء اللہ ہمیں فنڈز پہنچیں گے تو جتنے بھی گاؤں گیارہ کے وی سے دور ہوں گے وہاں انشاء اللہ بجلی پہنچائی جا سکے گی۔

میاں ریاض حسین پیر زادہ: جناب والا! میں وزیر آب پاشی و قوت برقی سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ واپڈا کے بارے میں صرف جواب دے سکتے ہیں یا ان میں اتنی قوت ہے کہ اگر واپڈا کے خلاف کوئی شکایت ہو تو اس کا ازالہ بھی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں جو کچھ ایوان میں پوچھا جائے گا میں فوراً اس کا جواب پیش کر دوں گا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ واپڈا کی دھاندلی ہر جگہ موجود ہے۔ خاص طور پر میں یہ کہوں گا کہ یہ اسمبلی کے سامنے جو واپڈا ہاؤس ہے سب سے بڑی اسمبلی کی توہین ہی یہی ہے' پاکستان میں دھاندلی کا اس سے بڑا اور کوئی محکمہ نہیں اور وہ اسمبلی کے سامنے ہی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! کیا وزیر موصوف یقین دہانی کرواتے ہیں کہ فاصلے کی شرط ختم ہے؟ سنا تو ہم نے بھی یہی ہے مگر عمل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب وہ پہلے دے چکے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: ہم تو یہ یقین دہانی چاہتے ہیں کہ فاصلے کی شرط ختم ہے کیا وہ ہمیں واپڈا کے

نام لیٹر دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق وہ پہلے یقین دہانی کروا چکے ہیں اور بڑا واضح جواب دے چکے ہیں کہ فاصلے کی پابندی ختم ہو چکی ہے۔

ملک طیب خان اعوان، سر کہاں ختم ہو چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، تو پھر آپ اس کی نشان دہی کریں۔

ملک طیب خان اعوان، سر نشان دہی تو میں کر رہا ہوں' چھ آدمی نشان دہی کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس فاصلے کی شرط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ انہیں کسی بھی ایک گاؤں کی مثال دیں کہ فلاں جگہ پر صرف فاصلے کی پابندی کی وجہ سے بجلی نہیں پہنچائی جا رہی۔ اس کے متعلق وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ میں اس کی انکوائری کروں گا اور متعلقہ حکام سے باز پرس کروں گا۔

(قطع کلامیاں)

میاں شہاب الدین اویسی، جناب والا! بہاولپور اور تحصیل احمد پور میں یہ شرط موجود ہے۔

ملک طیب خان اعوان، یہ صرف ایک کا نہیں بلکہ کئی لوگوں کا مسئلہ ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر آپ ہاؤس کو آرڈر میں کریں تو پھر میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! اس کا بہتر علاج یہی ہے کہ آپ ان صاحبان سے ملاقات کریں اور ان کی شکایات یا مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، میں اتفاق کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر زادہ صاحب! اگر آپ کی کوئی شکایات ہیں تو آپ ان سے مل لیں۔

میاں ریاض حسین پیر زادہ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا منسٹر صاحب چیئرمین واپڈا سے رابطہ قائم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ رابطہ قائم کر لیں گے۔ آپ ان کو نشان دہی فرمائیں کہ فلاں گاؤں میں اس وجہ سے بجلی نہیں دی جا رہی کہ وہاں کا فاصلہ زیادہ ہے۔

میاں ریاض حسین پیر زادہ، جناب والا! ضلع بہاولپور کی چار تحصیلوں میں مختلف criteria ہے۔ حاصل پور میں ایک میل کا ہے' احمد پور اور بہاولپور میں دو میل کا ہے' اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو وہ بجلی نہیں دے سکتے۔ اس لیے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ واپڈا کا محکمہ پنجاب حکومت کے بس سے باہر ہے۔ منسٹر صاحب وہاں جا کر خود ہی کوشش کریں ہمارے ملنے سے کچھ نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پیر زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں' اس سلسلہ میں جو بھی شکایات ہوں وہ منسٹر صاحب تک پہنچا دی جائیں۔

چودھری محمد رفیق ، ضمنی سوال' جناب والا! یہ جو آدھ میل ختم کرنے کی بات ہے۔ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ شرط ختم کر دی گئی ہے۔ اب ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ مانا کہ ایسا ہوگا۔ ایک طرف تو حاتم طائی کی قبر پر لات مار دی گئی کہ وہ شرط اڑا دی گئی' دوسری طرف چھ لاکھ کی شرط لگا دی گئی ہے۔ یہی شرط تو آڑے آ رہی ہے۔ اکثر دیہات پر چھ لاکھ کی شرط بجلی پہنچانے میں رکاوٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ابھی کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ نے یہ شرط بھی واپس لے لی ہے۔ یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

(قطع کلامیاں)

بیگم نجمہ تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! ہمارے منسٹر صاحب پنجاب میں واپڈا کے all in all ہیں۔ اور پنجاب کے جتنے بھی بجلی پہنچانے کے منصوبے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ ان کو مکمل کروائیں۔ وہ اپنا فرض نبھائیں۔ ہمیں جانے کی ضرورت نہ پڑے' بلکہ یہ خود ہی واپڈا کے ساتھ رابطہ قائم کر کے پنجاب کے پورے اضلاع کی رپورٹ منگوالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے ؟ اگلا سوال پیش کیا جائے۔ اگلا سوال چودھری غلام رسول صاحب۔

مونگ تا ماچھی ملک وال ٹیوب ویل سکیم کا اجراء

*2818- چودھری غلام رسول، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مونگ تا ماچھی ملک وال لوائر جہلم کینال کے شمالی طرف ٹیوب ویل سکیم کن مراحل میں ہے کیونکہ محکمہ آب پاشی کے عملہ نے سروے بھی کیا تھا اور اس امر کے بارے میں رپورٹ

بھی متعلقہ حکام کو ارسال کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ایریا کو سکارپ ایریا میں شامل کرنے سے ہزاروں ایکڑ رقبہ جو کہ بہت زرخیز قسم کا رقبہ ہے زیر کاشت آ سکتا ہے اور پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

(ج) اگر اس سکیم کو ابھی تک شروع نہیں کیا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت اس ایریا میں ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اس سکیم پر کام شروع ہو گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید):

(الف) رقبہ مذکور لوئر جہلم کینال کی شمالی جانب نہر اور دریائے جہلم کے درمیان واقع ہے یہ رقبہ نہری حدود سے باہر ہے۔ محکمہ آب پاشی کے عملہ نے ٹیوب ویل سکیم کے لیے اس علاقے کا کوئی سروے نہیں کیا۔

(ب) سکارپ میں ایسے رقبہ جات کو شامل کیا جاتا ہے جو نہری ہوں اور سیم و تھور سے متاثرہ ہوں۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں وضاحت کی گئی ہے۔ مذکورہ رقبہ سکارپ میں شامل ہے اور نہ ہی حکومت اس ایریا میں ٹیوب ویل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جواب کے جز (الف) میں فرمایا ہے کہ "محکمہ آب پاشی کے عملہ نے ٹیوب ویل سکیم کے لیے اس علاقے کا کوئی سروے نہیں کیا" جب کہ میں نے ذاتی طور پر ایریگیشن کے عملہ کے ساتھ اس علاقے کا سروے کیا تھا اور ابتدائی طور پر اس کی رپورٹ مرتب کی تھی۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! اگر آپ سوال کا حصہ (ب) دیکھیں تو یہ لکھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ اس ایریا کو سکارپ ایریا میں شامل کرنے سے ہزاروں ایکڑ رقبہ جو کہ بہت زرخیز قسم کا ہے۔ "اس میں اضافہ ہو گا، یہ بڑھے گا اور بہتر آب پاشی ہو گی" تو جناب سپیکر سکارپ میں جو ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں وہ صرف سیم زدہ علاقے میں لگائے جاتے ہیں۔ جس ایریا کا معزز ممبر ذکر کر رہے ہیں اس کا بیشتر حصہ دریائی علاقہ ہے۔ دریائی علاقے میں جو زمین دار ہوتا ہے ٹیوب ویل وہ خود نصب کرتا ہے۔ کبھی محکمہ انہار نے ٹیوب ویل نصب کر کے نہیں دیے۔ ہمیشہ سکارپ کے لیے ٹیوب ویل نصب ہوتے ہیں جو محکمہ انہار کرتا ہے اور سکارپ صرف اسی ایریا میں ہوتی ہے جو نہری پانی سے سیراب ہوتا

ہو اور کسی وجہ سے سیم تھور کا شکار ہو جائے تو وہاں پر سکارپ سکیم شروع ہوتی ہے۔ سکارپ سکیم پورے پنجاب میں آپ کہیں بھی دیکھ لیں تو کبھی بھی یہ دریائی علاقے میں نہیں ہوتی۔ دریائی علاقے میں زیر زمین پانی میٹھا ہے اور اس کی واٹر ٹیبل بھی اونچی نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سکیم محکمہ انہار نہیں بنا سکتا۔ ویسے پانی میٹھا ہے اگر کوئی پرائیویٹ زمین دار وہاں ٹیوب ویل لگا کر آب پاشی کرنا چاہتا ہو اور اس زمین کو بہتر کرنا چاہتا ہو تو اس سے بہتر بات اور کیا ہو سکتی ہے تو یہ differenciate کرنا پڑے گا کہ ٹیوب ویل سکیم اور سکارپ سکیم It is very different from the Tube well Scheme. ٹیوب ویل سکیم کبھی محکمہ انہار نے نہیں کی۔ صرف سکارپ سکیم کرتے ہیں۔

چودھری غلام رسول ، جناب سپیکر! میں نے یہ دریافت کرنا چاہا تھا کہ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس میں کوئی سروے نہیں کیا گیا۔ تو میں نے عرض کی تھی کہ سروے کیا گیا تھا اور میں ساتھ تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس ایریا میں لاکھوں ایکڑ رقبہ جو ہے بے کار پڑا ہوا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ کسی Grow More Food Scheme کے تحت یا کسی سکیم کے تحت جو لاکھوں ایکڑ رقبہ بے کار پڑا ہے اور وہ fertile ہے حکومت کسی سٹیج پر یا کسی پروگرام میں اس کی آب پاشی کے لیے کوئی بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں رکھتی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ایسے رقبہ جات بہت زیادہ ہیں جو دریائی علاقے میں ہیں یا دریا کے نزدیک ہیں اور اس کے لیے میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو کہوں گا کہ لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی سے رجوع کریں۔ جس طرح کہ پنڈی بھٹیاں کے فیز نمبر 1 اور فیز نمبر 2 کو لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی نے ٹیوب ویل لگا کر سیراب کیا ہے تو یہ دریائی علاقوں میں لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی کی خدمات حاصل کریں۔ ایک جامع منصوبہ ان سے بنوا لیں تو شاید یہ سارا ایریا ٹیوب ویل سے سیراب ہو سکے گا۔ یہ ایریگیشن کے purview میں نہیں ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! ضمنی سوال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔۔۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جز (الف) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ "رقبہ مذکور لوئر جہلم کینال کی شمالی جانب نہر اور دریائے جہلم کے درمیان واقع ہے۔ یہ رقبہ نہری حدود سے باہر ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کسی رقبہ کو ایریگیشن

باؤنڈری میں شامل کرنے کے لیے محکمہ انہار نے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں اسی سوال کے جواب میں کہوں گا کہ یہ شاید انہوں نے لوئر جہلم کینال یا اپر جہلم کینال نہیں دیکھی جو اپر جہلم کینال کا ویسٹ کنارہ ہے اسی سے دریا کی کھاٹ شروع ہو جاتی ہے اور Between the canal and the river یہ سارا دریائی علاقہ ہے۔ وہ دریائی علاقہ آج تک کبھی سی سی اے میں نہیں شامل ہوا تو یہ سی سی اے میں کس طرح شامل ہو۔ دریا کا ایریا شامل نہیں ہو سکتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ نہیں ہے کہ وہ شامل ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ ایریگیشن باؤنڈری میں کسی رقبہ کو شامل کرنے کے لیے محکمہ انہار نے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے؟ میں نے تو یہ سوال پوچھا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ اگر اس سوال کا ضمنی سوال پوچھنا ہے تو It should relate to the question. اور اگر یہ سوال پوچھنا ہے تو پھر تازہ سوال دیں۔ اگر آپ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔ Based on this question, then I will reply.

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا شاید یہ مقصد ہو کہ آپ اس رقبے کو جو Consider نہیں کر رہے ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں نے ابھی بتایا ہے کہ یہ دریائی علاقہ ہے اور دریائی علاقہ کبھی بھی سی سی اے میں شمار نہیں ہوتا۔ It is never commanded through CCA

The commanded area of a canal is normally the upper area of Punjab. جو دریائی علاقہ ہے اور کسی زمانے میں دریا کا bed تھا وہاں کبھی بھی سی سی اے میں ہم اس کو شامل نہیں کرتے۔ وہاں پر عام طور پر نہر کا پانی نہیں بہہ سکتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! یہ آب پاشی کے وزیر ہیں اور انہوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ یہ رقبہ نہری حدود سے باہر ہے تو میں نے ان سے یہ دریافت کیا ہے کہ ایریگیشن باؤنڈری میں کوئی رقبہ شامل کرنے کے لیے حکومت نے یا محکمہ انہار نے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے؟ جناب یہ میرا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب! اس کی وجہ انہوں نے اپنے جواب میں بیان کر دی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں نے ان سے اس کے لیے معیار پوچھا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق آپ کوئی تازہ سوال دیں۔ اگلا سوال جناب کمال محمد خان لالیکا۔

عوامی نہر میں پانی کی فراہمی

*2831 جناب کمال محمد خان لالیکا: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صادقیہ کینال میں سے پانی لفٹ کر کے جو عوامی نہر نکالی گئی ہے اس پر کل لاگت کتنی آئی ہے اور متذکرہ نہر کی صفائی پر ہر سال کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔

(ب) متذکرہ بالا نہر میں سال میں کتنے دن پانی چھوڑا جاتا ہے اور گزشتہ سال اس میں کتنے دن پانی چھوڑا گیا۔

(ج) اگر مذکورہ عوامی نہر میں سال میں ایک دن بھی پانی نہیں چھوڑا جاتا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید):

ا۔ سپلائی چینل لفٹ اریگیشن سسٹم (عوامی نہر) کی تعمیر پر کل 96.11 لاکھ روپے لاگت آئی تھی۔ بعد ازاں نہر کو چلانے کے لیے اس کی صفائی پر ہر سال 1979ء سے مارچ 1987ء تک خرچ حسب ذیل ہے۔

سال	سلٹ صفائی پر خرچ	کل خرچ
1979-80ء	-	924202/-
1980-81ء	83071/-	1150305/-
1981-82	110817/-	985368/-
1982-83	205399/-	1376488/-
1983-84	35287/-	1262511/-
1984-85	261228/-	2453530/-
1985-86	601859/-	1988258/-
1986-87	53580/-	1293235/-

(ب) اس نہر میں سپلائی سیزن کے دوران سال میں135 دن چلنی چاہیے جبکہ گزشتہ سال مجموعی طور پر اس میں145 دن پانی چلایا گیا۔

(ج) سپلائی سیزن (خریف) کے دوران نہر میں پانی چلایا جاتا ہے۔ اور یہ بند نہیں رکھی جاتی۔ بہرحال نہر مذکور کے نقائص دور کرنے کے لیے ایک جامع سکیم مالیتی263079 لاکھ روپے مورخہ4-1-1987 محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں بغرض منظوری بھجوائی جا چکی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے سکیم ہذا کو آئندہ مالی سال1987-88 میں شامل کیا جا چکا ہے

وزیر آب پاشی و قوت برقی : جناب والا! اس کی موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ اس نہر میں سپلائی سیزن کے دوران سال میں 135 دن چلنی چاہیے بلکہ گزشتہ سال1986-87 میں مجموعی طور پر اس نہر میں145 دن پانی چلایا گیا اور سپلائی سیزن خریف کے دوران نہر میں پانی چلایا جاتا ہے اور بند نہیں کیا جاتا ہے۔ موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ 1987-88 میں یہ سکیم شامل ہو چکی ہے اور اس وقت محکمہ پلاننگ اور ڈویلپمنٹ کے زیر غور ہے۔ یہ میں اضافی بات کہنا چاہتا تھا کہ 1987-88 میں یہ سکیم اے ڈی پی میں شامل ہے اور اس وقت محکمہ پی اینڈ ڈی میں زیر غور ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ، جناب والا! اس کے جزو (الف) میں وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ نہر کی تعمیر پر 96011 لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔ اب اس کے آگے جو انہوں نے نقشہ دیا ہے اس میں یہ ہے کہ سلٹ کی صفائی پر خرچ اور کل خرچ دیا گیا ہے۔ اس کل خرچ میں اتنا زیادہ خرچ دکھایا گیا ہے۔ آیا یہ نہر ہر سال نئی سرے سے بنتی ہے۔ کیونکہ کل خرچ میں بہت زیادہ پیسہ لکھا ہوا ہے۔ اور اگر سلٹ کی صفائی کا پیسہ دیکھیں تو وہ بھی نہر کی کل لاگت سے زیادہ رقم سلٹ کی صفائی پر خرچ کی جا رہی ہے۔ اس لیے میں کہہ رہا تھا کہ ان کو یہ فگرز پڑھنے چاہییں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ہمارا جو اریگیشن سسٹم ہے اگر اس کو میں بیان کرنے لگوں تو ایک گھنٹا لگے گا تو جب تک Maintenance and repairs of irrigation channels نہیں ہوتی ہے' اس کی کھدائی' سلٹ کی صفائی نہیں ہوتی ہے تو اس وقت تک پانی Tail تک نہیں پہنچتا اور یہ آپ کا اریگیشن سسٹم ناقص ہو گا۔ لہذا آپ کے اریگیشن سسٹم میں ہر سال تقریباً 40 کروڑ روپے Maintenance and repairs کے ہوتے ہیں اور جب تک وہ Maintenance & repairs آپ نہیں کریں گے۔ آپ کا اریگیشن سسٹم درست نہیں رہے گا۔ اس ضمن میں یہ نہر بے شک 1979ء میں

تقریباً ایک کروڑ روپے میں بنی ہے۔ اور اگر اس کی De-siltation نہ ہو اور اس کی سلٹ remove نہ ہو تو پھر اس کا بیلٹ اونچا ہو گا۔ اس کی موجودہ جو گہرائی ہے وہ بھی اتنی ہے کہ اس کی سلٹ ہر سال صاف کرانی پڑتی ہے۔ اور چوں کہ قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں۔ لیبر کی تنخواہیں بڑھتی رہتی ہیں۔ خرچہ وغیرہ بڑھتا ہے لہٰذا اسی تناسب سے اس کی صفائی کی قیمتیں بڑھتی ہیں۔ پھر آپ یہ دیکھیں میں آپ کو سال 85-1984ء میں لے جاتا ہوں۔ اس میں اگر آپ پڑھیں تو اس سال سلٹ کی صفائی کا جو خرچہ آیا وہ 221228 روپے ہے اور کل خرچہ2453530 روپے ہے۔ لیکن اگر اس کو 87-1986ء میں لے جائیں چونکہ دو سال میں اس کی سلٹ زیادہ صاف ہو گی تو اس سال سلٹ کی صفائی پر صرف 53580 روپے خرچ آئے۔ یعنی دو سال جب ہم نے اس سلٹ کی صفائی کر لی تو تیسرے سال اس پر خرچہ کم آتا ہے۔ اسی طرح آپ دیکھیں 82-1981ء اور 83-1982ء میں 110817 اور 205399 روپے بالترتیب سلٹ کی صفائی پر خرچ آئے۔ جب ان دو سالوں میں خرچہ زیادہ کر لیا تو تیسرے سال84-1983ء میں سلٹ کی صفائی پر صرف 35287 روپے خرچہ آیا۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ ہر دو سال کی صفائی کے بعد تیسرے سال سلٹ کی صفائی پر خرچ بہت کم آتا ہے۔ تو یہ خرچہ کرنا پڑتا ہے Without this our irrigation system will never improve.

میاں ریاض حسین پیرزادہ، جناب والا! یہ جس کینال کا ذکر ہے اس کو پانی ہیڈ سلیمانکی سے فیڈ کرتے ہیں۔ اور دریائے ستلج ہندوستان نے بند کیا ہوا ہے۔ یہ جو دوسری کینال سے فیڈ ہوتے ہیں یہ تقریباً pond area بن جاتے ہیں۔ سلٹ تو ان کی ہیڈ سلیمانکی کے ایریا میں ہی ڈاؤن ہو جاتی ہے۔ وہ نیچے بیٹھ جاتی ہے کیونکہ دریا سے پانی ہی نہیں آتا ہے۔ نہروں میں تقریباً صاف پانی آ رہا ہوتا ہے اور وزیر موصوف نے جتنا خرچہ بتایا ہے کہ ایک سال زیادہ ہوتا ہے اور دوسرے سال کم ہوتا ہے۔ برسوں کی کھدائی میں اتنے لاکھ روپے لگتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اتنی لاگت کی تو نہر نہیں بنی ہے جتنا اس کی مرمت اور maintenance پر خرچ آ رہا ہے۔ اور اس کے باوجود بھی لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ ان کو پانی بھی پورا نہیں مل رہا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، اس کا جواب تو میرے پاس یہی ہے کہ اگر یہ میرے ساتھ چلے چلیں اور مجھے بتا دیں کہ جہاں پر سپلائی نہیں آتی ہے' تو میں ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاید یہ سمجھے نہیں ہیں کہ ہیڈ سلیمانکی کا ایک problem ہے اور وہ یہ ہے کہ جب پانی

انڈیا سے نہیں آتا ہے۔ آج کل خشک سالی کی وجہ سے جب پانی اس pond میں نہیں آتا تو اس میں گھاس وغیرہ اُگ آتا ہے اور خاص طور پر جس نہر کا یہ ذکر کر رہے ہیں' اس کا mouth جب sucking کرتا ہے تو siltation زیادہ جاتی ہے کیوں کہ جو بلوکی سلیمانکی لنک ہے وہ تقریباً 16/15 میل سلیمانکی سے اوپر ہے۔ اگر وہ نزدیک آ کر پڑتا تو شاید یہ problem نہ ہوتا۔ ابھی ہم اس سال انشاء اللہ وہ problem بھی صحیح کر رہے ہیں تاکہ یہ siltation کا معاملہ بھی ختم ہو اور وہ سلیمانکی میں اتنا پانی آ جائے تاکہ بہاولپور کے پانی کا جو problem ہے وہ بھی ختم ہو جائے۔ تو یہ problem تھا جس کے لیے de-siltation ضروری تھی We are trying our level best کہ ہم اس problem کو صحیح کرلیں تاکہ ہمارا کام صحیح ہو جائے۔

چودھری محمد صدیق: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ آیا پانی ڈیم میں نہیں ہے' یا اپنا جو لنک بھائی پھیرو والا ہے۔ ابھی تک اس میں پانی نہیں چالو ہوا ہے۔ یہ ہیڈ سلیمانکی ڈسٹرکٹ بہاولنگر کو پانی دیتا ہے۔ مجھے یہ جواب دیں کہ پانی کب چھوٹے گا جب یہ ہماری گندم کی فصل ختم ہو جائے گی تو پھر پانی چھوٹے گا اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ پانی کیوں نہیں دیا جاتا ہے۔ ہماری فصل ختم ہو گئی ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس کا جواب دیں کہ پانی کب آئے گا اگر نہیں دینا تو ہماری جو اتنی چھوٹی گندم ہے وہ ختم ہو کر رہ جائے گی۔ مہربانی کر کے پانی چھوڑ دیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! مجھے میرے بھائی چودھری صاحب سے بڑی ہمدردی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہمارے بہاولنگر اور بہاولپور کا جو ایریا ہے وہاں پر پانی کی کافی قلت ہے۔ اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے جو پانچ ہزار کیوسک ہیں انڈیا کی طرف سے آ جاتا تھا۔ وہ بھی نہیں آ رہا ہے اور ہم نے پونے تین کروڑ روپے لگا کر اس سلیمانکی بلوکی لنک کو ری ماڈل کیا ہے تاکہ وہ 18/16 ہزار کیوسک سے بڑھ کر 22 ہزار کیوسک پانی اس میں چل سکے تاکہ ان کا جو پانی کا مسئلہ ہے وہ حل ہو سکے۔ میں نے بہاولپور میں میاں نواز شریف صاحب جو ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس ہیں اور چیف منسٹر ہیں' ان کے سامنے یہ کہا تھا کہ انشاء اللہ جب ہم بلوکی سلیمانکی لنک چلائیں گے۔ تو انشاء اللہ آپ کو پانی تین/ چار ہزار کیوسک زیادہ پانی ملے گا۔ چودھری صدیق صاحب! آپ کو مبارک ہو کہ انشاء اللہ تین چار روز میں یہ پانی چل پڑے گا اور 16 ہزار کیوسک کی بجائے آپ کو انشاء اللہ 22 ہزار کیوسک پانی ملے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ اب نماز مغرب کے لیے وقفہ ہوتا ہے اور ہم 6 بج کر 15 منٹ پر دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی کر دی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ایس ڈی او کی پنشن کا اجراء

*2833 چودھری نذیر احمد، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اگر کسی ریٹائر ہونے والی گورنمنٹ ملازم کے ذمہ گورنمنٹ کی کوئی رقم ہو۔ اور اس کی ریٹائرمنٹ کے ایک سال کے اندر متعلقہ محکمہ اسے واپسی رقم کی چٹھی یا اطلاع بذریعہ تحریر نہ دے تو مذکورہ ریٹائرڈ ملازم محکمہ مالیات کی چٹھی نمبر FDSR.III G/4 4-1-77 مورخہ 14 اپریل 1977ء کے تحت بالکل بری الزمہ ہو جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میاں عبدالعزیز III ولد میاں میراں بخش ایس ڈی او محکمہ نہر سکارپ III سرکل ڈسٹری بیوشن ڈویژن مظفر گڑھ 10 دسمبر 1975 کو ریٹائر ہوئے تھے اور ان کو صرف چھ سال تک پنشن ملتی رہی اور اس کے بعد ان کی پنشن بند کر دی گئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایس ڈی او کی پنشن عرصہ چھ سال سے بند کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اس کی پنشن فوری طور پر بحال کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) یہ درست ہے مگر زیر دفعہ (بی) 8 آف مغربی پاکستان سرکاری ملازمین پنشن رول نمبر 1963ء کے تحت گورنمنٹ یہ حق محفوظ رکھتی ہے کہ وہ ایسی رقم جو کسی عدالتی یا محکمانہ کارروائی کے نتیجہ میں پنشن پانے والے سرکاری ملازم کی دوران ملازمت نااہلی یا دھوکہ دہی کے زمرے

میں آتی ہو تو اس کی پنشن سے وضع کرے تاہم یہ محکمانہ کارروائی سرکاری ملازم کی تاریخ ریٹائرمنٹ کے ایک سال گزرنے کے بعد شروع نہیں کی جا سکتی۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہاں عبدالعزیز III ولد میاں میراں بخش ایس ڈی او سکارپ (III) سرکل کو حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری ایس و این (ای) 2-183/74 مورخہ 22-12-76 کے ذریعہ انضباطی قوانین کے تحت 10 دسمبر 1975ء سے جبری طور پر ریٹائرڈ کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی درست ہے کہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے بذریعہ پی پی او نمبر 161267 پنشنر کے حق میں مشروط طور پر پنشن کی ادائیگی کا حکم نامہ صرف اس صورت میں جاری کیا تھا کہ صداقت نامہ بابت عدم مطالبہ / عدم تحقیقات (CONSOLIDATED NO. DEMAND/NO. ENQUIRY CERTIFICATE) پیش کیا جائے۔ بعد میں مذکورہ صداقت نامہ جناب سیکرٹری حکومت پنجاب محکمہ آب پاشی و برقیات کو چٹھی نمبر 81/10346/68/282/A-I/1169 مورخہ 25-5-81 ارسال کیا گیا تھا۔ جس میں محکمہ آب پاشی کے مختلف دفاتر کی کل رقم 27542/27 روپے پنشنر کے ذمہ واجب الادا تھی یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ آب پاشی کے ایس ڈی او مذکورہ کو بذریعہ چٹھی نمبری ڈی اے او ایم این/پی ای این ٹی آر وائی /392 مورخہ 6-1-87 مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی پنشن وصول کرے۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) بالا میں درج ہے کہ محکمہ آب پاشی نے ایس ڈی او مذکورہ کی پنشن بند نہیں کی۔ صرف صداقت نامہ بابت عدم مطالبات/عدم تحقیقات جس میں 27542/27 روپے ایس ڈی او مذکورہ کے ذمہ واجب الادا تھے۔ ضلعی افسر خزانہ ملتان کو ارسال کیا گیا تھا۔ بعد میں یہ رقم کم کر کے 25049/98 روپے کر دی گئی ہے۔ اور جناب افسر خزانہ ملتان پہلے ہی ایس ڈی او مذکورہ کو بذریعہ چٹھی نمبری درج بالا ہدایت کر چکے ہیں کہ وہ اپنی پنشن وصول کریں۔

باہلک برانچ میں پانی کی مناسب فراہمی

*2846 جناب مہر مقبول احمد فتیانہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ حلقہ نمبری پی پی 85 ضلع فیصل آباد کے علاقہ میں واقع باہلک برانچ میں پانی نہایت کم مقدار میں مہیا کیا جاتا ہے جبکہ سمندری اور تاندلیانوالا برانچ کو باہلک برانچ سے

زیادہ پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ علاقہ کے مکینوں کی نہری پانی سے ضروریات پوری نہیں ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں نے نجی ٹیوب ویل لگا رکھے ہیں اگر ایسا ہے تو آیا حکومت جز (الف) بالا میں ذکر شدہ علقہ کی مکینوں کی مشکلات کا ازالہ کرنے اور ری ماڈلنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تا کہ آخری ٹیلوں پر بھی مناسب مقدار میں پانی پہنچ سکے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) ایسا نہیں ہے۔ بابلک برانچ و دیگر راجباہوں میں مقررہ نہری پانی کی مقدار مہیا کی جا رہی ہے۔

(ب) ایسا نہیں ہے۔

علاقہ کے مکینوں کو جائز نہری پانی مہیا کیا جا رہا ہے اور ان کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ بابلک برانچ کی ریماڈلنگ کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے ٹیلوں پر پوری مقدار میں پانی پہنچ رہا ہے۔

قبائلی علاقہ ڈیرہ غازی خان میں بجلی کی فراہمی ✓

* 2861 سردار فتح محمد خان بزدار، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں پورے قبائلی علاقے کے کتنے گاؤں کو بجلی مہیا کی گئی ہے۔

(ب) اگر مذکورہ علاقہ کو بجلی مہیا نہیں کی گئی تو کیا حکومت اس علاقہ کو بجلی مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور اس رپورٹ کے مطابق

(الف) ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے میں ابھی تک کسی دیہات کو بجلی فراہم نہیں کی گئی۔

(ب) واپڈا کی اطلاع کے مطابق ضلع ڈیرہ غازی خاں کے قبائلی علاقے میں بجلی کی لائینوں کا ابھی تک کوئی نظام موجود نہیں ہے۔ تاہم فورٹ منرو میں ایک گرڈ اسٹیشن زیرتعمیر ہے جس کے جون 1988ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے جس سے علاقہ کی دیہات کو بجلی کی فراہمی میں سہولت ہو جائے گی۔ اس کے بعد مذکورہ قبائلی علاقے میں مروجہ طریق کار کے مطابق بجلی کی فراہمی کے لیے کارروائی ممکن ہو سکے گی۔

سال 87-1986ء میں ضلع ڈیرہ غازی خان میں تونسہ کے قریب واقع دو دیہات کو فاضل ممبر کی سفارش پر بجلی کی فراہمی کے لیے منظوری دی جا چکی ہے ان دیہات میں بجلی کی تنصیب کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور ماہ اکتوبر کے آخر تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

محلہ چراغ نگر گوجرانوالہ میں بجلی کی فراہمی

* 2866 چودھری محمد اکرم۔ کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایس ڈی او واپڈا باغبانپورہ حافظ آباد گوجرانوالہ کو 12 مارچ 1984ء سے 3 مارچ 1987ء تک محلہ چراغ نگر نوشہرہ روڈ نزد سنگیت سینما گوجرانوالہ کی گلی نمبر 5 اور 6 کے مکینوں کی طرف سے گھریلو استعمال کے لیے بجلی کے حصول کے لیے وصول ہونے والی درخواستوں اور اس دوران جاری کیے گئے ڈیمانڈ نوٹس کی رقوم کی تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا ایس ڈی او نے محلہ چراغ نگر کی گلی نمبر 6 کے مکین محمد تنویر ولد محمد بشیر کی طرف سے مورخہ 12 مارچ 1986ء کی درخواست برائے حصول بجلی گھریلو استعمال پر کارروائی کرتے ہوئے مورخہ 3 مارچ 1987ء کو مبلغ -/1457 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس نمبر 2014/16 برائے ادائیگی ارسال کیا اور کیا اس سے قبل ان گلیوں کے مکینوں میں سے کسی کو اتنی رقم کا ڈیمانڈ نوٹس جاری کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ واپڈا نے محلہ چراغ نگر کی گلی نمبر 5 اور گلی نمبر 6 کے مکینوں کو ایک ہی تار سے لاتعداد کنکشن جاری کر رکھے ہیں۔

(د) اگر جز (ب) اور (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مبلغ -/457 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس برائے گھریلو استعمال بجلی جاری کرنے کی وجوہات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ درخواست گزار کو درست ڈیمانڈ نوٹس واپڈا قوانین کے مطابق جاری کر کے بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور اس رپورٹ کے مطابق۔

(الف) ایس ڈی او باغبانپورہ کو 12 مارچ 1984ء سے لے کر 3 مارچ 1987ء تک محلہ چراغ نگر نوشہرہ روڈ نزد سنگیت سینما گوجرانوالہ کی گلی نمبر 5 اور 6 کے مکینوں کی طرف سے گھریلو استعمال

سے نئے بجلی کے حصول کے لیے وصول ہونے والی درخواستوں اور جاری شدہ ڈیمانڈ نوٹس بمعہ رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبرشمار	درخواست نمبر	نام درخواست گزار	رقم
(i)	4-10-81/5-5-84	محمد مشتاق ولد رحمت اللہ گلی نمبر 6 محلہ چراغ نگر نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	-/402 روپے
(ii)	4034-A2	فرحت علی ولد عنایت علی	-/321 روپے
(iii)	411-A1	محمد اسحاق ولد شفقت حسین	-/380 روپے
(iv)	482-A1/23-1-85	ریاست علی ولد محمد خان	-/603 روپے
(v)	750-A1/28-7-85	محمد منشاء ولد محمد صدیق	-/528 روپے
(vi)	1277-A1/25-2-86	حمیدہ بیگم غلام محمد حمید	-/750 روپے
(vii)	1285-A1/25-2-86	محمد سلیمان ولد مقبول حسین	-/882 روپے
(viii)	1277-A1/1-3-86	محمد یونس ولد سراج دین	-/2913 روپے
(ix)	1325-A1/12-3-86	محمد تنویر ولد محمد بشیر	-/15536 روپے

(ب) محمد تنویر ولد محمد بشیر کو تین مارچ 1987ء کو مبلغ -/14571 روپے کی بجائے -/15536 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس نمبر 16-214 جاری کیا گیا اس سے قبل بھی ان گلیوں کے مکینوں میں سے ایک مکین محمد یونس ولد سراج دین کو اس سے زائد رقم کا ڈیمانڈ نوٹس جاری کیا گیا۔ جیسا کہ جزو الف نمبر 8 سے عیاں ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) محمد تنویر ولد محمد بشیر کے ڈیمانڈ نوٹس کی رقم اس لیے زیادہ ہے کہ اس کے گھر کا فاصلہ واپڈا کی L.T لائن سے تقریباً 500 فٹ ہے۔ جبکہ دیگر درخواست دہندگان کے گھروں کا فاصلہ واپڈا کی لائن سے 3 تا 5 میٹر ہے۔ واپڈا نے علاقہ کے سروے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کنکشن بجلی کے پول سے دیے جائیں اور سروس لائن کی لمبائی 160 فٹ سے زیادہ نہ ہو۔ تاکہ لمبی لمبی تاروں کا سلسلہ بند ہو جائے۔ اور وولٹیج کی کمی بھی نہ ہو۔ لوڈ کو کم کرنے اور تاروں کو جلنے سے بچانے کے لیے ایک اور پابندی یہ لگائی گئی ہے کہ

ایک سروس سے تین سے زیادہ کنکشن نہ دیے جائیں درخواست گزار محمد تنویر ولد محمد بشیر کو قانون کے مطابق درست نوٹس جاری کیا گیا ہے۔ تاہم اگر درخواست گزار علاقہ کی Renovation مکمل ہونے کے بعد دوبارہ درخواست گزارے تو نہ صرف ڈیمانڈ نوٹس کی رقم نظر ثانی کے بعد کم ہو کر مبلغ -/800 روپے ہو جائے گی۔ بلکہ مندرجہ بالا قانون کے مطابق وہ باری پر بہتر اور معیاری کنکشن بھی حاصل کر سکے گا۔

محلہ چراغ نگر میں بجلی کے پولوں کی تنصیب

* 2867 چودھری محمد اکرم، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ واپڈا نے محلہ چراغ نگر نوشہرہ روڈ (نزد سنگیت سینما) گوجرانوالہ کی گلی نمبر 5 اور 6 کے مکینوں کو بجلی کی ایک تار سے عارضی بنیادوں پر کئی کنکشن دے رکھے ہیں۔ جس کی وجہ سے بجلی کی تاریں جل جاتی ہیں اور جانی و مالی نقصان کا سبب بن سکتی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا گلیوں کے مکین بار ہا واپڈا حکام کو ان گلیوں میں بجلی کے پول کی تنصیب کے لیے درخواستیں کر چکے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محلہ چراغ نگر کی گلی نمبر 5 اور 6 میں بجلی کے پول نصب کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

زیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

ن ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور اس رپورٹ کے مطابق

الف) درست ہے۔

ب) تقریباً پچھلے ایک سال سے اب تک مذکورہ گلیوں کے مکینوں کی طرف سے کوئی درخواست برائے تنصیب پول بجلی موصول نہیں ہوئی۔ لیکن پھر محلہ چراغ نگر گلی نمبر 5 اور 6 کے مکینوں کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے ریزرویشن ورک کی منظوری دی جا چکی ہے۔ جس کی تکمیل رواں مالی سال 88-1987ء میں ہو جائے گی۔ جس سے محلہ چراغ نگر کی گلی نمبر 5 اور 6 کے مکینوں کی تکالیف کا ازالہ ہو جائے گا۔

ج) جیسا کہ جزو (ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ مذکورہ علاقہ میں ریزرویشن ورک رواں مالی

سال میں مکمل ہو جائے گا۔

ملتان میں تھرمل پاور اسٹیشن کی تعمیر

* 2869 میاں مختار احمد شیخ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا امر واقع ہے کہ حکومت پاکستان نے ملتان میں تھرمل پاور اسٹیشن 630 میگا واٹ کا منصوبہ حکومت روس کی امداد سے لگانے کی منظوری دی تھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ منظوری کب دی تھی۔ اور اس پر اب تک کتنے اخراجات آ چکے ہیں۔ کیا اس مقصد کے لیے حکومت نے زمین acquire کر لی تھی۔ اگر زمین acquire کر لی تھی تو کن وجوہات کی بناء پر زمین حاصل کرنے کی کارروائی کالعدم کر دی گئی اور کیا اب سرکاری سستی زمین حاصل کرنے کے لیے ڈپٹی کمشنر ملتان سے کوئی رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ اگر قائم کیا گیا تو کب۔ اگر نہیں کیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز اگر ملتان میں کسی اور جگہ سرکاری سستی زمین مل جائے تو یہ منصوبہ وہاں قائم کیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں تھرمل پاور اسٹیشن قائم کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ تھرمل پاور اسٹیشن کتنی طاقت کا ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا۔ یہ منصوبہ کب تک مکمل ہونا تھا۔ اب اگر زمین دوسری جگہ لینی پڑے تو یہ منصوبہ کتنی دیر سے شروع ہو گا اور اس میں حکومت کا کتنا نقصان ہو گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی اور اس رپورٹ کے مطابق۔

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان نے روس کی امداد سے ملتان میں 630 میگا واٹ کا تھرمل گھر تعمیر کرنے کی منظوری دی تھی۔ اور یہ منظوری 16 دسمبر 1983ء کو دی گئی تھی اب اس پر اراضی کے تجزیاتی اور تحقیقاتی سروے وغیرہ پر 30546 ملین روپے خرچ ہو گئے اس مقصد کے لیے اراضی کے حصول کا عمل جاری تھا۔ واپڈا نے اس منصوبہ کے لیے 270 کی زمین کے حصول کے لیے کوشش کی۔ اس کے لیے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ملتان نے 369 روپے فی ایکڑ کی قیمت مقرر کی ہے جو کہ بورڈ آف ریونیو نے بڑھا کر -/278898 ر فی ایکڑ کر دی۔ واپڈا نے پہلے اس قیمت کو کم کرانے کی کوشش کی لیکن اس میں

097 ملین روپے 3 اپریل 1986ء کو جمع کرا دیے۔ بورڈ آف ریونیو کی مقرر کردہ قیمت بھی مالکان اراضی کے لیے قابل قبول معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور انہوں نے 25 جنوری 1987ء کو لاہور ہائی کورٹ میں ایک اپیل دائر کی جس میں استدعا کی گئی کہ نہ صرف حصول اراضی کی تمام کارروائی کالعدم قرار دی جائے گی بلکہ اس اراضی کی قیمت 8 لاکھ روپے فی ایکڑ اور ان پر 45 فی صد کمپلسری ایکوزیشن چارجز جمع کر کے مقرر کیا جائے۔ اس طرح اراضی کی کل قیمت 270 ملین روپے تک پہنچ جاتی ہے۔ واپڈا نے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور منصوبہ کو مزید تاخیر سے بچانے کے لیے اس کو نئی جگہ منتقل کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ سستی اراضی کی خریداری کے لیے ملتان کے ڈپٹی کمشنر سے رابطہ قائم نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مظفر گڑھ میں موزوں اراضی بڑے رقبہ جات میں دستیاب تھی۔ لہذا ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ سے رجوع کیا گیا ہے۔ اب چونکہ واپڈا نے تھرمل بجلی گھر مظفر گڑھ منتقل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور سرکاری زمین حاصل کی جا رہی ہے۔ لہذا اب ملتان میں کسی اور جگہ بجلی گھر منتقل کرنا ناممکن ہے۔

(ب) واپڈا نے پہلے ہی کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں 400 میگا واٹ کا بجلی گھر پروگرام کے مطابق جنوری 1987ء میں مکمل کر لیا ہے۔ اب مزید 400 میگا واٹ بجلی گھر کی توسیع کا کام جاری ہے۔ جو کہ سال 90-1989ء تک مکمل ہو جائے گا کیونکہ کوٹ ادو بجلی گھر کو کسی دوسرے مقام پر منتقل نہیں کیا جانا ہے۔ لہذا تاخیر ہونے یا حکومت کو کوئی نقصان پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وارث پورہ لاہور میں بجلی کی سپلائی

2931 حاجی محمد بوٹا، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وارث پورہ فتح گڑھ لاہور کے صارفین کو واپڈا نے رشید پورہ فیڈر سے بجلی کی سپلائی جاری ہوئی ہے۔ اور یہ فیڈر اکثر و بیشتر لوڈ شیڈنگ کے دوران متواتر شام کو چار گھنٹے بند رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وارث پورہ آبادی کے صارفین شدید دشواری اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں جبکہ اردگرد کے تمام علاقوں میں روشنی ہوتی ہے۔ مگر صرف وارث پورہ اندھیرے

میں ڈوبا ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وارث پورہ کے صارفین اتنی لمبی لوڈ شیڈنگ سے تنگ آ کر واپڈا کے افسران کو فیڈر کی منتقلی کے لیے درخواستیں بھی دے چکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ رشید پورہ فیڈر صنعتی ہے اس پر سٹیل فرنس چلتی ہیں مگر محکمہ کہتا ہے کہ یہ صنعتی فیڈر نہیں ہے اگر رشید پورہ فیڈر صنعتی نہیں ہے تو متواتر چار چار گھنٹے تک کیوں بند رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وارث پورہ کے صارفین کو دشواری ہوتی ہے۔

(د) کیا حکومت وارث پورہ آبادی کے صارفین جائز تکلیف کو دور کرنے کے لیے رشید پورہ فیڈر کو عام گھریلو صارفین کی طرح مستقل طور پر بجلی کی سپلائی جاری کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیا حکومت فی الفور قریب ترین نبی پورہ فیڈر سے بجلی کی سپلائی جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک یہ کام مکمل ہو گا۔ ایوان کو تاریخ سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق۔

(الف) یہ درست ہے کہ وارث پورہ فتح گڑھ لاہور کو رشید پورہ فیڈر سے جس کا موجودہ نام آر۔کے این ہے سے بجلی دی گئی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخہ 28-4-87 تا 30-5-87 تک فیڈر متواتر چار گھنٹے بوقت شام 7 بجے تا 11 بجے بوجہ لوڈ شیڈنگ بند رہتا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اس آبادی کے مکینوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ صارفین کی درخواستیں بابت منتقلی فیڈر مذکورہ بالا واپڈا کے متعلقہ افسران کو موصول ہوئی ہیں۔

(ج) رشید پورہ فیڈر سے صنعتی بشمول سٹیل فرنس اور گھریلو دونوں قسم کے صارفین کو بجلی مہیا کی جاتی رہی ہے۔ اس لیے اس کو مکمل طور پر صنعتی فیڈر نہیں کہا جا سکتا تھا۔ تاہم یہ درست ہے کہ رشید پورہ فیڈر سٹیل فرنس کا لوڈ ہونے کی وجہ سے مورخہ 28-4-87 تا 30-5-87 تک شام کو روزانہ چار گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی رہی ہے۔ اب رشید پورہ فیڈر کو مکمل طور پر صنعتی کر دیا گیا ہے۔ جبکہ وارث پورہ فتح گڑھ کے صارفین کو 11 کے وی نبی پورہ فیڈر سے علیحدہ بجلی مہیا کر دی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ جز "ج" میں وضاحت کی گئی ہے' آبادی وارث پورہ چک لڑھ کے صارفین کو عام گھریلو صارفین کی طرح قریبی فیڈر نبی پورہ کے بجلی کی سپلائی 15 اگست 1987ء سے جاری کر دی گئی ہے۔ جس سے مذکورہ آبادی کے صارفین کی تکلیف کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔

حلقہ نیابت 214 پی پی اوکاڑہ میں بجلی کی فراہمی

* 2945 چودھری ارشاد علی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ نیابت 214 پی پی اوکاڑہ میں جناب وزیر اعلیٰ کے directive کے تحت والے ڈی پی کے تحت مختلف گاؤں میں بجلی مہیا کیے جانے کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ہر گاؤں میں مہیا کیے جانے کا کام کن کن مراحل میں ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ابھی تک سال رواں میں ان چکوک میں سے کسی ایک کو بھی بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو کن کن چکوک کو بجلی کس کس تاریخ کو مہیا کی جا چکی ہے۔

(ز) کیا یہ درست ہے کہ یہ منصوبہ 30 جون 1987ء تک مکمل کیا جانا ضروری ہے۔

(ہ) اگر جز (ز) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے وقت کم ہونے کے پیش نظر کیا اقدامات کیے گئے ہیں یا حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)۔

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی جس کے مطابق صورت حال حسب ذیل ہے۔

(الف) یہ درست ہے کہ سال 87-1986ء کے دوران حلقہ نیابت 214۔پی پی اوکاڑہ میں جناب وزیر اعلیٰ کے اور فاضل ممبر کے کوٹا کے تحت 19 دیہات اور ایک ایک نئی آبادی برائے فراہمی بجلی کی منظوری دی گئی۔

(ب) جزو (الف) کے جواب میں بیان کردہ منظور شدہ دیہات اور اضافی آبادی میں بجلی مہیا کیے جانے کے بارے میں تفصیل منسلکہ ضمیمہ میں دے دی گئی ہے۔

(ج) جزو (ب) کے جواب میں متذکرہ ضمیمہ میں درج شدہ تفصیل کے مطابق 5 عدد چکوک میں بجلی لگانے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) مذکورہ جزو کا جواب جزو ہائے بالا میں دیا جا چکا ہے۔

(ہ) جزو (ب) کے جواب میں متذکرہ ضمیمہ میں درج شدہ تفصیل کے مطابق جن چکوک میں بجلی کی فراہمی کا کام مکمل نہ ہو سکا ہے۔ ان کاموں کی تکمیل کے لیے حکومت اس ضمن میں واپڈا سے مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ تاکہ متعلقہ کام کی جلد از جلد تکمیل ہو سکے۔

تفصیل فراہمی بجلی برائے منظور شدہ دیہات بابت سال 1986-87ء متعلقہ حلقہ 214 پی پی

نمبرشمار	نام دیہات	تفصیل بابت فراہمی بجلی
1	چک نمبر 1/1-L	جون 1987ء سے برقی رو جاری کی جا چکی ہے
2	چک نمبر 16/1-L	ــــ ایضاً ــــ
3	چک نمبر 13/1-AL	تنصیب کا کام جولائی میں مکمل ہو چکا ہے فراہمی بجلی بوجہ عدم دستیابی سنگل فیز میٹر نہ ہو سکی ہے۔ یہ کام اختتام ماہ مارچ 1988ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔
4	چک نمبر 12/1-R	ایضاً اگست 1987ء ایضاً
5	چک نمبر 19/1-AL	ایضاً ستمبر 1987ء ایضاً
6	چک نمبر 3/1-L	تنصیب کا کام کچھ ضروری سامان کی سٹور میں عدم دستیابی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔ اب یہ سامان مہیا ہو گیا ہے۔ کام کی تکمیل اختتام ماہ فروری 1988ء تک متوقع ہے۔
7	چک نمبر 4/1-L	ایضاً
8	چک نمبر 6/1-L	ایضاً
9	چک نمبر 7/1-L	ایضاً
10	چک نمبر 8/1-L	ایضاً
11	چک نمبر 9/1-L	ایضاً
12	چک نمبر 10/1-L	ایضاً

13	چک نمبر 11/1-L	ایضاً
14	چک نمبر 17/1-L	ایضاً
15	چک نمبر 23/1-A-L	ایضاً
16	چک نمبر 28/1-A-L	ایضاً
17	چک نمبر 27/2-L	ایضاً
18	چک نمبر 18/1-R	ایضاً
19	چک نمبر 4/1-RA	ایضاً

-20 آبادی تحصیل دار والا 11 ـ کے وی لائن سے فاصلہ 1/2 میل کی مقررہ حد سے زیادہ ہونے کی وجہ (اضافی آبادی) سے بجلی کی فراہمی ممکن نہ ہو سکی۔ تاہم فاصلے کے سلسلے میں تصدیق کی جا رہی ہے۔

راجباہ ون ایل فیڈر کو پختہ کرنے کے لیے اقدامات

* 2946 چودھری ارشاد علی: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں رقبہ ایل (1-L) اور ون اے ایل (1-AL) پانی نہر سے سطح زمین اونچی ہونے کی بناء پر اپ لفٹ (up lift) ایریا ہے اور راجباہ ون ایل میں سالہا سال کی پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے اس کا ہیڈ رینالہ خورد بدل کر کھوکھر کوٹھی پر تعمیر کیا گیا ہے اور اس طرح ون ایل راجباہ کو فیڈ کرنے کے لیے ایک نیا راجباہ تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ اس سے کئی سالوں کی کمی کو محکمہ نے محنت کر کے بڑی مشکل سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس فیڈر/راجباہ سے کوئی نیا موگہ منظور نہ کرنے کے بارے میں جناب وزیر اعلیٰ نے اپنے دورہ کے دوران جلسہ عام میں محکمہ کو ہدایت فرمائی تھی لیکن اس کے باوجود کچھ بااثر افراد فیڈر سے نئے موگہ جات حاصل کرنے کے لیے اپنا اثر استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس ضمن میں کارروائی محکمہ کے افسران کے پاس چل رہی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس ضمن میں واضح احکامات جاری کیے

ہیں کہ آئندہ اس فیڈر راجباہ ون ایل سے کوئی نیا موگہ نہ دیا جائے تاکہ پھر سابقہ کمی نہ پیدا ہو جائے۔ اور ون ایل کے موگہ جات ٹیل پر نہ آ جائیں۔ اور کیا یہ بھی حکم جاری کیا ہے کہ جو نئے موگہ کے حصول کے لیے درخواست ہائے زیر کارروائی ہیں انہیں داخل دفتر کیا جائے۔

(ز) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ فیڈر راجباہ کا صرف ایک کنارہ تعمیر کیا گیا ہے جو اکثر ٹوٹ جاتا ہے۔ مزید برآں آس پاس کے زمین دار اس سے سیم و تھور کا شکار ہونے کے خوف میں ہیں۔ اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس راجباہ کو پختہ بنایا جائے۔

(ہ) اگر جزو (ز) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زمین داران و کاشت کاران کو تحفظ دینے کی خاطر اس راجباہ ون ایل فیڈر کو پختہ کرنے کے لیے رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)۔

(الف) درست بات یہ ہے کہ راجباہ ون ایل کا رقبہ بذریعہ flow آب پاشی ہوتا ہے جبکہ ون اے ایل (IAL) لف ایریا ہے البتہ یہ درست ہے کہ راجباہ ون ایل (I-L) کا ہیڈ بدل کر کھوکھر کوٹھی جہاں پر تعمیر کیا گیا ہے اس طرح ون۔ایل (I-L) راجباہ کو فیڈ کرنے کے لیے کچھ حصہ نیا تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) درست ہے۔ راجباہ (I-L) پر اب پانی کی پوزیشن تسلی بخش ہے۔

(ج) درست ہے تاہم اس سلسلہ میں کوئی directive جاری نہیں ہوا۔ کینال ایکٹ کی دفعہ 20 کے تحت بعض اوقات زمین دار تبادلہ رقبہ یا نئے رقبہ کو پانی کے لیے درخواست دیتے ہیں۔ تاہم ایسے کیسوں کا بغور جائزہ لیا جاتا ہے اور صرف اس صورت میں منظوری دی جاتی ہے۔ جب یہ مفاد آب پاشی میں ہوا اور موجودہ رقبہ جات پر بھی برا اثر نہ پڑے۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ کسی نہر میں سے نیا موگہ دینے کے لیے اس کیس کی feasibility کو مدنظر رکھ کر اس کے merit پر مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔ لیکن فی الحال راجباہ ون۔ایل (feeder) برجی 0 تا 45 تک کوئی ایسا موگہ نہیں دیا گیا۔ ایسا کوئی حکم بھی جاری نہیں کیا گیا کہ جو نئے موگہ کے حصول کے لیے درخواست زیر کارروائی ہیں۔ انہیں داخل کیا جائے۔ یہ کارروائی چونکہ عدالتی نوعیت کی ہوتی ہے۔ اس لیے ایسا کوئی حکم جاری کرنا

قانون کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو گا۔

(ر) یہ راجباہ ون۔ایل (I-L) پر برجی 0۔45000 نہر لوئر باری دوآب کے بائیں کنارے کے ساتھ بہتا ہے۔ اس لیے اس کے حصہ میں اس کا صرف ایک بایاں کنارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جو اکثر نہیں ٹوٹتا اس راجباہ کو پختہ کرنے کے سلسلہ میں فی الحال کوئی منصوبہ زیر غور نہیں

(ڑ) محکمہ کے زیر غور اس وقت راجباہ ون۔ایل (I-L) کو پختہ کرنے کے سلسلہ میں کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔ البتہ اس کا جائزہ لیا جا سکتا ہے اور اس کے بعد بھی اس کے لیے مطلوبہ رقم مختص کرنے کی کارروائی ہو گی تاہم ساتویں پانچ سالہ منصوبہ میں کچھ نہروں کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے جس میں اس راجباہ پر بھی غور کیا جائے گا۔

نہر گوگیرہ برانچ کی بندش کی وجوہات

*2958 جناب سعید احمد چودھری، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نہر گوگیرہ برانچ (ساہیوال) ڈویژن کی بندی ساہیوال ڈویژن کی دوسری نہروں کے ساتھ ہوتی ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ نہر کو اکثر اوقات بند رکھا جاتا ہے۔ اور اس بارے میں متعلقہ افسران کو زمین داروں' کاشت کاروں نے متعدد بار درخواستیں بھی دی ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے کہ مذکورہ نہر کو اکثر بند رکھنے کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت اس بارے میں تحقیقات کر کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ارادہ رکھتی ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) درست ہے۔

(ب) نہر گوگیرہ کو صرف ناگزیر حالات میں ہی بندی دی گئی ہے۔ کاشت کاروں کو چونکہ ایک بندی اپریل 1987ء میں دی گئی دوسری کی 24-05-87 کو غیر معمولی طوفان باد باراں کی وجہ سے دی گئی اگر ایسا نہ کیا جاتا تو گوگیرہ برانچ کی تمام نہروں کو نقصان پہنچتا۔ یہ طوفان اتنا شدید تھا کہ اس سے بے شمار درخت نہروں پر گرے۔ اور سپلائی بحال کرنے میں رکاوٹ

بنے۔ جونہی یہ کام مکمل ہوا۔ نہر گوگیرہ میں سپلائی بحال کر دی گئی۔

نہر گوگیرہ برانچ کو چوڑا کرنے کے لیے اقدامات

* 2959 جناب سعید احمد چودھری ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر گوگیرہ برانچ پر کوڑے شاہ سے آگے نہر کے اختتام تک تقریباً دو سو گاؤں واقع ہیں۔ جن کو یہ نہر سیراب کرتی ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر گوگیرہ برانچ میں پانی کی مقدار بہت ہی کم ہے۔ جو کہ ان کے گاؤں کی زمینوں کی کاشت کے لیے ناکافی ہے اور نہر کی چوڑائی بھی بہت ہی کم ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نہر کو چوڑا کرنے اور اس میں پانی کی وافر مقدار مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

(الف) بنگہ نہر کوڑے شاہ سے آگے نہر کے اختتام تک تقریباً سات پٹواری حلقہ پڑتے ہیں۔ جن میں تقریباً ساٹھ چھوٹی بڑی آبادیاں قائم ہیں اور انہیں یہ نہر سیراب کرتی ہے۔

(ب) نہر گوگیرہ کا اس جگہ منظور شدہ ڈسچارج 85 کیوسک ہے اور موقع پر عام طور پر 92 کیوسک ڈسچارج چلایا جاتا ہے کیونکہ لوگوں پر سب رقبہ جات سی۔سی۔اے میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور یہ علاقہ کاشت کاری میں کافی ترقی کر چکا ہے۔ بڑی اہم فصلیں یعنی تمباکو، آلو اور نیشکر کاشت کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے منظور شدہ پانی ناکافی تصور کیا جاتا ہے۔

(ج) گوگیرہ نہر سسٹم پر وسیع پیمانے پر نہروں کی بحالی کا کام شروع ہو چکا ہے اور اندازاً 1990-91ء تک ایک کروڑ روپیہ اس پر خرچ ہو گا۔ کیونکہ نہروں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ اور پچھلے کم از کم دس سال سے اس پر کوئی بڑا کام نہیں ہوا۔ یہ کام مکمل ہونے پر کاشت کاروں کے لیے مزید پانی مہیا کرنا کس حد تک ممکن ہو جائے گا؟

دوگنا آبیانہ کی وصولی کی روک تھام

*2969 ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کالا باغ ڈیم کے متعلق کیا development ہو رہی ہیں۔ اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آب پاشی سیم نالوں کی صفائی میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز اس سال سیم نالوں کی صفائی پر کتنا خرچ کیا گیا ہے۔ اور کون کون سے سیم نالے مکمل طور پر صاف کیے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عام راجباہ کے آخری حصہ (Tail) پر پانی کی کمی کو پورا کرنے میں محکمہ انہار ناکام رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ (SCARP area) میں جہاں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ وہاں پر دوگنا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ جو کہ صریحاً ناانصافی ہے کیونکہ اگر ٹیوب ویلوں سے پانی میں اضافہ ہوا ہے تو زیر کاشت رقبہ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اور جو اضافی رقبہ زیر کاشت آیا ہے۔ اس سے جو آبیانہ وصول ہو رہا ہے اس سے ٹیوب ویلوں کی قیمتوں وغیرہ کے اخراجات پورے ہو جاتے ہیں۔

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس ناانصافی کے ازالہ کے لیے کیا کر رہی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید):

(الف) اس ضمن میں وزیر اعظم پاکستان کے زیر صدارت بین الصوبائی میٹنگ 26 جنوری کو ہوئی ہے۔ جس میں حکومت پنجاب نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے۔ وزیر اعظم اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں۔ جو حتمی سفارشات پیش کر دے گی۔

(ب) اس ضمن میں ایم۔پی۔اے صاحب سے سپرنٹنڈنگ انجنیئر ڈرینج سرکل سرگودھا نے رابطہ کرنے کے بعد بتایا کہ موصوف نے اس سوال سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ بہرحال ایم۔پی۔اے صاحب کا یہ کہنا کہ محکمہ آب پاشی سیم نالوں کی صفائی میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ درست نہ ہے۔ بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ڈرینوں کی افادیت کے پیش نظر زمین داروں میں نئے نئے سیم نالوں کی تعمیر کے لیے خاص دلچسپی پائی جاتی ہے۔ ترقیاتی پروگرام سال 1986-87ء میں نئے سیم نالے بنانے اور پرانے نالوں کی صفائی پر کل 551 77 لاکھ روپے خرچ کیے گئے جس میں نئے سیم نالوں کی صفائی کے لیے مبلغ 42.71 لاکھ روپے خرچ کیے گئے اسی طرح موجودہ مالی سال 1987-88 میں بھی نئے سیم نالے بنانے اور پرانے نالوں کی

صفائی پر 530.76 لاکھ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ جس میں سے 156.97 لاکھ روپے سیم نالوں کی صفائی اور سدھارنے پر خرچ کیے جائیں گے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ عام راجباہوں کے آخری حصہ (Tail) پر پانی کی کمی کو پورا کرنے میں محکمہ انہار ناکام رہا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کسی راجباہ کی ٹیل پر پانی کی کمی واقع ہوتی ہے تو اس کا فوری نوٹس لیا جاتا ہے اور اس کو پورا کرنے کے لیے ضروری اقدام اٹھائے جاتے ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ سکارپ ایریا میں جہاں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہاں پر دوگنا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے لیکن اسے ناانصافی سے تعبیر کرنا درست نہ ہے۔ سکارپ ایریا میں شرح آب پاشی (water allowance) دوگنی ہونے کی وجہ سے زمین داروں کو بھی دہرا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ ایک تو زمین سیم اور تھور سے محفوظ ہو جاتی ہے اور دوسرے اضافی پانی کی وجہ سے زیر کاشت رقبہ اور زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ یہ بات درست نہ ہے کہ جو اضافی رقبہ زیر کاشت آتا ہے اس کے آبیانہ سے ٹیوب ویلوں کی قیمتوں وغیرہ کے اخراجات پورے ہو جاتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈبل آبیانہ کے باوجود ٹیوب ویلوں کو چلانے اور ان کی مرمت وغیرہ پر حکومت کو سالانہ تقریباً 52 کروڑ روپے خسارہ ہو رہا ہے۔

(ہ) جزو (د) میں درج وضاحت کے پیش نظر زمین داروں سے کوئی ناانصافی نہیں ہو رہی ہے۔

گاؤں میں بجلی کے میٹر لگانے کے لیے ایس ڈی او (تجدید) کی تعیناتی کرنے کے لیے اقدامات

* 3008 میاں مختار احمد شیخ: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت گاؤں میں بجلی کے میٹر لگانے کا کام ایس ڈی او/اپریشن واپڈا کی بجائے ایس ڈی او/تجدید واپڈا کے سپرد کرنے پر غور کر رہی ہے کیونکہ اس وقت میٹر لگانے کا تمام کام ایس ڈی او/اپریشن کے سپرد ہے اور صارفین کو اس سلسلہ میں نہایت مشکلات اور غیر ضروری تاخیر کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عملدر آمد ہو گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید): دیہات میں بجلی کا کام کنسٹرکشن ڈویژن انجام

دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ دیہات اپریشن والوں کی تحویل میں دے دیے جاتے ہیں۔ اس طریق کار سے دیہات کے لوگوں کو بجلی کے کنکشن کے حصول میں مشکلات اور تاخیر کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر واپڈا سے باہمی مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ دیہات میں بجلی کی فراہمی کا کام مکمل ہونے کے پندرہ دن کے اندر جتنی درخواستیں برائے کنکشن بجلی موصول ہو چکی ہوں گی ان تمام کو کنکشن واپڈا کا کنسٹرکشن ڈویژن مہیا کرے گا اس کے بعد دیہات کو متعلقہ اپریشن ڈویژن کے حوالے کر دیا جائے گا جو معمول کے مطابق بجلی کے کنکشن دیتا رہے گا۔

نہر گجرات برانچ کے مائینر کاکووال کی سالانہ بندی

* 3035 **نوابزادہ مظفر علی خان:** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نہر گجرات برانچ کے مائینر کاکووال کو سالانہ بندی کے علاوہ یکم جنوری 1987ء سے لے کر 15 مئی 1987ء تک کے دوران کن کن تاریخوں پر مکمل طور پر بند رکھا گیا۔ اور کن کن تاریخوں پر مذکورہ مائینر میں capacity سے کم پانی چھوڑا گیا۔ نیز مائینر مذکورہ کو بند رکھنے اور اس میں کم پانی چھوڑنے کی کیا وجوہات تھیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس عرصہ میں گندم' چارہ اور گنے وغیرہ کی فصلات کو آب پاشی کی ضرورت ہوتی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید).

ماہ	تاریخ ہائے جن میں مائنر مکمل بند رہا	وجوہات بندی	تاریخ ہائے جن میں Capacity سے کم پانی چھوڑا گیا۔	وجوہات کمی سپلائی
1	2	3	4	5
جنوری 1987	—	—	3 جنوری تا 5 جنوری 54 کیوسک فل سپلائی کی بجائے 65 کیوسک چھوڑا گیا۔	بعد از سالانہ بندی کمی سپلائی کی وجہ سے

5	4	3	2	1
زیادہ بارش کی وجہ سے ضرورت کم تھی	4 فروری تا9 فروری (6 دن کے لیے) 60 کیوسک ڈسچارج چلایا گیا	بوجہ زیادہ بارش	27 فروری تا28 فروری	فروری1987ء
زیادہ بارش کی وجہ سے ضرورت کم تھی	10 مارچ تا22 مارچ (12 دن کے لیے84 کیوسک فل سپلائی کی بجائے70 کیوسک چلایا گیا	زیادہ بارش کی وجہ سے	یکم مارچ تا9 مارچ 23 مارچ تا31 مارچ	مارچ 1987ء
بارشوں کی زیادتی کی وجہ سے پانی کی مانگ demand کم تھی	13 اپریل تا 17 اپریل (5 دن) کے لیے74 کیوسک چلایا گیا	زیادہ بارش کی وجہ سے	یکم اپریل تا 12 اپریل	اپریل1987ء
بارشوں کی وجہ سے پانی کی demand کم تھی	3 مئی تا15 مئی (12 دن کے لیے) اوسطاً چلایا گیا۔ 70 کیوسک چلایا گیا۔	—	—	مئی1987ء

(ب) فروری اور مارچ کے مہینوں میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سال مارچ' اپریل اور مئی میں غیر معمولی بارشوں کی وجہ سے آب پاشی کے لیے پانی کی مانگdemand کم رہی ہے بلکہ بارشوں کی زیادتی کی وجہ سے گندم کی فصل کو اکثر نقصان پہنچا ہے۔ یہاں تک کہ اس علاقہ (گجرات) کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے۔ ایسے حالات میں نہر گجرات برانچ کو فل سپلائی چلانا نہ صرف غیر ضروری تھا بلکہ مزید نقصان کا باعث بنتا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

موضع سیف پور میں بجلی کی فراہمی

315- میاں ریاض حسین پیر زادہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع سیف پورہ یونین کونسل سنجرہ مرکز ڈیرہ بکھا تحصیل وضلع بہاول

پور میں بجلی مل چکی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کون سے سال اور کس پروگرام کے تحت بجلی مہیا کی گئی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کی روشنی میں صورت حال حسب ذیل ہے۔

(الف) موضع سیف پور متعلقہ یونین کونسل سنجرہ مرکز ڈیرہ بکھا' تحصیل وضلع بہاول پور میں بجلی کی فراہمی کے لیے سال 84-1983ء میں منظوری دی گئی اور واپڈا نے بھی بجلی فراہم کرنے کے بارے میں بتایا ہے کہ مذکورہ دیہات کی سب سے بڑی آبادی تارا گڑھ میں بجلی فراہم کر دی گئی ہے جبکہ اس دیہات کی باقی ماندہ آبادیاں مقرر کردہ بیس گھروں کے معیار کے مطابق نہ تھیں۔ اس لیے ان کو بجلی کی فراہمی ممکن نہ ہو سکی۔ تاہم اس ضمن میں حکومت مزید تصدیق کروا رہی ہے۔

(ب) موضع سیف پور میں سال 84-1983ء کے دوران دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے عمومی پروگرام کے تحت بجلی مہیا کی گئی ہے۔

واپڈا الیکٹرسٹی سب ڈویژن کا دفتر قائم کرنے کے لیے اقدامات

329 - سردار اللہ یار ہراج، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واپڈا الیکٹرسٹی سب ڈویژن سلامت پورہ لاہور کا حلقہ بہت وسیع ہے قبل ازیں یہ دفتر کوٹھی پیر عبدالرحمن میں تھا مگر بعد ازاں اسے جی ٹی روڈ نزد بجلی گھر کے علاقے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سب ڈویژن کے علاقے فتح گڑھ وارث پورہ اور حمید پورہ کے صارفین کو بجلی کی شکایات درج کروانے کے لیے بہت دور سے آنا پڑتا ہے اور واپڈا کے عملہ کو بھی بروقت شکایات دور کرنے کے لیے بہت دشواری ہوتی ہے۔ صارفین اپنی اس جائز مشکل کے پیش نظر اپنے علاقے کے کونسلر کی وساطت سے ایکسیئن' شالامار ڈویژن اور ایس ڈی او سب ڈویژن سلامت پورہ کو درخواستیں بھی گزار چکے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا صارفین کی پریشانی کے حل

کے لیے وارث پورہ اور حمید پورہ کے درمیان فوری طور پر دفتر شکایات قائم کرنے کو تیار ہے۔
اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (سردار عارف رشید)،

اس ضمن میں واپڈا سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق صورت حال حسب ذیل ہے۔

(الف) یہ درست ہے کہ سلامت پورہ سب ڈویژن کا علاقہ وسیع ہے۔ اورمتعلقہ صارفین بجلی کی تعداد 12527 ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ قبل ازیں دفتر ہذا ایک پرائیویٹ عمارت بمقام کوٹھی پیر عبدالرحمن میں قائم تھا مذکورہ پرائیویٹ عمارت نہایت خستہ حالت میں تھی نیز مالک عمارت مذکور نے بذریعہ قانونی نوٹس اپنی عمارت خالی کروائی تھی ان وجوہات کے پیش نظر واپڈا نے اپنی ملکیتی عمارت نزد بجلی گھر جی ٹی روڈ میں سب ڈویژن ہذا کا دفتر منتقل کر لیا۔ جو کہ سابقہ مقام دفتر ہذا سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے اور سب ڈویژن ہذا کی حدود حلقہ سے200 گز کے فاصلہ پر ہے۔ نیز (Main Road) کے نزدیک ہونے کی وجہ سے صارفین کو یہاں آنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ علاقہ فتح گڑھ، وارث پورہ اور حمید پورہ کے صارفین متعلقہ سب ڈویژن ہذا کو بجلی کی شکایات درج کروانے کے لیے بہت دور جانا پڑتا ہے۔ اور نہ ہی یہ درست ہے کہ واپڈا کے عملہ کو بھی بروقت شکایات دور کرنے کی لیے بہت دشواری ہوتی ہے۔ صارفین کو اپنے معاملات کے لیے دفتر ہذا پہنچنے کے لیے تقریباً پانچ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ یہ درست ہے کہ علاقہ کے لوگوں نے کونسلر کی وساطت سے اس امر کے بارے میں ایک درخواست گزاری تھی جس پر واپڈا نے صارفین کی تکلیف کے مدنظر کسی مناسب جگہ پر دفتر ہذا قائم کرنے کی منظوری دی۔ اس سلسلے میں اخبار میں نوٹس دیا گیا اور دیگر ذرائع سے بھی مناسب عمارت کی تلاش کی گئی مگر سب ڈویژن ہذا کی حدود حلقہ کے اندر کوئی موزوں عمارت نہیں مل سکی ہے۔ موجودہ عمارت جہاں دفتر ہذا قائم ہے واپڈا کی ملکیتی عمارت ہے اور گرڈ اسٹیشن کے بہت قریب ہے جس کی وجہ سے بجلی کی سپلائی کی بحالی میں آسانی رہتی ہے۔

(ج) جزو ہائے بالا کے جواب میں درج کردہ حالات کے پیش نظر اگرچہ موجودہ بندوبست بجلی کی

شکایات دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ تاہم واپڈا علاقہ کے صارفین کو بہتر سہولت مہیا کرنے اور عوامی شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے وارث پورہ اور حمید پورہ کے درمیان ایک مزید دفتر شکایات بجلی قائم کرنے پر غور کر رہا ہے۔

(نماز مغرب کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر صاحب 6:30 پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ روبینہ انصاری: جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آپ نے یہ مذاق میں کہا ہے یا حقیقت میں آپ نے کورم کا سوال اٹھایا ہے۔

محترمہ روبینہ انصاری: میں نے یہ سوال حقیقت میں اٹھایا ہے کہ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی گئی کورم پورا ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس موقع پر غالب کا ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا
وہ قتل بھی کرتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

وزیر قانون: جناب والا! یہ شعر تو درست کر دیں وگرنہ اس مرنے والے شاعر مرحوم کا حشر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت نہ تو بشریٰ رحمان تشریف رکھتی ہیں اور نہ ہی غلام حیدر وائیں صاحب۔ راجہ صاحب آپ اس شعر کو درست فرمائیں گے۔

راجہ خلیق اللہ خان: اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا

مسئلہ استحقاق

نا‌ب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں۔ یہ تحریک نمبر 6 ہے یہ ریاض حشمت جنجوعہ احب کی ہے آپ یہ پڑھ چکے ہیں۔ وزیر قانون صاحب توجہ فرمائیں۔

ںاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں نے اس کو پڑھ دیا تھا اور اس کے متعلق short

statement بھی دے دی تھی۔ اس دن وزیر بلدیات موجود نہ تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر بلدیات آج بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کو pending کر لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وزیر بلدیات مجھ سے ملیں گے اور مل کر اس معاملہ کو طے کریں گے۔ لیکن ان کے پاس غالباً فرصت بھی نہیں ہے۔ یا ان کی صحت ناساز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بیمار ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! وہ ایوان میں تشریف تو لائے تھے۔ اب پتہ نہیں کہ کہاں تشریف لے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کو pending رکھ لیتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، یہ تو پہلے ہی pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک استحقاق نمبر 9 بھی آپ کی ہے۔ لیکن اس کے متعلق وزیر صاحب کی طرف سے یہ عرض آئی ہے کہ آج ان کی طبیعت ناساز ہے وہ تشریف نہیں لا سکتے اس لیے ان کے متعلقہ جو تحاریک استحقاقات ہیں یا تحاریک التوائے کار ہیں ان کو pending رکھ لیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! آپ مجھے حکم دیں تو میں تمام تحاریک واپس لے لیتا ہوں تاکہ سب قصے درست ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہرحال یہ اطلاع سیکرٹری اسمبلی کو موصول ہوئی ہے کہ وزیر ٹرانسپورٹ و خوراک کی طبیعت ناساز ہے اس لیے آج وہ تشریف نہیں لا سکتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز خواتین کی طرف سے ایک تحریک استحقاق تھی اس دن اس کو pending کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس دن انہوں نے سیرت کانفرنس میں شرکت کرنا تھی تو اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو کچھ دیر کے لیے باہر بھیج دیں۔

محترمہ بیگم فرحت خواجہ رفیق، جناب سپیکر! آج ہماری بہنیں نہیں ہیں اس لیے اس Motion کو

کسی اور دن کے لیے رکھ لیں۔

وزیر قانون، بھائی جو ہیں۔

محترمہ بیگم فرحت خواجہ رفیق، بیٹے بھی ہیں۔ بھائی بھی ہیں لیکن خدا ان کو عقل دے دے تو اچھی بات ہے۔ عقل تو کوزی بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو بھی کل تک کے لیے pending رکھیں۔ جنجوعہ صاحب! تحریک استحقاق نمبر 20 بھی آپ کی ہے۔ اس کے بھی وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! کیا وہ بھی بیمار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شاید۔ تحریک استحقاق نمبر 26 دیوان عاشق حسین بخاری صاحب کی ہے۔

دیوان عاشق حسین بخاری، جناب والا! مجھے اس کی کاپی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز ممبر کو کاپی دی جائے۔

دیوان عاشق حسین بخاری، جناب والا! متعلقہ وزیر تو نہیں ہیں یعنی منسٹر لوکل باڈیز نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تحریک پیش کر دیں۔

قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو قانون سازی کے بجائے گلی کوچوں کی صفائی کا کام سونپنا

دیوان عاشق حسین بخاری، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ نواب لیاقت علی صاحب وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان نے اپنے ایک حالیہ بیان میں جو کہ روزنامہ "نوائے وقت" ملتان مورخہ 22 جنوری 1988ء میں شائع ہوا ہے جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

"قومی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان کو قانون سازی اور پالیسی سازی کی بجائے گلی کوچوں کی صفائی کا کام سونپ دیا گیا ہے۔"

نواب صاحب کے اس بیان سے معزز ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کی ارادتاً توہین کی گئی ہے۔

اور ان کا تعلق براہ راست ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر پہلے میری اس پیش کردہ تحریک استحقاق پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق آپ کوئی بیان وغیرہ دینا چاہیں گے؟

دیوان عاشق حسین بخاری: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ اگر متعلقہ وزیر صاحب ہوتے تو پھر میں عرض کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

دیوان عاشق حسین بخاری: جناب والا! کل بھی میں نے پیش کی تھی لیکن مجھے حیرانی ہے کہ آج بھی وزیر صاحب تشریف نہیں لائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کو افسوس ہے کہ کل آپ نے پیش کی اور آج کیوں آ گئی؟

دیوان عاشق حسین بخاری: نہیں جناب۔ میں کہتا ہوں کہ متعلقہ وزیر ہوتے تو بہتر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو پھر pending رکھتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 چودھری مظہر علی گل صاحب کی ہے۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! چودھری صاحب بیمار ہیں لہٰذا اسے ملتوی فرما دیں وہ کل آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 28 چودھری محمد رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! وزراء حضرات کی غیر حاضری کے بعد میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا متعلقہ وزیر حاضر ہیں یا میں اسے پیش کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آپ پیش کر دیں اس کے بعد وزیر قانون صاحب یا متعلقہ وزیر صاحب کی طرف سے یہ استدعا ہو گی کہ اسے کل تک کے لیے pending رکھیں تو اسے pending کر لیا جائے گا۔

چودھری محمد رفیق: بہتر ہے جناب سپیکر۔ تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیے۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام کے کوٹے سے رکن اسمبلی کو محروم رکھنا

چودھری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 87-1986 ، کا کوٹہ ہر رکن اسمبلی کے لیے مخصوص ہوا تھا اور جناب وزیر اعلیٰ نے اس کی توثیق کرتے ہوئے ایوان میں بھی یہ اعلان کیا تھا کہ ہر رکن اسمبلی کو ترقیاتی پروگراموں میں یکساں حصہ ملے گا چنانچہ میں نے بھی اپنے لیے مخصوص کیے گئے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے کوٹے کا فارم برائے سال 87-1986، پُر کر کے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے حوالے کر دیا تھا۔ متذکرہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سے تعلیم سے متعلقہ حصے سے مجھے محروم کر دیا گیا ہے جو چار مکتب سکول۔ چار گرلز پرائمری سکول اور ایک گرلز مڈل سکول پرمشتمل تھا۔ علاوہ ازیں متذکرہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ہر رکن اسمبلی کو چار چار دیہات کو بجلی لگانے کا کوٹہ بھی دیا گیا تھا۔ میں نے بھی اپنے حصے کے چار دیہات برائے فراہمی بجلی تجویز کر دیئے تھے۔ مگر میرے حلقہ کے تجویز کردہ چار دیہات میں سے ایک دیہات چک نمبر 322 گ۔ب کو بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے جب کہ پروگرام میں شامل ہونے کی وجہ سے سروے بھی ہو چکا ہے اور تخمینہ جات بھی منظور ہو چکے ہیں۔ مگر اب دیہہ مذکورہ کو پروگرام سے کاٹ دیا گیا ہے۔ گزشتہ اجلاس میں بھی لاگت کی حد مقرر کیے جانے کی بات ہوئی تھی کہ 6 لاکھ روپے سے زائد تخمینہ اور لاگت دیہات کو بجلی فراہم نہیں کی جائے گی حالانکہ جس وقت سالانہ ترقیاتی پروگرام بابت سال 87-1986، کا کوٹہ ہر رکن اسمبلی کے لیے مخصوص کیا گیا تھا اس وقت کوئی ایسی پابندی یا شرط از قسم فاصلہ یا لاگت تخمینہ نہ لگائی گئی تھی۔ اسمبلی کا ریکارڈ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور تمام قومی اخبارات کا ریکارڈ بھی اس بات کا شاہد ہے جن میں تشہیر ہو چکی ہے کہ ایسی کوئی پابندی نہ لگائی گئی تھی ان حالات میں اب دیہہ مذکور کو کسی بھی قسم کی پابندی از قسم فاصلہ یا لاگت لگا کر ترقیاتی پروگرام سے کاٹ کر بجلی فراہم کرنے سے محروم کر دینا نا انصافی ہے جو آئین کے تحت حاصل بنیادی حقوق کے بھی منافی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لٰہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر بحث کی جائے یا مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! کیا اس میں کوئی تشنگی رہ گئی ہے۔ یہ تو کافی لمبا

بیان ہے۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ 87-1986ء کے پروگرام میں ہر رکن اسمبلی کے لیے کوٹہ مخصوص کیا گیا تھا اور اس کے لیے جناب وزیر اعلیٰ' قائد ایوان نے اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہر رکن اسمبلی کو یکساں مفاد از قسم ترقیاتی پروگرام دیا جائے گا اور کسی بھی رکن اسمبلی کو اس سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! اس یقین دہانی کے بعد جیسا کہ ہر رکن اسمبلی کو ترقیاتی پروگرام برائے سال 87-1986 کے لیے فارمز دیئے گئے تھے۔ میں نے وہ فارم پُر کر کے محکمہ منصوبہ بندی کے سپرد کر دیا تھا۔ جناب ولا! اس کے بعد آج تک میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو حصہ اور کوٹا ہر رکن اسمبلی کے لیے مخصوص کیا گیا تھا اس میں سے مجھے سرے سے تعلیم کے لیے ترقیاتی پروگرام سے محروم کیا گیا۔ اس پروگرام میں سے صرف مجھے ---------

ملک طیب خان اعوان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ جو کچھ انہوں نے دیکھ کر پڑھا ہے اب یہ اسے دوبارہ دھرا رہے ہیں کیا انہیں کوئی اور بھی بات یاد ہے یا دوبارہ لکھی ہوئی تقریر کرنی ہے اس سے ایوان کا وقت ضائع کرنے کے اور کوئی چیز حاصل نہیں ہو رہی۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات ہے تو وہ عرض کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ملک صاحب وہ اپنی short statement دے سکتے ہیں۔ یہ ان کا حق ہے۔

ملک طیب خان اعوان ، کیا ان ہی الفاظ میں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جی رفیق صاحب آپ فرمائیے ۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! وقت آنے پر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ موصوف کو اس ایوان کے وقت کا کتنا احساس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں صاحب ۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تعلیم کا جو کوٹہ ہر رکن اسمبلی کو دیا گیا تھا مجھے اس سے محروم رکھا گیا ہے۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ ہر رکن اسمبلی کو بجلی لگانے کے لیے چار چار دیہات دیئے گئے تھے اور میں نے چار دیہات لکھ کر دے دیئے تھے۔ وہاں پر کوئی بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے اور جب میں نے اس بارے میں استفسار کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ اس پر حد لگ چکی ہے کہ جس دیہات کا

ہے 6 لاکھ روپے سے زائد لاگت والے دیہات کو بجلی فراہم نہیں کی جائے گی اور اس سے پہلے ان کی
اس معزز ایوان میں جناب وزیر آبپاشی و برقیات نے تسلیم کیا ہے کہ 6 لاکھ روپے کی حد رکھی گئی ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس وقت یہ کوٹہ ہر رکن اسمبلی کو تجویز ہوا تھا اس وقت قطعی طور پر کوئی شرط نہیں لگائی گئی تھی نہ اس وقت کوئی فاصلے کی شرط تھی یہ بات تو آج بھی جناب وزیر آبپاشی نے تسلیم کی ہے۔ کہ فاصلے کی کوئی شرط نہیں تھی۔۔۔۔۔

جناب اقبال احمد شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! کیا پانچ چھ مہینے کی پرانی بات اس وقت پیش کی جا سکتی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کا فیصلہ تو سپیکر کرے گا آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! جس وقت میں عرض کر رہا تھا کہ ہر رکن اسمبلی کے لیے بجلی کا کوٹہ مخصوص کیا گیا تھا تو اس وقت قطعی طور پر کسی قسم کی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی تھی ۔ نہ تو اس وقت فاصلے کی شرط تھی اور نہ ہی اس وقت تخمینے کی شرط تھی کہ جس دیہات پر 6 لاکھ روپے سے زائد کی لاگت آئے گی اس کو بجلی فراہم نہیں کی جائے گی اگر جناب والا! ایسا ہوتا تو ممکن ہے کہ ہم لوگ اس وقت زیادہ لاگت سے کم والے دیہات اپنے کوٹے میں لکھ سکتے تھے لیکن چونکہ اس وقت اس بات کی نیک نامی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ حاتم طائی کی قبر پر لات ماری گئی تھی تو یہ بے جا نہ ہو گا کیونکہ ایک طرف اس شرط کو اڑا کر نیک نامی حاصل کی گئی دوسری طرف وہی شرط دوسرے معنوں میں عائد کر دی گئی کہ جس دیہات کا بجٹ 6 لاکھ روپے سے زائد کا بنے گا اس کو بجلی فراہم نہیں کی جائے گی۔

جناب محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے موصوف سے پوچھوں گا کہ کیا یہ پابندی صرف آپ ہی کے حلقے کے لیے تھی یا پورے پنجاب اسمبلی کے لیے تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، کس قسم کی پابندی جی ۔

جناب محمد صدیق سالار ، جناب والا! یہ 6 لاکھ والی ۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! اگر یہ 6 لاکھ روپے والی یا اس قسم کی کوئی دوسری پابندی نہیں تھی تو جو چار دیہات کا کوٹہ مخصوص کیا گیا تھا اور جس کے لیے جناب قائد ایوان نے یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ ہر رکن اسمبلی کو ترقیاتی پروگراموں میں یکسر حصہ ملے گا تو میرے اس تجویز کردہ دیہات

کو (چک نمبر 322 گ۔ب تحصیل وضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو) بجلی فراہم کرنے سے کیوں محروم کیا گیا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو رقم انہیں ملی تھی اس میں سے کتنی رقم اس گاؤں کی بجلی کے لیے مخصوص کی گئی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میاں صاحب۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ کی یہ short statement ہے اس کو ذرا ختم کریں۔

چودھری محمد رفیق ۔ جناب والا! اب میں اپنی short statement کے اختتام پر ہی آ چکا ہوں۔ اس میں بات 1986-87ء کے ترقیاتی پروگرام کی ہے جس کے لیے جناب قائد ایوان نے اس معزز ایوان میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ ترقیاتی پروگراموں میں ہر رکن اسمبلی کو یکساں حصہ ملے گا اور میں یہ استفسار کرنا چاہوں گا جس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ 1986-87ء کے ترقیاتی پروگرام میں سے تعلیم کا پروگرام تو مجھے ملا ہی نہیں ہے مجھے اس سے یکسر محروم کر دیا گیا ہے۔ مجھے جو پروگرام ملا ہے وہ چار دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا ہے۔ اس میں سے بھی میرے ایک دیہات (چک نمبر 322 گ۔ب) جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس کو بجلی فراہم کرنے سے محکمہ انکار کر رہا ہے۔ چونکہ ہر رکن اسمبلی سے قائد ایوان کی طرف سے اس بات کا وعدہ کیا گیا تھا اور ہر رکن اسمبلی کو سال 1986-87ء کے ترقیاتی پروگرام کا پورا کوٹہ ملا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی ہو چکا ہے۔ جبکہ میرے کوٹے میں سے تعلیم کا جو پروگرام تھا اس سے بھی مجھے محروم رکھا گیا اور بجلی میں سے بھی میرے ایک دیہات کو یکسر محروم کر دیا گیا اور اب مجھے یہ جواب موصول ہوا ہے کہ چونکہ اس کا 6 لاکھ روپے سے زائد کا تخمینہ ہے اس لیے اس کو بجلی فراہم نہیں کی جا سکتی جبکہ جناب والا! میرا موقف یہ ہے کہ جس وقت ہمیں کوٹہ برائے سال 1986-87ء دیا گیا تھا اور اپنے کوٹہ میں سے چار چار دیہات بجلی کی فراہمی کے لیے تجویز ہوئے تھے اس وقت قطعی طور پر ایسی کوئی شرط نہ تھی۔ نہ تو فاصلے کی شرط تھی اور نہ ہی کوئی تخمینے کی شرط تھی اس لیے میری جناب والا سے بھی اور اس معزز ایوان سے بھی استدعا ہے کہ چونکہ مجھے اس ترقیاتی پروگرام کے کوٹہ میں سے اکثر اس کا جو بڑا حصہ بنتا ہے اس سے محروم کیا گیا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لیے جناب والا میں آپ سے اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے یہ التجا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق پر بحث کی جائے یا

بصورت دیگر اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔جی لاءمنسٹر صاحب آپ اس پر جواب دینا پسند فرمائیں گے؟

وزیر زراعت و قانون ، جیسے آپ فرمائیں (قطع کلامی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی لاءمنسٹر صاحب آپ فرمائیے۔

وزیر زراعت و قانون ، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

"انے دیاں رمزاں انے دی ماں ای جانے"

جناب ہمارے چودھری صاحب! کا جواب چودھری صاحب ہی دیں--- (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں شاہ صاحب ۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ سے اس قسم کی باتوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

وزیر زراعت و قانون ، بہرحال ---

"اگر او انے نے تو تسی انے دی ماں او"

یہ آپ جانیں ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ------- (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب فرمائیے -------

وزیر زراعت و قانون ، جی میں عرض کروں؟ -------

چودھری محمد رفیق ، جناب والا! میں جناب شاہ صاحب کی اس بات میں تھوڑی سے ترمیم کرنا چاہوں گا محاورہ یہ نہیں تھا جو انہوں نے فرمایا ہے بلکہ یہ ہے کہ ---

"گونگے دیاں رمزاں گونگے دی ماں ای جانے"

اس لیے جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ نہ تو میں گونگا ہوں اور نہ چودھری صاحب میری ماں ہیں---(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں -----

وزیر زراعت و قانون ، جناب والا! بات یہ ہے کہ محاورہ تو یہی تھا لیکن یہ چونکہ گونگے نہیں تھے اندھے تھے اس لیے ان کے متعلق یہی بات کہی جا سکتی ہے----- (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب آپ براہ کرم اپنی بات جاری رکھیے۔

ایک معزز ممبر، عقل کے اندھے ------

وزیر زراعت و قانون، بہرحال یہ بات میں نہیں کہتا وہ خود اس بات کو سمجھتے ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز----

وزیر زراعت و قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ منصوبہ بندی ترقیات کا جو محکمہ ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے ہر ممبر کے لیے ایک سپیشل اعلان کیا گیا تھا واقعی انہوں نے یہ درست فرمایا ہے۔ ایک فارم مہیا کیا گیا کہ یہ یہ اس کے لیے کوٹہ ہے اور اپنا اپنا تجویز کر کے دیں۔ اس کے لیے ایک حتمی تاریخ 15 جنوری 1986ء تک مقرر ہوئی اور یہ کہا گیا کہ 15 جون 1986ء تک وہ تمام تر تجاویز موصول ہونی چاہییں۔ میں اپنے فاضل دوست سے یہ استدعا کروں گا کہ ذرا غور سے اس بات کو سن لیں۔

چودھری محمد رفیق، میں ہمہ تن گوش ہوں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں - پلیز - چودھری صاحب تشریف رکھیں - جی فرمائیے۔

وزیر زراعت و قانون، تو میں عرض کروں کہ اس کے لیے 15 جون 1986ء تاریخ مقرر کی تھی لیکن ہمارے ہاں ماشاء اللہ ایسے اصحاب بھی ہیں جو کہ چار گاؤں بجلی کے لیے یا سکولوں کے لیے تجویز بھی اس عرصے میں نہیں دے سکے اور پھر ہوا یہ کہ اس کی میعاد 30 ستمبر 1986ء تک بڑھادی گئی۔ 30 ستمبر 1986ء تک بھی یہ اس قابل نہ ہو سکے کہ یہ ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر سکیں کہ میں نے اپنے حلقے میں کن دیہات کو سکول دینے ہیں اور کن دیہات کو بجلی دلوانی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ، پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر! حکومت نے جو میعاد 30 ستمبر 1986 تک بڑھائی تھی کیا یہ صرف چودھری رفیق صاحب کے لیے بڑھائی تھی یا سرکاری بنچز کے لیے بڑھائی گئی تھی۔

وزیر زراعت و قانون، جی یہ آپ سن لیں پلیز -

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! وہ ان کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں۔ اس میں ان پر کوئی اعتراض کرنے والی بات نظر نہیں آتی۔

[illegible] کر رہے ہیں کہ انہوں نے ایسا
نہیں کیا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تاریخ جو بڑھائی گئی تھی وہ ہمارے لیے بڑھائی گئی تھی یا سرکاری بنچز کے لیے بڑھائی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ یہ privilege motion ان کی طرف سے آئی ہے اس لیے انہی کی باتوں کا جواب دیا جائے گا۔

وزیر زراعت و قانون: جی میں ان کی باتوں کا جواب دے رہا ہوں چونکہ یہ تحریک ان کی طرف سے آئی ہے باقی کسی نے یہ complaint نہیں کی اور یہ 15 جون 1986ء تک اس قابل نہیں ہو سکے کہ۔۔۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر ہے۔۔۔۔۔ باقی کسی کے ساتھ ایسا ہوا ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں پلیز۔۔۔۔

وزیر زراعت و قانون: آپ ہیں ہی اسی قابل۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ براہ کرم اپنی بات کو جاری رکھیں۔

وزیر زراعت و قانون: جناب والا! یہ تو مجھے ان کی وجہ سے پنجابی میں بولنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پنجابی میں بولنا چاہتے ہیں تو بے شک بول سکتے ہیں۔

وزیر زراعت و قانون: بہرحال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلے حضرت جناب رفیق صاحب کے لیے 15 جون 1986ء کی تاریخ مقرر ہوئی تاکہ یہ اس قابل ہوسکیں کہ 15 جون 1986ء تک اپنا پروگرام دے سکیں اور پھر اس کے بعد اسکی میعاد بڑھا کر 30 ستمبر 1986ء کر دی گئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چودھری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ پنجابی میں بات کریں۔ پنجابی میں وہ اپنا مؤقف بہتر بیان کر سکتے ہیں۔ اردو تو ہم نے اس دن ان کی سن لی تھی۔ نہ صرف ہم نے بلکہ چاروں صوبوں کے نمائندوں نے سن لی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس قسم کا رویہ نہ اختیار کریں یہ آپ کی شان کے خلاف ہے۔ جی چودھری صاحب فرمائیے۔

وزیر زراعت و قانون: اس کی میعاد بڑھا کر 30 ستمبر 1986ء کر دی گئی لیکن اس وقت تک بھی

رفیق صاحب کی اہلیت جو ہے وہ ان کے آڑے آئی اور وہ 30 ستمبر 1986ء تک بھی اپنی تجاویز نہ دے سکے چنانچہ اس کے بعد یہ تاریخ پھر تیسری مرتبہ بڑھائی گئی اور 30 نومبر 1986ء تک بڑھا دی گئی کہ اب بھی وہ اس قابل ہو جائیں کہ کوئی چھوٹا سا فیصلہ کرگزریں اور اپنی constituency پر یہ احسان عظیم کریں کہ ان کے لیے کوئی ترقیاتی پروگرام دے سکیں لیکن ماشاء اللہ تعلیم کے متعلق تو انہوں نے 30 نومبر 1986ء تک بھی اپنی تجاویز محکمے کو نہیں دیں چنانچہ وہ آخری اور حتمی تاریخ تھی اس کے بعد اس کی توسیع نہیں ہوئی۔ جو ممبر صاحب 30 نومبر 1986ء تک چھ مہینے تک اپنی یہ تین چار تجاویز بھی نہیں دے سکتا تو اس کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ میری تجویز آخری چھ مہینے میں دی گئی اور وہ accept نہیں ہوئی اس لیے میں عرض کروں کہ ان کی تجویز ہمارے پاس 22 فروری 1987ء کو آئی جبکہ اس سال کے مکمل ہونے میں صرف چار مہینے بقایا تھے اس لیے ان کی جو تعلیمی اہلیت تھی بہرحال یہ ان کے اپنے آڑے آئی اور وہ اپنی تعلیمی اہلیت کی بناء پر تعلیم کی تجاویز نہ دے سکے۔ یہ بات تو یہاں تک ختم ہوتی ہے۔ مجھے علم نہیں کہ تعلیم سے ان کو کتنی رغبت ہے یا تعلیم سے کتنا ان کو اُنس ہے لیکن یہ تعلیم کی تجاویز مقررہ وقت پر نہیں دے سکے اور جہاں تک 322 گ۔ب میں بجلی فراہم کرنے کا تعلق ہے اس میں' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ باقاعدہ منظور ہوئی اور منظور ہونے کے بعد ہدایت جاری کر دی گئی۔ اس چک کے جو باسی تھے ان کی طرف سے یہ درخواست آئی کہ اس کی لائن جس طرف سے آ رہی ہے اس کو تبدیل کر کے دوسرے روٹ پر سے لایا جائے چنانچہ ان کی یہ تجویز مان لی گئی اور ری روٹ کر کے اس کو sanction کیا گیا اور اس کے لیے باقاعدہ چیف منسٹر صاحب کا ڈائریکٹو جاری ہوا کہ یہ اس کے مطابق لگائی جائے لیکن ہوا یہ کہ یہ بھی چونکہ لیٹ ہو گیا ہے اس لیے 87-1986 کا جو کوٹہ تھا اور وہ محکمہ واپڈا نے مقرر کر رکھا تھا اب ان کا جواب آیا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے جو کوٹہ اپنے پاس رکھا ہے اس کے بعد باقی کوٹہ اس سال کا مکمل ہو گیا ہے اس لیے اب اس کو پذیرائی نہیں بخشی جا سکتی حالانکہ حکومت کی طرف سے اس کی sanction موجود ہے۔ اب 6 لاکھ کے تخمینے والی بات رہ گئی وہ ابھی آج کلیئر ہو گئی پہلے اس پر فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے پابندی ضرور تھی کہ 6 لاکھ سے زیادہ اس کا تخمینہ نہیں ہونا چاہیے اور پنجاب گورنمنٹ نے البتہ اس کے خلاف representation کی کہ یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ without any limitation اس کی اجازت ہونی چاہیے چنانچہ اب پنجاب گورنمنٹ کی جو درخواست ہے وہ مان لی گئی ہے۔ اب وزیر صاحب

نے آپ کے سامنے بتایا ہے کہ جو 6 لاکھ کی پابندی تھی وہ withdraw کر لی گئی ہے۔ اب انہوں نے و بات کہی ہے یہ ان کا اپنا قصور ہے کسی کا کوئی قصور نہیں۔ کیا ان کا یہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں نتا تو اس بارے میں، میں عرض کروں گا کہ آپ قاعدہ 55 ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں اگر ان کو کوئی راعات دی جائیں ان کے ساتھ کوئی رعایت برتی جائے یا ان کو یہ کہا جائے کہ یہ آپ دے دیں تو اس سے استحقاق نہیں بنتا۔ یہ ان کو constitutionally granted استحقاق نہیں ہے۔ کہ یہ اس کی violation کے لیے ہاؤس میں agitate کریں اور دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ قاعدہ (3) 55 ہے کہ---

(iii) the question shall relate to a specific matter of recent occurrence;

اپنی تمام تحریک کو پڑھ لیں اس میں یہ بتایا ہی نہیں گیا کہ کتنے مہینے کتنے سال پرانی یہ بات کر رہے ں اور نہ کسی ایک خاص بات کو انہوں نے refer کیا ہے کہ اس کے لیے cause of action کب ان کو پیدا ہوئی۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ نہ تو یہ recent occurrence ہے اور نہ یہ ان کا استحقاق ہے اور نہ واقعاتی طور پر ان کی کوئی بات بنتی ہے اس لیے یہ تحریک in order نہیں ہے اس کو rejec کیا جانا چاہیے۔

ید طاہر احمد شاہ ، اس کے بارے میں یہ فرما دیں۔ کیونکہ انہوں نے privilege کے سلسلہ میں رولز کا الہ دیا ہے۔ تو میں انہیں آئین کا حوالہ دے رہا ہوں۔ یہ بتائیں کہ ہمارے بھی مساوی حقوق بنتے ہیں نہیں بنتے ہیں۔ ہمارے جو منتخب کرنے والے ووٹرز اور جو لوگ ہیں جن کی ہم نمائندگی کرتے ہیں۔ ن کا استحقاق نہیں بنتا ہے۔ ان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر سلوک کیا جائے اور امتیازی سلوک نہ کیا ئے۔

زیر قانون ، جناب والا! یہ بات ان کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہے اور نہ ہی یہ دستور کو سمجھ سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کسی اور سے رابطہ قائم کریں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی اور اگر میں ان کو ھانا بھی چاہوں تو یہ نہیں سمجھ پائیں گے۔

دھری محمد رفیق ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیر قانون نے جو فرمایا کہ یہ نہ ہی recent occurren کا معاملہ ہے اور نہ کوئی specific matter ہے۔ جناب والا! یہ ترقیاتی وگرام ہے اور ابھی تک وہ ترقیاتی پروگرام جاری ہے۔ اس لیے وہ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ

recent occurrence نہیں ہے کیوں کہ ایک ترقیاتی پروگرام کے ختم ہونے کے بعد پھر ہی وہ recent occurrence ختم ہو گی 87-1986ء کے جو ترقیاتی پروگرام ہیں وہ ابھی تک جاری ہیں اور ان میں بہت سے پروگرام ابھی مکمل نہیں ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے اس تحریک التواء کا نوٹس گزشتہ اجلاس میں بھی دیا تھا۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں

(گھنٹیاں بجتی ہیں)

_____ گنتی کی جائے ۔ ایوان میں کورم ہے۔

جناب شفقت عباس ، جناب والا! میں نے بھی ایم۔ایس اوکاڑہ کے خلاف ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ جسے آپ نے آج تک کے لیے pending کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر صحت صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی آمد تک اس کو pending رکھتے ہیں۔

جناب شفقت عباس ، کل تک کے لیے یا پرسوں کے لیے pending کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وہ جس وقت تشریف لائیں گے۔ اگر کل تشریف لے آئیں گے تو کل ان شاء اللہ اس کو لے لیں گے۔

جناب شفقت عباس ، شکریہ جناب والا۔

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! اس معزز ایوان کے سامنے آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک معزز ممبر جناب فضل حسین راہی کو اس سیشن کے آخر تک اس ایوان میں داخل نہ ہونے کے لیے چیئر کی طرف سے حکم ملا تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان کی اس سزا میں تخفیف کر دی جائے اور ان کو ایوان میں آنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب میاں صاحب! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ ایک فیصلہ جو چیئر کی طرف سے ہوتا ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے اور پھر اس میں تخفیف یا تبدیلی تو جناب سپیکر ہی کر سکتے ہیں ان کی آمد تک ہمیں انتظار کرنا ہو گا۔ اس کے لیے وقت اور دن تو میں نہیں بتا سکتا ہوں۔ جس دن جناب سپیکر تشریف لائیں گے آپ یہ اس وقت point out کر سکتے ہیں اور ان کا فیصلہ ہی اس سلسلہ

میں قائل ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 15 جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! میں یہ تحریک التوائے کار پیش کر چکا ہوں اور اس پر فیصلہ یہ ہوا تھا کہ میں اور میرے ساتھی محرک چودھری رفیق صاحب جناب وزیر قانون سے مل کر آئندہ کا لائحہ عمل طے کریں گے۔ جمعرات کے دن جناب وزیر قانون سے ان کے دفتر میں ہماری ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس معاملے کو نمٹانے کے لیے ان وکلاء کے ساتھ جن کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی۔ اس بار کے صدر کو ان کے سیکرٹری کو اور انتظامیہ کے کچھ لوگوں کو کل 9 بجے اپنے دفتر میں بلایا ہے اور ممکن ہے کہ اس مسئلے کا کوئی باعزت حل سامنے آجائے اس لیے اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لیے ملتوی رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

چودھری محمد رفیق ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میری تحریک استحقاق پر میرا ابھی بیان جاری تھا اور کورم کا سہارا لے کر میری بات کو منقطع کیا گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کا موقع بھی فراہم نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر ہمارے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! قانون کے مطابق آپ کو موقع فراہم کیا گیا ہے اور آپ نے اپنی بات بھی مکمل کی ہے اس کے بعد دوبارہ بھی آپ کو موقع فراہم کیا گیا پھر دوبارہ بھی آپ نے اپنی بات کی ہے۔ اس لیے آپ کا یہ کہنا میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں ہے۔

چودھری محمد رفیق ، جناب والا! دوبارہ تو مجھے موقع دیا ہی نہیں گیا۔ کیونکہ میری بات کے درمیان

میں ہی کورم کا اعتراض اٹھا دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ کو بھی پتہ ہے کہ قانونی طور پر آپ ایک دفعہ short statement دے سکتے ہیں۔ دوبارہ جو آپ نے بات کی ہے وہ آپ کے ساتھ رعایت برتی گئی ہے۔ جبکہ اب آپ یہ فرما رہے ہیں کہ مجھے موقع نہیں دیا گیا۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو بیان اس ایوان کے اندر دیا ہے میں یہ کہوں گا کہ انسان کے اندر اتنی اخلاقی جرأت تو ہونی چاہیے کہ وہ سچ بولے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! اس پر اب فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! وزیر قانون نے بیان درست نہیں فرمایا۔ اس لیے ان کی دروغ گوئی کے خلاف میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر ہمارے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 19 جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے متعلقہ وزیر بھی اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی ملتوی کرتے ہیں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 21 بھی جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ بار لاہور کی حدود میں پولیس کی جانب سے وکلاء پر تشدد اور ان کی گرفتاری

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور ڈسٹرکٹ بار میں وزیر اعظم پاکستان کی آمد کے موقع پر انتظامی افسران کے حکم پر پولیس نے ڈسٹرکٹ بار کی حدود میں موجود وکلاء کو زد و کوب کیا اور وہاں سے چودہ وکلاء جن میں "عارف اقبال حسین بھٹی" ، محمد کاظم خان، ملک محمد حسین، رانا عیش بہادر، سجاد حسین بھٹی، ضیاالقمر بھٹی، محمد حنیظ

قریشی، راجہ ذوالقرنین، صادق بٹ، ندیم شبلی، مظفر حسین، راجہ عبد الرحمان، افتخار شاہد اور قیصر عباس شامل ہیں" کو گرفتار کر لیا۔ ڈسٹرکٹ بار کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ بار کی حدود میں پولیس نے وکلاء کی توہین اور تذلیل کی اور ان کے ساتھ قابل مزمت غیر انسانی سلوک کیا۔ صوبہ بھر کے ہزاروں وکلاء اور کروڑوں عوام انگشت بدنداں ہیں کہ یہ واقعہ نجانے جمہوریت اور شرافت کے کونسے ضابطہ کا عکاس ہے چونکہ اس واقعہ کے خلاف وکلاء میں بالخصوص اور عوام میں بالعموم اضطراب بے چینی اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! اس تحریک کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ انسپکٹر جنرل پولیس کی رپورٹ کے مطابق 14-12-1987 کو وزیر اعظم پاکستان نے ڈسٹرکٹ بار کے افتتاح کے سلسلہ میں تشریف لائی تھی۔ اس سلسلے میں وکلاء کو دعوتی کارڈ جاری کیے گئے اور اس سلسلے میں چند وکلاء جو کہ قلیل تعداد میں تھے چاہتے تھے کہ اس موقع پر وہ کوئی ایسی بات کریں جو کہ قانون کے منافی تھی اور یہ بات مجوزہ اور اخلاقی دائرہ کار میں بھی نہیں آتی تھی۔ انہوں نے اشتعال انگیزی کی اور اس سلسلے میں انہوں نے بار کے کئی اراکین کو دھمکیاں بھی دیں۔ اس threat پر ان کے خلاف ایک مقدمہ 16 ایم۔پی۔او کے تحت قائم ہوا۔ مقدمہ نمبر 428 ہے اور یہ 14-12-1987 کو رجسٹرڈ ہوا ہے۔ اس کا چالان بھی عدالت میں جا چکا ہے۔ یہ معاملہ چونکہ عدالت میں ہے اس لیے اس ایوان میں بحث نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چند ایک شرارت پسند عناصر جو کہ تعداد میں بہت قلیل تھے انہوں نے وہاں پر امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس اجتماع میں جو لاہور کی تاریخ میں وکلاء کا بہت بڑا اجتماع تھا' بلکہ میرے خیال میں جس بڑی تعداد میں وکلاء کمیونٹی نے اس موقع پر شرکت کی۔ اس موقع پر اگر چند شرارتی عناصر چاہیں کہ اسے disturb کریں تو then the law must take its course. اور اس سلسلے میں کسی آدمی کے ساتھ رعایت نہیں کی جا سکتی۔

They were properly dealt with under the law.

اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جن کے خلاف قانونی کارروائی ہوئی وہ چند شرارتی عناصر تھے اور ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔

چودھری محمد رفیق ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی اس بات پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے وکلاء کو شرارتی عناصر کہا ہے یا ان کو شرارت پسند لوگ کہا ہے۔ جناب والا! وکلاء حضرات ہمارے معاشرے کی پڑھی لکھی اور cream of the society ہے۔ قانون کے محافظ ہیں اور عوام کو قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ وزیر قانون خود بھی ایک قانون دان ہونے کی حیثیت سے وکلاء برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے میں یہ مطالبہ کروں گا کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! میں اس کی تشریح کر دیتا ہوں۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم میں سے ایسے پڑھے لکھے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنے آپ کو کریم کہتے ہیں اور ایسی کریم کہ اس کے متعلق میں اب کیا کہوں۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ میں نے تو ان عناصر کے متعلق کہا ہے کہ چند عناصر ایسے تھے جو شرپسند تھے اور امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا ان کے خلاف باقاعدہ قانون کے مطابق کارروائی کی گئی اور اس مقدمے کا چالان پیش ہو کر عدالت میں جا چکا ہے۔ اس لیے ایک تو یہ مسئلہ بنیادی طور پر subjudice ہے اور دوسرا یہ کہ وہاں پر کوئی غیر قانونی کارروائی نہیں کی گئی۔ ساری کارروائی قانون کے مطابق ہوئی ہے۔ اور وہ سارا پروگرام بڑی خوش اسلوبی سے طے پایا۔ اس لیے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ہے اور دوسرا یہ مسئلہ subjudice ہونے کی وجہ سے اس ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا ۔ لہٰذا میری یہ استدعا ہے کہ اس بناء پر اس کو rule out کیا جائے۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ حق مانگنے والوں کو ہمیشہ شرارتی عناصر اور شرارت پسند ہی کہا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جنجوعہ صاحب کو بات کرنے کا موقع بھی فراہم کریں گے۔

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک) ، جناب والا! آپ رول 94 کو پڑھ کر دیکھ لیں۔ اس کے تحت کوئی ایسی چیز ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی جو عدالت میں پیش ہو چکی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ،

سچ بات پہ ملتا ہے سدا زہر کا پیالہ
پینا ہے تو پھر جرأت اظہار نہ مانگو

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! اگر ان کو موقع دینا تھا تو میں پھر بعد میں جواب دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں تو ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس پر آپ کی رائے کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، اس تحریک کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ان سے یہی پوچھنا چاہوں گا کہ اب اس کے بعد کہ جو آپ کی بات ہوئی ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے اور عدالت میں زیر سماعت ہے۔ آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ کیا ارادہ ہے؟ میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کے بارے میں جناب وزیر قانون نے حکومت کا جو نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ میں نے اپنی تحریک میں کسی مقدمہ کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے صرف وکلاء کے ساتھ ہونے والے اس غیر انسانی سلوک کی بات کی ہے جو غالباً پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بار روم کے اندر اس ملک کی فسطائی ذہن رکھنے والی پولیس نے اختیار کیا۔ جناب والا! وہاں پر وہ لوگ جنہیں ہم جمہوریت کی علامت سمجھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ تو اس نقطۂ نگاہ سے بات کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! وکلاء کو جو زد و کوب کیا گیا ہے اس میں پولیس کے خلاف قطعاً مقدمہ درج نہیں کیا گیا ۔ وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں کہ پولیس کی اس غیر قانونی حرکت کے خلاف مقدمہ درج ہو چکا ہے اور وہ عدالت میں زیر سماعت ہے تو پھر یقیناً......

جناب ڈپٹی سپیکر، وکلاء کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے پولیس کے خلاف نہیں ہوا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! ظلم کی انتہا تو یہی ہے کہ زدوکوب بھی انہیں کیا گیا اور مقدمہ بھی انہی کے خلاف درج کیا گیا اور اس کے باوجود بھی وزیر قانون کہتے ہیں کہ قانونی کارروائی کی ہے۔ اس سے بڑی غیر قانونی کارروائی اور کیا ہوسکتی ہے۔ جناب والا! میرے خیال میں وکلاء کو شرپسند کہنے والا خود بہت بڑا شر پسند ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، شر پسند عناصر کو سپورٹ کرنے والا اس سے بھی بڑا شرپسند ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! یہ وکلاء کو شرپسند کہہ رہے ہیں۔ یہ خود اپنے گریبان میں

جھانک کر دیکھیں۔ یہ وکلاء کو کیسے شر پسند کہہ سکتے ہیں۔ وہ جمہوریت کے لیے آواز بلند کر رہے تھے۔ وہ حق بات کہہ رہے تھے۔ حق بات کہنے والوں کو ہمیشہ شرپسند کہا گیا ہے اور یہ چودھری غفور جیسے شرپسندوں کی پرانی عادت ہے کہ وہ حق مانگنے والوں کو ہمیشہ شرپسند کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب! آپ تشریف رکھیں گے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! مجھے اپنی بات تو مکمل کر لینے دیں۔ جناب والا! یہ دستور زباں بندی اب تو ختم ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنی بات تو کرنے دیں۔ انہوں نے اتنی باتیں کہہ دی ہیں۔ میرا حق بنتا ہے کہ آپ مجھے اپنی بات کہنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں حزب اختلاف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ تحریک التوائے کار پر جواب الجواب ہو سکتا ہے یا نہیں اس کی قانونی صورت کیا ہے؟

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! وزیر قانون نے ایک الزام لگایا ہے۔ الزام کا جواب کہ وکلاء کو شرپسند کہا گیا ہے ۔ ایک نئی بات انہوں نے شروع کی ہے اس کا جواب آنا تو ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، میں نے شرپسند عناصر کی بات کی ہے۔ اس میں جو بھی آئے گا۔ میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ جو عناصر شرپسند ہوں گے اور شرارت کریں گے ان کو شرپسند ہی کہا جائے گا اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اب تو صرف جواب کی بات ہے۔ جواب میں وہ صرف legal position بیان کر سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! وہ بھی چودھری صاحب کی برادری سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے وہ وکلاء تھے اور بار روم کے اندر موجود تھے اور بار روم کے اندر انہیں زد و کوب کیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! امن پسند وکلاء کی موجودگی میں' کئی ہزار وکلاء کی موجودگی میں ان چودہ آدمیوں کی کیا حیثیت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب فرمائیے۔ اب اس سلسلہ میں آپ مزید کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! کاش! وزیر قانون چودہ کے ہندسے کے تاریخی پس منظر سے آگاہ ہوتے کہ حق بات کہنے والے ہمیشہ قلیل تعداد میں ہوتے ہیں۔ کبھی وہ چودہ کی تعداد میں ہوتے ہیں کبھی بارہ کی تعداد میں ہوتے ہیں اور کبھی اس سے بھی کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ حق کہنے والے حق مانگنے والے ہمیشہ قلیل تعداد میں ہوتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن

چودہ وکلاء کو بار روم میں بری طرح زد و کوب کیا گیا۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کیا گیا اور تھانہ میں پہنچایا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! آپ نے subjudice ہونے کے بارے میں legal position پوچھی ہے اور یہ واقعاتی طور پر اپنی تقریر دوبارہ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں گزارش کروں گا کہ لاءمنسٹر صاحب درست فرما رہے ہیں۔ میں محرک سے عرض کروں گا کہ وہ اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : میں نے اس تحریک التوائے کار کا موضوع جس واقعہ کو بنایا ہے۔ جناب والا! وہ کسی بھی عدالت میں subjudice نہیں ہے۔ کسی عدالت میں زیر غور نہیں ہے۔ کسی عدالت میں زیر سماعت نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وکلاء کو زد و کوب کیا گیا۔ ان کی توہین کی گئی۔ ان کی تذلیل کی گئی۔ میں نے یہ واقعہ پیش کیا ہے۔ ان پر مقدمہ درج ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ مقدمہ درج کرنا ان کی علامت ہے یہ مقدمے درج کرتے چلے جائیں گے۔ جناب والا! تعزیرات پاکستان ختم ہو جائے گی۔ لیکن حق کہنے والے اور حق مانگنے والے کبھی باز نہیں آئیں گے۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ وکلاء کی توہین کی گئی ہے۔ ان کی تذلیل کی گئی ہے ان کو جس طرح زد و کوب کیا گیا ہے۔ میں نے اس واقعہ کو پیش کیا ہے۔ اگر یہ واقعہ کسی عدالت میں subjudice ہے۔ کسی عدالت میں زیر غور ہے۔ زیر سماعت ہے۔ پھر تو میری یہ تحریک واقعی قابل پزیرائی نہیں ہے۔ میں تو اس واقعے کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں کہ وکلاء کو زد و کوب کیا گیا ہے۔ ان کی بے عزتی کی گئی۔ ان کی تذلیل کی گئی اور ان کی توہین کی گئی ہے۔ یہ واقعہ کہاں subjudice ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار : جناب والا! وہ وکلاء کہ جن کے خلاف کیس درج ہوا ہے جب وہ عدالت میں جائیں گے تو وہ ثابت کریں گے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میرے فاضل دوست صرف ایک ایجنسی کو رسوا کرنے کے لیے اور اپنی زبان کو اخبارات تک پہنچانے کے لیے یہ بات چاہتے ہیں۔ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ قاعدہ نمبر 94 اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اس پہ بات ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جنجوعہ صاحب! تشریف رکھیں۔ چونکہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ subjudice ہے۔ میں اس کو rule out کرتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا! ہمارے ملک کے معزز وکلاء کے خلاف جو ریمارکس پاس کیے

گئے ہیں ان کے خلاف ہم احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق ، جناب والا! وکلاء ہمارے ملک کی کریم ہے۔ وہ پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کی توہین اس طرح اس ایوان میں کی جائے آپ تو ان کے حقوق کے custodian ہیں۔ میرا بھی واک آؤٹ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، آپ جیسی کریم ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مولانا صاحب! آپ یہ مذاق میں بات کر رہے ہیں یا یہ دل سے آواز نکل رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، مولانا صاحب! آپ بیٹھیں۔ کام شروع ہونے دیں۔ کیوں کام میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ یہ نہ کوئی ایسا سنگین مسئلہ ہے اور نہ ہی کوئی شرعی مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(7:45 پر ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر 8:30 بجے کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، گنتی کی جائے------ گنتی کی گئی ----- کورم پورا نہیں ہے۔ صرف 31 ممبر تشریف رکھتے ہیں۔ اجلاس کی کارروائی کل 9 30 بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 8 فروری 1988ء
(دو شنبہ ' 19 جمادی الثانی 1408ھ)
جلد 12' شمارہ 13
(بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔ 1172
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات۔ (محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ) 1173
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)۔ 1183
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات۔ 1199

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1988ء (-----جاری) 1201
مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع 1267

قرار داد ،

پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی تقریبات کے کامیاب انعقاد پر وزیراعلیٰ اور سپیکر کو خراج تحسین ۔ 1269

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارہواں اجلاس

پیر' 8 فروری 1988ء

(دو شنبہ'19 جمادی الثانی 1408ء)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10.00 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ
نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١٨ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ
اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝١٩ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ
النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝٢٠

سورۃ الحشر آیات 18 تا 20

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں۔ جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔ وما علینا الاالبلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب سپیکر ، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

داتا نگر میں سیوریج کی سہولت

*1323 ۔ میاں محمود احمد ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کہ یہ درست ہے کہ داتا نگر بادامی باغ لاہور میں سیوریج کے متعلق وزیر اعلیٰ نے ایک درخواست پر ایم۔ڈی واسا کو احکام جاری کیے تھے اور 18 فروری 1986، کو دوبارہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف سے یاد دہانی بھی کرائی گئی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ درخواست پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے اور کیا حکومت متذکرہ علاقہ میں نکاس آب کے لیے سیوریج لائن بچھانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) داتا نگر بادامی باغ کا علاقہ ایک پرانی آبادی ہے اور اس علاقہ میں تقریباً ہر گلی میں سیور پہلے ہی سے لگا ہوا ہے۔ محترم میاں محمود احمد جو اس ایوان کے معزز رکن ہیں۔ ان کی درخواست پر واسا نے داتا نگر کے علاقہ کے موجودہ سیور کا بغور جائزہ لیا اور فیصلہ کیا گیا کہ شمالی لاہور جس میں داتا نگر بھی شامل ہے کے سیور کی کارکردگی مزید بہتر بنانے کے لیے شاد باغ پمپنگ سٹیشن پر کچھ امپروومنٹ کی ضرورت ہے اس کام پر 20 لاکھ روپے درکار ہوں گے جس کے لیے اگلے سال یعنی 1986-87 کی ADP میں رقم رکھی گئی ہے اس کام کی تکمیل سے داتا نگر کے علاقہ میں سیور کا مسئلہ پوری طرح حل ہو جائے گا۔ اس کا تفصیلی تخمینہ لگایا جا رہا ہے۔ جو کہ امید ہے کہ اکتوبر 1986، میں ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد اس پر عمل در آمد شروع ہو جائے گا۔

جناب فضل حق ، جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو اس معاملے میں جو پہلی درخواست گئی تھی وہ کب گئی تھی کیونکہ سوال میں لکھا گیا ہے کہ 18 فروری 1986، کو دوبارہ وزیر اعلیٰ صاحب کو یاد دہانی کرائی گئی تھی۔ پہلی درخواست تھی جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری دی تھی وہ کب دی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری (برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)، اس سے ایک ماہ پہلے وہ پہلی درخواست آئی تھی۔

جناب فضل حق ، جناب والا! اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ داتا نگر کی سیوریج سسٹم کی امپروومنٹ کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری سے 20 لاکھ روپیہ اس کام کے لیے مختص کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تفصیلی تخمینہ بنایا جا رہا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ تفصیلی تخمینہ کیا ہے اور اس پراجیکٹ پر جو رقم تخمینہ کے بعد بنی ہے اس سے وہ کام مکمل ہو گیا ہے یا نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، یہ 20 لاکھ روپے کی رقم لکھی گئی تھی جو مل چکی ہے جس سے 80 فی صد کام ہو چکا ہے باقی کا بھی ایک ڈیڑھ ماہ تک مکمل ہو جائے گا۔

(اس مرحلہ پر راجہ خلیق اللہ خان صاحب کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب فضل حق ، جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ انہوں نے 20 لاکھ روپیہ لکھا ہے اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ اس کا تفصیلی تخمینہ لگایا جا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ تخمینہ 20 لاکھ ہی رہا ہے یا اس سے زیادہ بھی ہوا ہے۔ اور اس کی رقم بڑھی تو نہیں ہے؟ ایک تو ہم یہ بات دیکھنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! یہ 20 لاکھ ہی رہا ہے اور یہ 20 لاکھ مل چکا ہے اس میں سے کافی خرچ ہو چکا ہے جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے تقریباً 80 فی صدی کام مکمل ہو چکا ہے باقی بھی ایک ڈیڑھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

چودھری سجاد احمد چیمہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں یہ فرض نہیں کیا جائے گا کہ یہ ان کے ایماء پر مشیر Who are almost enjoying fulfledged their Provincial Ministers status. نہیں جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین ، وہ نہیں ۔ پارلیمانی سیکرٹری جواب دینے کا استحقاق رکھتے ہیں۔

چودھری سجاد احمد چیمہ ، ٹھیک ہے۔

بڈھا دریا راوی روڈ کی تعمیر کی تحقیقات

*1345 ۔میاں محمود احمد ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پل بڈھا دریا راوی لاہور کو گرا کر جو سڑک تعمیر کی جا رہی ہے۔ جو آزادی چوک سے

شروع ہو کر بابا چھتری والا تک ہے۔ اس کے ٹھیکے دار کا نام کیا ہے اور یہ ٹھیکہ کب اور کتنے کا دیا گیا۔ اس سڑک کی تعمیر کے احکامات کس نے جاری کیے اور تعمیر کے لیے کتنا عرصہ درکار تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سڑک کی تعمیر کے لیے ٹنڈر طلب کیے گئے تھے۔ اگر کیے گئے تو ان کی تاریخ کیا تھی کون کون سے ٹھیکے داروں (کمپنیوں) نے ٹنڈر دیے اور کن بنیادوں پر مذکورہ بالا ٹھیکے دار کے ٹنڈر قبول کیے گئے۔ نیز متذکرہ ٹھیکے دار کے پاس محکمہ ہذا کے کتنے ٹھیکے ہیں۔ اگر ہیں تو کہاں پر اور کتنی مالیت کے ہیں۔

(ج) ٹنڈر کی رو سے میٹریل کون سا استعمال کرنا تھا۔ اس دو طرفہ سڑک کی چوڑائی اور لمبائی کتنی ہے مزید برآں میٹریل معیار کے مطابق استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے مزید برآں کیا اس ٹھیکہ کی میعاد بڑھا دی گئی ہے یا نہیں اس کا نقشہ پہلے تیار کر کے منظور کیا گیا یا نہیں۔ کیا پہلے نقشے کے مطابق کام کیا جا رہا ہے۔ اگر اس نقشہ کے مطابق کام نہیں کیا جا رہا تو کیا دوسرا نقشہ منظور کیا گیا۔ اگر کیا گیا تو کون سی تاریخ کو منظور کیا گیا ہے۔

(د) ٹنڈر طلب کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ' نیز اس ٹنڈر سے متعلقہ افراد یعنی سیکرٹری چیف انجینئر' سپرنٹنڈنٹ انجینئر' ایگزیکٹو انجینئر' اوورسیئر اور پٹواری وغیرہ کے نام اور عہدے کیا ہیں اور کیا یہ ٹھیکہ اس سے کم قیمت پر بھی دیا جا سکتا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر) :۔

(الف) اس کام میں متعلقہ فرم کا نام مغل اینڈ کمپنی ہے اور ٹھیکے دار کا نام مرزا حیدر علی ہے۔ یہ ٹھیکہ مورخہ 16 ستمبر 1984ء کو مبلغ -/40,55,450 روپے میں دیا گیا تھا۔ اس سڑک کی تعمیر کے لیے اجازت پی۔ڈی۔ڈبلیو۔پی کی باقاعدہ منظوری کے بعد دی گئی تھی اور اس سڑک کی تعمیر کے لیے تخمینے کے مطابق سڑک کی تکمیل کے لیے 18 ماہ کا عرصہ درکار تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ متذکرہ سڑک کی تعمیر کے لیے اخبار کے ذریعہ مورخہ 20 اگست 1984 کو ٹنڈر طلب کیے گئے تھے اور چار کمپنیوں نے ٹنڈر میں حصہ لیا تھا جن کے نام اور ٹھیکے کی مالیت درج ذیل ہے۔

مالیت	کمپنی نام
46,57,743/-	۱۔ نسیم اینڈ کو
48,01,428/-	۲۔ یونائٹیڈ کنسٹرکشن کمپنی
40,55,450/-	۳۔ مغل اینڈ کمپنی
46,77,666/-	۴۔ بلڈ کو لمٹیڈ

ٹھیکہ مغل اینڈ کمپنی کو سب سے کم مالیت کی بنیاد پر دیا گیا تھا۔ متذکرہ بالا ٹھیکے دار کے پاس محکمہ کے مندرجہ ذیل کام ہیں۔

۱۔ سرکلر باغ کی شیرانوالہ گیٹ سے اک موریہ تک تعمیر نو مالیت -/12,34,000 روپے

۲۔ سرکلر باغ کی شیرانوالہ گیٹ سے مستی گیٹ تک تعمیر نو مالیت -/17,65,000 روپے

۳۔ نیلا گنبد چوک کے گرد سڑک کی تعمیر مالیت -/10,00,000 روپے

(ج) ٹنڈر کی رو سے میٹریل ہائی وے کے معیار کے مطابق استعمال کیا جاتا تھا۔ سڑک کی لمبائی 1600 فٹ ہے اور اس کی کم سے کم چوڑائی 36 فٹ اور زیادہ سے زیادہ 65 فٹ ہے۔ میٹریل معیار کے مطابق استعمال کیا گیا ہے ٹھیکے کی میعاد 15 اپریل 1986ء تک بڑھا دی گئی تھی۔ پل کا نقشہ تخمینے کے ساتھ مورخہ 11 جولائی 1984ء کو منظور کیا گیا تھا۔ لیکن کھدائی کے دوران ملبے کی موجودگی کی وجہ سے اس کے مطابق کام کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ چنانچہ دوبارہ نقشہ بنایا گیا تھا اور یہ نقشہ 25 مارچ 1985ء کو منظور کیا گیا۔

(د) ٹنڈر طلب کرنے والے کا نام مجید حسن رحمانی ہے اور ان کا عہدہ ڈائرکٹر روڈز کا تھا اس کام کے لیے متعلقہ افراد کا نام اور ان کے عہدے درج ذیل ہیں۔

۱۔ کرنل (ریٹائرڈ) کے بی فاروقی	چیف انجینئر
۲۔ عبدالرحمٰن بلوچ	چیف انجینئر
۳۔ غلام رسول سندھو	ڈائرکٹر
۴۔ خالد فاروق ملک	ڈپٹی ڈائرکٹر
۵۔ مسٹر محمد خان	اسسٹنٹ ڈائرکٹر
۶۔ مسٹر خالد محمود علوی	اسسٹنٹ ڈائرکٹر

۷۔ مسٹر محمد زکریا نور — سب انجینئر

۸۔ حاجی اقبال حسن — سب انجینئر

ٹھیکہ سب سے کم مالیت پر دیا گیا تھا۔

جناب فضل حق ، جناب والا! جواب بڑا تفصیلی ہے اور سوال بھی بڑا تفصیلی ہے جو اس میں چیزیں دیکھنے میں آئی ہیں میں صرف ان سے دو تین چیزیں پوچھنا چاہوں گا۔

جناب والا! مغل اینڈ کمپنی کو 40 لاکھ 55 ہزار 450 روپے کا contract دیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ پوچھا گیا تھا کہ اس کے علاوہ اس کمپنی کو اگر کوئی اور contract دیے گئے ہیں ان کی رپورٹیں وغیرہ بتائی جائیں۔ جواب کے جزو (ب) کے آخر میں دیا گیا ہے کہ "نیلا گنبد چوک کے گرد سڑک کی تعمیر کی لاگت ایک کروڑ روپیہ ہے"۔

اب میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 40 لاکھ 55 ہزار 450 روپے میں جو سڑک بنی اس کی لمبائی 1600 فٹ تھی۔ یہاں جو ایک کروڑ روپے کا contract ملا ہے کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ اس سڑک کی لمبائی اور چوڑائی کیا تھی اور یہ کتنی دیر میں مکمل ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! اس سوال کا اس جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان سے صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ اس ٹھیکے دار کے پاس اس کے علاوہ اور کیا کیا کام ہے؟ اس کی تفصیل ہم نے دے دی ہے۔ اس چیز کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب فضل حق ، جناب والا! یہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب چیئرمین ، یہ متعلقہ سوال ہے۔ نیلا گنبد چوک کے گرد سڑک کی تعمیر کی مالیت ایک کروڑ روپیہ ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ اس تعمیر کے متعلق کوائف اپنے پاس رکھتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ، جناب والا! سوال میں انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ اس ٹھیکے دار کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی کام ہے؟ ہم نے بتایا ہے کہ اس کے علاوہ اس کے پاس تین ٹھیکے ہیں۔ اس سڑک کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے یا اس ٹھیکے کا اس سڑک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ نیلا گنبد چوک کے گرد سڑک کی تعمیر کی اتنی مالیت ہے۔

جناب چیئرمین ، کم از کم یہ جواب تو آپ کو آتا ہو گا کہ یہ کتنی لمبی سڑک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، اس میں انہوں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ اس

ٹھیکے دار کے پاس اور کتنے ٹھیکے ہیں؟ اس کے پاس اس کے علاوہ تین اور ٹھیکے ہیں جو ہم نے بتا دیے ہیں۔

جناب چیئرمین ، انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے۔ ضمنی سوال میں یہ بات پوچھی جا سکتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! جو اصل سوال ہے اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

MR FAZAL HAQ: This is a very relevant question because at one place they are saying that they are spending Rs. 40,55,450.00 on road of 1600 feet. I live in Lahore and most of the people...

لاہور کے جو بیشتر ممبر ہیں وہ نیلا گنبد کے گرد سے گزرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ سڑک جس پر ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ یہ ضروری ہے ہمیں پتا لگنا چاہیے کہ اس کی لمبائی کیا تھی اس کی چوڑائی کیا تھی اور کتنے عرصے میں وہ مکمل کی گئی؟ آپ ایک جگہ یہ کہتے ہیں کہ چالیس لاکھ روپے سے تعمیر ہوئی ہے۔ جس جگہ وہ سڑک بنی ہے داتا نگر کے پل کے اوپر سے وہ کتنی بڑی سڑک ہے۔ یہاں نیلا گنبد سے لے کر بنک سکوئر تک یا انار کلی تک سڑک پر اتنا زیادہ کیسے خرچ ہوا ہے۔

MR CHAIRMAN. I quite agree with you. It is a relevant question.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! یہ ایک کروڑ نہیں ہے۔ پڑھنے میں ان کو غلطی لگ گئی ہے یہ 10 لاکھ روپیہ ہے۔

جناب فضل حق ، جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ point out کیا ہے۔ چلئے میں اس کو 10 لاکھ ہی مان لیتا ہوں۔ لیکن کم از کم ان کو اتنا تو تیار ہو کر آنا چاہیے کہ جو یہ تفصیل دیتے ہیں اس کے ساتھ main details ہوں کہ لمبائی اور چوڑائی اس سڑک کی کیا ہے؟ وہ تو اپنے پاس رکھا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! اس میں تیاری کی کون سے بات تھی۔ سوال میں یہ بات پوچھی ہی نہیں گئی۔ سوال تو آپ نے صرف یہ پوچھا کہ یہ سڑک کب بنی اور اس کا تخمینہ کیا ہے۔ وہ پوچھیں ہم ہر چیز جاننے کو تیار ہیں۔

MR CHAIRMAN: This is a very relevant question. When you refer a road

you know its length and breadth. All right as he is satisfied any further supplementary question

MR FAZAL HAQ: Sir, I want a clarification. The Honourable Parliamentary Secretary has given a statement in the House .

MR CHAIRMAN: I have given my decision that it is a relevant question.

MR FAZAL HAQ: The only thing is that he has given that this amount is to 10 lacs and not one crore Sir, for my own clarification if there is any doubt about this then I think I have every right to proceed further.

MR CHAIRMAN: You have a right.

MR FAZAL HAQ: Thank you.

MR CHAIRMAN: Any supplementary question

MR FAZAL HAQ: Thank you, Sir

جناب اقبال احمد شاہ ، جناب سپیکر! لاہور پر اربوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے اور لاہور کے ممبر ابھی مطمئن نہیں تو کیا دیہاتوں پر اتنا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین ، یہ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ اگلا سوال پیش کیا جائے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ چونکہ کافی دنوں سے قانون سازی پیش نہیں ہو رہی۔ اس لیے یہ وقفہ سوالات اور باقی کام معطل کر کے قانون سازی کا کام لے لیا جائے۔

جناب چیئرمین ، آپ کی بات پر اس سوال کے بعد غور کیا جائے گا۔

(سوال نمبر 1358 پیش کیا گیا اور اس کا چھپا ہوا جواب پڑھا گیا)

شریف پورہ ڈسپوزل ورکس ملتان کے ٹھیکہ کی اصل رقم سے زائد ادائیگی کی تحقیقات

*1358 - **میاں مختار احمد شیخ** ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شریف پورہ ڈسپوزل ورکس ملتان کا ٹھیکہ ایم۔ڈی۔اے نے کتنی رقم کے عوض دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹھیکہ کی حتمی ادائیگی اصل رقم سے زیادہ کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو حتمی رقم کیا ادا کی گئی۔ نیز ٹھیکیدار کا نام کیا تھا اور اس ملی بھگت سے زیادہ رقم ادا کرنے والے افسران اور ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر) ،

(الف) شریف ڈسپوزل ورکس کا کام مبلغ -/4,58,044 روپے کے عوض دیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹھیکہ کی رقم زائد ادا کی گئی جو کہ بڑھوتے ہوئے معاہدہ کے مطابق ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ شریف پورہ ڈسپوزل ورکس کو ختم کرنے کا ٹھیکہ مورخہ 5-6-85 کو الاٹ کیا گیا۔ مورخہ 12-6-85 کو علاقہ کونسلر نے چیف انجینئر ایم۔ڈی۔اے کے نام تحریری درخواست دی جس کی نقل منسلک ہے۔ درخواست میں کہا گیا کہ ایم۔ڈی۔اے شریف پورہ ڈسپوزل ورکس کو ختم کر رہا ہے۔ اگر ایم۔ڈی۔اے نے اس کے ملحقہ علاقہ میں نکاس آب کا انتظام نہ کیا تو اس طرح علاقہ کے لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ شریف پورہ کے علاقہ کے کام میں بڑھوتری کی وجہ سے مورخہ 12-8-85 کے خط میں متعلقہ ایکسیئن نے رپورٹ کی کہ کام مبلغ -/4,58,044 روپے کی بجائے مبلغ -/29,25,513 روپے کر دیا جائے جس پر ٹھیکے دار کو مبلغ -/28,78,929 روپے ادا کیے گئے۔ جس کی منظوری جناب ایس۔ای صاحب ایم۔ڈی۔اے سرکل نمبر 1 نے مورخہ 12-8-85 کو دی۔ ٹھیکے دار میسرز نوری بلڈرز آمدہ رپورٹ ایکسیئن متعلقہ و چیف انجینئر کام پر ضابطہ کے تحت عمل ہوا جس کے لیے ریکارڈ پر کوئی انضباطی کارروائی کا تذکرہ نہ ہے۔

میاں مختار احمد شیخ ، ضمنی سوال ۔ جناب والا! میں نے سوال یہ پوچھا تھا۔

(الف) شریف پورہ ڈسپوزل ورکس ملتان کا ٹھیکہ ایم۔ڈی۔اے نے کتنی رقم کے عوض دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹھیکہ کی حتمی ادائیگی اصل رقم سے زیادہ کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو حتمی رقم کیا ادا کی گئی۔ نیز ٹھیکے دار کا نام کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! جواب میں ساری تفصیل بتا دی گئی ہے کہ ٹھیکہ بڑھایا گیا ہے اور جو اصل رقم تھی، وہ بھی بتا دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین ، نہیں ۔ ان کا سوال یہ ہے کہ آپ نے جواب میں اس ٹھیکے دار کا نام نہیں بتایا۔

حالانکہ سوال میں پوچھا گیا تھا کہ اس ٹھیکے دار کا نام کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ٹھیکہ نوری بلڈرز کو دیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین ، ٹھیکے دار کا نام کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! یہ ٹھیکہ کمپنی کو دیا جاتا ہے اور اس کا کوئی ایک ٹھیکے دار نہیں ہوتا۔ اگر ٹھیکے دار کا نام تازہ سوال کی صورت میں پوچھیں تو بتا دیں گے۔ جس کمپنی کو ہم نے ٹھیکہ دیا۔ اس کا نام آ گیا ہے۔

جناب چیئرمین ، تو پھر یہی جواب آ جانا چاہیے تھا کہ وہ کون سی کمپنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، نوری کمپنی ۔ جناب والا! جواب موجود ہے۔

جناب چیئرمین ، شیخ صاحب' انھوں نے جواب دیا ہے کہ ٹھیکہ میسرز نوری بلڈرز کو دیا گیا۔

میاں مختار احمد شیخ ، 4 لاکھ 59 ہزار روپے کا ٹھیکہ نوری بلڈرز کو دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جی ہاں۔

میاں مختار احمد شیخ ، اور یہ 29 لاکھ 25 ہزار کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، اسی کو دوبارہ دیا گیا۔

میاں مختار احمد شیخ ، پہلے بھی نوری بلڈرز کو دیا گیا اور دوبارہ بھی نوری بلڈرز کو۔ میرا پھر ضمنی سوال ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ شیخ صاحب اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس کا ٹھیکہ سب سے کم ہو گا۔اس کو دیا جائے گا۔ خواہ وہ ایک آدمی دس ٹھیکے لے لے۔ جس کا سب سے کم ہو گا اسی کو ملے گا۔

جناب چیئرمین ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

MR FAZAL HAQ: Can Mr Siddiq Salar answer on behalf of the Parliamentary Secretary? I want your ruling.

MR. CHAIRMAN: No it does not apply.

جناب فضل حق ، تو پھر انھیں نصیحت کریں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ جواب دیں تو بہتر ہے۔ ہاں، خوشامد کر سکتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ ، پہلے ٹھیکہ نوری بلڈرز کو چار لاکھ اٹھاون ہزار روپے میں دیا گیا اور اس کا ذکر ہے کہ یہ ٹھیکہ فروری 1985 میں دیا گیا اور اگست 1985ء میں یہ ٹھیکہ 29 لاکھ 25 ہزار تک پہنچ گیا۔ وہی نوری بلڈرز نے ٹھیکہ چار لاکھ انسٹھ ہزار میں لیا اور اسی ٹھیکے کی رقم چھ ماہ میں انتیس لاکھ پچیس ہزار روپے تک بڑھا دی گئی۔ اس کی کیا وجوہات تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، یہ revise کیا گیا تھا۔ پہلے شریف پورہ کی آبادی کی صرف مین ڈسپوزل تک ملایا گیا۔ لیکن وہاں کے کونسلر نے درخواست دے دی کہ اگر آپ پوری آبادی کا سیوریج نہیں بنائیں گے تو ساری آبادی کا بڑا نقصان ہو گا۔ چنانچہ پہلے اس آبادی میں کھلی نالیاں تھیں۔ پھر اس تمام آبادی کا دوبارہ انڈر گراؤنڈ سیوریج کا تخمینہ لگایا گیا۔ یہ revise کیا گیا۔ جس کے مطابق یہ رقم بڑھائی گئی اور یہ ٹھیکہ دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین ، کیا آپ مطمئن ہیں؟

میاں مختار احمد شیخ ، میں پریشان ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود بھی ایم۔پی۔اے ہیں اور یہ وضاحت نہیں فرما رہے کہ وہی ٹھیکہ چار لاکھ انسٹھ ہزار کا انھوں نے کونسلر صاحب کے کہنے پر بڑھا دیا۔ جب چار لاکھ انسٹھ ہزار کا ٹھیکہ انتیس لاکھ روپے کا ہوا۔ وہ ٹنڈر اخباروں میں دیئے گئے اور اخبارات میں اس تمام علاقے کے حالات کے مطابق جس کا کم سے کم ٹھیکہ تھا۔ اس کو چار لاکھ انسٹھ ہزار روپے میں دے دیا گیا۔ کیا اسی ٹھیکے کو انھوں نے دوبارہ ٹنڈر کیا؟ جب وہ ٹھیکہ انتیس لاکھ پچیس ہزار تک پہنچ گیا تو اس کی وجوہات بدل گئیں۔ تو کیا وہ ٹھیکہ دوبارہ اخباروں میں ٹنڈر ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! یہ ٹھیکہ revise کر کے دوبارہ اسی سابقہ کمپنی کو دیا گیا ہے۔ اس میں دوبارہ ٹنڈر نہ تھا۔ ایس۔ای کو اختیار ہے کہ وہ ٹھیکے کی رقم revise کرے اور بڑھا کر اسی کمپنی کو دے دے۔ دوسرے میں شیخ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کا 1969ء کے شیڈول کے مطابق جو کم ازکم ٹھیکہ تھا وہ 76 فی صد تھا۔ لیکن پھر اس کو کم کر کے 70 فی صد تک دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں مختار احمد شیخ ، یہ کہتے ہیں کہ ایس۔ای کو اختیارات حاصل تھے کہ چھ ماہ میں ایک ٹھیکہ جو چار لاکھ

انسٹھ ہزار میں ہو رہا ہے اور وہی ٹھیکہ انتیس لاکھ پچیس ہزار میں ہو رہا ہے اور اس کے ایس۔ای کو اختیارات ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔ یہ وضاحت فرمائیں کہ اگر ان افسران کو چار لاکھ انسٹھ ہزار کا ٹھیکہ بڑھانے کا اختیار ہے کہ انتیس لاکھ پچیس ہزار تک لے جائیں تو اس سلسلے میں کارروائی کرنے کا اختیار کسی شخص کو حاصل ہے؟

جناب چیئرمین ، وہ تو انہوں نے فرما دیا ہے کہ ایس۔ای صاحب اس ضمن میں با اختیار ہیں اس کے بعد اور کیا جواب آپ چاہتے ہیں۔ جو ان کے اختیار میں تھا انہوں نے اس کا ٹھیکہ بڑھا دیا۔ مزید ضمنی سوالات (کوئی ضمنی سوالا نہیں ہوا)۔ وزیر قانون صاحب نے یہ move کیا ہے کہ قانون سازی کافی عرصہ سے زیر بحث ہے اس لیے بقیہ وقفۂ سوالات کو معطل کر دیا جائے اور جو مسودہ قانون سازی پیش کیا گیا ہے اس کو زیر بحث لایا جائے۔ ایوان کی کیا رائے ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ، اس کے ساتھ ہی تمام تحاریک استحقاقات و تحاریک التوائے کار بھی معطل کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین ، اس کے ساتھ ہی تحاریک استحقاقات و تحاریک التوائے کار بھی معطل کی جاتی ہیں۔

(منظور)

بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔ اب آپ تحریک move کریں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اندرون شہر لاہور گلیوں کی درستگی

*1719۔ بیگم فرحت خواجہ رفیق ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ اندرون شہر محلہ خواجہ رفیق شہید اور اس سے ملحقہ گلیاں محلہ پیر شیرازی محلہ گلے زائیاں ۔ میاں خان کی حویلی ۔ وچھووالی ۔ سوتر منڈی ۔ سوہا بازار ۔ کمٹی بازار اور نور گلی وغیرہ کی گلیاں بنانے کی وجہ سے اکثر مکانات کی حالت مخدوش ہو گئی ہے اور وہ مکانات کسی وقت بھی گر سکتے ہیں اور جانی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان گلیوں کو دوبارہ درست کروانے کو

تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)۔

(الف) اس سوال میں جن مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں مکانات کی حالت مخدوش ہوتی ہے لیکن سر دست حتمی طور پر یہ کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ مکانوں کی مخدوش حالت گلیوں کی فرش بندی کی وجہ سے وقوع پزیر ہوئی ہے۔ اکثر مکانات بھی پرانے اور کافی عرصہ سے مخدوش ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اندرون شہر کافی مکانات عرصہ دراز سے مخدوش حالت میں ہیں اور پچھلے دنوں پانی والا تالاب کے علاقے میں ایسے مکانات گر گئے حالانکہ ایل۔ڈی۔اے نے وہاں کوئی ترقیاتی کام سر انجام نہیں دیے۔

(ب) گلیوں کی فرش بندی کا کام تسلی بخش ہے۔ لہٰذا گلیوں کی از سر نو فرش بندی کی ضرورت نہیں ہے تاہم اگر کسی گلی میں کوئی نقص پایا گیا تو اسے درست کر دیا جائے گا۔

اندرون شہر لاہور میں سیوریج کی صفائی کا انتظام

*1720 ۔ بیگم فرحت خواجہ رفیق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اندرون شہر سیوریج کا سسٹم ناقص ہے اور ایل۔ڈی۔اے کا صفائی کا عملہ بھی اپنے فرائض سے مسلسل کوتاہی کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعدد بار متعلقہ محکمہ کی توجہ اس امر کی طرف دلائی گئی ہے لیکن اس کے باوجود کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سیوریج کی صفائی کے انتظام کو بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے اور اگر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)۔

(الف) اندرون شہر گندے پانی کے نکاس کے لیے کھلی نالیاں ہیں اور زیر زمین سیوریج کا نظام نہیں تھا۔ ایل۔ڈی۔اے نے اندرون شہر کے ایک تہائی حصہ میں سیوریج لگایا ہے۔ یہ کام ایل۔ڈی۔

اے کے ماہرین کی نگرانی میں کیا گیا ہے۔ سیوریج کا نظام ٹھیک ٹھاک ہے اندرون شہر کے بعض صارفین مین ہولز میں ہر قسم کی گندگی پھینکتے ہیں۔ جس سے پانی رک جاتا ہے۔ ایل۔ڈی۔اے نے سپیشل عملہ رکھا ہوا ہے۔ جو کہ اندرون شہر متعین ہے اور جب کسی کو شکایت ہو تو یہ عملہ ان کی شکایات رفع کرنے میں کارروائی کرتا ہے۔

(ب) ماضی میں جب بھی محکمہ کو اس قسم کی کوئی شکایت کی گئی تو فوری طور پر اس کا ازالہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور آئندہ جو بھی شکایت ہو گی اس پر فوراً کارروائی کی جائے گی اس کے لیے متعلقہ عملہ کو خصوصی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(ج) سیوریج کے نظام کو زیادہ فعال بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اندرون شہر کے باقی دو تہائی حصہ میں بھی سیوریج کا کام مکمل کیا جائے جس کے بعد سیوریج سسٹم ٹھیک طور پر کام کرنے لگے گا۔ اس سلسلہ میں ایل۔ڈی۔اے اقدامات کر رہا ہے اور عالمی بنک سے تعاون کے لیے رابطہ قائم ہے۔ سیوریج سسٹم کی بہتر صفائی اور دیکھ بھال کے لیے اسے بہت جلد واسا کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس اثناء میں موجودہ عملہ کو خصوصی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ شکایات ملنے پر ان کا فوری ازالہ کیا جائے۔ سستی برتنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

گلگشت کالونی ملتان میں پبلک لائبریری کے مختص کردہ پلاٹ کی غیر قانونی الاٹمنٹ کی تحقیقات

*1780 میاں مختار احمد شیخ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ملتان نے ارکان مجلس شوریٰ / ارکان صوبائی اسمبلی اور ان کے رشتہ داروں اور زیر کفالت افراد کو مختلف رہائشی علاقوں میں پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو 83-1982، 84-1983، 85-1984 اور 86-1985ء میں الاٹ کیے جانے والے پلاٹوں کی تفصیل اور الاٹیوں کے نام اور پتے وغیرہ کیا ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ گلگشت کالونی ملتان میں پبلک ہال اور لائبریری کی تعمیر کے لیے مختص کردہ پلاٹ ملتان کے ایک رکن قومی اسمبلی کی بہو کو الاٹ کر دیا گیا ہے۔ جو کہ محکمہ

ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے تیار کردہ ماسٹر پلان کے قواعد و ضوابط کے منافی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس معاملے میں ملوث افسران کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر):

(الف) درست ہے۔

(ب) 83-1982، 84-1983، 85-1984، 86-1985 میں ایسی کوئی الاٹمنٹ نہیں ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اگست 1986ء میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تابع پلاٹ نمبر 367 گلگشت کالونی میں مسماۃ نکہت پروین دختر حاجی نور محمد سکنہ 416 اندرہی کھوئی ملتان کو الاٹ کیا گیا ہے جو کہ جناب شیخ محمد رشید صاحب ایم۔این۔اے کی بہو ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ پلاٹ 1955ء کے منظور شدہ نقشہ کے مطابق عوام کی سہولت کے لیے مختص ہے لیکن اس کی الاٹمنٹ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے فرمائی ہے جو کہ مجاز اتھارٹی ہے۔

(د) چونکہ الاٹمنٹ اتھارٹی مجاز نے کی ہے اس لیے کوئی آفیسر ملوث نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ کے حکم سے ترقیاتی ادارہ لاہور میں تقرریوں و ترقیوں کی تفصیلات

*2028۔ **سردار نصر اللہ خان دریشک**، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ترقیاتی ادارہ میں انہوں نے قواعد / طریق کار میں نرمی کر کے جن لوگوں کا تقرر کیا ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور ایسی تقرری کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) قواعد / طریق کار میں رعایت کرتے ہوئے جن افسران / اہلکاران کو ترقی دی گئی ہے ان کے نام پتے اور عہدہ جات کیا ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) ایڈہاک بنیادوں پر تعینات کیے گئے افسران / اہلکاروں کی تعداد کیا ہے۔ جن کی ملازمت کو مطلوبہ طریق کار کو اختیار کیے بغیر باقاعدہ کر دیا گیا اور ان کی وجوہ کیا ہیں۔ براہ کرم ایسے افسران / اہلکاران کے نام پتے اور عہدہ جات کی فہرست مہیا کی جائے۔

(د) آیا قواعد / طریق کار میں نرمی کے ذریعے افسران / اہلکاران کی تقرریاں اور ترقیاں کرنا وزیر

اعلیٰ کے حلف کی روح کے منافی نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)،

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب / چیئرمین ترقیاتی ادارہ لاہور نے ماہ مئی 1986ء سے لے کر تاریخ ترقیاتی ادارہ لاہور میں بشمول واسا کل 280 افراد کی تقرری کی جن کے پتے اور عہدہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ترقیاتی ادارہ لاہور کے ملازمت کے قواعد و ضوابط 1978ء کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب بحیثیت چیئرمین ترقیاتی ادارہ لاہور مذکورہ قواعد و ضوابط میں نرمی کرتے ہوئے تقرریاں کرنے کے مجاز ہیں۔

(ب) قواعد / طریقہ کار میں رعایت کرتے ہوئے کسی افسر یا اہلکار کو ترقی نہیں دی گئی ہے۔

(ج) عبوری بنیاد پر تعینات کیے گئے کسی افسر یا اہلکار کی ملازمت کو ترقیاتی ادارہ لاہور میں باقاعدہ نہیں بنایا گیا۔

(د) بحیثیت چیئرمین ترقیاتی ادارہ لاہور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ترقیاتی ادارہ لاہور کے قواعد / طریق کار ملازمت میں ترمیم کر کے تقرریاں کرنے کے مجاز ہیں۔

قومی اسمبلی حلقہ نمبر 86 کے سکونتی افراد کی ایل-ڈی-اے میں تعیناتی کی تفصیلات

*2053 - **سردار نصر اللہ خان دریشک**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل-ڈی-اے کے تحت یکم مئی 1985ء سے 15 مئی 1986ء تک قومی اسمبلی کے حلقہ 86 کے سکونتی کتنے لوگ ملازم رکھے گئے۔

(ب) جن لوگوں کو ملازم رکھا گیا ان کا نام پتا عمر تعلیم اور عہدہ علیحدہ علیحدہ بتایا جائے نیز ان کی تعیناتی کس کے حکم سے کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)،

(الف) یکم مئی 1985ء سے 15 مئی 1986ء تک ایل-ڈی-اے میں 246 افراد ملازم رکھے گئے جہاں تک حلقہ کا تعلق ہے اس کا ریکارڈ ایل-ڈی-اے میں موجود نہیں ہے۔

(ب) جن لوگوں کو ملازم رکھا گیا ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تعیناتی

چیئرمین ایل۔ڈی۔اے کے حکم سے کی گئی۔

مساجد کے پلاٹوں کی قیمت کے تعین میں تاخیر کی وجوہات

*2080 ۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم سوال نمبر 1386 کے جواب جزو (ب) کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور محکمہ منصوبہ بندی کے درمیان مساجد کے پلاٹوں کی قیمت کے تعین کے مطابق خط و کتابت ہو رہی ہے جس کا حتمی فیصلہ ہونے پر کابینہ کی منظوری حاصل کی جائے گی اور بعد ازاں ایوان کو مطلع کیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نشان زدہ سوال نمبر 382 کے حوالہ سے بھی ایوان میں یہی جواب دیا گیا تھا اور کار خیر کو التواء میں ڈالا جا رہا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تاخیر کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک اس فیصلے کے بارے میں ایوان کو مطلع کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)،

(الف) جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ اور محکمہ منصوبہ بندی کے درمیان اس سلسلہ میں خط و کتابت ہوتی رہی ہے۔ دریں اثناء بحکم جناب وزیر اعلیٰ الاٹمنٹ پالیسی کا اجراء کر دیا گیا ہے جس کے تحت اب مسجد کے پلاٹوں کو نہ نفع نہ نقصان کی بنیاد پر الاٹ کیا جائے گا۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر جزو "الف" میں ذکر کیا گیا ہے۔ نئی الاٹمنٹ پالیسی کا اجراء ہو چکا ہے اور اب یہ مسئلہ حتمی طور پر فیصلہ شدہ ہے۔

ماڈل ٹاؤن لاہور میں چلڈرن پارک کی تعمیر

*2123 ۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں چلڈرن پارک بنانے کا منصوبہ ترک کر دیا گیا ہے۔

اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چلڈرن پارک کی تعمیر کے لیے ایل۔ڈی۔اے کو ماڈل ٹاؤن کواپریٹو سوسائٹی نے ستر ایکڑ کی بجائے محض پچاس ایکڑ رقبہ فراہم کیا ہے اگر ایسا ہے تو ایل۔ڈی۔اے کو بقیہ رقبہ مہیا کرنے کے لیے حکومت کیا چارہ جوئی کر رہی ہے۔

(ج) کیا مجوزہ چلڈرن پارک کی نشاندہی حد براری روبہ عمل لائی گئی ہے۔ رقبہ کی کمی دور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

(د) ماڈل ٹاؤن لاہور کے چلڈرن پارک کے لیے مجوزہ رقبہ کس کے ناجائز قبضہ و تصرف میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے

(ج) مجوزہ چلڈرن پارک کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ رقبہ کی کوئی کمی نہ ہے۔

(د) کوئی رقبہ کس کے ناجائز تصرف میں نہ ہے۔

فیروز پور روڈ کی مرمت کی تفصیلات

*2200۔ چودھری سجاد احمد چیمہ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

امسال فیروز پور روڈ پر نہر اچھرہ پل سے ریلوے پھاٹک امرسدھو کے قریب تک سڑک کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی نیز مذکورہ کام کے سلسلے میں کن کن ٹھیکے داروں کو کتنا کتنا کام دیا گیا ہے۔ ٹھیکے داروں کے نام بتائے جائیں؛

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر):

فیروز پور روڈ پر نہر اچھرہ پل سے ریلوے پھاٹک امرسدھو تک -/21,39,70,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں اور سڑک کا کام مکمل ہے۔ البتہ پل نہر کی توسیع ابھی باقی ہے۔ جو نہر بندی پر ہو گی جس پر مزید تقریباً -/3,10,000 روپے خرچ آئیں گے۔ اس طرح لاگت -/2,17,07,000 روپے آئے گی۔

2۔ ٹھیکے داروں کو دیے گئے کام کی تفصیل اور دیگر کوائف درج ذیل ہیں۔

ا۔ گروپ نمبر 1 میسرز بلڈی کو -/53,90,445,000 روپے

ب۔ گروپ نمبر 2 میسرز بلڈ کو	55,81,16,700/- روپے
(ج) گروپ نمبر 3 ایم یونس اینڈ برادرز	56,80,217/- روپے
(د) گروپ نمبر 4 میسرز پروگریس	11,87,000/- روپے
(ہ) سٹریٹ لائٹ وغیرہ فیاض الیکٹرک اینڈ پرویز ٹریڈرز	8,70,783/- روپے
(و) ٹریفک سگنل سائن بورڈ و پینٹنگ وغیرہ محکمانہ	11,72,484/- روپے
کل میزان	198,82,096/- روپے

۳۔ اتفاقی اخراجات کل لاگت کا تین فی صد جن میں پودے و جنگلے لگانے کا کام اور ورک چارج عملہ کے اخراجات شامل ہیں۔

میزان	20,478,559/- روپے
۴۔ محکمانہ اخراجات چھ فیصد	1,228,441/- روپے
کل میزان	21,707,000/- روپے

ٹاؤن شپ لاہور میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*2202۔ چودھری سجاد احمد چیمہ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلاک نمبر 2 سیکٹر اے 2 ٹاؤن شپ اور بالخصوص جامع مسجد حنفیہ قادریہ بلاک نمبر 2 سیکٹر اے 2 کے ارد گرد کی تمام سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) جب سے مذکورہ سڑکیں تعمیر کی گئیں ہیں اس کے بعد سے اب تک ان سڑکوں کی کتنی دفعہ مرمت کا کام ہوا اور اس پر اٹھنے والے خرچہ کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا سڑکوں کی مرمت کا کام کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)،

(الف) جی نہیں۔ کچھ سڑکیں مرمت کر دی گئیں ہیں۔ باقی ابھی مرمت طلب ہیں۔

(ب) بلاک نمبر 2 سیکٹر اے۔ٹو میں سڑکوں کی لمبائی تقریباً 9708 فٹ ہے جس میں سے اب تک

5629 فٹ کی مرمت کی گئی ہے جس پر -/136598 روپے خرچ کیا گیا ہے ۔ محکمہ مالی مشکلات کی وجہ سے باقی ماندہ سڑکوں کی خاص مرمت بروقت نہیں کر سکا۔

(ج) باقی ماندہ مرمت طلب سڑکوں کے کام کا تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے۔ جو کہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اس تخمینہ کی منظوری اور ضروری رقوم کی فراہمی کے بعد ان سڑکوں کی مرمت شروع کر دی جائے گی۔

میاں میر ڈرین پر چھت ڈالنے کے لیے اقدامات

*2623 ۔ جناب سرفراز نواز ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ نالہ میاں میر ڈرین فیروز پور روڈ سے شیرا کوٹ تک نہایت گنجان آباد علاقے میں بہتا ہے اور اس کے دونوں کناروں پر آباد مکین اس گندے نالے کی بدبو اور مچھروں کی افزائش سے سخت بیزار ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ نالہ کھلا ہونے اور ارد گرد کا ماحول گندہ ہونے کی وجہ سے وہاں بیماریاں خاص طور پر ملیریا پھیلنے کا خطرہ ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نالہ کے ارد گرد آبادیوں کے مکینوں کو مچھروں اور بیماریوں سے بچانے کے لیے نالہ کو کور کرنے یا بڑے بڑے پائپ بچھا کر اس کے زیر زمین بہنے کا انتظام کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر) :

(الف) یہ درست ہے کہ میاں میر ڈرین نہایت گنجان آباد علاقے میں واقع ہے اور فیروز پور روڈ اور شیرا کوٹ سے گزرتا ہے اس نالے کے دونوں اطراف میں آبادی موجود ہے۔ یہ نالہ اس جگہ صدیوں سے بہہ رہا ہے اور برساتی پانی کے نکاس کے لیے ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نالے کا منہ کھلا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نالہ برساتی پانی کے نکاس کے لیے بنایا گیا ہے اور اس کو ڈھانپا جا سکتا ہے۔

(ج) اصل بات یہ ہے کہ اس نالے کو جو تقریباً دس گیارہ میل ہے اور 100 فٹ چوڑا ہے۔ اس پر

چھت ڈالنے سے کروڑوں روپے خرچ آئیں گے۔ نیز اس نالے پر چھت ڈالنے سے اس نالے کی صفائی ناممکن ہو جائے گی۔ لوگوں کی سہولت کے لیے اس نالے کے اطراف کو پختہ کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کی دونوں طرف سڑکیں بن سکیں اور نالے کی صفائی باقاعدگی سے ہو سکے۔ اس سے نالے کا بہاؤ تیز ہو گا اور لوگوں کو اس کی بدبو سے کسی حد تک نجات مل سکے گی۔

واٹر سپلائی اور سیوریج سکیم کے لیے مخصوص کی گئی رقم کی فراہمی

*2741۔ جناب سرفراز نواز:۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سوال کنندہ کے حلقہ نیابت پی پی 104 لاہور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کے لیے نو لاکھ باسٹھ ہزار آٹھ سو روپے کی رقم منظور ہوئی تھی۔ جو ابھی تک release نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے مذکورہ سکیمیں ابھی تک شروع نہیں کی جا سکیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سوال کنندہ نے 18 دسمبر 1986ء کو وزیر اعلیٰ کو بذریعہ تار اور بعد ازاں بذریعہ ڈاک اس امر کی درخواست کی تھی کہ متذکرہ رقم release کی جائے۔ تاکہ مذکورہ بالا سکیموں پر کام شروع کیا جا سکے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ رقم ابھی تک release نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)۔

(الف) فاضل ممبر پنجاب اسمبلی نے جس سکیم مالیتی -/9,62,000 کا ذکر کیا ہے۔ ایسی کوئی سکیم منظور نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا اس رقم کے release ہونے کا کوئی جواز نہیں۔

(ب) ایسی کوئی تار محکمہ میں موصول نہیں ہوئی۔

(ج) جزو بالا کا جواب اثبات میں نہیں۔

رہائشی پلاٹوں کی منتقلی

*3019 ۔ سید طاہر احمد شاہ ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں تمام غیر منظور شدہ وہ دکانیں جو 40 فٹ یا اس سے زیادہ چوڑی سڑکوں پر واقع ہیں۔ مقررہ فیس ادا کرنے کے بعد کمرشل طور پر استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے اور جو حضرات اپنے پلاٹ بطور کمرشل استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یا کر رہے ہیں۔ تین ماہ کے اندر محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے دفتر میں 15 فی صد زائد فیس ادا کر کے محکمہ کا اجازت نامہ حاصل کر سکتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعمیر شدہ یا غیر تعمیر شدہ کمرشل پلاٹ محکمہ سے کمپلیشن سرٹیفکیٹ حاصل کیے بغیر کسی دوسرے فرد کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تعمیر شدہ یا غیر تعمیر شدہ رہائشی پلاٹوں کو بھی بغیر کمپلیشن سرٹیفکیٹ حاصل کیے ۔ کسی دوسرے فرد کو منتقل کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر):

(الف) اس حد تک غلط ہے کہ پندرہ فی صد چارجز ادا کر کے خود بخود اجازت نامہ مل سکتا ہے۔ فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ کمرشل کرنے والے حضرات پانچ ہزار روپے فی مرلہ ادا کرنے کے بعد محکمہ سے پیشگی اجازت نامہ لے کر کمرشل کر سکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی نہیں۔ اس وقت ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

گورنمنٹ رہائشی کالونیز میں اقلیتوں کا کوٹہ

*3158 ۔ ڈاکٹر شیلابی چارلس ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی سطح پر گورنمنٹ ملازمین کے لیے گورنمنٹ کالونیز بنائی گئی ہیں۔

(ب)   اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان میں فی صد کے حساب سے اقلیت کا کتنا کوٹہ ہے اور ضلعی سطح پر کتنے اقلیت سے تعلق رکھنے والے ملازمین کو مکانات دیے گئے ہیں اس کے بارے میں گورنمنٹ کی پالیسی بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر):

(الف)   جی نہیں۔ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ مکانات پر مشتمل کالونیاں نہیں بناتا۔

(ب)   جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے۔ اس لیے سوال پیدا نہیں ہوتا۔

بھلوال شہر کی سیوریج سکیم مکمل کرنے کے لیے اقدامات

*3204۔ **چوہدری محمد خان جسپال**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف)   کیا یہ درست ہے کہ بھلوال شہر کی سیوریج سکیم کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے اور تقریباً عرصہ چار سال سے اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔

(ب)   اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے متذکرہ کام کو مکمل کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر):

(الف)   درست نہ ہے۔

(ب)   اربن سیوریج سکیم بھلوال کی منظوری مورخہ 5/6/83 برائے 35.49 لاکھ روپے دی گئی۔ اس سکیم کی فنی منظوری مورخہ 5/6/83 برائے 35.03 لاکھ روپے کے تخمینے کی مندرجہ ذیل آئیٹم مکمل کرانے کے لیے جاری ہوئی۔

1۔ ڈسپوزل ورک	2۔ پمپنگ مشینری
3۔ ٹرانسمیشن لائن	4۔ سیوریج لائن
12 انچ قطر	5080 فٹ
15 " "	1980 "
18 " "	2640 "
21 " "	800 "

" " 24	" 900
" " 27	" 1600
5۔ سیلج کریئر	6۔ سٹاف کوائر
7۔ کمپونڈ وال	

اب تک مندرجہ ذیل کام 37.94 لاکھ روپے کی لاگت سے پچھلے چار سال میں مکمل کر لیا گیا ہے۔

1۔ ڈسپوزل ورک	2۔ پمپنگ مشینری
3۔ ٹرانسمیشن	4۔ سیور لائن
12 انچ قطر	4045 فٹ
" " 15	" 532
" " 18	" 1898
" " 61	" 600
" " 64	" 902
" " 67	" 1651
5۔ سلج کریئر	6۔ سٹاف کوارٹر

سیور کا کچھ کام ٹھیکے دار ادھورا چھوڑ کر چلا گیا بقیہ کام اس کی ذمہ داری اور قیمت پر کسی دوسرے ٹھیکے دار کو دیا گیا ہے۔ جس نے بھلوال میں پائپ فیکٹری لگا کر کام شروع کر دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کام 30 جون 1988ء تک مکمل ہو جائے گا۔ جتنا کام آج تک مکمل ہوا ہے اسے بجلی کا کنکشن لے کر چالو کر دیا گیا ہے۔

چوبرجی ڈیویلپمنٹ سکیم میں مالکان اراضی کو معاوضہ ادا کرنے کے لیے اقدامات

*3212۔ جناب فضل حسین راہی، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے چوبرجی ڈویلپمنٹ سکیم کے متعلق 1956ء میں نوٹیفکیشن جاری کیا تھا اور اس سلسلہ میں ایوارڈ کا اعلان بھی مورخہ 21 فروری 1981ء کو ہو

چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکیم کے سلسلہ میں ایل۔ڈی۔اے نے مالکان ورکشاپ، رہائش پذیران اور مالکان اراضی کے مابین لاہور ہائی کورٹ میں دو رٹ درخواستیں داخل کی تھیں۔ سماعت کے دوران چاروں فریقوں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا تھا جس کے نتیجہ میں رٹ درخواستیں نمٹا دی گئی تھیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سمجھوتے کے تحت ایل۔ڈی۔اے نے مالکان اراضی کو معاوضہ دیا اور exemption of land پر اتفاق کیا تھا اور مالکان اراضی کو گلشن راوی میں رہائش پزیران کو تاج پورہ سکیم میں پلاٹ دینا منظور کیا گیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چند ایک ارکان ورکشاپ گلشن راوی کے پلاٹوں پر منتقل ہو گئے ہیں مگر باقی ابھی تک قبضہ نہیں چھوڑا ہے اور یہی حال رہائش پذیر ان کا ہے۔ نیز مالکان اراضی کو ابھی تک پورا معاوضہ ادا بھی نہیں کیا گیا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سمجھوتے پر کلی طور پر عمل دارآمد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ اور ایل۔ڈی۔اے مالکان اراضی کو کب تک معاوضہ ادا کرنے اور exemption of land دینے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)

(الف) نوٹیفکیشن 1957ء میں جاری کیا گیا تھا۔ رقبہ کا ایوارڈ تین حصوں میں مورخہ 25-11-1976، 5-5-77 اور 21-2-81 کو کیا گیا تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے مالکان ورکشاپ کو گلشن راوی سکیم میں متبادل جگہ اور رہائش پذیران کو تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹ دینے پر اتفاق ہوا تھا۔

(د) درست ہے۔ چند ورکشاپ گلشن راوی سکیم میں منتقل کیے جا چکے ہیں۔ بقایا ورکشاپ بوجہ عدم دستیابی بجلی گلشن راوی سکیم میں منتقل نہیں کیے جا سکے امید ہے ان کی منتقلی جلد عمل میں لائی جائے گی۔ رہائش پذیران کی موقع پر موجودگی سے متعلق سروے کیا جا رہا ہے سروے مکمل ہونے پر رہائش پذیران کی منتقلی عمل میں لائی جائے گی۔

(ہ) کچھ حد تک عمل درآمد ہو چکا ہے۔ پلاٹ استثنیٰ کیے جانے سے متعلق معاملہ زیر کارروائی ہے اور بمطابق پالیسی استثناء کیے جائیں گے مالکان کو پورا معاوضہ ادا کیا جا چکا ہے۔

اھل کار پنجاب اسمبلی کو کوارٹر / پلاٹ دینے کے لیے اقدامات

*3313 - جناب فضل حسین راہی ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسمی حافظ محمد شفیق عادل اہلکار پنجاب اسمبلی لاہور نے مورخہ 18 دسمبر 1974ء کو ایک درخواست برائے الاٹ منٹ کوارٹر نمبر 234 بلاک 6 واقع لاہور ٹاؤن شپ سکیم جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ حکومت پنجاب کی خدمت میں پیش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس درخواست کو محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل کے سیکشن آفیسر نے بذریعہ چٹھی نمبر ایس۔او۔ایچ۔ایم 3/1(33)174 مورخہ 15 جنوری 1975ء پراجیکٹ ڈائرکٹر لاہور ٹاؤن شپ سکیم کو بھجوا دی تھیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مزکورہ اہلکار نے کوارٹر / پلاٹ نہ ملنے کی صورت میں ایک اور درخواست وزیر موصوف کو مورخہ 2 جولائی 1976ء کو دی تھی۔ جس پر وزیر موصوف نے حکم فرمایا تھا کہ حکومت کے قانون / پالیسی کے مطابق ہمدردانہ غور کرتے ہوئے درخواست گزار کو مطلع کیا جائے اور یہ درخواست محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سیکشن آفیسر نے مورخہ 16 جولائی 1976ء کو بذریعہ چٹھی نمبر ایس۔او۔ایچ۔ایم 3/1(14)74 نمبر شمار 19 پر پراجیکٹ ڈائرکٹر لاہور ٹاؤن شپ سکیم کو بھجوا دی گئی۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اہلکار نے سال 1974ء سے سال 1986ء تک تکلیف دہ انتظار کے بعد ایک اور درخواست بذریعہ مخدوم شاہ محمود حسین قریشی ایم۔پی۔اے جناب گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جو کہ انہوں نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوا دی بعد ازاں یہ درخواست وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ نے مورخہ 15 مارچ 1986ء کو بذریعہ ڈائری نمبر 1198 سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو بھجوا دی تھی۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مزکورہ اہلکار نے ایک اور درخواست ملک نذیر احمد اترا۔ ایم۔پی۔ اے کی معرفت جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں مورخہ 17 اکتوبر 1986ء کو پیش کی

تھی جو کہ بعد ازاں کمشنر لاہور ڈویژن لاہور نے مورخہ 11 نومبر 1986ء کو بذریعہ چٹھی نمبر آر۔ 4763/17 پراجیکٹ ڈائرکٹر لاہور ٹاؤن شپ سکیم کو برائے ضروری رپورٹ بھجوا دی تھی۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اہلکار کو ابھی تک کوئی کوارٹر / پلاٹ الاٹ نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور کس تاریخ تک مذکورہ اہلکار کوکوئی کوارٹر / پلاٹ الاٹ کر دیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر) :

(الف) دفتر کے ریکارڈ بابت کوارٹر نمبر B-I ' 6-234 ٹاؤن شپ میں اس مندرجہ تاریخ کی کوئی درخواست موجود نہ ہے کہ کوارٹر مذکورہ 1979ء میں مسمی بشیر احمد ولد محمد بخش کو الاٹ ہوا ہے۔

(ب) مسمی حافظ محمد شفیق عادل کی درخواست پراجیکٹ ڈائرکٹر ٹاؤن شپ سکیم کے دفتر میں موصول نہ ہوئی ہے اور نہ ہی اس کی وصولی کا کوئی اندراج ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ اہلکار نے ایک نئی درخواست مورخہ 1-7-76 کو دی جو کہ دفتر پراجیکٹ ڈائرکٹر ٹاؤن شپ سکیم لاہور میں مورخہ 7-7-76 بحوالہ ڈائری نمبر 2637 موصول ہوئی ہے درخواست ہذا کے موصول ہونے سے کئی سال پہلے کو کوارٹر مذکور مسمی مستری بشیر احمد ولد محمد بخش کو الاٹ ہے اس لیے درخواست ہذا پر مزید کارروائی نہ کی گئی۔

(د) دفتر کے ریکارڈ کے مطابق مسائل متعلقہ میں ایسی کوئی درخواست کا اندراج موجود نہ ہے۔

(ح) دفتر کے ریکارڈ اور فائل متعلقہ کوارٹر نمبر B-I' 6-234 ٹاؤن شپ سکیم لاہور میں ایسی کسی درخواست کا اندراج نہ ہے۔

(و) جیسا کہ اوپر "ج" جز میں بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ کوارٹر مسمی بشیر احمد ولد محمد بخش کے نام مورخہ 15-9-1969 سے الاٹ ہے اس لیے مذکورہ اہلکار حافظ محمد شفیق عادل کے نام الاٹمنٹ نہیں کی جا سکتی۔

رہائشی پلاٹوں کی قیمت کا تعین کرنے کے لیے اقدامات

*3229 ۔ الحاج سید محمد اقبال احمد شاہ بخاری ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے چوک سرور شہید تحصیل کوٹ ادو ضلع

مظفر گڑھ میں رہائشی پلاٹس کی قیمت کا تعین آج تک نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے اہلیان چوک سرور شہید حقوق ملکیت حاصل نہیں کر سکے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ پلاٹوں کی قیمت کا تعین کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)،

(الف) آبادی چوک سرور شہید (چوک منڈا) تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کچی آبادی ناجائز قابضین کے زمرے میں آتی ہے۔ جسے کچی آبادی قرار دینے کے بارے میں فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ تاہم معاملہ ابھی زیر غور ہے۔

(ب) وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا کیونکہ معاملہ زیر غور ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ

318- **دیوان سید عاشق حسین بخاری** : کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ جلال پور پیر والا (تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان) کے بے گھر عوام کے لیے سات مرلہ سکیم کے تحت کئی سال پہلے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کام شروع ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس علاقہ (پرانا پی پی 175 اورنیا پی پی-169) کے تقریباً آٹھ ہزار بے گھر افراد کو سات مرلہ پلاٹ باقاعدہ نقشہ بندی کے تحت الاٹ کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بے گھر افراد کو حقوق ملکیت کی اسناد کافی عرصہ پہلے ہی دی جا چکی ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس علاقہ میں کافی سرکاری زمین موجود ہے جس سے الاٹمنٹ کے لیے دوسرے انتظام کی ضرورت یا مزید سرمایہ کاری کی ضرورت نہ ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مطلوبہ زمین موجود ہونے اسناد تقسیم کر دینے کے باوجود آج تک ایک فرد کو بھی موقع پر پلاٹ کا باقاعدہ قبضہ نہیں دیا گیا۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مزکورہ بالا بے گھر افراد کو باقاعدہ قبضہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر) :

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) (د) جواب پر شق (ہ) ملاحظہ ہو۔

(ہ) اصل حقائق کے مطابق اس حلقہ میں الاٹ پلاٹ ہائے اور تقسیم اسناد کا کام فاضل ممبر (جو چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی بھی ہیں) تھا۔ جبکہ جلال پور شہر کے نواحی مواضعات چک نمبر 83/ایم اور چک نمبر 84/ایم میں جہاں کافی رقبہ سرکار موجود تھا فاضل ممبر کی تائید سے ان دونوں چکوک میں بالترتیب 7543 پلاٹ اور 230 پلاٹ تیار کر کے الاٹ کیے گئے ۔ موقع پر ان پلاٹوں کی نشاندہی کے بعد مستحقین کو قبضہ دیا گیا۔ ان دو مواضعات میں جناح آبادیوں کا افتتاح بھی فاضل ممبر صاحب نے کیا۔ اسی طرح موضع شجاعت پور میں 256 پلاٹوں کی اسناد ملکیتی تقسیم ہوئیں اور نشاندہی کرا کے الاٹیوں کو قبضہ دیا گیا۔ یہ سارا کام جون 1988ء تک مکمل کیا جا چکا تھا۔ جولائی 1988ء میں دریائے چناب میں سیلاب اور ستمبر' اکتوبر 1988ء میں دوبارہ سیلاب کی وجہ مختص شدہ پلاٹ زیر آب آ گئے جس کی وجہ سے نشان منہدم ہو گئے۔

اب فوری طور پر دوبارہ نشاندہی کرا کے الاٹیوں کو موقع پر دوبارہ قبضہ دیا جائے گا۔

(و) جزو (ہ) کے تفصیلی جواب کے پیش نظر اس جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

تین سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی جگہ تعینات افسران کے تبادلہ کے لیے اقدامات

321 ۔ جناب فضل حسین راہی ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قواعد کی رو سے کوئی سرکاری افسر (بی۔ایس 17) سے اوپر ایک ہی مقام پر تین سال سے زائد عرصہ تعینات نہیں رہ سکتا۔ سوائے اس صورت میں کہ دوسرے

مقام پر متبادل جگہ نہ ہو۔

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں ایسے کئی افسر موجود ہیں جو چھ سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ قوانین کا اطلاق پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پر کیوں نہیں ہو رہا۔ کیا حکومت ایسے افسران کو تبدیل کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک محمد عباس کھوکھر)۔

(الف) جی ہاں۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں صرف ایک انجینئر محمد رفیق شاد ڈائریکٹر ورکس چھ سال سے زائد عرصہ سے کام کر رہا ہے۔

(ج) اس افسر کو تبدیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے اس کے لیے متعلقہ قوانین میں نرمی کی ہوئی ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم دوم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1988ء (۔۔۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین ، چودھری محمد رفیق صاحب ترمیم پر تقریر فرما رہے تھے۔ میرے خیال میں وہ موجود نہ ہیں اور حزب اختلاف کا کوئی بھی مقرر موجود نہ ہے میں ترمیم پیش کرتاہوں۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is.

"That the Punjab Local Government (second Amendment) Bill, 1988, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December, 1988"

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The motion moved and the question is.

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill, 1988, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be taken into consideratin atonce."

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Now we take up the consideration of the Bill, clause by clause.

جنجوعہ صاحب آپ کی ترمیم ہے آپ اس کو پیش کریں۔ یہ کلاز 2 کی ترمیم ہے۔

CLAUSE - 2

MIAN RIAZ HASHMAT JANJUA: I do not want to move the amendment.

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker Sir, I have already moved an amendment in sub-clause (2) of Clause I of the Bill which is as under:

"That for sub-clause (2) of Clause I of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, the following be substituted, namely:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day on which the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance, 1987 stands repealed under Article 128 of the Constitution".

جناب چیئرمین، ابھی تو ہم clause 2 کی بات کر رہے ہیں۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I would like to draw your kind attention on the point that, while expressing his grievances and clearing his position, the

Member is condemning the whole House. The resolution was passed after a very heated debate and the decision taken by the House is being condemned by the Member in order to mitigate and redress his grievances. I think the whole House should not be condemned like this

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں تو آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب! میں نے تو آپ کو دعوت دی تھی کہ آپ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ : جی میں نے سنا نہیں تھا۔

جناب چیئرمین : شوق فرمایئے۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH: Sir, I move:

> "That in para (a) of sub-clause (3) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Govenrment and Auqaf, in the proviso to proposed sub-section (1) of section 14, for the words "such variation in the population of electoral units of a local council as it may consider necessary" occurring in lines 2-5, the words "twenty percent (20%) variation in the population of electoral units of a local council" be substituted.

(At this stage Mr Deputy Speaker was in the Chair)

MR. DEPUTY SPEAKER: The amenmdment moved is:

> "That in para (a) of sub-clause (3) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, in the proviso to proposed sub-section (1) of section 14, for the words "such variation in the population of electoral units of a local council as it may

consider necessary" occurring in lines 2-5, the words "twenty percent (20%) variation in the population of electoral units of a local council" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میاں محمد افضل حیات !

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! وہ اپنا چشمہ لینے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب !

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ آئین کے آرٹیکل 128 کی کلاز 2 کے پیرا A کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جو کہ اس طریقہ سے پڑھا جاتا ہے۔

(a) Dill shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation, or if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly, upon the passing of the resolution; &

(b) may be withdrawn at any time by the Governor.

جناب سپیکر! یہ ہنگامی مسودہ قانون چونکہ 4 نومبر کو گورنر پنجاب کی طرف سے جاری کیا گیا تھا جبکہ اسمبلی سیشن میں نہیں تھی اور چونکہ 90 دن کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے پہلے تو جناب سپیکر! یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ یہ ہنگامی مسودہ قانون جو 90 دن کی میعاد ختم ہونے کے بعد خود بخود ہی اپنی منطقی موت سے ہم کنار ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں آپ اگر دیکھیں گے تو اس میں ابھی تک آرڈیننس کا لفظ ہے۔ "پرنسپل آرڈیننس" تو اس پر جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ میری اس observation کا یا نکتہ اعتراض کا وہ قانون کے حوالے سے یا آئین کے حوالے سے جواب دیں تو ہم اپنے دلائل کو آگے بڑھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں محمد افضل حیات صاحب!

MINISTER FOR LAW: Sir, let me reply to the point of order raised by the Honourable member.

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شاہ صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ جی ہاں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی چودھری صاحب! فرمایئے۔

وزیر قانون ۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ بات صحیح ہے کہ

> Under Article 128 of the Constitution, an ordinance can be enforced by the Governor when the Assembly is not in session. When that ordinance is enforced and the Government wants to make it a law, that ordinance shall be laid before the Assembly.

سید طاہر احمد شاہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ دریافت کروں گا کہ وہ ازراہ کرم اردو میں فرمائیں تا کہ ہم اس کا بغور جائزہ لے سکیں۔

جناب وزیر قانون ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت گورنر پنجاب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب اسمبلی اجلاس میں نہ ہو تو وہ Ordinance نافذ کریں اور Ordinance تین ماہ تک لاگو رہے گا اور اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اسے بطور قانون نافذ کرے تو وہ تین مہینے کے اندر اندر اسی آرڈیننس کو بل کی شکل میں اسمبلی کے سامنے لایا جائے گا اور آرٹیکل 128 کی جو relevant provision ہے وہ میں جناب کی خدمت میں پڑھ دیتا ہوں۔

"128(1) The Governor may, except when the Provincial Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.

(2) An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be

subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance:-

(a) shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly; upon the passing of that resolution; and

(b) may be withdrawn at any time by the Governor."

Sir, I would also like to draw the attention of the House to Clause 3 of Article 128 of the Constitution which reads.

"(3) Without prejudice to the provision of clause (2), an Ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the Provincial Assembly."

اب چونکہ یہ صوبائی اسمبلی کے سامنے تین مہینے کے اندر اندر laid down کر دیا گیا ہے اور اسمبلی اس کو consider کر رہی ہے اس لیے اب یہ بل کی شکل میں اسمبلی کے سامنے موجود ہے۔ نہ تو گورنمنٹ نے کوئی قرار داد پیش کر کے اس کو withdrawn کیا ہے اور نہ ہی اسمبلی نے اس کے خلاف کوئی قرار داد پیش کی ہے کہ ہم اس کو پاس نہیں کرنا چاہتے ان لیے یہ بل کی شکل میں اسمبلی کے سامنے موجود ہے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ تین مہینے گزرنے کے بعد اس کی پوزیشن کیا ہو گی کہ ان کے expire ہونے کے بعد بل بھی expire ہو جانے گا یا نہیں ہو گا۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک آرڈیننس اسمبلی کے سامنے move کر دیا جائے تو

Whatever action is taken on the basis of that Ordinance before its expiration, that action would have been validly done and taken.

تو اس کے تحت حکومت نے تین مہینے کے اندر اندر انتخاب کروائے جو کچھ ہوا وہ valid شمار ہوں گے اس میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔

So far as the interpretation of the Constitution or interpretation of the law is concerned.

اب رہ گئی یہ بات کہ تین مہینے کے بعد اس کی پوزیشن کیا ہو گی؟ تین مہینے کے بعد اس کی پوزیشن یہ ہے کہ اب بل کی شکل میں یہ اسمبلی کے سامنے موجود ہے اب صرف یہ بات رہ گئی کہ اب یہ کس تاریخ سے لاگو ہو گا۔ تو اس کے لیے میں نے جناب کے آنے سے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ۔

Government has already moved an amendment in the Short Title and also in Section -I of the Bill.

یہ لاگو کس تاریخ سے ہو گا وہ amendment پہلے ہی فائل پر موجود ہے کہ یہ اس تاریخ سے enforce تصور ہو گا جس تاریخ سے یہ لاگو ہوئی اس لیے جناب والا! اگر آپ

Sub-Clause-2 in Clause - 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee.

کو پڑھیں گے تو اس میں یہ موجود ہے کہ۔

"That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, the following be substituted, namely:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day on which the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance, 1987 stands repealed under Article 128 of the Constitution."

تو جس دن کو یہ repeal تصور ہو گا تین مہینے گزر جائیں گے اسی تاریخ سے یہ لاگو تصور ہو گا اور اس طرح یہ lapse نہیں ہو گا اس طرح اس کی continuity break نہیں ہو گی اور یہ اسی طریقے سے لاگو رہے گا ۔ جناب والا! آپ کے سامنے جو Rules of Procedure ہے۔اس کی بھی اگر متعلقہ

دفعات ملاحظہ فرمائیں گے تو اس کے مطابق یہی بات میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ یہ جو آرڈیننس ہے۔۔۔۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ ، یہ قواعد کون سے ہیں جو آپ quote کر رہے ہیں؟

وزیر قانون ، میں نے ابھی کوئی قاعدہ quote نہیں کیا۔

سید طاہر احمد شاہ ، نہیں ۔ ابھی جو آپ نے کتاب پکڑی ہے۔

وزیر قانون ، کتاب پکڑنے سے تو آپ نہیں کہہ سکتے کہ میں کوئی قاعدہ quote کر رہا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ ، نہیں ۔ اگر آپ کوئی قاعدہ quote کرنا چاہتے ہیں تو مجھے بھی وہ کتاب بتا دیں تاکہ میں بھی وہ کتاب لے لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں وہ ترمیم کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون ، اگر میں کوئی قاعدہ quote کروں گا تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ میرا کتاب کو پکڑنا ضروری ہے اور میں نے کتاب پکڑی ہے لہذا آپ بھی کتاب پکڑ لیں۔

اس لیے جناب والا ! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے یہ قاعدہ 75 ہے یہ اس لیے ہے کہ آرٹیکل 128 کے تحت جو بل پیش ہوتا ہے اس کے مطابق statement of reasons and statement of objects. دینے کی ضرورت ہے۔

Rule 75(2) - Proviso

> "Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution".

جو Ordinance میں پیش ہو۔ اس کی سب کلاز (6) کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ۔

Rule 75(6) of the Rules of Procedures states-

> "(6) When an Ordinance is laid before the Assembly under clause (2) of Article 128 of the Constitution, it shall be deemed to be a Bill introduced in the Assembly and the Secretary shall make such adaptations in it as are necessary to convert it into a Bill."

اور اسی طریقے سے اسے move کیا گیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ Amendment is already on the file. اور جب جناب کے سامنے ریڈنگ کی متعلقہ دفعہ آپ کے سامنے آئے گی تو ہم اس بل کو move کریں گے صرف تین مہینے پورے ہو جانے سے بل lapse نہیں ہوتا۔ آرڈیننس lapse ہوتا ہے

But it has been introduced in the shape of a Bill Because that will be taken to have been introduced in the shape of a Bill

اور جب وہ آرڈیننس move ہو جائے اور under consideration ہو اور اس کی effectiveness اگر ختم ہو جاتی ہے تو اس کی اتھارٹی as a Bill ختم نہیں ہو جاتی۔ بل تو بطور بل اسمبلی کے سامنے موجود رہے گا اور جب وہ پاس ہو جائے گا تو جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ وہ کس تاریخ سے لاگو ہو گا اس کے لیے تو ہم نے پہلے ہی ترمیم پیش کر دی ہوئی ہے کہ وہ اس تاریخ سے لاگو ہو جائے گا جس تاریخ سے آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت وہ expire ہوتا ہے۔ اسی تاریخ سے وہ لاگو تصور ہو گا اس لیے وہ discontinue نہیں ہو گا اس کی continuity break نہیں ہو گی اور اس کی افادیت ختم نہیں ہو گی اور بل کے طور پر اس کی consideration جاری رہے گی۔ شکریہ جناب۔

میاں افضل حیات ، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان کی یہ بات ہے کہ یہ بل ختم نہیں ہوا اور یہ اسمبلی میں اسی طریقے سے پیش ہے۔ میں ان سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ آرڈیننس lapse ہو گیا ہے اور بل جو پیش ہوا ہے وہ جاری ہے لیکن اس میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج کے دن یہ قانون موجود نہیں۔ یہ لاگو نہیں ہے آج جب یہ بل ابھی تک پاس نہیں ہوا۔ اس وقت تک یہ قانون لاگو نہیں ہے اب یہ اس وقت لاگو ہو گا جب یہ پاس ہو کر جناب گورنر کے دستخط ہو جائیں گے۔

جناب والا! اس میں ایک ترمیم 21- اے ہے۔

وزیر قانون ، کون سی ترمیم ہے؟

میاں محمد افضل حیات : وہ 21-اسے ہے۔ اور وہ آپ کے بل میں ہے۔That is a sort of a
penal clause جس میں پابندی لگائی گئی ہے۔ اب یہ جب بل پاس ہوگا یہ اس وقت سے جاری ہوگا۔ جب کوئی پابندی یا سزا ہو تو وہ with retrospective effect سے نہیں ہوتی You cannot take away a right from the people from a retrospective date. آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آج سے دس دن پہلے واسکٹ پہنی ہوئی تھی آج اس کو چھ مہینے کی سزا دی جاتی ہے۔ یا وہ disqualify ہو جاتا ہے آج آپ ایک قانون بنا کر اس پر پابندی لگا سکتے ہیں with retrospective effect سے آپ پابندی نہیں لگا سکتے کیونکہ آج یہ Ordinance موجود نہیں ہے اور یہ قانون موجود نہیں ہے اور یہ لاگو نہیں ہے اس لیے 21-اسے with retrospective effect سے لاگو نہیں ہو سکتی اور اس میں جو بھی restrictions ہیں وہ with retrospective effect نہیں ہو سکتیں ۔ کیونکہ This is a universal law and there are many decisions of the court about it آپ with retrospective effect کسی قسم کی پابندی نہیں لگا سکتے۔ یہ میری اس میں گزارش ہے اس لیے یہ غلط ہے۔

وزیر قانون، یہ معاملہ ابھی ایوان کے سامنے پیش نہیں ہے۔ جب کوئی ایسا عمل پیدا ہوگا اور جب کوئی ایسی صورت حال ہوگی تو پھر ہم اس کے مطابق ایکشن لیں گے۔ This question is not before the House. اور یہ صورت حال اس وقت ہی پیدا ہو سکتی ہے کہ

> "Whenever any such situation arises or whenever any body is being punished, that question gets raised. At the moment the Bill is being considered and its consideration should continue. Whenver a situation arises, anyone can bring the matter before the Court So far as this Bill is concerned, it is in order and its consideration must be continued."

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب۔ آپ اپنی ترمیم پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! ان کو ذرا کھانسی آ رہی تھی اس لیے وہ باہر گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب۔ اگر آپ اپنی تقریر کو مزید جاری رکھنا چاہتے ہوں تو آپ ایوان میں

تشریف لائیں۔ فرمایئے شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! چونکہ ہمارے Leader of the Oppostion نے بل کی penal clause کے متعلق اپنا نقطہ نظر بیان کر دیا ہے اور وہ ریکارڈ پر ہم لے آئے ہیں اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس موجودہ اسمبلی تے، حکومت وقت نے پارلیمانی روایات کے برعکس اپنا یہ معمول بنا لیا ہے کہ وہ قانون سازی کے مسئلہ پر سنجیدگی سے حصہ نہیں لیتے اور جب بھی وہ چاہتے ہیں غیر ضروری طور پر، غیر ضروری حالات میں ایوان کی معمول کی کارروائی کو ایک تحریک پیش کر کے ایک نقطہ اٹھا کر معطل کرا دیتے ہیں اور چونکہ وقفہ سوالات، privilege motion کا وقت۔۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔ جو چیز آپ کے فیصلہ کے تحت یا آپ کے پیش رو سپیکر کے فیصلہ کے تحت ہو چکی ہے اس کو اب زیر بحث لانا کہ کیوں معطل ہوا Question is that my learned friends should speak on the amendment. اب تو یہ بات کہ وقفہ سوالات کیوں معطل ہوا یہ بات جو ہے یہ ماضی کا ایک قصہ ہو چکی ہے۔ اب تو اس بارے میں یہ بات کریں کہ ترمیم کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ درست فرما رہے ہیں۔ شاہ صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کی جو ترمیم ہے اس کے متعلق آپ جو کچھ فرمانا چاہتے ہیں اس پر آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔ جو چیز ایک دفعہ ہو چکی ہے اس کو اب چھیڑنے سے یا اس کا ذکر کرنے سے فائدہ نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو bad precedents پارلیمانی تاریخ میں بنائے جا رہے ہیں اس پر اعتراض کرنا ہمارا یہ حق ہے چونکہ جس وقت ایسا ہوا بد قسمتی سے میں روزمرہ کی کارروائی سمجھتے ہوئے اس وقت ایوان میں حاضر نہیں تھا اور میں یہ سمجھا کہ ابھی وقفہ سوالات ہے پھر privilege motions ہیں، تحاریک التوائے کار کا وقت ملے گا اس کے بعد legislation آئے گی تو اس لیے جناب سپیکر! اگر یہ ماضی کا قصہ ہے تو پھر آرڈیننس بھی ماضی کا قصہ ہے جو with retrospective effect لاگو ہے اسے بھی legislation کے ذریعے bulldoze کیا جا رہا ہے۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی غلط اور منفی قسم کی پارلیمانی روایات

جو اس ایوان میں حکومت کی طرف سے قائم کی جا رہی ہیں اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ارکان واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون: جناب والا! میں اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا چونکہ ایک نقطہ اٹھایا گیا ہے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس واک آؤٹ کے مسئلے پر؟۔۔۔

وزیر قانون: یہ جو اعتراض ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کوئی un-parliamentary paractice کو رواج نہیں دیا جا رہا۔ سوال یہ ہے کہ ایک بل pending ہے اور اس کو قانون اور قاعدے کے رواج کے مطابق زیر بحث لایا جا رہا ہے۔ اب اپوزیشن کی چونکہ تیاری نہیں ہے ان کو یہ بھی پتا نہیں کہ کون سی کلاز پر کون سی ان کی ترمیم ہے اور اس کو ایک بہانہ بنا کر ہاؤس سے باہر رہنے کا ایک جواز تلاش کیا جا رہا ہے۔ یہ بات کہ ان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ بات کیا کریں اور کس کلاز پر کیا ترمیم پیش کریں؟ نہ وہ پڑھ کر آئے ہیں اور نہ ان کو علم ہے کہ آج اس بل کے متعلق جزویات کیا ہیں؟ کس کی تیار کردہ چند ترامیم اگر move کر دی گئیں تو آج ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ وہ ترمیم کو کس طرح پیش کریں اس لیے اس بنا پر بہانہ بنا کر واک آؤٹ کرنا میرا خیال ہے کہ کبھی پارلیمنٹری تاریخ میں ایسا نہیں ہوا کہ بل کی consideration شروع ہو۔ اس بل پر باقاعدہ انہوں نے address کیا ہو اور اسے شروع کیا ہو۔ ایک کلاز پر باقاعدہ بحث بھی ہو چکی ہو اور اب وہ یہ بہانہ تلاش کریں کہ چونکہ جناب والا وہ وقفہ سوالات معطل ہوا تھا اور legislation کو take up کیا گیا ہے اس لیے ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ پارلیمانی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ محض اس بنا پر کہ بل پر وہ تیار نہیں ہیں۔ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ان کے پاس کوئی مواد نہیں ہے اور بل کی افادیت کے خلاف ان کے پاس کوئی گراؤنڈ نہیں ہے اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی بات کہنے کی نہیں ہے۔ اس لیے اس کو جواز بنا کر واک آؤٹ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی روایت کے انتہائی خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو ترمیم move کی گئی تھی اس میں یہ ترمیم میاں محمد افضل حیات صاحب، سید طاہر احمد شاہ صاحب، میاں محمد اسحاق صاحب، میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے یہ جو ترمیم پیش کی گئی تھی۔۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ارکان ہاؤس میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، واک آؤٹ ختم ہو گیا ہے۔۔

میاں محمد افضل حیات، یہ صرف ہم نے protest کیا تھا کہ جو unparliamentary اور un-precedented کام کیا گیا ہے اور یہ جو وقفہ سوالات ' privilege motions' تحاریک التوائے کار ہیں یہ اس ایوان کے ہر ممبر کا as privately استحقاق ہے۔ چاہے وہ سرکاری بنچز پر ہے چاہے وہ اپوزیشن بنچز پر ہے یہ ان کا حق ہے اور اس کو روزانہ سلب کرنے کے خلاف ہم نے احتجاج کیا تھا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ۔۔

This is a very wrong precedent. It is the second time during this Assembly We are suspending rules unnecessarily. There is no need for that

اگر کوئی ناگہانی ضرورت ہو یا کوئی قومی سطح کی بات ہو تو اس میں قواعد کے معطل کرنے پر ہم بھی ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن unnecessarily معطل کرنا میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ بنچز کی نااہلی ہے کہ وہ اپنے ممبرز کو ادھر بٹھا نہیں سکتے اس لیے وہ آج کی جو ابتدائی کارروائی ہے اسے معطل کر کے یہ کام کرتے ہیں۔

This is absolutely wrong and against all the precedents of morality and parliamentary practices.

جناب ڈپٹی سپیکر، تو میاں صاحب کیا آپ اپنی ترمیم پر بات کرنا چاہیں گے؟

میاں محمد افضل حیات، جی۔۔

وزیر قانون، یہ اب جو آپ put کریں گے They have not addressed on that. یہ ترمیم تو withdraw ہو چکی ہے۔ آپ کلاز کو put کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! انہوں نے withdraw تو نہیں کی۔۔

Minister for Law: Sir, you have already started to put the motion.

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' انہوں نے withdraw تو نہیں کی۔۔

وزیر قانون، تو ٹھیک ہے پھر ہاؤس کو put کریں۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ اپوزیشن کے جو حضرات ہیں و
تو پونے گیارہ بجے تک ہاؤس میں حاضر نہیں تھے۔ تو پونے گیارہ بجے تک ہم کارروائی کرتے رہے
سوالات و جوابات ہوئے ہیں اور ممبران کی مرضی کے مطابق یہ معطل کیے گئے ہیں۔ یہ لیٹ آئے ہ
اس میں پورے ہاؤس کا قصور نہیں ہے کہ ان کے لیے روک دیں کہ قانون تب بنائیں گے جب
اپوزیشن آئے گی۔ اب پونے گیارہ بجے تک اپوزیشن آئی نہیں ہے تو ہم کیوں اس کام کو روکیں؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس ایوان میں حاضر ہونے والا رکن
ہوں۔ جس وقت یہ وقفۂ سوالات، تحاریک استحقاق کا وقفہ، تحریک التوائے کار کا وقت معطل کروایا
ہے اس سے پہلے مجھے ایک چٹ وصول ہوئی کہ جناب وزیر بلدیات آپ کو اپنے دفتر میں بلا رہے ہ
وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں تو اس بہانے سے مجھے وہاں بلایا گیا اور اس کے
جناب والا وقفۂ سوالات کو بھی معطل کروایا گیا۔ پریولج موشنز اور تحاریک التوائے کار کا وقت بھی
کروایا گیا۔ جناب والا! اگر مجھے باہر نہ بلایا جاتا تو میں اپوزیشن کا نقطہ نظر بیان کرنے کے لیے یہاں
موجود ہوتا تو شاہ صاحب کی یہ بات کہ ہم آتے نہیں ہیں۔ ہم تیار نہیں ہوتے۔ جناب والا! آپ ہم
مناسب وقت دیں اور جو مروجہ روایات قانون سازی کی ہیں ان کے مطابق انشاء اللہ وزیر قانون کی
بات کا ہم جواب دیں گے اور اللہ تعالی نے ہمیں اتنی اہلیت دی ہے کہ ان کی ہر بات کا ہم جواب دے
سکتے ہیں۔ جہاں تک ان کی اہلیت کا تعلق ہے تو وہ صرف اب پنجاب میں مسلمہ نہیں ہے بلکہ پورے
پاکستان میں مسلمہ ہو چکی ہے کہ وہ کتنے اہل ہیں اور کتنے قابل ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ، Sir, I am on a point of personal explanation. فاضل رکن اقبال ش
صاحب نے جو یہ اعتراض حزب مخالف کے اراکین کے متعلق اٹھایا ہے۔ میں اس میں یہ عرض ک
چاہتا ہوں کہ یہ پارلیمانی روایات اور دستور کے مطابق حکومتی بنچز کا کام ہوتا ہے کہ وہ کورم کو پو
کرے اور آپ روزمرہ کی کارروائی اور اخبارات اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ہماری اسمبلی ا
کورم سے فارغ ہو جاتی ہے اور بعض اوقات غیر پارلیمانی اصولوں کے پیش نظر سرکاری بنچز کی طرف
سے جب وہ چاہتے ہیں کورم کی نشان دہی کر کے اجلاس کو ملتوی کرا لیتے ہیں تو اپنی کوتاہیوں
دور کرنے کی بجائے وہ ہم پر اعتراضات کرتے ہیں۔ ہمارا جو نقطہ نظر ہے وہ ہمارے لیڈر نے بخو
بیان فرما دیا ہے اس لیے میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر قانون سے یا حکومت سے یہ مطالبہ کرو

کا کہ وہ اپنی صفوں کو درست کریں۔ اپنے اراکین پر پابندی عائد کریں کہ وہ ایوان کی کارروائی میں پوری ذمہ داری کے ساتھ دل چسپی لیں اور حاضری کو خاص طور پرمعمول کا حصہ بنائیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میاں محمد افضل حیات

میاں محمد افضل حیات : جناب والا! آپ نے یہ ترمیم پڑھنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ایک دفعہ پیش ہو چکی ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! جب یہ پیش ہوئی تھی' ان کی باری آئی تھی' وہ موجود نہ تھے۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب نے یہ پیش کی تھی تو ان کے بعد والا مقرر آئے گا ہم پیچھے تو نہیں آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں اس وقت میاں افضل حیات تشریف نہیں رکھتے تھے' وہ اپنا چشمہ لینے کے لیے باہر تشریف لے گئے تھے تو اس لیے ان کو یہ موقع فراہم کیا جا رہا ہے کہ اس ترمیم پر بات کریں۔

میاں محمد افضل حیات : جناب والا! اس بل میں یہ کہا گیا ہے کہ۔

Proviso to Sub-Clause (3)(i) of the Bill reads-

> "Provided that the Election Authority may in the process of delimitation allow such variation in the population of electoral units of a local council as it may consider necessary."

ہماری ترمیم اس میں یہ ہے کہ ان کو 20 فی صد تک limit کیا جائے۔ It is a very very reasonable margin کہ 20 فی صد اوپر یا 20 فی صد کم اب اگر اس کو بالکل unlimited powers دی جائیں تو اس delimitation کا پورے کا پورا مقصد ہے وہ بھی ناکام ہو سکتا ہے۔ اور یہ جو discretionary rights ہیں یہ ایلکشن اتھارٹی یا گورنمنٹ کے پاس چلے جائیں گے۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے ایلکشن میں بھی دیکھا کہ یہ powers نہیں تھیں اور جو اس کے لیے Electoral units بنائے گئے تھے وہ اس قسم کے تھے کہ کوئی بہت زیادہ تھا اور کچھ بہت ہی کم تھے۔ ان میں کوئی balance نہیں تھا۔ اس لیے اس میں کوئی نہ کوئی حد رکھنا لازمی ہے اور اگر ہم اس کو غیر محدود بنا دیں گے تو that shows how unsure the makers of law are. کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہمیں کتنی ضرورت ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ اگر کہیں 50 فی صد کی ضرورت پڑی تو 50 فی صد حد

رکھ دی گئی اور اگر کہیں سو فی صد کی ضرورت پڑی تو 100 فی صد margin رکھ دیا۔ یہاں تک کہ یہاں لفظ reasonable بھی صحیح طریقہ سے add نہیں کیا گیا۔ اس لیے ہم نے یہ move کیا ہے کہ اسے 20 فی صد تک محدود کر دیا جائے۔ بہتر تو یہی ہے کہ جتنی آبادی بتائی گئی ہے اس کے مطابق کیا جائے۔ لیکن چونکہ units کم یا زیادہ ہوتے رہتے ہیں یہ جغرافیائیکل بات ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ جو حد ہے وہ 20 فی صد ہونی چاہیے۔ اس سے اگر زیادہ حد ہو گی تو یہ discretion اتنی زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور ہماری لوکل گورنمنٹ کے لیے جو مختلف constituencies ہوں گی وہ اتنی غیر متوازن ہوں گی کہ کوئی پچاس ہزار کی constituency ہو گی اور کوئی پانچ ہزار کی constituency ہو گی۔ اور اگر اس قسم کی variation of population بنا دی جائے گی تو اس کو بھی چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ اس لیے کوئی نہ کوئی حد ضرور مقرر ہونی چاہیے اور ہم نے بہت زیادہ کر کے اس کو 20 فی صد رکھا ہے۔۔۔۔جناب والا! یہ ایوان کو آرڈر میں کریں یہ لوگ وزیر قانون کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ نہ ہی سمجھنے کے موڈ میں ہیں اور نہ ہی سننے کے موڈ میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ میاں صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون: جناب میں ان کی بات سن رہا ہوں اور I can repeate, if you like

میاں محمد افضل حیات: Thank you very much. --- تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس کی limitation موجود ہوا کرتی تھی۔ اور اس لیے اب بھی ضروری یہ ہے کہ 20 فی صد کی حد variation پر موجود ہونی چاہیے۔ اور یہ کہنا کہ جو وہ مناسب سمجھیں کر لیں یہ کوئی درست قانون نہیں ہے۔ اور اس سے قانون بنانے والوں کی intention صحیح نظر نہیں آتی ہے۔ اس لیے قانون ایسا ہونا چاہیے جو کہ جامع ہو اور جو سب کی سمجھ میں آ جائے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ ترمیم جو ہم نے 20 فی صد کی حد والی دی ہے اس کو منظور فرمایا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے اپنی گزارشات اس ترمیم پر پیش کرنی ہیں۔ اور قائد حزب اختلاف کے بعد میرا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو پہلے موقع فراہم کیا جا چکا ہے۔ کیونکہ وہ تو اس وقت تشریف فرما نہیں تھے۔ آپ اپنی بات کر چکے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے اس ترمیم پر بات نہیں کی ہے۔ میں نے تو نکتۂ اعتراض

اٹھایا تھا۔ ویسے اگر میں نہ بھی اظہار خیال کروں تو کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ لیکن چونکہ جب ہم نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا۔ ہم لابی میں بیٹھے تھے تو وزیر قانون صاحب نے اپوزیشن کے ارکان کی متعلق یہ ریمارکس پاس کیے کہ ہم لوگ چونکہ تیار ہو کر نہیں آئے ہیں۔ اس لیے ہم نے بہانہ تلاش کر کے واک آؤٹ کیا ہے' کیونکہ میں نے اس ترمیم پر بات نہیں کی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں بات کروں گا وگرنہ فرق نہیں پڑتا کیونکہ آگے آنیوالی ترمیم پر ہم تقریر کرلیں گے۔ مگر اس ترمیم پر میں آگے نہیں بول سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آگے آپ کی دیگر ترامیم ہیں۔ ان پر آپ بول سکتے ہیں ان پر آپ کو موقع فراہم کیا گیا تھا اور آپ نے اس پر بات کر لی ہے اس لیے آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: آپ نے میرا نام لیا تھا۔ پہلے آپ نے ہمارے لیڈر کا نام لیا۔ میں نے بتایا تھا کہ وہ اپنا چشمہ لینے گئے ہیں۔ تو آپ نے انہیں موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں پلیز۔ میاں محمد اسحاق تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں میاں محمد رفیق صاحب' سردار غلام عباس' چودھری محمد اسلم صاحب جناب غلام سرور خان صاحب' یہ تمام حضرات اس وقت ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ تو اب میں یہ ترمیم ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

The question is:

> That in para (a) of sub-clause (3) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, in the proviso to proposed sub-section(1) of section 14 for the words "such variation in the population of electoral units of a local council as it may consider necessary" occurring in lines 2-5, the words "twenty percent (20%) variation in the population of electoral units of a local council" be substituted.

(The motion was lost)

lian Muhammad Afzal Hayat: Sir, I move.

> "That in sub-clause (4) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, in the proposed sub-section (2) of section-15 of the Principal Act, for the words "as may be determined by the Government" occurring in lines 2-3, the words and comma" and not more than five, one of whom shall act as Chairman" be substituted."

Ir Deputy Speaker: The amendment moved is:

> "That in sub-clause (4) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, in the proposed sub-section (2) of section 15 of the Principal Act, for the words "as may be determined by the Government" occurring in lines 2-3, the words and comma" and not more than five, one of whom shall act as Chairman" be substituted."

linister for Law: Sir, I oppose it

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! اس ترمیم میں بھی بنیادی بات وہی ہے جو پچھلی ترمیم مے تھی۔ ایکشن اتھارٹی کے ممبران کی بات ہے پہلے تین ممبر ہوا کرتے تھے۔ اب یہ ترمیم پیش کی گئ ہے کہ کم از کم تین ممبران ہوں اور زیادہ سے زیادہ کے لیے کوئی حد نہیں ہے گورنمنٹ جتنے ممبرا چاہے بنا لے۔ اس کے متعلق ہماری ترمیم یہ ہے کہ کم از کم تین ممبران ہوں اور زیادہ سے زیادہ ت پانچ ممبران ہوں۔ اس وقت بھی تین ممبران کام کر رہے ہیں اور اگر کام کی زیادتی ہو تو اس مے زیادہ سے زیادہ دو اور ممبران شامل کر لیے جائیں اگر اس میں مزید زیادہ ممبرز شامل کر لیے گئے تو جیسے وہ کہا جاتا ہے کہ۔

"Too many cooks spoil the prawns."

اس لیے وہاں پر ایک ہجوم اکٹھا کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ وہاں پرکام صحیح طریقے سے اور احسن طریقے سے نمٹائیں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ تین ممبران بھی بڑے سلیقے سے اور احسن طریقے سے اپنا کام کو نمٹا رہے ہیں۔ اگر مزید ضرورت ہو تو ان کی تعداد چار یا پانچ تک کر دی جائے تو اس میں کو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ الیکشن کے دنوں میں جب کام بڑھ جاتا ہے تو یہاں تک ممبران کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے پھر اس بات کی گنجائش بھی نہیں رکھی گئی کہ کتنے ممبر رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو جو ترمیم اس Ordinance میں پیش کی گئی ہے جو کہ اس بل کا حصہ ہے۔

"(2) The Election Authority shall consist of such number of members being not less than three as may be determined by the Government."

یعنی وہ سات ہو سکتے ہیں، آٹھ ہو سکتے ہیں، بیس ہو سکتے ہیں، چالیس ہو سکتے ہیں۔ جتنے وہ چاہیں بنا سکتے ہیں۔ الیکشن اتھارٹی کے جب قواعد یا قوانین بنائے جا رہے ہیں تو ان پر کوئی واضح چیز ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب یہ Ordinance پیش کیا گیا تو جلدی میں پیش کیا گیا۔ یا پھر اس میں کوئی بد نیتی شامل تھی کیونکہ چند روز پہلے ایک Ordinance پاس کروایا گیا۔ گزشتہ اجلاس میں Ordinance منظور کیا گیا اور اسے Act کی شکل دی گئی۔ 27 یا 28 تاریخ کو اجلاس ختم ہوتا ہے 3 تاریخ کو نیا Ordinance جاری کر دیا جاتا ہے۔ جس سے یہ چیز ظاہر ہوتی ہے کہ گورنمنٹ جب یہ قانون بنا رہی تھی تو حکومت خود تذبذب کا شکار تھی کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے اور کیا نہیں کرنا چاہتی۔ ان کو کتنے ممبران کی ضرورت ہے۔ جیسے ایک سردار صاحب نے شعر کا ترجمہ یوں کیا تھا کہ " سجنا جتنی وار مرضی آتے جتنی وار مرضی جا" کہ وہ یہ نہیں کہنا چاہتا تھا کہ سو بار آ یا ہزار بار آ۔ یہی حال ہماری گورنمنٹ کا ہے وہ بھی یہ کہتی ہے کہ "سجناں جتنی واری مرضی اسے جا، جتنی واری مرضی اسے آ۔ یہی طریقہ de-limitation میں رکھا گیا ہے۔ یہ کوئی قانون نہیں بنایا جا رہا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ساتھ اس صوبے کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس کی limitation کہیں پر رکھی نہیں جا رہی۔ ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ جناب والا! یہ precedent ہے اور یہ روایت ہے کہ

جب کوئی ترمیم پیش کی جاتی ہے۔ اس پر وزیر قانون یا وزیرمتعلقہ جواب دیتے ہیں کہ آپ کی ترمیم غلط ہے اور اس کی یہ وجہ ہے اور اس لیے ہم یہ ترمیم پیش کر رہے ہیں۔ لیکن وزیر قانون صاحب صرف bulldoze کرنے کےلیے قواعد کو معطل کر دیتے ہیں۔ اب بھی وہ بات سننے کی بجائے پیچھے کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کورم نہ ٹوٹ جائے ان کو زیادہ فکر کورم کی ہے قانون کی زیادہ فکر نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ unlimited number کیوں کیا گیا ہے۔ چلو پانچ ممبر نہ سہی آپ سات رکھ لیں لیکن ان کی تعداد مقرر ہونی چاہیے۔ چونکہ یہ قانون جلدی میں بنایا گیا ہے۔ اس لیے گورنمنٹ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہماری ضروریات کیا ہیں۔ اس لیے انہوں نے اسے unlimited number کر دیا ہے۔ اس لیے ہماری اس میں گزارش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ پانچ ممبران اور کم از کم تین ممبران مقرر کر لیے جائیں۔ اور یہ نہایت مناسب ہوگا۔ اس بات کے ساتھ میں پھر آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہماری اس ترمیم کو غور سے سن لیں اور اگر بہتر ہو تو اس پر عمل کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979، سیکشن 15(2) original فارم میں یہ ہے کہ،

> "The Election Authority shall consist of three members one of whom act as Chairman."

تو ابھی جو ترمیم حکومت اس مسودہ قانون کے ذریعے سے لانا چاہتی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ،

"(2) The Election Authority shall consist of such number of members being not less than three as may be determined by the Government."

میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ principal ordinance کے تحت الیکشن اتھارٹی تین اراکین پر مشتمل ہے۔ ماضی کے جو حالیہ انتخابات گزرے ہیں۔ ہم الیکشن اتھارٹی کے اراکین کے کام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بلدیاتی انتخابات میں تین اراکین کی بجائے دو اراکین حقیقت میں کام کرتے رہے ہیں۔ اس لیے تین اراکین کی بجائے دو اراکین احسن طریقے سے کام کر

سکتے ہیں، کیونکہ ایک رکن کو بعد ازاں تھوڑا سا کام کرنا پڑا۔ مگر پھر بھی چونکہ قانون سازی ہو رہی ہے اور حکومت کا یہ خیال ہے کہ وقت آنے پر یعنی بلدیاتی انتخابات میں کام کے بڑھ جانے کی وجہ سے یا حلقوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے Election Authority کے اراکین کی تعداد وقت کے لحاظ سے کم ہوسکتی ہے۔ حکومت نے اس ترمیم میں کم از کم تین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ پانچ اراکین پر مشتمل الیکشن اتھارٹی ہونی چاہیے۔

جناب والا! اسمبلی ہو یا کوئی دیگر ادارہ ہو، یا الیکشن اتھارٹی ہوکسی کو اس ادارے کی سربراہ کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے پڑتے ہیں۔ اس لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی اور یہ ترمیم پیش کی کہ الیکشن اتھارٹی کے اراکین کی تعداد کم از کم 3 اور زیادہ سے زیادہ پانچ ہو۔ اور ان پانچ میں سے ایک رکن کو الیکشن اتھارٹی کا چیئرمین یا سربراہ ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی ہمیں محتاط طریقے سے کرنی چاہیے کیونکہ یہ جو الیکشن اتھارٹی کے ارکان ہیں، اگر آپ سیکشن 15 کی کلاز 1 کو پڑھیں تو The Government shall appoint an election authority for conducting election of Local Council. چونکہ کلاز 1 کے تحت حکومت ہی کو اختیار ہے کہ وہ الیکشن اتھارٹی کے ارکان کی نامزدگی یا تقرری کرے ۔ حکومت کو اتنے زیادہ اختیارات نہیں ہونے چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ ترمیم بالکل جائز ہے اور حکومت کو ہماری جائز ترمیم کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر وہ ہمارے ان دلائل کے باوجود اسے تسلیم نہیں کرتی تو کم از کم وہ اپنا نقطہ نظر بیان کرے کہ وہ کیوں ہماری اس ترمیم سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ میں انہی خیالات کے اظہار کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میاں محمد اسحاق صاحب (ایوان میں حاضر نہیں تھے) میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب (حاضر نہیں تھے) میاں محمد رفیق صاحب (حاضر نہیں تھے) سردار غلام عباس صاحب (حاضر نہیں تھے) چودھری محمد اسلم صاحب (حاضر نہیں تھے) مسٹر غلام سرور خان (حاضر نہیں تھے)۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، In reply to the ammendment moved.. جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ شائد ہمارے پاس اس کے دلائل نہیں ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ہمارے فاضل دوست سمجھتے ہیں کہ اس کا پس منظر کیا ہے لیکن اگر وہ سمجھنے سے قاصر ہیں تو میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ جہاں تک limitation کا تعلق ہے میرے فاضل دوست نے بھی اشارہ فرمایا اس کا مقصد یہ تھا

کہ جیسے آپ کو علم ہے کہ ہم نہ تو یونین کونسل کو توڑ سکتے ہیں نہ یونین کونسل کی limitation توڑ سکتے ہیں اور اس طرح دو یا دو سے زیادہ یونین کونسلوں کو ملا کر اس کی آبادی کو percentage میں لانے کے لیے حکومت اور الیکشن اتھارٹی کے پاس ایک discretion ہونا لازمی ہے تاکہ یونین کونسل کو توڑے بغیر .they must be grouped together

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، جناب لاء منسٹر صاحب اس پرانی ترمیم کا جواب دے رہے ہیں جو پاس ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اس لیے کہ آپ نے اس ترمیم میں یہ بات کہی ہے۔

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! وہ ترمیم پاس ہو چکی ہے۔ اب دوسری بار اس پہ بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی سمجھ میں بات آ جائے۔

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT: This is irrelevant as far as this amendment is concerned.

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اگر آپ کی بات اس ترمیم سے متعلقہ تھی تو یہ بھی متعلقہ ہے۔ میں تو آپ کو سمجھانے کے لیے بات کر رہا ہوں کہ آپ کو بات سمجھ آ جائے۔ اس لیے یہ بات کرنا ضروری تھی۔ اب یہ بات رہ گئی کہ not less than three کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک پہلی ترمیم کا سوال ہے اس میں ایک حد بندی کر دی گئی کہ تین ممبر ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ لیکن جیسے کہ اس معزز ایوان اور آپ کو علم ہے جناب سپیکر! کہ لوکل باڈیز الیکشن میں اتنی یونین کونسلز کی موجودگی میں، اتنے تنازعات کی موجودگی میں، اتنی petitions کی موجودگی میں، اتنے load of work کی موجودگی میں rush of work کی موجودگی میں اس محدود وقت میں تمام باتوں کو نپٹانا، لوگوں کی درخواستیں ہیں، اعتراضات ہیں، اپیلیں ہیں ان کو ایک محدود وقت میں نپٹانے کے لیے گورنمنٹ کو کسی وقت بھی ضرورت پڑ سکتی ہے کہ Local Bodies Election Authority کے زیادہ ممبر نامزد کرے۔ یہ تو لوگوں کو انصاف مہیا کرنے اور لوگوں کی شکایات رفع کرنے کے لیے

ہے تاکہ یہ بات نہ ہو جو اس دفعہ پیدا ہوئی۔ زیادہ شکایات ایک محدود وقت میں نپٹائی نہیں جا سکتی تھیں۔ اس لیے یہ بات نہیں کہ ہم ایلکشن اتھارٹی کے پچیس اور پچاس ممبر بنانا چاہتے ہیں Keeping in view the load of work and the rush of work at that limited time اس کو dispose of کرنے کے لیے گورنمنٹ کے پاس ایسے اختیارات ہونے لازمی ہیں تاکہ اگر ضرورت محسوس ہو کہ دو تین چار دن کے مخصوص وقفے کے دوران اگر اتنی ساری petitions نہیں نپٹائی جا سکتیں تو تین سے زیادہ ممبران کو نامزد کر کے لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کی کوشش کی جائے۔ بجائے اس کے کہ اپوزیشن لیڈر ہمارے مشکور ہوتے کہ لوگوں کی تکالیف کو ختم کرنے کے لیے حکومت نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتی اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بات لوگوں کو سہولت مہیا کرنے اور انصاف مہیا کرنے کے لیے ہے تاکہ ان کی تمام شکایات رفع ہو سکیں یہ ترمیم اس لیے لائی گئی ہے۔ یہ بات آپ اس وقت criticise کریں جب ہم ضرورت سے زیادہ لوگوں کو ممبر منتخب کریں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ترمیم درست ہے اور جو اعتراض اٹھایا گیا ہے یہ غلط ہے۔ میں ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ اسے نامنظور کیا جائے اور جو Original amendment ہے اس کو پاس کیا جائے۔ شکریہ!

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That in sub-clause (4) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, in the proposed sub-section (2) of section 15 of the Principal, for the words "as may be determined by the Government" occurring in lines 2-3, the words and comma" and not more than five, one of whom shall act as Chairman" be substituted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The next amendment is from Mian Muhammad Afzal Hayat, Syed Tahir Ahmad Shah, Mian Muhammad Ishaque, Mian Riaz

Hashmat Janjua, Mian Muhammad Rafique, Mr Fazal Hussain Rahi, Sardar Ghulam Abbas, Ch Muhammad Aslam and Mr Ghulam Sarwar Khan. Mian Muhammad Afzal Hayat to move his amendment

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT: I move:-

That in sub-clause (5) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, for the proposed Section 21-A of the Principal Ordinance, the following be substituted, namely:-

"21-A. Bar on election on ethnic and regional basis.-

(1) Notwithstanding any other provision of the Ordinance, no person contesting an election under the Ordinance for the purpose of such election shall raise any ethnic or regional slogans.

Provided that notwithstanding any order of any Court or Tribunal, a candidate shall not be disqualified from contesting election by reason only of his being a member or office bearer of a political party

(2) If the Election Authority, after such inquiry is satisfied that any person is acting or has been elected in contravention of the provisions of sub-section (1) it shall order that such person shall cease to be a candidate for such election or, as the case may be to be a member, and shall disqualify him for being elected as a member for the remaining period of the

term of such local council:

Provided that no such order shall be passed without affording the person concerned an opportunity of being heard:

Provided further that the Election Authority may authorise any Judicial Officer to exercise the powers under sub-section (2)."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:-

That in sub-clause (5) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, for the proposed Section 21-A of the Principal Ordinance, the following be substituted, namely:-

"21-A. Bar on election on ethnic and regional basis.-

(1) Notwithstanding any other provision of the Ordinance, no person contesting an election under the Ordinance for the purpose of such election shall raise any ethnic or regional slogans

Provided that notwithstanding any order of any Court or Tribunal, a candidate shall not be disqualified from contesting election by reason only of his being a member or office bearer of a political party

(2) If the Election Authority, after such inquiry is satisfied that any person is acting or has been elected in

contravention of the provisions of sub-section (1) it shall order that such person shall cease to be a candidate for such election or, as the case may be to be a member, and shall disqualify him for being elected as a member for the remaining period of the term of such local council:

Provided that no such order shall be passed without affording the person concerned an opportunity of being heard:

Provided further that the Election Authority may authorise any Judicial Officer to exercise the powers under sub-section (2) "

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں محمد افضل حیات۔

میاں محمد افضل حیات، جہاں تک اس ترمیم کا تعلق ہے، میں عرض کرتا ہوں کہ یہ علوم کبھی قانون کا حصہ بنتا رہا، کبھی قانون سے باہر جاتا رہا اور پھر واپس آتا رہا۔ پہلے تو اس کے وہاں موجود ہونے کی کوئی وجہ تھی کہ پارٹیوں پر Ban تھا اور non parties کی بنیاد پر پہلی مرتبہ الیکشن ہوئے۔ اب جب کہ پارٹیاں موجود ہیں، سیاسی سرگرمیاں موجود ہیں اور سیاسی عمل بھی جاری ہے، پھر اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہا جاتا ہے کہ پارٹی کا نام نہیں لیا جا سکتا اور اس کا symbol نہیں استعمال کیا جا سکتا۔ اب رہی دوسرے حصے کی بات کہ Ethnic and regional slogans کا استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اس سے سو فی صد متفق ہیں، لیکن یہ کہنا کہ پارٹیوں کا نام نہ لیا جائے یہ میرے خیال میں سراسر زیادتی ہے۔ ایک طرف تو مسلم لیگ کا نام لیا جاتا ہے، دوسری پارٹیوں کو کام کرنے کی اجازت بھی ہے اور یہی جمہوریت عمل کا صحیح طریقہ ہے۔ مگر جب الیکشن ہوتے ہیں تب پارٹیوں کا نام

استعمال کرنے میں کیا قباحت ہے۔ کسی بھی forum پر اور کسی بھی issue پر regional or ethnic کی بات کرنا غلط طریقہ ہے۔ لیکن سیاسی پارٹیاں جن کا اپنا ایک منشور ہوتا ہے' جن کا اپنا ایک پروگرام ہوتا ہے' جن کی اپنی ایک حیثیت ہوتی ہے ان کو Ban کر دینا اور ان کو شجر ممنوعہ قرار دے دینا ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ پارٹی کا نام لینا ضروری ہونا چاہیے۔ اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ جناب والا! اس میں دوسری جو تبدیلی کی گئی ہے وہ اصل میں یہ ہے کہ If the election authority after such inquiry as it deems fit.

as it deems fit, کے الفاظ پر ہمیں اعتراض تھا کیونکہ یہ سارا قانون جس کے متعلق ہم آج بات کر رہے ہیں اس issue میں ambiguity ہے۔ جیسا کہ لاءمنسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر کام زیادہ ہے تو حد مقرر کر دیں' ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ لیکن یہ تو وہی بات ہوئی کہ آپ جیسا مرضی چاہیں کریں۔ جب یہ Ordinance بنایا گیا تو یہ اتنا hurriedly بنایا گیا اور بغیر سوچے سمجھے بنایا گیا اور اس میں اس بات کو محسوس ہی نہیں کیا گیا کہ اس کا کیا طریق کار اختیار کیا جائے۔ اس لیے جو بھی قانون بنایا جائے اس میں ambiguity کو دور کیا جائے' اس میں حالات کے مطابق مکمل بات ہونی چاہیے۔ ہماری اگلی ترمیم میں اس کی چار سال کی disqualification کی گئی ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ جب تک لوکل کونسل موجود ہے یعنی اگر اس کا period دو سال باقی ہے تو اس وقت تک اسے disqualify کیا جائے تاکہ وہ اگلا الیکشن لڑنے کے لیے موجود ہو اور اس پر کوئی قدغن نہ ہو۔ جس یونین کونسل کو الیکشن لڑتے ہوئے جس وقت تک disqualify کیا گیا ہے اس وقت تک اسے الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہ ہو۔ اس پر disqualification penal clause بیشک لگا دی جائے لیکن اس سے زیادہ پھر زیادتی ہوگی۔ اگر کوئی الیکشن چار سال کے اندر آجاتا ہے تو پھر وہ پابندی اس کو بھی بانٹ دی جاتی ہے یعنی پھر وہ آٹھ سال کے لیے پابند ہو جائے گا۔ اس لیے ہماری یہ ترمیم ہے کہ جب تک لوکل کونسل کا period ہے صرف اس وقت تک اسے پابند کیا جائے۔ اب اگلی بات یہ کہ اس بل میں یہ کہا گیا ہے کہ

"Provided further that the election authority may authorise any judicial officer to exercise the powers under sub-section (2)."

ہماری ترمیم ہے کہ۔

Provided further that the election authority may authorise any judicial officer to exercise the powers under sub-section (2).

جناب والا! یہ آفیسر کا لفظ بذات خود ambiguity ہے۔ آفیسر کی تعریف کیا ہے کچھ نہیں کہا جا سکتا' اس کا گریڈ کیا ہے' اس کی اہلیت کیا ہے' اس نے کرنا کیا ہے' اس کا تجربہ کیا ہے۔ چونکہ اس نے Judicial Work کرنا ہوتا ہے اس نے Judicial کی decision دینی ہے۔ اس کے اوپر ایک شخص منتخب ہوا ہے یا اس نے الیکشن میں حصہ لیا ہے۔ اس کے لیے کم از کم ایک Judicial Officer کا ہونا ضروری ہے اور اس میں ایک آفیسر رکھ کے اور Judicial Officer نہ رکھ کر اس Act میں ambiguity پیدا کر دی گئی ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ جو بھی Judicial work ہو' جو عدالت ہو' جو tribunal ہو اس میں کام نمٹانے کے لیے اس کا Judicial minded ہونا' Judicial experienced ہونا' اس کی Judicial qualification ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس میں نہ تو کسی qualification کا ذکر کیا گیا ہے نہ ہی experience کا ذکر کیا گیا ہے نہ ہی اس کی اہلیت کا ذکر کیا گیا ہے' نہ ہی اس کی seniority کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں ایسی کسی بھی چیز کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میں یہ بات پھر واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب یہ قانون بنایا گیا اس وقت اس میں ambiguity تھی اور اس کو اس طریقے سے پاس کرنا سراسر قانون کے ساتھ زیادتی ہے اور عوام کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔ اس کے تحت جو بھی من میں آئے کر لیا جائے۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ کل اختیارات دے دیے گئے ہیں اور کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ پہلے بات ہو رہی تھی اب بھی ہو رہی ہے کہ یہ قانون ایک penal clause ہے' آج یہ قانون لاگو نہیں ہے یہ صرف اس وقت لاگو ہو سکتا ہے جب یہ بن جائے' آج سے تین مہینے پہلے یہ تین مہینے کے لیے لاگو ہو سکتا تھا دو تاریخ کے بعد جب یہ Ordinance lapse کر گیا تو پھر یہ لاگو نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی ہم نے یہ جو ترامیم دی ہیں یہ اس وقت دی تھیں جب Ordinance موجود تھا۔ اور اب میں سمجھتا ہوں کہ ماضی میں جو الیکشن ہو چکے ہیں یہ 21 (اے) ان کے لیے اب بے فائدہ ہے اور 21(اے) کی ویسے ہی اب ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، سید طاہر احمد شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! یہ جو مسودہ قانون میں دفعہ 21 کے بعد دفعہ 21 (الف) کے ایزاد کیے

جانے کی تجویز حکومت نے پیش کی ہے یہ ہمارے نقطۂ نظر سے سب سے اہم ترمیم ہے۔ جس پر ہمیں عوام کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے متبادل نقطہ نظر اس ایوان کی کارروائی کے ریکارڈ پر لانا ہے کیونکہ یہ ایک disqualification کی clause ہے۔ نا اہلی سے متعلق ہے یہ جو ترمیم یا ترمیمی بل پیش کیا گیا ہے یہ Local Government Ordinance, 1979 میں ترمیم کی گئی ہے۔ اور اس وقت جیسا کہ آپ جانتے ہیں 1979ء میں ہمارے وطن عزیز میں مارشل لاء کا دور تھا اور مارشل لاء کے دور میں سیاسی جماعتوں پر پابندیاں تھیں اور سیاسی عمل پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ اس وقت تو اس دور میں اس قسم کی سیکشن کا' دفعات کا جواز تو ہماری سمجھ میں آتا ہے مگر جب 1985 میں عام انتخابات ہونے کے بعد اور مارشل لاء کے اختتام پذیر ہو جانے کے بعد جب پارلیمنٹ میں۔ سینٹ میں اور صوبائی اسمبلیوں میں جو کہ بنیادی طور پر غیر جماعتی بنیادوں پر ایوان معرض وجود میں آئے تھے حکمران طبقہ نے اپنی ضروریات کے پیش نظر اراکین اسمبلی کو منتخب نمائندوں کو کسی نظم و ضبط میں رکھنے کے لیے مسلم لیگ کی پارٹی میں شامل کر کے یا مسلم لیگ کی چھتری کے سائے تلے اکٹھا کر کے ایک جماعتی نظام کے تحت حکومت چلانا شروع کر دی۔ اب ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ جب ملک میں اس وقت سیاسی جماعتوں کا قانون موجود ہے۔ سیاسی عمل پر پابندیاں ختم کر دی گئی ہیں اور سیاسی جماعتوں کو کام کرنے کا بھی موقع دے دیا گیا ہے۔ سیاسی جماعتیں ہمارے ملک میں ہمارے صوبے میں کارعمل ہیں۔ تو اس وقت سیاسی جماعتوں کا نام استعمال کرنا۔ جھنڈا استعمال کرنا۔ نشان استعمال کرنا۔ ٹکٹ حاصل کرنا۔ سیاسی جماعتوں کا پلیٹ فارم یا کسی سیاسی جماعت کی حمایت حاصل کرنے کی وجہ سے کسی بھی شہری کو کسی بھی جمہوری ادارے کو خواہ وہ بلدیاتی اداروں کی شکل میں ہو اسے سیاسی جماعتوں کی وابستگی یا ان کے نام استعمال کرنے کی بنیاد پر نااہل قرار دینا میں جناب سپیکر! بجا طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے حکومت وقت نے عوام کے منتخب غیر جماعتی بنیادوں پر ایوان میں ناجائز اور چور دروازے سے جماعتی بندشیں پیدا کرکے جماعتی طور پر نظام چلا کر واضح اکثریت ایوانوں میں حاصل کی ہے۔ اب جب عملی طور پر انتخابات میں بلدیاتی انتخابات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارا تجربہ ہے کہ وہاں پر چاہے جو بھی شخص کسی پارٹی کا امیدوار ہو۔ کسی پارٹی کا نام استعمال کرے۔ اس کا جھنڈا استعمال کرے۔ نشان استعمال کرے۔ ٹکٹ استعمال کرے۔ یہ بات اخباروں میں بھی آئی ہے کہ فلاں جماعت نے فلاں فلاں امیدواروں کو اپنی طرف سے بلدیاتی امیدوار نامزد کر دیا ہے مگر اس کے

باوجود حکومت وقت کے اپنی مرضی کے مطابق جیسے مناسب سمجھا منتخب ہو جانے کے بعد اگر کسی بھی ممبر نے جس کسی بھی رکن بلدیاتی ادارے نے حکومت وقت کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ حکومت کے سانچے میں چلے آئے اسے تو نا اہل قرار نہیں دیا گیا مگر جو شخص حکومت وقت کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اس پر اس غیر ضروری دفعہ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت غیر ضروری طور پر یک جماعتی نظام صوبے میں اور ملک میں قائم کرنے کے لیے ارادتاً گامزن ہے اور اس ملک میں اس صوبے میں بالآخر غیر جماعتی نظام قائم اور مستحکم کرنا چاہتی ہے۔ جو کہ جمہوری اقدار۔ جمہوری روایات کے قطعی طور پر منافی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاسی جماعتوں کے ساتھ مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ سیاسی جماعتوں کو بلا واسطہ طریقے سے ختم کرنے کے مترادف ہے کیونکہ کوئی بھی سیاسی جماعت جب بھی کسی انتخاب میں کسی اپنے رکن کو اپنے امیدوار کی حیثیت سے نامزد کرتی ہے وہ اس پارٹی کی کریم ہوتی ہے۔ تو ان کو بلا واسطہ طریقے سے ان افراد کو ان سیاسی جماعتوں کی کریم کو مسلم لیگ اپنا حاشیہ بردار بنانے کے لیے۔ اپنی جماعت میں شامل کرنے کے لیے اس قسم کے قوانین بنا کر سیاسی جماعتوں کو کمزور کرنے کا طریقہ اپنا رہی ہے۔

میں جناب سپیکر! یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک میں سیاسی جماعتیں مستحکم نہیں ہوں گی تو خدا نخواستہ ہمارا ملک بھی مستحکم نہیں ہو گا۔

ماضی میں بے شمار تجربات ہو چکے ہیں۔ اب چونکہ سیاسی حکومت ہے۔ سیاسی جماعت کی حکومت ہے۔ پورے ملک میں اور ہر صوبے میں سیاسی جماعت کی حکومت ہے۔ اس لیے اس قسم کی شرائط پر مبنی قانون سازی کرنا ہماری موجودہ پارلیمنٹ کے لیے باعث شرم ہے اور لمحۂ فکریہ بھی ہے کہ ہمیں سیاسی جماعتوں کی شکست و ریخت اس طریقے سے قانون سازی کے ذریعے نہیں کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! اگر غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوتے رہے ہیں' یا ہوتے رہیں گے تو اس کا نتیجہ کیا ہے؟ ایک طرف تو حکومت علاقائی اور نسلی نعرے لگانے والوں کو قانونی طور پر اجازت نہیں دینا چاہتی کہ وہ انتخابات میں بلدیاتی اداروں کے ممبر منتخب ہو سکیں۔ مگر عملاً جب غیر جماعتی انتخابات کرائے جاتے ہیں تو کوئی بھی ذی شعور شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ غیر جماعتی انتخابات کے انعقاد کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں نسلی' علاقائی اور برادری ازم کی بنیادوں پر انتخابات ہوتے ہیں

اور برادری ازم کو جتنی تقویت غیر جماعتی انتخابات کے دور میں ملی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی اور طریقے سے نہیں مل سکتی۔ اس لیے نسلی بنیاد' جو ethnic slogans ہیں' یعنی برادری ازم' نہ آپ اس کے بغیر منتخب ہو کر آتے ہیں' نہ میں منتخب ہو کر آتا ہوں اور نہ کوئی دیگر رکن منتخب ہو کر آتا ہے۔ اگر نسلی یا علاقائی منافرت کو' اس تعصب کو ختم کرنے کی ضرورت ہے تو پھر حکومت کو چاہیے' جو کہ ایک سیاسی جماعت کے پلیٹ فارم کے طور پر حکومت کر رہی ہے کہ اس قسم کی قانون سازی سے گریز کرے' بلکہ اس قسم کی قانون سازی کرنی ہی نہیں چاہیے۔ تاکہ یہ علاقائی اور نسلی تنظیمیں اور اس قسم کے نعرے سر نہ اٹھا سکیں اور سیاسی جماعتوں کے استحکام کی وجہ سے ہی وہ اختتام پذیر ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ مجوزہ 21 (الف) کلاز۔ 2 کی طرف دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ کسی بھی امیدوار کو' یا رکن کو چار سال کے عرصے کے لیے نااہل قرار دے سکتی ہے۔ تو جناب سپیکر' یہ ایک نہایت ہی نا انصافی پر مبنی غیر حقیقت پسندانہ ذیلی دفعہ ہے۔ کہ ایک ادارے کی مدت تو چار سال تک ہے۔ اگر ایک سال تک کسی منتخب رکن کے رہنے کے بعد کوئی بھی ٹریبونل' یا کوئی اتھارٹی' یا کوئی بااختیار افسر اسے نااہل قرار دیتا ہے تو اس کے تین سال کے بعد جب انتخابات ہوتے ہیں تو اس شخص کو بھی اگلے آنے والے انتخابات میں نااہل تصور کیا جاتا ہے۔ میں اس موقع پر یہ مثال دیتا ہوں کہ جیسا کہ 1985ء میں مارشل لاء کے دور میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں ہارنے والے امیدوار جو کہ سینیٹ کے امیدوار بن گئے تھے تو مارشل لاء کے دور میں' مارشل لاء کے آرڈرز کے ذریعے ان لوگوں کو' ان امیدواروں کو سینیٹ کے انتخابات کے لیے نااہل قرار دے دیا گیا۔ جناب سپیکر! وہ بات تو سمجھ میں آتی تھی کہ اس وقت مارشل لاء کا دور تھا تو مارشل لاء کے دور میں مارشل لاء سپریم لاء ہوا کرتا ہے۔ تو اس وقت تو یہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ جب چاہیں وہ ایک نیا قانون بنا دیں۔ جس کو چاہیں نااہل اور جس کو چاہیں اہل قرار دے دیں۔ آج بھی اس کالے قانون کی وجہ سے 1985ء کے عام انتخابات میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں شکست سے ہم کنار ہونے والے امیدواران آج جب کہ دوسری مرتبہ سینیٹ کے انتخابات ہمارے ملک میں ہونے والے ہیں' انھیں ان انتخابات میں اس مارشل لاء کے قانون کی وجہ سے آج بھی نااہل قرار دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ غور کریں تو بنیادی حقوق پر قدغن لگانے والی اور بنیادی حقوق غصب کرنے والی یہ ایک ایسی شق ہے کہ جس

پر حکومت کو غور کرنا چاہیے۔ اگر آپ کسی شخص کو ایک ادارے کی رکنیت سے نااہل قرار دیتے ہیں تو اس ادارے کی مدت سے زائد سزا بنیادی انصاف کے اصولوں کے منافی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ دلیل' ہمارا یہ مطالبہ' ہماری یہ ترمیم انصاف کے عین مطابق ہے کہ اگر کسی امیدوار کو کسی قانون کے ذریعے کسی وجہ کی بنیاد پر نااہل قرار دیا جاتا ہے تو اس ادارے کی مدت سے زائد اس کی نااہلی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد مجوزہ ترمیم ہے۔ یہ کلاز -2 ہے۔

(2) If the Election Authority, after such inquiry as it deems fit, is satisfied that any person is acting or has been elected in contravention of the provisions of sub-section (1) it shall order that such person shall cease to be a candidate for such election or, as the case may be to be a member, and shall disqualify him for being elected as member for a period of four years.

And its second proviso is:

Provided further that the Election Authority may authorise any Officer to exercise the powers under sub-section (2).

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں Election Authority کسی بھی افسر مجاز کو' خواہ وہ انتظامیہ کے ماتحت ہو' خواہ وہ عدلیہ کے ماتحت ہو' اس مجوزہ proviso کے تحت اسے اختیار دیتی ہے اور ہمارا یہ نہ صرف مشاہدہ ہے' بلکہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی انتظامی افسر' جو کہ انتظامیہ کے ماتحت ہے' وہ اعلیٰ افسران کی ہدایت کے بغیر کوئی فیصلہ آزادانہ طور پر نہیں کرتا۔ اس لیے جناب سپیکر! اس امر کی ضرورت ہے کہ اگر Election Authority کسی شخص کو اختیارات تفویض کرنا چاہتی ہے کہ وہ کسی امیدوار کو' یا کسی منتخب رکن ادارے کو نااہل قرار دے سکتی ہے تو اس کے لیے کسی انتظامی افسر کو نہیں' بلکہ Judicial Officer کو اختیارات ہونے چاہئیں۔ حالانکہ ہماری سوسائٹی میں Judicial یا

عدالتی افسر کی بے پناہ مجبوریاں ہیں۔ میں نہیں کہنا چاہتا۔ میں عدلیہ کے وقار کو مجروح نہیں کرنا چاہتا۔ میں ان پر کوئی تنقید نہیں کرنا چاہتا۔ مگر جو ہماری معلومات ہیں۔ مگر جو ہمارے مشاہدات ہیں۔ وہ اگر میں اس ایوان کی کارروائی پر لانا چاہوں تو وہ ایک تلخ حقیقت ہوگی جو بہت سے لوگوں کو ناگوار گزرے گی۔ میں نہیں کہنا چاہتا۔ مگر پھر بھی، کم سے کم ایسا آفیسر، جو عدلیہ کے ماتحت ہوگا، عدلیہ کا رکن ہوگا۔ اس سے ہم کچھ نہ کچھ انصاف کی توقع کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ بہت ضروری ہے کہ اگر الیکشن اتھارٹی نے اپنی طرف سے کسی شخص کو، کسی افسر کو بااختیار کرنا ہے کہ وہ قانون میں دیے گئے اختیارات کو استعمال کرے تو اس کے لیے انتظامی افسر کی بجائے کسی عدالتی افسر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ہمیں کچھ انصاف مل سکتا ہے، تو وہ عدالتی افسران سے ہی مل سکتا ہے۔ انتظامی افسران سے انصاف ملنا ہماری سوسائٹی میں ناممکن ہے، مفقود ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ غیر جماعتی نظام سیاسی جماعتوں کے نام کا استعمال اور اس قسم کی غیر ضروری پابندیوں کو ختم کرنا چاہیے۔ اس قسم کی ترامیم جو حکومت قانون میں نااہلی کی بنیاد پر کرنا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر! آپ بھی سمجھتے ہیں کہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ یہ انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ اس لیے حکومت کو خوش دلی سے واپس لے لینا چاہیے۔ اور اس قسم کی قانون سازی سے احتراز کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں اپنی ترمیم کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے بڑے اختصار کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء میں 4 نومبر 1987ء کو ایک ہنگامی قانون کے ذریعے سے ترمیم کر کے اسے باقاعدہ قانون کی شکل دینے کے لیے اس اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ میں نے اور میرے دیگر ساتھیوں نے اس مسودہ قانون کے ضمن 2 کی تحتی ضمن 5 میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت اور اوقاف کی سفارشات کے برعکس یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اصل قانون کی مجوزہ دفعہ 21۔الف جو کہ بلدیاتی انتخابات میں سیاسی بنیادوں پر حصہ لینے پر قدغن لگاتی ہے۔ اس کو حذف کیا جائے۔ اور اس دفعہ کو صرف اس حد تک منظور کیا جائے۔ کہ کسی بھی شخص کو نسلی، علاقائی اور قبائلی بنیادوں پر بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کا حق نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا! مقام حیرت ہے اس دفعہ کو موجودہ اسمبلی نے ایکٹ 2 مصدرہ 1986 کی رو سے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس

1979ء سے خارج کر دیا تھا اور جس وقت یہ دفعہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس سے خارج کی جا رہی تھی اس وقت حکومت کی طرف سے اس دفعہ کو سیاسی اور جمہوری تقاضوں کے منافی قرار دیا گیا تھا۔ اور حکومت کی طرف سے اس دفعہ کو خارج کرتے وقت مسرت اور فخر کا اظہار کیا گیا تھا جناب والا! حکومتی ارکان کی یہ تبصرہ آرائی ابھی تک ارکان اسمبلی کے ذہنوں سے محو بھی نہیں ہوئی کہ حکومت نے ایک مرتبہ پھر ایک ترمیم کے ذریعے سے اس دفعہ کو دوبارہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر جمہوری آداب کے خلاف ہے سیاسی اور جمہوری سرگرمیوں پر قدغن لگانے کے مترادف ہے آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے اور بنیادی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ جناب والا! یہ امر کس قدر دکھ کا باعث ہے۔ کہ جس دفعہ کو 1986ء میں یہ ایوان لوکل گورنمنٹ آرڈیننس خارج کرتا ہے دوبارہ اسی ایوان سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس دفعہ کو منظور کر لے جناب والا! اس کا صاف مقصد یہ ہے کہ حکومت اس ایوان کو Rubber stamp سمجھتی ہے۔ جس وقت چاہے اور جب چاہے اپنی سیاسی ضرورتوں اور سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر اسے استعمال کرے۔ جناب والا! میں بات بڑے افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ یہ بات اس ایوان کے وقار کے منافی ہے اور یہ عوام پر عدم اعتماد کے مترادف ہے۔ اور جناب والا! اس دفعہ اس مملکت کے شہریوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک برتا گیا ہے۔ اور یہ بات ناقابل فہم ہے۔ حکومت کا رویہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت نے موجودہ بلدیاتی انتخابات میں اس دفعہ کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ دفعہ صرف اپنے سیاسی مخالفین کو سیاسی عمل سے باہر رکھنے کے لیے نافذ کی گئی ہے۔ جناب والا! اخبارات اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ موجودہ بلدیاتی انتخابات جو غیر سیاسی اور غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد کرائے گئے ان انتخابات کے ختم ہونے کے بعد جناب وزیراعظم جناب وزیراعلیٰ اور وزراء کے بیان اخبارات میں موجود ہیں انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ بلدیاتی انتخابات مسلم لیگ کی مقبولیت کا امتحان تھے۔ جس میں مسلم لیگ نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔

جناب والا! یہ تو اسی طرح کی بات ہے جس طرح آج سے تین چار سال پہلے عوام سے یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا تم اللہ کی حاکمیت چاہتے ہو کیا تم اسلام کا نظام چاہتے ہو اگر تم یہ سب چیزیں چاہتے ہو تو پھر ہم 5 سال کے لیے آپ کے صدر رہیں گے جناب والا! حکومت کا یہ رویہ کہ بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد کرائے جاتے ہیں۔ اور جب ان کے نتائج سامنے آتے ہیں تو

حکومت یہ کہتی ہے کہ انتخابات میں مسلم لیگ جیت گئی ہے۔ قول و فعل کا یہ تضاد میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی شرم ناک ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر منعقد ہوں گے۔ وہ ہر صورت میں نسلی' علاقائی اور قبائلی بنیادوں پر منعقد ہوں گے۔ اور جو انتخابات ان منفی نعروں پر منعقد ہوں گے علاقائی بنیادوں پر منعقد ہوں گے نسلی بنیادوں پر منعقد ہوں گے وہ اس قسم کے لیے اس وطن کے لیے کسی بھی صورت میں اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کوئی مثبت نتائج حاصل کیے جا سکیں۔ نسلی امتیازات اور علاقائی تضادات اس قسم کی یک جہتی کے لیے زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں اور جناب سپیکر! اس ملک کے آئین میں بنیادی حقوق میں ہر شخص کو یہ آزادی عطا کی گئی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دماغ سوزی کر سکتا ہے۔ انجمن سازی کر سکتا ہے۔ کسی سیاسی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ جب ہم ایک قانون بناتے ہیں کسی شخص پر یہ پابندی لگا دیتے ہیں کہ وہ سیاسی بنیادوں پر انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے تو ہم بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جناب والا! وہ حکومت جو غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں معرض وجود میں آئی ہے۔ اس حکومت کو یہ بات کہاں زیب دیتی ہے کہ غیر جماعتی انتخابات کے بعد ایک جماعت کی شکل میں یہاں موجود ہے اور اس کو یہ بات کہاں اچھی لگتی ہے کہ وہ ایک دفعہ پھر سیاسی بنیادوں پر انتخابات منعقد کرانے کی مخالفت کرائے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مجوزہ قانون میں دفعہ 21-الف کا اضافہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ عوام کے سیاسی حقوق پر پابندی کے مترادف ہے۔ اور یہ جمہوری عمل کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس لیے میں اس ایوان کے سامنے یہ گزارش کروں گا کہ اس دفعہ کو اس حد تک تو منظور کیا جائے کسی شخص کو نسلی قبائلی اور علاقائی بنیادوں پر انتخابات میں حصہ لینے کا حق نہیں ہونا چاہیے لیکن ہر شخص کو سیاسی بنیادوں پر انتخابات میں حصہ لینے کا حق ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری محمد رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! جگر تھام لو کہ میں آ گیا۔ جناب سپیکر! میں پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیے۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! زیر نظر اور زیر بحث قانون جسے آج اس ایوان کے اندر جس

عجلت کے ساتھ پاس کرانے کی پھر ایک دفعہ مذموم کوشش کی گئی ہے۔ وہ انتہائی قابل افسوس امر ہے۔ جو روائیتی قانون سازی کا ایک حصہ ہونا چاہیے وہ نہیں ہے۔ اس معزز ایوان کے اندر اچھی روایت قائم کرنے کی لیے ضروری ہے کہ قانون سازی کے ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا۔ اور اسی طرح یہ بھی تھا کہ سدھی سادھی' صاف ستھری۔ جیتی جاگتی تصویر یہ تو ثبوت ہے کہ جس طرح عجلت میں یہ قواعد کو معطل کر کے قانون پاس کرانے کی آج پھر کوشش کی گئی اسی طرح عجلت میں یہی قانون باربار اسی ایوان میں کہہ دیتے ہیں مر جاؤ چڑیو کبھی کہہ دیتے ہیں زندہ ہو جا چڑیو یہ بھی ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کا ریکارڈ جو ہے وہ اس بات کا شاہد ہے کہ 1986ء میں جو کہ یہی مسودہ قانون اپنی اصل شکل میں اسی طرح تھا کہ بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ اور یہ بات اس معزز ایوان کے ریکارڈ پر ہے کہ یہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔

جناب والا! مجھے اس بات کی حیرت ہے کہ " اوہ مر جاؤ چڑیو اور جی پڑو والی جو بات ہے سامنے آتی ہے اس ایوان میں کون سی مصلحتیں ہیں کہ کبھی وہ کہتے ہیں غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں گے۔ کبھی کہتے ہیں جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں گے اور کبھی کہتے ہیں کہ ان میں سیاسی جماعتیں حصہ نہیں لے سکتیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل مقرر رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ فقرہ بار بار استعمال نہ کریں کیونکہ یہ بابا فریدشکر گنج رحمت اللہ علیہ کا فقرہ ہے اور ہم بزرگان دین کی توہین اس طرح برداشت نہیں کریں گے جس طرح کہ آپ اسمبلی میں ان کے ساتھ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس فقرے کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار، یہ فقرہ " مر جاؤ چڑیو" بابا فریدشکر گنج علیہ رحمت نے فرمایا تھا۔ پنجاب کے اندر اس کی بابا فریدشکر گنج علیہ رحمت سے نسبت ہے۔ یہ پنجاب کا ہرشہری جانتا ہے کہ بابا فریدشکر گنج رحمت اللہ علیہ جب جا رہے تھے تو ایک جگہ ان کی زبان مبارک سے یہ نکل گیا اور وہ چڑیاں مر

لئیں۔ اور پھر جب دوبارہ ان کی زبان مبارک سے نکلا کہ جیو چڑیو تو وہ زندہ ہوگئیں۔ یہ ان کا معجزہ تھا اور ان کی کرامات تھیں جس کو پنجاب مانتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے چودھری محمد صدیق سالار صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کے نکتہ ہائے اعتراض کا جواب شیخ سعدی رحمت اللہ علیہ فرماگئے ہیں کہ "جواب جاہلاں خاموشی باشد"۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! اس کا جواب میں دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی فرمایئے رفیق صاحب!

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت نے موجودہ حکومت ارباب و بست و کشاد نے عوام کو چڑیاں ہی سمجھ لیا ہے "کہ مر جاؤ" تو کبھی "جی یو" اس میں کوئی غلط بات نہیں کی اور یہ عملی مظاہرے ہیں اور عملی شکل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیے اور اپنی ترمیم کے متعلق ارشاد فرمائیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! ان کی تمام کوششوں کے باوجود ہم جیتے جاگتے کھڑے ہیں۔ یہ ہماری ہمت ہے آپ نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ بات جاری رکھیے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! بات یہ ہو رہی تھی کہ اسی معزز ایوان کے ریکارڈ پر یہ بات ہے کہ وہ مسودہ قانون جو اپنی اصلی شکل میں تھا کہ بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ اس کو گزشتہ سے پیوستہ اجلاس میں اسی معزز ایوان نے بڑے اصرار کے ساتھ حکومت کی ارباب بست و کشاد نے بڑی کوشش کے ساتھ یہ ترمیم کروائی تھی کہ نہیں بھائی الیکشن جماعتی بنیادوں پر کرانے ہیں کیونکہ اس وقت ممکن ہے حکومت کے اہلکاروں کو یہ خوش فہمی ہو گی کہ ہم غیر جماعتی الیکشن کے بعد ایک جماعتی ایوان بنایا اور چور دروازے میں یہ کھڈے میں مسلم لیگ بنا کر اس کا اقتدار منتخب کیا کہ شاید ہم جماعتی بنیادوں پر بھی اس کو کامیاب کروا سکیں گے۔ اور حالات نے جب یہ ثابت کیا ہے کہ جماعتی بنیادوں پر مسلم لیگ کو کامیاب نہیں کروا سکیں گے اس لیے دوبارہ پھر ایک ترمیم لائی گئی کہ نہیں بھائی انتخابات جو ہیں اورجو ہم نے جماعتی بنیادوں پر انتخاب کرانے کی ترمیم کی ہے تو اب ہم نے جماعتی

بنیادوں پر نہیں کراتے بلکہ اب ہم پھر غیر جماعتی بنیادوں پر کروائیں گے۔ جناب والا۔ گزشتہ اجلاس میں یہ ترمیم اسی معزز ایوان نے پاس کی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے چیمہ صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں آپ کی توجہ اس امر پر لانا چاہتا ہوں کہ فاضل محرک کو اپنی ترمیم کے scope میں تقریر کرنے کا حق ہے اور انہیں کرنی چاہیے لیکن یہ بار بار پارٹی کا نام لینا مسلم لیگ کا یا دوسرے کا یہ انہیں زیب نہیں دیتا یہ ان کی ترمیم ہے وہ اپنی ترمیم کے scope کے اندر رہتے ہوئے بات کریں اور یہ بات انہیں نہیں کرنی چاہیے۔ اس لیے میں نے یہ بات آپ کے نوٹس میں لائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی! آپ یہ درست فرما رہے ہیں۔ میں معزز رکن سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنی ترمیم کے دائرہ کار کے اندر رہیں۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! میں قطعی طور پر relevant ہوں اور معزز رکن کا یہ اعتراض بالکل بے جا ہے کیونکہ یہ ترامیم اس ایوان کے اندر پاس ہوئی ہیں۔ اور جناب والا! یا تو یہ اس بات کو تسلیم کر لیں کہ یہ ایوان غیر جماعتی ہے یہ جماعتی ایوان نہیں یہ مسلم لیگ کا ایوان نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی جو ترمیم ہے اس کے متعلق آپ بات کریں۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! میں اپنی ترمیم کے اندر رہ کر بات کر رہا ہوں کیونکہ ایک حوالہ دینا ضروری ہے کیونکہ اس معزز ایوان نے ہی یہ ترامیم پاس کیں اور یہ بالکل relevant ہے۔ ان کے حوالے کے بغیر میں آگے بات نہیں بڑھا سکتا۔ کیونکہ ایک بات کو ثابت کرنے کے لیے اس کو ظاہر کرنے کے لیے حوالہ دینا ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حوالہ تو ہو گیا ہے۔ آپ بات کو آگے چلائیں۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! میں آگے تو بڑھتا ہوں لیکن میرے نادان دوست مجھے آگے بڑھنے نہیں دیتے میں کیا کروں؟

جناب والا! چونکہ موجودہ ایوان جماعتی ایوان ہے اورمسلم لیگ کا ایوان ہے اس لیے اگر میں مسلم لیگ کا نام لیتا ہوں تو وہ کوئی بے جا نہیں ہے اس لیے میرے فاضل دوست کو اس پرمعترض

ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ان کا اعتراض قطعی طور پر بے جا ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اس طرح ترامیم جو بار بار کبھی اس کو جماعتی کرالو اور کبھی غیر جماعتی کرا لو یہ صاف طور پر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اپنی وقتی ضرورتوں اور سیاسی مصلحتوں کو ہی پیش نظر رکھا گیا۔ کیونکہ ایک وقت جب دیکھا گیا تھا کہ ہم جماعتی بنیادوں پر اپنی جماعت کو کامیاب کرا لیں گے اور جب وہ خواب ان کو پورا ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو پھر انہوں نے کہا نہیں جی وہ جماعتی نہیں ہونے چاہییں وہ غیر جماعتی نہیں ہونے چاہییں۔ چلو بھائی غیر جماعتی ہی سہی لیکن غیر جماعتی میں بھی یہ امتیاز جو رکھا گیا اور ایک جھرلو ایجاد کیا گیا۔ جناب والا! میں اس کی مثال دینی چاہوں گا کہ ہمارے بچپن میں میرا خیال ہے کہ سب نے اپنے بچپن میں کھیل تماشے دیکھے ہوں گے اس وقت جو کچھ شعبدہ باز تھے یہ پرانی بات ہے۔ اب تو میرا خیال ہے ایسا شعبدہ موجودہ حکومت ہی دکھا سکتی ہے اس وقت وہ شعبدہ باز ایک مشین لیے پھرا کرتے تھے جس میں ایک طرف سفید کاغذ ڈالا ہوا ہوتا تھا اور دوسری طرف نوٹ نکلا کرتے تھے۔

جناب والا! ایسا ہی شعبدہ حکومت نے کر کے دکھایا کہ غیر جماعتی ووٹ ڈالا جا رہا ہے اور وسری طرف جماعتی نکلنے لگے اخبارات اس بات کے شاہد ہیں کہ وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ کے جو بیانات ں کیونکہ سب غیر جماعتی بنیادوں پر ووٹ ڈالے گئے وہ سب جماعتی ہو کر باہر نکلے ہیں۔ یہ ویسے ہی یک شعبدہ ہے۔

ید اقبال احمد شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ جو باتیں کر رہے ہیں ان کے متعلق چودھری مد اعظم چیمہ صاحب نے نشان دہی کی ہے کہ وہ ترمیم کی بات کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یک محرک بات کر رہا ہوتا ہے تو دوسرا محرک اس کے مطابق بات نہیں کر سکتا۔ repeat نہیں کر سکتا۔ ی بات دوبارہ نہیں کر سکتا۔ پہلے جو تین چار تقاریر ہو چکی ہیں یہ انہیں کے مطابق بات کر رہے ہیں ان و نئی بات کرنی چاہیے۔ نئی تجویز آنی چاہیے۔ ترمیم میں نئی بات لے کر آئیں۔ وہی بات کو دہرا رہے ں جو پہلے ان کے صاحبان تقریر کر چکے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ اور تھوڑا سا ل سے بھی کام لے کر بات کریں۔

اب ڈپٹی سپیکر، معزز ممبر درست فرما رہے ہیں اور میں چودھری صاحب سے یہ التماس کروں گا کہ repetition سے تھوڑا سا اجتناب فرمائیں۔

ل محمد افضل حیات، جناب والا! وہ کوئی بھی بات نہیں کر رہے جو کم از کم میں نے کی ہے وہ

نہیں کر رہے۔ یہ سب نئی باتیں ہیں۔ اور وہ کم از کم میری بات کو نہیں دہرا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں اقبال شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں یہ repetition ہی نظر آتی ہے کہ ساون کے اندھے کو ہر طرف ہریالی ہی نظر آتی ہے۔ وہ ساون کے اندھوں کی طرح ہیں۔ ان کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی میاں صاحب فرمایئے۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! یہ بات ہی جماعتی اور غیر جماعتی انتخابات کی ہے اس میں اور کیا ہے اس لیے جماعتی اور غیر جماعتی کا ذکر تو بار بار آتا ہے اور میں اپنے فاضل دوست سے یہ عرض کروں گا کہ ان کو عقل کے ناخن لینے چاہییں۔ شاہ صاحب کو عقل کے ناخنوں کی ضرورت ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ شیشے میں سے ہمیشہ اپنا ہی منہ نظر آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! براہ کرم cross-talk نہ کی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: شاہ صاحب کے کہیں اپنے ناخن آ گئے تو خدشہ ہے کہ وہ کہیں اپنا سر گنجا نہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا۔

چودھری محمد رفیق: آج شاہ صاحب بڑی سائڈ لے رہے ہیں یہ کیا بات ہے! یہ کوئی گھپلا لگ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ سے اس قسم کی باتوں کی امید نہیں ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! یہ جھرلو کیا ہے؟

Mr. Deputy Speaker: No cross-talk please, Shah Sahib.

جی فرمایئے میاں صاحب۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! جناب صدیق سالار صاحب نے یہ پوچھا ہے کہ جھرلو کیا ہے؟ وہ جھرلو تو میں نے عرض کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

Ch. Muhammad Rafique: You just put your vote on Non-Political basis in

the Ballot Boxes but comes out in the Muslim League.

یہ وہ بھرلو جو آپ نے ایجاد کیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے منظوری کے لیے یہ جو ترمیم پیش کی گئی ہے اور جس کی ہم مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب والا! اس ترمیم میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے میں پھر جناب والا! اپنی بات کو دھرا دیتا ہوں تاکہ میرے فاضل دوست جناب اقبال صاحب کو کوئی اعتراض نہ ہو کیونکہ ان کو عقل کے ناخنوں کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنی relevant تقریر کو جاری رکھیں۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! میں نے irrelevant بات کہی ہی نہیں اور نہ ہی میں اپنے scope سے باہر گیا ہوں۔

جناب والا! اس ترمیم 21۔اے کی شق نمبر 1 جو ہے اس کی تین چار لائینیں چھوڑ کر میں آگے پڑھتا ہوں۔

Use the name, Flag, Symbols, Ticket, Platform or support of a political party not shall raise any ethnic or regional slogans

جناب والا! یہ جو غیر جماعتی انتخابات ہیں ان کا فارمولا ہمارے موجودہ مارشل لاء حکمرانوں نے ایجاد کیا تھا اور جس کا پھل وہ آج بھی کھا رہے ہیں وہ فارمولا یہی تھا کہ وہ بھی غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرواتے تھے۔ اگر انگریز لوگوں کو بھی اس کا پتا لگ جاتا اور وہ بھی غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروانے شروع کر دیتے تو میں یہ وثوق سے بات کہہ سکتا ہوں کہ آج تک وہی لوگ ہم پر حکمران رہتے کیونکہ جو فامولا Divide and Rule کا انگریزوں نے ایجاد کیا تھا اس سے زیادہ سنگین نوعیت کا یہ غیر جماعتی انتخابات کا فارمولا ہے اور جو موجودہ حکومت نے ایجاد کیا ہے اس نے جناب والا! گھر گھر میں لڑائی ڈال دی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ethnic slogans نہیں ہونے چاہیئں ایک طرف کہتے ہیں کہ فرقہ واریت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب والا! میں وثوق اور دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں اور میرے خیال میں اس ایوان میں سے کوئی بھی رکن حلفاً یہ جانے کہ کیا یہ لوگ جو اس معزز ایوان میں بیٹھے ہیں کیا یہ اسی فرقہ واریت کی

پیداوار نہیں ہیں اور یہ انتخابات جو غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے ہیں انہوں نے گھر گھر میں لڑائی پیدا کر دی ہے دوسرے جو فرقہ واریت ہے اور خاص طور پر جو قومی فرقہ واریت ہے اس کے تحت آج آرائیں' آرائیں کا نعرہ لگا رہا ہے جٹ' جٹ کا نعرہ لگا رہا ہے اور گجر گجر کا نعرہ لگا رہا ہے راجپوت' راجپوت کا نعرہ لگا رہا ہے اور دوسری قومیں اسی طرح سے اپنی قومیت کے حساب سے اس اسمبلی میں اکٹھے ہوتے ہیں یہ سب کچھ اسی غیر جماعتی بنیاد پر ہی ہو رہا ہے۔ جناب والا! ہماری ساری قوم کو اسلام اور اسلامی نظریے کا قائل ہونا چاہیے لیکن پاکستان میں سرحدوں کے جو دعویدار ہیں وہ بھی آج دو گلی کا شکار ہیں۔ جناب والا! اسلام تو یہ کہتا ہے کہ کسی قسم کا بھی نسلی امتیاز نہیں ہونا چاہیے اور کالے گورے میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیے اور ہمارا آئین بھی ہمیں یہی حقوق دیتا ہے اس میں بھی اس قسم کا کوئی امتیاز نہیں ہے لیکن جناب والا! غیر جماعتی بنیادوں پر یہ جو انتخابات ہوئے ہیں انہوں نے اس سارے تصور کو تار تار کر دیا ہے اور ہمارے آئین نے ہمیں جو حقوق دیے ہیں انہوں نے ان کو بھی تار تار کر دیا ہے اور ہماری ایک قومیت کا تصور ہے اور پاکستانی قومیت کا تصور ہے یا مسلمان ہونے کا جو تصور ہے اس کو بھی کلی طور پر تار تار کر دیا ہے آپ قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم پاکستانی قوم ہیں آپ قطعی طور پر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم اسلامی رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔

جناب والا! یہ سب کچھ اس کا ثمر ہے کہ یہ جو غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوئے ہیں انہوں نے ایک تو ہر گھر میں لڑائی ڈال دی ہے دوسری ہمارے دل میں سے قومیت کے تصور کو باہر نکال دیا ہے اور آج ایک طرف قومی فرقہ واریت کے نعرے لگ رہے ہیں دوسرے جناب والا! لسانی نظریہ کا مسئلہ بن کر باہر آ گیا ہے اسی طرح سے دینی اور مذہبی فرقہ واریت بھی ہمارے اندر سے نکل کر باہر آ گئی ہے اسی طرح سے علاقائی تعصب نکل کر سامنے آ گیا ہے۔

جناب والا! یہ کچھ ان غیر جماعتی انتخابات کا نتیجہ ہے جس پر ہماری موجودہ حکومت فخر کر رہی ہے کہ ہم نے غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروائے ہیں لیکن جناب والا غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروانے کو جو انہوں نے بھرلو نکالا ہے وہ یہی تھا کہ دوسری سیاسی جماعتوں کو سیاسی عمل سے باہر رکھنے کے لیے یہی بھرلو ایجاد کیا گیا کہ جماعتوں کے جو ورکرز ہیں وہ بھی انتخابات لڑ سکتے ہیں ان کے عہدیدار بھی الیکشن لڑ سکتے ہیں لیکن وہ اس جماعت کا ٹکٹ استعمال نہیں کر سکتے اس کا نعرہ نہیں لگا سکتے اس کا جھنڈا استعمال نہیں کر سکتے لیکن جناب دو گلی تضاد اور منافقت کی زندہ مثال یہ ہے۔

میں آپ کے توسل سے اس معزز ایوان سے یہ پوچھتا ہوں خاص طور پر میں وزیر قانون سے یہ بات پوچھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ اپنی تقریر میں اس کا جواب دیں گے کہ سیاسی ورکرز یا اس جماعت کا ممبر تو الیکشن لڑ سکتا ہے لیکن وہ جھنڈا استعمال نہیں کر سکتا نعرہ نہیں لگا سکتا اور وہ اپنے اشتہار نہیں چھپوا سکتا لیکن جناب والا! یہ شق کس حد تک جائز ہے۔ جناب والا! ایک آدمی اس جماعت کا ممبر ہے اور ایک پارلیمنٹ کا ممبر ہے یا پھر ایک ایم۔پی۔اے یا سینیٹر ہے یا وہ قومی اسمبلی کا ممبر ہے یا جماعت کا عہدیدار ہے وہ الیکشن لڑتا ہے تو کیا وہ اپنی سیاسی حیثیت استعمال نہیں کرتا۔ جناب والا! یہ قانون کے اندر کتنی ambiguity ہے۔

جناب والا! میرا خیال ہے کہ میری اس بات کو follow کیا ہو گا کہ ایک معزز رکن اور جو پارلیمنٹ یا اسمبلی کا رکن ہے وہ تو الیکشن لڑتا ہے تو کیا وہ اپنی سیاسی حیثیت کو استعمال نہیں کرتا کیا اس کا وہ ثبوت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے لاہور کا میئر میاں اظہر ہے وہ نام تو لیتا ہے پنجاب مسلم لیگ کا۔ اور اس نے انتخاب لڑا ہے تو کیا اس نے اپنی سیاسی حیثیت استعمال نہیں کی۔ اسی طرح سے جتنے بھی دوسرے دوستوں نے الیکشن لڑا ہے کیا انہوں نے بھی اپنی سیاسی حیثیت استعمال نہیں کی۔

جناب والا! یہ قانون کے اندر ایک ambiguity ہے ایک طرف تو دوسری جماعتوں کو آپ نے پابند کر دیا ہے کہ بھئی آپ اس بنیاد پر انتخاب نہیں لڑ سکتے دوسری طرف مسلم لیگ کے سارے اختیارات استعمال کیے ہیں اور ان لوگوں کی امداد کی ہے اسی لیے تو وہ سارے بیانات فوراً ہی اخباروں میں آ گئے کہ بھئی ہماری مسلم لیگ کے تمام لوگ جیت گئے تو سب کچھ تو اسی طرح سے ہے کہ آپ نے بیلٹ بکس میں ووٹ تو غیر جماعتی بنیاد پر ڈالا لیکن اس کا جو نتیجہ نکلا یہ اسی طرح ایک شعبدہ بازی ہے کہ ایک طرف تو سفید کاغذ ڈالا اور دوسری طرف سے وہ نوٹ بن کر باہر نکل آیا تو یہ بھی اسی طرح سے ہے کہ ایک طرف آپ نے ووٹ ڈالے اور دوسری طرف سے مسلم لیگ باہر نکل آئی تو جناب والا! میں آپ کے توسل سے اس ایوان سے پرزور التماس کرتا ہوں کہ یہ جو ترمیم اس ایوان میں منظوری کے لیے پیش کی گئی ہے اس کو قطعی طور پر پاس نہیں کرنا چاہیے بلکہ آئین' قانون اور اسلام کی رو سے سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہیے اور سب کو ایک جیسے مواقع ملنے چاہئیں لہٰذا اس ترمیم کو قطعی طور پر پاس نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس کے مقابلے میں جناب والا! جو ہم نے ترمیم اس ایوان میں

پیش کی ہے وہ اس کے مقابلے میں دوئی یا منافقت کی صورت پیدا نہیں کرتی بلکہ ایک ہی جیسے مواقع پیش کرتی ہے۔ میں تو کہوں گا کہ غیر جماعتی بنیادوں کو چھوڑ کر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہونے چاہییں تاکہ تمام جماعتوں کو لوگوں کی خدمت کرنے کا اور انتخابات لڑنے اور حکومتیں بنانے کا ایک جیسا وقت ملے۔ اور جناب والا! ہماری قومی یکجہتی ہمارے قومی استحکام کا اور ہمارے ملک کے استحکام کا واحد راستہ بھی سیاسی جمہوری عمل ہے جس کے آگے ہماری حکومت نے بند باندھنے کی کوشش کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بند نہیں باندھا جا سکتا اور اگر یہ بند باندھ دیا گیا تو ایک وقت آئے گا کہ وقت اس باندھے ہوئے بند کو اور اس کے باندھنے والوں کو بہا لے جائے گا ان الفاظ کے ساتھ۔

جناب والا! میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور میں ایک بار پھر اس معزز ایوان کے اندر اپیل کرتا ہوں کہ اس سرکاری ترمیم کو نامنظور کیا جائے اور ہماری طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار غلام عباس صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ آپ نے جب ہماری ترمیم پیش کی کہ یہ کن کن ارکان اسمبلی کی طرف سے پیش کی گئی ہے تو آپ نے اس میں جناب فضل حسین راہی صاحب کا نام بھی پکارا تھا لیکن اب آپ نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے اور سپیکر صاحب کے حکم کے مطابق ان کو اس اجلاس کے اختتام تک ہاؤس سے نکالا گیا ہے اس لیے مجھے ان کا نام لینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! وہ ایوان میں تو تشریف نہیں رکھتے مگر لابی میں تشریف ضرور رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لابی میں جو بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان کو ایوان میں بولنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جب ہم لابی میں ہوتے ہیں تو آپ نام تو پکارتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کا نام پہلے پکار دیا تھا اب چونکہ یہ ان لوگوں کے نام ہیں جنہوں نے تقریر کرنی ہے اور وہ تقریر نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو ایوان سے نکال دیا گیا ہے اس لیے میں نے ان کا

نام نہیں پکارا۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! قانون سازی ہو رہی ہے۔ قانون سازی کے لیے تو کم سے کم آپ کو یہ اجازت دینی چاہیے کہ وہ معزز رکن جو ہیں وہ اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں اور میں آپ سے توقع کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہ فیصلہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کل بھی قائد حزب اختلاف نے پوائنٹ raise کیا تھا اور اس کے متعلق کل میں عرض کر چکا ہوں اس لیے اب میں آپ سے بھی استدعا کروں گا کہ اس میں repetition کی ضرورت نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات حقیقت ہے کہ ایک شعر غالباً حبیب جالب کا ہے کہ۔

بولتے جو چند ہیں سب ہی شرپسند ہیں
کھینچ لو ان کی زبان گھونٹ دو ان کا گلا

پھر یہ درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اس کے متعلق آپ ہی زیادہ بہتر بتا سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ، پھر تو جو بولتے ہیں وہ شر پسند ہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ چیئر کا فیصلہ ہے آپ اس کو contradict کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق میں تو کچھ عرض نہیں کروں گا۔ اب آپ تشریف رکھیے۔ سردار غلام عباس صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری محمد اسلم صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب غلام سرور خان۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سب صاحبان تشریف نہیں رکھتے۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن briefly یہ عرض کروں گا کہ موجودہ

ترمیم کے متعلق جو چند باتیں کہی گئی ہیں ان میں ایک تو یہ کہا گیا ہے کہ یہ جو انتخابات ہیں یہ جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہییں تھے جو کہ جماعتی بنیادوں پر نہیں ہوئے اس لیے موجودہ ترمیم کو نامنظور کیا جائے۔ دوسرا اس میں objection یہ ہے کہ پارٹی لیبل لگا کر' پارٹی کے نام پر الیکشن لڑنے والی بات کو delete کر کے پارٹی سسٹم کے تحت کیا جائے۔ تیسرا اس میں جو objection کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انکوائری کے متعلق as it deems fit اس کو نکال دیا جائے اور پھر مکمل انکوائری ہونی چاہیے۔ چوتھا اس میں یہ objection لیا گیا ہے اور جس کو delete کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ جب کوئی ایسا جرم ثابت ہو جائے۔ ایسی complaint ثابت ہو جائے تو اس کا بقایا عرصے کے لیے جو tenure نکالا جائے وہ 4 سال کے لیے نہ نکالا جائے۔ پانچویں بات جو کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ۔

> "Provided further that the Election Authority may authorise any officer to exercise the powers under sub-section (2)."

اس میں جوڈیشل آفیسر ہونا چاہیے تاکہ کسی گریڈ کا' کسی سکیل کا کوئی آدمی نہ لگا لیا جائے تو میں briefly یہ عرض کروں گا کہ تمام ممالک کی اگر تاریخ کو دیکھا جائے تو ماسوائے چند ممالک کے باقی تمام ممالک میں local bodies کے جو انتخابات ہوتے ہیں وہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہوتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس grass root level پر لوگوں میں آپس میں تفریق پیدا کر کے گروہ بندی پیدا کر کے لڑایا نہ جائے بلکہ ڈویلپمنٹ کی سطح پر جو لوگ منتخب ہوں ان لوگوں کو آپس میں مشترکہ مل کر کام کرنے کا موقع دیا جائے اور اس میں تفریق پیدا نہ کی جائے اس لیے تمام ممالک کے local bodies کے امور کو سامنے رکھتے ہوئے کہ وہاں بھی اسی طرح الیکشن ہوتے ہیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے گو سیاسی ہونے کی جہاں تک بات کی گئی ہے کہ غیر سیاسی بنیادوں پر الیکشن کروائے گئے ہیں۔ کسی پارٹی کا ممبر ہونا اس میں کوئی قدغن نہیں ہے۔ کسی پارٹی کا چیئرمین ہونا اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ کسی پارٹی سے تعلق ہونا اس میں کوئی پابندی نہیں ہے لیکن اگر پابندی ہے تو صرف یہ ہے کہ کسی پارٹی کا فلیگ یا کسی پارٹی کا نام لے کر اور اس کی بنیاد پر انتخاب نہ لڑا جائے تاکہ اس سطح پر لوگ آپس میں شیر و شکر ہو کر مل کر انتخاب لڑیں اور اکٹھے ہو کر اپنے علاقے کے ترقیاتی کام کریں۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اس لیے ضروری ہوا تاکہ اس قسم کی آپس میں منافرت نہ پھیلے اور

جہاں تک رفیق صاحب کی یہ بات ہے ویسے میں بڑا خوش ہوا ہوں کہ کبھی زندگی میں یہ چند باتیں اچھی بھی کر لیتے ہیں۔مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں بڑا مشکور ہوں ویسے بہت اچھی باتیں آپ نے کی ہیں۔ میں نے تو تسلیم کیا ہے اس پر بھی اعتراض ہے کہ آپ نے باتیں اچھی کی ہیں تو پھر میں اپنے یہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

(قہقہے)

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جناب وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں آج انہیں اچھا لگا۔ (قہقہے) بہت بہت شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیے۔ چودھری صاحب۔

وزیر قانون، یہ جو باتیں انہوں نے کی ہیں کہ جن بوتل سے باہر نکل آیا ہے۔ یہ ساری باتیں حکومت کرگزری ہے لیکن ان کے ذہن کے جو جن ہیں یہ وہ باہر نہیں نکال سکے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ انہوں نے آج انتہائی معقول باتیں کی ہیں۔ صحیح بات ہے۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! انہوں نے میرے دل کی بات کی ہے۔ میں نے یہ بات اس وقت اپنی بات میں نہیں کی تھی اب میں کہہ دیتا ہوں کہ وہ صدر صاحب نے فصلی بٹیروں کے ساتھ بات کی تھی نہ کہ فصلی بٹیرے مسلم لیگ کے بعد جس جماعت میں لیے گئے میں کہوں گا کہ اس میں "جاری کنویں کے لوٹے" کا اضافہ زیادہ موزوں ہے۔

وزیر قانون، بہرحال اپنے متعلق آپ جو بھی کہیں میں اس کی تردید نہیں کر سکتا۔ آپ اپنے متعلق جو بھی ارشاد فرمائیں گے میں اس کی تردید نہیں کروں گا تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جناب اس لیے یہ غیر جماعتی الیکشن کروائے گئے غیر سیاسی الیکشن نہیں کروائے گئے۔

سید طاہر احمد شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک فصلی بٹیرے ہوتے ہیں، فصلی لٹیرے بھی جناب آصف وردگ نے ایک سیاسی اصطلاح استعمال کی ہے تو فصلی لٹیرے کیا ہیں؟ وزیر قانون صاحب ذرا ہماری رہ نمائی تو فرما دیں۔ فصلی بٹیرے بھی ہوتے ہیں اور فصلی لٹیرے بھی ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر قانون، یہ قانونی اصطلاح نہیں ہے اس لیے اس کی تشریح میں نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اپنی جوابی تقریر کو جاری

رکھیں اور شاہ صاحب میں آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ ان کو تقریر کرنے دیں۔

وزیر قانون، تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ انتخابات غیر جماعتی ہوئے غیر سیاسی نہیں ہوئے اس لیے یہ بات بڑی واضح کر دی گئی ہے اور یہ اس تجربے کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے کہ اس سطح کے انتخابات جو ہیں وہ پارٹی بنیادوں پر نہیں ہونے چاہئیں۔

چودھری محمد رفیق، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! یہ بات بڑی ضروری تھی جناب وزیر قانون صاحب نے اپنے جوش خطابت میں یہ فرمایا ہے کہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پنجابی بولنے سے پہلے اس کی اجازت تو لے لیا کریں۔

چودھری محمد رفیق، پوائنٹ آف آرڈر ہے جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر سے مراد یہ تو نہیں ہے۔

چودھری محمد رفیق، انہوں نے فرمایا کہ یہ انتخابات غیر جماعتی ہوئے ہیں غیر سیاسی نہیں ہوئے۔ مجھے حیرت ہے کہ غیر جماعتی انتخابات غیر سیاسی کس طرح ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، یہ بات آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے چودھری صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ یہ جو as it deems fit ہے اس کے لیے میرے فاضل دوست اگر proviso پڑھ لیتے کہ۔

> "Provided that no such order shall be passed without affording the person concerned an opportunity of being heard."

یہ گارنٹی اس قانون میں موجود ہے کہ جس آدمی کے خلاف کوئی verdict دی جائے گی جب تک اس کو سنا نہ جائے اس کا ثبوت اس کے ساتھ فراہم نہ کیا جائے گا اس وقت تک الیکشن اتھارٹی اس کے خلاف

الزامات ثابت نہیں کرے گی۔ تیسری بات جو جناب والا میرے فاضل دوست نے آفیسر کے متعلق کی ہے کہ کوئی آفیسر بھی ہو سکتا ہے اس میں یہ ضروری اظہار ہونا چاہیے تھا کہ جوڈیشل آفیسر ہونا چاہیے تو میں اپنے فاضل دوست کی توجہ یہ اصل جو پرنسپل آرڈیننس ہے اس کی طرف مبذول کراؤں گا کہ اس میں Section 15(5) ہے جس میں گریڈ 19 کا آفیسر ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ چیئرمین الیکشن اتھارٹی جج آف دی ہائی کورٹ ہو گا اور ممبران جو ہوں گے۔

"5) A member of the Election Authority shall be a person who is or has been in the Service of Pakistan in grade 19 or above."

اس لیے ہر آفیسر اس میں نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کے سٹیٹس' اس کے گریڈ اور اس کے سکیل کے مطابق ایک بہت سینئر آفیسر جو سکیل 19 کا یا اس سے اوپر کا ہو یا رہا ہو اس کو الیکشن اتھارٹی کا ممبر لگایا جا سکتا ہے اس لیے میں عرض کروں کہ اس میں ایسا کوئی خدشہ موجود نہیں ہے کہ حکومت اپنی مرضی غلط طور پر استعمال کرے۔ اس لیے میں اب ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس کو reject کیا جائے اور گورنمنٹ کا جو آرڈیننس ہے اس کو پاس کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Speaker: The question is:

That in sub-clause (5) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, for the proposed Section 21-A of the Principal Act, the following be substituted, namely:-

"21-A. Bar on Election on Ethnic and Regional basis -

(1) Notwithstanding any other provision of the Ordinance, no person contesting an election under the Ordinance for the purpose of such election shall raise any ethnic or regional slogans

Provided that notwithstanding any order of any Court or Tribunal, a candidate shall not be disqualified from contesting

election by reason only of his being a member or office bearer of a political party.

(2) If the Election Authority, after such inquiry is satisfied that any person is acting or has been elected in contravention of the provisions of sub-section (1) it shall order that such person shall cease to be a candidate for such election or, as the case may be to be a member, and shall disqualify him for being elected as a member for the remaining period of the term of such local council:

Provided that no such order shall be passed without affording the person concerned an opportunity of being heard:

Provided further that the Election Authority may authorise any Judicial Officer to exercise the powers under sub-section (2)."

(The motion was lost)

Mr. Deputy Speaker: Next amendment is from Mian Afzal Hayat, Syed Tahir Ahmad Shah, Mian Riaz Hashmat Janjua and Ch. Mohammad Rafique. MianMuhammad Ishaque, Mr. Fazal Hussain Rahi, Sardar Ghulam Abbas, Ch. Mohammad Aslam and Mr Ghulam Sarwar Khan who also proposed the same amendment were not present in the House.

Mian Muhammad Afzal Hayat: Sir, I move:

"That in sub-clause (6) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, for the proposed sub-section (1) of

section 31 of the Principal Act, the following be substituted, namely":-

"(1) A Chairman or a Vice Chairman shall vacate office if a vote of no-confidence is passed against him in the manner prescribed, by a majority of the total membership of the Local Council."

Mr Deputy Speaker: The amendment moved is.

"That in sub-clause (6) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, for the proposed sub-section (1) of section 31 of the Principal Act, the following be substituted, namely":-

"(1) A Chairman or a Vice Chairman shall vacate office if a vote of no-confidence is passed against him in the manner prescribed, by a majority of the total membership of the Local Council."

Minister for Law: Sir, I oppose it.

جناب والا! یہ بڑی واضح ہے۔ اگر اس پر یہ بات نہ کریں تو---

میاں محمد افضل حیات، آپ اس ترمیم کو مان لیں گے؟ اس میں جناب والا میں زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف اتنی بات کروں گا کہ لوکل کونسلز میں جو قانون ہے کہ عدم اعتماد کی تحریک دو تہائی اکثریت پاس کرتی ہے۔ اس کا ایک اپنا ضابطہ ہے۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ The chairman looses the majority in the House اور اس کے باوجود He continues to be the chairman او وہ اکثریت کے فیصلوں کے خلاف کارروائی کرتا رہتا ہے۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ جس طریقہ سے اسمبلیوں کے اندر یہ قانون ہے کہ اگر قائد ایوان یا حکومت اکثریت loose کر جاتی ہے تو it resign

اسی طریقہ سے اگر لوکل کونسلز میں چیئرمین یا وائس چیئرمین اپنی اکثریت کو loose کر دیتے ہیں تو پھر ان کو بھی استعفیٰ دے دینا چاہیے۔ کیوں کہ یہ ایک جمہوری عمل ہے اور یہ جمہوری طریقہ پر جمہوری اصولوں کے تحت ہے۔ اب جب کہ آپ نے ان کا انتخاب بھی show of hands کے ذریعہ سے کر دیا ہے اور وہ سامنے آ کر ہر بات کرتے ہیں۔ اور اگر اقلیت میں ہو تو پھر یہ ظاہر بات ہے کہ اس لوکل کونسل کی جو کارکردگی ہے وہ بھی متاثر ہوگی۔ اس لیے ہم نے یہ تحرک کیا ہے کہ چیئرمین اس وقت تک چیئرمین رہے جب تک کہ اس کی ایوان میں اکثریت رہے۔ یہ ایک بہت جائز بات ہے۔ جس پر کسی حد تک وزیر قانون نے ابھی اعتراف بھی کر لیا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم پاس کر دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید طاہر احمد شاہ۔

وزیر قانون: اگر شاہ صاحب اس پر لمبی بات نہ کریں تو۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ دستور زباں بندی تو ختم ہونا ہی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ پر کوئی ایسا دستور لاگو نہیں ہو رہا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! منسٹر صاحب نے بیٹھے بیٹھے فرما دیا ہے تو اس لیے میں نے عرض کی ہے۔ جناب سپیکر! یہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979، میرے سامنے جس کی سیکشن 31 کی کلاز یہ ہے۔

"(31) (1) A chairman or a vice-chairman shall vacate office if a vote of no-confidence is passed against him in the manner prescribed, by two-third majority of the total number of members of the local council electing him."

جناب سپیکر! جب 1979، میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جاری کیا گیا تو اس وقت چونکہ مارشل لاء کا دور تھا اور 1979، میں منتخب ہونے والی لوکل کونسل کے اراکین میں سے بہت سے اراکین کو ان کی رکنیت سے معطل کر دیا جاتا تھا یا انہیں نا اہل قرار دے دیا جاتا تھا۔ اس صورت میں کئی ایسے منتخب اراکین کی عدم موجودگی میں کونسل کی پوری تعداد ایوانوں میں موجود نہیں ہوتی تھی تو اس وقت چیئرمین یا وائس چیئرمین مقامی حکومت کے اداروں کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کے لیے دو تہائی

اکثریت اور خاص طور پر جتنے ارکان کو منتخب کرتے تھے' یہ الفاظ تھے' اب موجودہ حکومت نے اس کلاز میں ترمیم کر کے electing him حذف کر دیا ہے اور اب موجودہ فارم یہ ہے۔

A Chairman or a vice-chairman shall vacate office if a vote of no-confidence is passed against him in the manner prescribed, by two third majority of the total number of members of the local council

جناب سپیکر! اس طریق کار کو تبدیل کیا گیا اور مجوزہ ترمیم جو زیر غور مسودہ قانون میں تجویز کی گئی ہے' اس میں منتخب کرنے والے اراکین کی بجائے لوکل کونسلز کی پوری تعداد کے دو تہائی اراکین کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو کسی بلدیاتی ادارے کے سربراہ یا نائب سربراہ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر کے اسے وہ معزول کر سکتے ہیں۔ یا اس سربراہ یا نائب سربراہ کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ 1979ء میں آئین پاکستان معطل تھا یا معرض وجود میں نہیں تھا یا پھر in force نہیں تھا' اس لیے اس وقت تو دو تہائی کی بات بھی سمجھ میں آتی تھی۔ مگر آج جب کے مارشل لاء کے وقت کے بنائے ہوئے قوانین کو عوام کی منتخب حکومت عوامی تقاضوں کے تحت یا حالات کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے تحت اس میں ترمیم ہی کرنا چاہتی ہے تو چاہیے یہ تھا کہ اسے آئین کے مطابق ترمیم کرتی۔ وہ آئین جو ہمیں ضمانت دیتا ہے کہ کسی بھی منتخب ادارے کے سربراہ یا نائب سربراہ کو اتارنے کے لیے آئین سے مماثلت رکھتے ہوئے ترمیم پیش کرتے تو ہمیں اس بات سے خوشی ہوتی کہ منتخب حکومت آئین کے مطابق قوانین میں ترامیم کر رہی ہے۔ میں اس موقع پر آئین کے آرٹیکل 95 کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

95. (1) A resolution for a vote of non-confidence moved by not less than twenty per-centum of the total membership of the National Assembly may be passed against the Prime Minister by the National Assembly.

(2) A resolution referred to in clause (1) shall not be voted upon before the expiration of three days, or later than seven days, from the

day on which such resolution is in the National Assembly

اب میں کلاز نمبر 3 کو نہیں پڑھتا۔ کیونکہ وہ یہاں پر مناسب نہیں ہے' اب میں کلاز نمبر 4 کو پڑھتا ہوں۔

(4) If the resolution referred to in clause (1) is passed by a majority of the total membership of the National Assembly, the Prime Minister shall cease to hold office.

جناب سپیکر! پارلیمنٹ صوبائی اسمبلیاں یا مقامی بلدیاتی ادارے چونکہ یہ سب منتخب اراکین پر مشتمل ایوان ہیں۔ اگر وزیر اعظم پاکستان کے لیے اگر کسی صوبائی حکومت کے وزیر اعلیٰ کے لیے آئین کے مطابق قوانین کے تحت سادہ اکثریت کے تحت' ملک کے وزیر اعظم کو یا صوبے کے لیے آئین کے مطابق قوانین کے تحت سادہ اکثریت کے تحت' ملک کے وزیر اعظم کو یا صوبے کے وزیر اعلیٰ کو سادہ اکثریت کے تحت قرارداد عدم اعتماد پیش کی جا سکتی ہے تو پھر مقامی بلدیاتی اداروں میں آئین کے مطابق سادہ اکثریت کے ساتھ vote of no-confidence کی گنجائش پیدا کرنے میں قانونی طور پر کیا امر مانع ہے۔ فرض کیجئے اگر پارلیمنٹ میں یا کسی بھی صوبائی اسمبلی میں حکومت یا treasury benches نے اگر بجٹ پیش کرنا ہو اور بجٹ پاس نہ ہو سکے تو کوئی حکومت جو ملکی یا صوبائی سطح پر بجٹ پاس نہیں کروا سکتی تو اسے پارلیمانی روایات اور بین الاقوامی مسلمہ اصولوں کے مطابق مستعفی ہونا پڑتا ہے۔ اسی طریقے سے یہ امر واقع ہے اور یہ ایک حقیقت ہے اور اکثر ہمارے دیکھنے میں یہ بات آئی ہے کہ کئی ایک بلدیاتی اداروں میں' حزب اقتدار طبقہ یا میئر کارپوریشن یا پھر چیئرمین لوکل کونسل اپنے اراکین کی اکثریت کی حمایت کھو بیٹھتا ہے اور اس طرح بجٹ پاس نہیں کروا سکتا۔ کیونکہ کارروائی کو پاس کروانے کے لیے سادہ اکثریت کی ضرورت ہے' وہاں پر دو تہائی کی اکثریت ضروری نہیں ہے۔ اس لیے جناب سپیکر اگر حکومت ان بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کو نائب سربراہوں کو زیادہ تحفظ دینا چاہتی ہے اور اپنے مقاصد کی تکمیل کرنا چاہتی ہے تو پھر ایک طرف تو یہ ترمیم کی جاتی کہ سادہ اکثریت کی حمایت اگر کسی بلدیاتی ادارے کا سربراہ یا نائب سربراہ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے' تو پھر اسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ یا اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ البتہ جو سیکشن 31 کی کلاز نمبر 2 ہے اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

31. (2) A motion of no-confidence against a chairman or a

vice-chairman shall not be moved before the expiry of six months from the date of his assumption of the office and a second or subsequent motion shall not be moved except with an interval of six months between the first and the second motion or any two subsequent motions.

جناب سپیکر! کیا ہی بہتر ہوتا کہ حکومت اس مجوزہ ترمیم کی بجائے یہ ترمیم پیش کرتی کہ ایک چیئرمین یا وائس چیئرمین کو اپنے ادارے میں سادہ اکثریت کا اعتماد کھو جانے کے بعد مستعفی ہونا پڑے گا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ البتہ اس کے ساتھ ساتھ ان کو تحفظ دینے کے لیے کلاز 2 میں چھ ماہ کی بجائے ایک سال کا عرصہ تجویز کر دیتے۔ یعنی جب سے سربراہ یا نائب سربراہ اپنے عہدے کا چارج لے لے تو اس میں چھ ماہ کی بجائے ایک سال کا وقت ان کو دے دیا جاتا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! چونکہ قانون سازی کے ذریعے اس ترمیمی شق کو قانون کا حصہ بنایا جا رہا ہے اور آئین پاکستان 1973، جو اس وقت نافذ العمل ہے اس کے خلاف ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت اس قسم کی قانون سازی کر کے آئین کے خلاف قانون سازی کر رہی ہے جو کہ کسی طریقہ سے بھی جائز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ ہم نے اور اس معزز ایوان کے ہر رکن نے رکن اسمبلی کی حیثیت سے حلف لیتے وقت یہ کہا ہے کہ ہم آئین پاکستان کی پاسداری کریں گے اور اس کا تحفظ کریں گے اگر حکومت اس قسم کی قانون سازی کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ آئین کی خلاف ورزی اور آئین کے خلاف، آئین کے متصادم قانون سازی تصور ہوگی۔ اس ایوان میں آئین اور قانون سے متصادم قانون سازی کی جا رہی ہے جو کسی طریقے سے بھی جائز نہیں ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ ہم نے اور اس معزز ایوان کے ہر رکن نے حلف لیتے وقت رکن اسمبلی کی حیثیت سے یہ حلف لیا ہے کہ ہم آئین پاکستان کی پاسداری کریں گے۔ اس کا تحفظ کریں گے۔ اگر حکومت اس قسم کی قانون سازی کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ آئین کی خلاف ورزی، آئین کے خلاف اور متصادم قانون سازی کی جا رہی ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اور اس معزز ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ چونکہ مجوزہ ترمیم مارشل لاء کے دور کے بنائے ہوئے قانون پر مہر ثبت کرنے کے مترادف ہے اس لیے زیرغور قانون میں سے

اس شق کو کم از کم حذف کیا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر . میاں محمد اسحاق صاحب (ایوان میں حاضر نہیں تھے) جناب ریاض حشمت جنجوعہ (ایوان میں حاضر نہیں تھے) چودھری محمد رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! پنجابی وچ بولن دی اجازت چاہواں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی فرمایئے!

چودھری محمد رفیق: جناب والا! مجھ سے تھوڑی دیر پہلے جناب طاہر احمد شاہ صاحب نے بڑے اچھے اور بڑےمفصل انداز کے ساتھ آئین کے حوالے کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سرکار کی طرف سے موجودہ ترمیم آئینی طور پر بھی اور قانونی طور پر بھی غلط ہے بلکہ وہی پرانی بات جو پچھلی ترمیم میں میرے دوسرے ساتھی نے اور میں نے عرض کی تھی کہ سیاسی مصلحتوں اور باقی ضرورتوں کے تحت جیسے جیسے دوسری دیگر ترمیمیں پیش کی گئیں اور وہ منظور کرائی گئیں یہ ترمیم بھی اس کا ایک حصہ ہے۔ جناب والا! یہ صاف ظاہر ہے کہ بلدیاتی انتخابات میں اس کے بعد حکومت نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر کوشش کی کہ ضلعی سربراہ چیئرمین حضرات یا شہری کمیٹیاں یا کارپوریشنیں جو ہیں ان کے سربراہ ہیں ان کے انتخابات میں سرکاری امیدوار نامزد کیے جائیں یا سرکاری امیدواروں کو ہی کامیاب کروایا جائے۔ اس ضمن میں سرکار کی بدنیتی دو ایک مثالوں کے ساتھ ثابت کرتا ہوں۔ پنڈی کے الیکشن جس طرح التواء میں رکھے گئے وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ حکومت کو وہاں اپنی واضح اکثریت نظر نہیں آتی تھی۔

اور جناب والا! جھنگ کے چیئرمین کا قصہ اس ایوان کے اندر جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک سے اس کی بات اس کی صدا اس کا احتجاج بھی اس ایوان کے اندر گونج رہا ہے کہ کس طرح سرکار نے مداخلت کر کے چیئرمین کا انتخاب کروایا یا اسے منتخب کروایا۔

جناب سپیکر! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مثال میں دیتا ہوں کہ وہاں کے ڈپٹی کمشنر کو محض اس بنیاد پر وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا کہ اس نے سرکاری امیدوار کو ووٹ لے کر نہیں دیے اور اس کو کامیاب نہیں کروا سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ اپنی امنڈمنٹ کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! میں اپنی ترمیم کے حوالے کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں اسی تناظر میں

یہ حوالہ دینا ضروری تھا کہ سرکار نے یہ دو تہائی والی ترمیم منظور کرنے کے لیے کیوں اس ایوان میں پیش کی؟ اس کا جناب والا! بنیادی طور پر سبب یہ تھا کہ حکومت نے بڑی مشکل کے ساتھ جس طرح فصلی بٹیرے اور بہتے کنویں کے لوٹے اکٹھے کیے اور جس طرح بڑی مشکل کے ساتھ ضلعی سربراہان کو کامیاب کروایا۔ جس سادہ اکثریت کے ساتھ جس اصول کے ساتھ ان کو کامیاب کروایا یا منتخب ہوئے اگر وہی اصول عدم اعتماد کا رکھا جاتا تو یقیناً وہ سربراہ نہیں رہ سکتے تھے۔ کچھ عرصے بعد لازمی طور پر کچھ نہ کچھ فرق پڑ جاتا۔ جس سادہ اکثریت کے ساتھ وہ کامیاب ہوئے اسی سادہ اکثریت کے ساتھ وہ لوگ جا سکتے تھے۔ سرکار کو یہ ترمیم پیش کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ سرکار کو ضلعی سربراہان کو کامیاب کرانے کے لیے لگانا پڑا۔ اور سرکار نہیں چاہتی تھی کہ سرکار کے جال میں سے وہ بہتے کنویں کے لوٹے یا فصلی بٹیرے نکل جائیں۔

جناب والا! اسی لیے دو تہائی اکثریت والی ترمیم پیش کی گئی ہے تاکہ دو تہائی اکثریت ان ایوانوں کے اندر اور ان ہاؤسوں کے اندر بن نہ سکے۔ اور ان ضلعی سربراہان کے خلاف عدم اعتماد نہ ہو سکے۔

جناب والا! اس لیے موجودہ حکومت ایک طرف جمہوری اور سیاسی عمل کی داعی ہے۔ اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ سیاسی اور جمہوری عمل کو اس نے جاری کیا اس بات کو بھی وہ فخر کے ساتھ ایوان کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ مارشل لاء سے آزادی دلائی اور سیاسی عمل کو بحال کروایا تو موجودہ حکومت نے کروایا۔ یہ بھی ایک محل نظر بات ہے اور اختلافی بات ہے میں اس پر نئی بحث نہیں چھیڑنا چاہتا۔ اگر موجودہ حکومت اس بات کی دعویدار ہے کہ مارشل لاء سے نجات حاصل کر کے سیاسی اور جمہوری عمل کو جاری کیا اور پھر یہاں آ کر وہ جمہوری عمل کہاں چلا جاتا ہے۔ یہاں آ کر یہ ضرورت ہے کہ سیاسی عمل کو جمہوری عمل کو مزید بڑھانے کے لیے یا اس کو مزید تقویت دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سیاسی اور جمہوری عمل کو جاری رکھا جائے تا کہ یہ ادارے مزید مضبوط ہوں تاکہ انفرادی شخصیت پرستی کی بجائے ادارے مضبوط ہوں جہاں سے لوگوں کو تربیت بھی ملتی ہے جہاں لیڈر شپ بھی پیدا ہوتی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس ترمیم کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ دو تہائی اکثریت کے ساتھ عدم اعتماد کی جو یہ ترمیم ہے اس کو پاس نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ سیاسی اور جمہوری عمل میں رکاوٹ آئی ہے اور قدغن لگتی ہے۔ اور یہاں بھی دوعملی اور تضاد واضح طور پر سامنے آ جاتا ہے کہ دو تہائی کے ساتھ ضلعی سربراہان یا بلدیاتی اداروں میں جتنے بھی سربراہ ہیں ان کے خلاف

عدم اعتماد کرانے کے لیے دو تہائی اکثریت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جبکہ اصولی طور پر لوگ سادہ اکثریت کے ساتھ کامیاب ہو کر آتے اسی طرح سادہ اکثریت کے ساتھ عدم اعتماد کا اصول رہنا چاہیے جبکہ ایوان بالا صوبائی اسمبلیاں یا ہماری پارلیمنٹ ہے ان میں بھی آئین کے تحت یہ ضمانت دی گئی ہے کہ سادہ اکثریت کے ساتھ ہی عدم اعتماد ہونا چاہیے یہ جو سیاسی اورجمہوری عمل کا ایک حصہ ہے اس لیے جناب والا! سرکاری ترمیم کی جگہ ہماری طرف سے پیش کی گئی ترمیم کو سادہ اکثریت کے ساتھ عدم اعتماد ہونا چاہیے۔ اس کو لیا جائے شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار غلام عباس صاحب (حاضر نہیں تھے)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی، کورم پورا تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا ہے۔ سردار غلام عباس صاحب (حاضر نہیں تھے) چودھری محمد اسلم صاحب (حاضر نہیں تھے)؛ مسٹر غلام سرور خان (حاضر نہیں تھے) جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا کہ دو تہائی اکثریت کی ترمیم کوئی نئی پیش نہیں کی جا رہی۔ یہ پہلے سے ایک قانون بنا ہوا ہے جس کے تحت دو تہائی اکثریت اس بل میں بھی موجود ہے۔ دراصل اگر غور سے ترمیم کو پڑھ لیا جاتا تو اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ اس سے کوئی چیز تبدیل کرنی مقصود نہیں تھی۔ مقصد یہ تھا کہ نہ اس قانون سے جو کہ statute group of 1979ء میں موجود ہے بلکہ اس سے پہلے بھی local bodies election میں چلا آ رہا ہے۔ یہ بات تو حکومت کے credit میں جاتی ہے کہ یہ پہلی سیاسی حکومت ہے کہ جس نے لوکل باڈیز کے الیکشن کروائے۔ آج تک کسی ایسی نام نہاد عوامی حکومت کا حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ لوکل باڈیز کے الیکشن کرواتی۔ اور اس طریقے سے لوکل باڈیز میں لوگ منتخب ہو کر آتے۔ ترمیم کا مقصد صرف یہ تھا کہ پہلے دو تہائی اکثریت the total number of members تھی لیکن اب 2/3 majority of total mmber of membership ہے۔ مقصد یہ تھا کہ کسی وقت جب عدم اعتماد کی تحریک پیش کی جائے اس وقت اگر کوئی سیٹیں خالی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں مختصراً عرض کروں گا کہ ایک تو یہ بات میری اس ترمیم کے ذریعے two third majority پر پیش نہیں کی جا رہی یہ پہلے سے ایک قانون بنا ہوا ہے جس کی بناء پر یہ two third majority اس بل میں بھی اسی طرح موجود ہے۔ دراصل اگر تھوڑا سا غور کے ساتھ اس ترمیم کو پڑھ لیا جاتا تو اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ اس clause سے کوئی چیز تبدیل کرنی مقصود نہیں تھی۔ یہ قانون جو موجود ہے اس پر 1979ء سے اور اس سے پہلے بھی local bodies کے انتخابات میں ایسے ہی چلا آیا اور یہ باتو حکومت کے credit میں جاتی ہے کہ یہ پہلی سیاسی حکومت ہے جس نے local bodies کے الیکشن کروائے ہیں۔ آج تک کسی بھی حکومت کو کسی بھی نام نہاد عوامی حکومت کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ local bodies کے الیکشن کرواتی اور اس طرح سے local bodies کے لوگ elect ہو کر آتے۔ اس ترمیمکا مقصد یہ تھا کہ پہلے two third majority of the total number of members تھی۔

اب two third majority of the total number of membership ہے۔ مقصد یہ تھا کہ کسی وقت جب no-confidence motion move کی جائے اس وقت اگر کچھ سیٹیں خالی ہوں تو two third majority of the present sitting members. کی شمار ہو گی اور اگر total number of membership کا لفظ آنے گا تو پھر sanctioned total number of members کی وہ two third majority ہو گی۔ two third majority رکھنے کا مقصد مقامی سطح پر جو پارٹی بازی ہے، جو instability ہے، جو عدم استحکام ہے اس کو ختم کر کے مقامی اداروں کو استحکام کی بنیاد پر چلانا اور روز بروز اس کو ایک کھیل نہ بنانا یہ حکومت کا منشا تھا تاکہ ایک استحکام کی بنیاد پر وہ ادارے کام کر سکیں اور اس کے لیے کچھ عرصہ گزار سکیں۔ جب مقامی سطح پر یہ حالات پیدا ہو جائیں گے اور وہ اتنے stable ہوں گے اور اس بناء پر ان کو simple majority سے remove کیا جا سکے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ اس وقت عین عوامی منشا کے مطابق اور ان اداروں کو استحکام کی بنیاد پر صحیح بنیادوں پر چلانے کا مقصد یہی ہے کہ two third majority رکھی جائے۔ اور اس سے کسی دفعہ یا قانون کے article کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس ترمیم کو reject کر کے جو حزب مخالف کی طرف سے move کی گئی ہے حکومت کی طرف سے ordinance کو پاس کیا جائے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اسے استحکام دینے کے لیے حسب سابق قائم رکھی گئی ہے۔ شکریہ!

Mr. Deputy Speaker: The amendment moved and the question is:-

"That in sub-clause (6) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, for the proposed sub-section (1) of section 31 of the Principal, the following be substituted, namely:-

"(1) A chairman or a Vice Chairman shall vacate office if a vote of no confidence is passed against him in the manner prescribed, by a majority of the total membership of the local Council."

(The motion was lost)

Mr. Deputy Speaker: Now, the question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE-3

Mr. Deputy Speaker: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. One amendment has been moved in it. Minister for Law and Parliamentary Affairs to move this amendment.

Minister for Law: I move:-

"That Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be deleted

Mr. Deputy Speaker: The amendment moved is:-

"That Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be deleted."

Mian Muhammad Afzal Hayat: Opposed.

Syed Tahir Ahmad Shah: Opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! جیسا کہ اس بات پر objection ہوا تھا کہ آرٹیکل 128 کے تحت جب کسی Ordinance کو بل کا حصہ بنانے کے لیے move کیا جاتا ہے اگر وہ تین مہینے کے اندر اندر پاس ہو جائے تو اس کے لیے اس clause کا ہونا ضروری ہے تاکہ دو متوازی قانون موجود نہ ہوں' ایک ایکٹ موجود ہو اور ایک Ordinance موجود ہو۔ تو یہ clause بل میں رکھنی پڑتی ہیں کہ اس Ordinance کو Repeal کیا جائے۔ اور Original clause یہ تھی

That the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance (II) (Second Amendment) of 1987, is hereby repealed.

اس کا Repeal کیا جانا اور اس clause کا رکھا جانا اس لیے ضروری تھا کہ اگر تین مہینے کے اندر یہ بل پاس ہو جاتا تو تب اس Ordinance کو Repeal کیا جانا ضروری تھا تاکہ ایک ہی وقت پر دو متوازی قانون موجود نہ رہیں۔ لیکن اب چونکہ وہ تین مہینے کا period expire ہو چکا ہے۔ اس لیے اگلی clause میں ہم نے short title میں ایک ترمیم move کر دی ہے۔ اس کا اطلاق کب سے ہو گا یہ غیر ضروری ہو گیا اس بناء پر اس کو delete ہو جانے کے لیے ہم اس کو withdraw کرتے ہیں اور withdraw پر میرے فاضل دوست کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ غیر ضروری ہے۔ اب اس Ordinance کو اس بل کے ذریعے Repeal کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ خود بخود ہی ختم ہو گیا ہے اس کے لیے اس clause کو رکھا جانا کہ یہ Repeal کیا جاتا ہے ضروری نہیں ہے۔اس لیے یہ تو ایک routine کی کارروائی ہے کہ اس کو delete کر لیا جائے اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے یہ تو delete اس لیے کیا جا رہا ہے کہ اس کے لیے اب Repeal کرنے کی ضرورت نہیں ہے next clause پر اگر آپ کا اعتراض ہو تو کر لیجئے یہ تو ہم ویسے ہی withdraw کرتے ہیں کہ اس کو Repeal کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس بناء پر یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اس کو ہم delete کر کے withdraw کرتے ہیں۔ اب اسے Repeal کیے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ!

سید طاہر احمد شاہ: فاضل وزیر قانون کی اتنی گریہ زاری کے بعد ہم انہیں معاف کرتے ہیں۔

Mr. Deputy Speaker: The amendment moved and the question is:-

"That Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, be deleted."

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The motion moved and the question is:-

"That Clause 3 of the Bill stands repealed."

(The motion was carried)

Clause - I

Mr. Deputy Speaker: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. One amendment has been moved in it. Minister for Law and Parliamentary Affairs to move his amendment.

Minister for Law: I move:-

"That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day on which the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance, 1987 stands repealed under Article 128 of the Constitution."

Mr. Deputy Speaker: The amendment moved is:-

"That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, the following be substituted:

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have

taken effect on and from the day on which the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance, 1987 stands repealed under Article 128 of the Constitution".

Mian Muhammad Afzal Hayat: Opposed

Syed Tahir Ahmad Shah: Opposed.

Mian Riaz Hashmat Janjua: Opposed.

Ch. Muhammad Rafique: Opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ جیسا کہ میں اس سے قبل بھی عرض کر چکا ہوں کہ Article 128 of the Constitution کی requirement یہ ہے کہ جب کوئی Ordinance نافذ کیا جائے تو اس کے تین ماہ کے اندر اندر اسے اسمبلی سے پاس کروایا جائے یا اسے تین مہینے کے اندر withdraw کر لیا جائے یا اسمبلی اس کو تین مہینے کے اندر reject کر دے اور کوئی ایسی قرارداد پاس کر دے تو وہ Ordinance قانون کی حیثیت رکھنے سے ختم ہو جائے گا حکومت نے موجودہ شکل میں اس کو بطور ایک مسودہ قانون کے Ordinance کی شکل میں Article 128 of the Constitution کے تحت اس کو اسمبلی میں Move کیا۔ چونکہ اس کو تین مہینے گزر چکے ہیں اور اب یہ ایک بل کی شکل میں اسمبلی کے سامنے موجود ہے۔ وہ تین مہینے گزرنے سے اس قانون کی افادیت پر اور اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن اس کی ایک قانونی ضرورت یہ تھی کہ جو دن ان تین مہینوں کے بعد اور اس بل کے پاس ہونے کے درمیان گزر جائیں اس کے اثرات بھی اس تاریخ سے مرتب کیے جائیں۔ چنانچہ اس ترمیم کو لایا گیا کہ یہ قانون فوری طور پر نافذ العمل ہو گا اور اس کا اثر اس تاریخ سے قائم ہو گا' اس تاریخ سے یہ لاگو تصور ہو گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانونی اہمیت کی ایک ضرورت ہے اس پر میرے فاضل دوستوں کو اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی ایسا مرحلہ پیش آتا ہے جس میں فاضل قائد حزب اختلاف نے بات اٹھائی تھی تو اس کو قانون کے ذریعے عدالتوں میں چیلنج کیا جا سکتا ہے اور اس کا نوٹس لیا جا سکتا ہے۔ لیکن موجودہ بل کے اس شکل میں پاس ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں قانونی نظیر موجود ہے۔ پہلے بھی اسمبلیاں سابقہ تاریخ سے کسی بھی قانون کو

لاگو کرتی رہی ہیں اور اس میں کوئی ابہام موجود نہیں ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس کی موجودہ ترمیم کے ساتھ اس short title کو اور اس بل کو منظور کیا جائے اور میرا خیال ہے کہ میرے فاضل دوست اس پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔

شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں محمد افضل حیات!

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! اس کا تھوڑا سا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا لیکن یہ بات بہت سنجیدہ ہے اور اسے بالکل lightly نہیں لینا چاہیے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ایک Second Amendment Ordinance لاگو کیا گیا ایک ہنگامی قانون کی صورت میں لاگو کیا گیا۔ اس کے بعد اس کو 90 دن کے اندر اندر بل کی شکل میں پاس کرانا قانون کی شکل میں ضروری تھا۔ اب ہوا یہ کہ 90 دن کے اندر اندر نہ تو اس ہنگامی قانون کو واپس لیا جا سکا اور نہ اسے پاس کرا سکے۔ اس لیے وہ ہنگامی قانون خود بخود ختم ہو گیا۔ It is no more in force till today

اب دوسری بات یہ ہے کہ اس بل میں نئی ترمیم لا کر اسے retrospective effect سے لاگو کیا جا رہا ہے۔ اس کے لیے بھی تاریخ نہیں دی گئی ایک پہیلی ڈالی گئی ہے کہ پہیلی بوجھ لو کہ کس دن سے یہ لاگو ہے۔ چاہیے تو یہ تھا اس میں تاریخ دی جاتی کہ فلاں تاریخ سے یہ لاگو ہو گا وہ تاریخ نہیں دی گئی۔ ہنگامی قانون جس کا حوالہ دیا گیا ہے وہ Repeal ہو چکا ہے۔ یہ ہنگامی قانون کے حوالے کی بجائے قانونی طور پر ویسے بھی اس کی تاریخ دینی چاہیے تھی۔ جبکہ وزیر قانون نے وہ Repeal کرائی ہے۔

اب تیسری بات یہ ہے کہ یہ retrospective effect سے لاگو ہو گا۔ کئی دفعہ اس میں کوئی شک نہیں ہم نے کئی بل retrospective سے پاس کیے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لیکن اس بل میں اوران بلوں میں ایک فرق ہے۔ اس میں ایک پینلٹی کلاز رکھی گئی ہے جو پینلٹی کلاز ہوتی ہے اس کے ذریعہ کسی کو سزا دینی ہوتی ہے۔ یا کسی کو جرمانہ کرنا ہوتا ہے۔ یا کسی نے unseat ہونا ہے یا کسی نے disqualify ہونا ہے۔ کیونکہ اب یہ پہلے والا قانون لاگو نہیں ہے اس وقت کوئی قانون اس قسم کا موجود نہیں ہے۔ جو Offence ہو چکے ہیں ان کو آج قانون پاس کر کے پرانی تاریخ سے ان کو سزا نہیں دی جا سکتی اس لیے مجھے سب سے زیادہ جو اعتراض ہے وہ retrospective effect

سے ہے۔ ویسے کوئی بھی ایسا قانون ہو تو اسے اچھی قانون سازی میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مجبوراً کئی دفعہ کیا بھی جاتا ہے۔ ٹیکسز میں کوئی پنیلٹی کلاز ہو یا disqualification ہو۔ unseating ہو۔ جرمانہ ہو۔ یا کوئی ایسی چیز ہو اگر کسی کا کوئی حق ہے وہ اس سے چھینا جا رہا ہے۔ اس کا حق اس سے لیا جا رہا ہے۔ حقوق دیے تو جا سکتے ہیں لیکن retrospective effect سے حقوق واپس نہیں لیے جا سکتے۔ اس لیے یہ جو کلاز 21 (اے) ہے یا تو اسے پوری کی پوری کو حذف کر دینا چاہیے۔ اسے پاس نہیں کرنا چاہیے تھا اس لیے اس کے ہوتے ہوئے یہ ترمیم بالکل غلط ہے۔ It is unjusufied illegal and immoral.

کیونکہ آپ کسی کو پرانی تاریخ سے یہ نہیں کہہ سکتے جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے جنہوں نے آج سے دس دن پہلے واسکٹ پہنی ہوئی تھی ان کو سزا ملے گی۔ آج اگر قانون ہو کل کوئی واسکٹ پہن کر آئے اسکو تو سزا مل سکتی ہے لیکن پرانی تاریخ سے کسی کو سزا نہیں مل سکتی۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی پارٹی کا symbol یا نام لے گا یا اس کا جھنڈا استعمال کرے گا یا ethnic slogan استعمال کرے یا regional اسے unseat کیا جائے گا اسے disqualify کیا جائے گا اور اسے چار سال کے لیے disqualify کر دیا جائے گا۔ یا اگر الیکشن سے پہلے آ گیا تو اسے الیکشن نہیں لڑنا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ ان حالات میں اس صورت میں یہ ترمیم پاس نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے retrospective effect سے لوگوں کے حقوق سلب کر رہے ہیں۔ یہ بالکل illegal بھی ہے unjustified بھی ہے اور immoral بھی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید طاہر احمد شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! کیونکہ میرے بہت ہی قابل احترام احباب اور معزز اراکین اسمبلی کا یہ مطالبہ ہے کہ میں اپنے خیالات کا اظہار اس موضوع پر نہ کروں تو میں ان کے اس مطالبے پر اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس موقع پر صرف آپ کی اجازت سے ان کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب میں نے اس صوبے میں پولیس سٹیٹ بنانے کے سلسلے میں یا پولیس کی زیادتیوں کے خلاف ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی تو اس پر میں نے بنظر غائر اراکین اسمبلی کا جائزہ

دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دل میرے ساتھ دھڑکتے تھے انہیں میرے ساتھ پوری ہمدردیاں تھیں اس لیے میں ایک اچھی روایت کے تحت کہ وہ اچھے کام میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں تو میں ان کے اس مطالبے پر سر تسلیم خم کرتے ہوئی کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Deputy Speaker: Motion moved and the question is-

That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf, the following be substituted,namely.-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day on which the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance, 1987 stands repealed under Article 128 of the Constitution."

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The question is.

That clause 1, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

Mr. Deputy Speaker: Now, we take up Preamble of the Bill. There is no amendment.

The question is.

"That Preamble do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

Mr. Deputy Speaker: There is no amendment.

The question is-

"That Long Title do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Minister for Law: I beg to move-

"That the Punajb Local Government (Second Amendment) Bill, 1988, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf be passed."

Mr Deputy Speaker: Motion moved. The question is-

"That the Punajb Local Government (Second Amendment) Bill, 1988, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Auqaf be passed."

(The motion was carried)

The Bill was Passed.

مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! مسودہ قانون (ترمیم) تجدید کرایہ شہری پنجاب مصدرہ 1988ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1988ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اپریل تک توسیع کی جائے۔

وزیر قانون: میاں صاحب! میں گزارش کروں گا کہ ہم اس کو اسی ایوان میں لانا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لیے آپ دو تین دن کی کوئی تاریخ رکھ لیں۔ اس میں پہلے دو دفعہ توسیع ہو چکی ہے۔

میاں محمد افضل حیات: اس میں توسیع بھی ہوئی ہے۔ اس میں صاحبان نہیں آئے تھے۔ سیشن کے دوران ممبران کے لیے آنا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسودہ قانون (ترمیم) تجدید کرایہ شہری پنجاب مصدرہ 1988ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1988ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنی کی میعاد میں مورخہ 30 اپریل تک توسیع کی جائے۔

میاں محمد افضل حیات، اگر یہ تین دن تک آ بھی جائے' پھر بھی یہ چودہ تک پیش نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون، آج میٹنگ رکھ لیں۔ کل سے آئیں۔

میاں محمد افضل حیات، آج تو میٹنگ ہو ہی نہیں سکتی۔

وزیر قانون، چلیے' پرسوں میٹنگ کر لیں۔

میاں محمد افضل حیات، پھر وہ نہیں آئے گا۔

وزیر قانون، چلیے' آپ تو دے دیں۔ وہ ہم دیکھ لیں گے کہ آتا ہے یا نہیں۔

میاں محمد افضل حیات، نہیں۔ پھر قانون پر اس اجلاس میں بحث نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون، قانون پر تو بحث ہو جائے گی اگر آپ اس کو مکمل کر لیتے ہیں تو۔

میاں محمد افضل حیات، جس طریقے سے بلڈوز ہو سکتا ہے۔ اس طریقے سے یہ نہیں ہو گا۔

وزیر قانون، بلڈوز نہیں۔ جس طریقے سے آج کیا ہے' اسی طریقے سے کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ تحریک منظور ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

قرارداد

جناب محمد اقبال، جناب والا! نے ایک قرارداد کو ری ڈرافٹ کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں عرض کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کے لیے آج پھر متعلقہ قانون کو معطل کرنا پڑے گا؟

جناب محمد اقبال، وہ تو جناب والا! نے اس دن حکم دے دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ فرمایئے۔

پنجاب اسمبلی کی گولڈن جوبلی تقریبات کے کامیاب انعقاد پر وزیراعلیٰ اور سپیکر کو خراج تحسین

جناب محمد اقبال، جناب والا! اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی کو گولڈن جوبلی کی تقریبات جس منفرد انداز میں منائی گئی ہیں' پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اس کی تاریخ نہیں ملتی۔

جمہوری قدروں کو فروغ دینے اور اعلیٰ پارلیمانی روایات قائم کرنے کے لیے یہ تقریبات عوامی سطح پر ایک خوشگوار تاثر قائم کریں گی اور ملکی یگانگت و استحکام کے لیے نہایت ہی سود مند ثابت ہوں گی۔ ان تقریبات کو اس انداز سے منانے کی تخلیقی سوچ کا سہرا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کے سر ہے جن کی ذاتی کوششوں' صلاحیتوں اور بھرپور توجہ سے ان تقریبات کا انعقاد ممکن ہو سکا۔ اس سلسلے میں جناب قائد ایوان میاں نواز شریف نے جو تعمیری کردار ادا کیا وہ بھی از حد قابل ستائش ہے۔ ان کی خصوصی سرپرستی سے تقریبات کی افادیت اور ان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں جو سہولت میسر آئی ہے یہ ان کی جمہوریت پسندی اور پارلیمانی روایات سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف میاں محمد افضل نے ان تقریبات میں تعاون فرما کر اپنی بھرپور جمہوریت پسندی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ یہ ایوان متفقہ طور پر جناب سپیکر! جناب قائد ایوان و جناب قائد حزب اختلاف اور عملہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس شاندار کارنامے اور کارکردگی پر دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین اور مبارک باد پیش کرتا ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور حکومت پنجاب سے سفارش کرتا ہے کہ عملہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ اس میں حکومت پنجاب نے مدد کی ہے اور میں نے ترمیم پیش کی تھی کہ ہم حکومت پنجاب کے بھی مشکور ہیں جس نے ان سب کاموں میں حصہ لیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب گل حمید خان روکڑی، حکومت سے مراد وزیر اعلیٰ ہوتا ہے۔ حزب اختلاف ہوتی ہے۔ سپیکر ہوتا ہے۔ تو اس ترمیم کی کوئی ضرورت نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! کیا آپ کے اختیارات میں یہ ہے کہ خوشامد کرنے کے وقت پر بھی کوئی حد مقرر کی جاسکتی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خوشامد کرنی کی کوئی حد مقرر نہیں جا سکتی۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں وزیر قانون صاحب کو عرض کروں گا کہ قانون سازی کے مروجہ طریق کار اور پارلیمانی روایات کو بلڈوز کر کے لوکل گورنمنٹ بل میں ترامیم پاس کرنے پر بہت بہت مبارک باد۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس بل کو "وگھرے کھوہ دے لوٹیاں دا بل" کہوں یا "فصلی بٹیروں" کا بل کہوں اس کو کیا نام دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :

" اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ ساز گولڈن جوبلی کی تقریبات جس منفرد انداز میں منائی گئی ہیں پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

جمہوری قدروں کو فروغ دینے اور اعلیٰ پارلیمانی روایات قائم کرنے کے لیے یہ تقریبات عوامی سطح پر ایک خوش گوار تاثر قائم کریں گی اور ملکی یگانگت و استحکام کے لیے نہایت ہی سود مند ثابت ہوں گی۔ ان تقریبات کو اس انداز سے منانے کی تخلیقی سوچ کا سہرا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کے سر ہے جن کی ذاتی کوششوں، صلاحیتوں اور بھرپور توجہ سے ان تقریبات کا انعقاد ممکن ہو سکا۔ اس سلسلے میں جناب قائد ایوان میاں نواز شریف نے جو تعمیری کردار ادا کیا وہ بھی از حد قابل ستائش ہے۔ ان کی خصوصی سر پرستی سے تقریبات کی افادیت اور ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں جو سہولت میسر آئی ہے، یہ ان کی جمہوریت پسندی اور پارلیمانی روایات سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف میاں محمد افضل حیات نے ان تقریبات میں تعاون فرما کر اپنی بھرپور جمہوریت پسندی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ یہ ایوان متفقہ طور پر جناب سپیکر! جناب قائد ایوان و جناب قائد حزب اختلاف اور عملہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس شاندار کارنامے اور کارکردگی پر دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین اور مبارک باد پیش کرتا ہے اور حکومت پنجاب سے سفارش کرتا ہے کہ عملہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دی جائے۔"

چودھری گل نواز خان وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے ایک ترمیم دی تھی کہ تمام ممبران یہ چاہتے ہیں کہ ممبران کی طرف سے سپیکر صاحب اور ڈپٹی سپیکر صاحب کو ایک میڈل دیا جائے اور ہم اس کا تمام خرچہ برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس میں یہ ترمیم کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! اگر آپ کوئی میڈل دینا چاہتے ہیں تو اس پر کوئی پابندی نہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! اگر یہ قرارداد میں نہیں آ سکتا تو ہم میڈل دینا چاہتے ہیں' اس کے لیے فکشن کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ ایک اور قرارداد لے آئیں' جو صرف میڈل کے لیے ہو۔ ویسے میڈل دینے کے لیے قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے اس روز بھی عرض کیا تھا کہ جب خرچکرنے کا وقت آیا' حکومت پنجاب نے خرچ کیا۔ مہمان نوازی کی۔ آپ کو حکومت پنجاب کے شکریے کے الفاظ اس میں درج کرنے ہوں گے۔ (نہیں کی آوازیں)

جناب محمد اقبال: جناب والا! جب میں نے قرارداد پیش کی تو اس پر آپ نے ایک کمیٹی تشکیل فرمائی تھی کہ اس قرارداد کو ری ڈرافٹ کر کے دوبارہ ایوان میں پیش کریں۔ جناب والا! کے حکم کے مطابق جتنے آپ نے اس کمیٹی کے ممبر منتخب کیے تھے' ان سب کے صلاح مشورے سے قرارداد اس ایوان کی خدمت میں پیش کی ہے اور یہ بالکل متفقہ ہے۔ جناب والا! یہ جو دینے والی بات ہے' تو یہ جو کچھ بھی سپیکر صاحب یا ڈپٹی سپیکر صاحب کو دینا چاہیں۔ وہ ان کی صوابدید ہے۔ جب چاہیں' دے سکتے ہیں۔ لیکن میری آپ کی وساطت سے پر زور اپیل ہے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! بڑی اچھی قرارداد پیش ہو رہی ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ایک عرض ہے کہ ہمارے ایک معزز رکن جناب فضل حسین راہی باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی شمولیت کے بغیر اس قرارداد کی کیا اہمیت ہے؟ انہیں واپس بلایا جائے اس قرارداد میں ان کی شمولیت بڑی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی شمولیت اس وقت ممکن نہیں۔

تو صاحبان' کیا آپ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرتے ہیں؟

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل 9 - فروری 1988ء

(سہ شنبہ 20- جمادی الثانی 1408ھ)

جلد' 12 شمارہ' 14

(بشمول شمارہ جات 1 تا 19)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1272
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)	1273
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1296
مسئلہ استحقاق :-	
وزیر خوراک کی جانب سے ایوان کو غلط حقائق کی فراہمی	1329
تحاریک التوائے کار :	
کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے منصوبہ کا تعطل کا شکار ہونا	1344
ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وکلاء پر تشدد	1345
تلور کے غیر قانونی شکار سے محکمہ جنگلی حیات کی [illegible]	1352
قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	1358

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

منگل' 9۔ فروری 1988ء

(سہ شنبہ' 20۔ جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝56 اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ
رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝57 وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝58
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝59 وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ
قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝60

سورۃ المؤمنون آیات 56 تا 60

یہ جلد جلد اُن کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں٥ بے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوتے ہیں ٥ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ٥ اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے٥ اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے٥

وما علینا الا البلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے ------- آج مواصلات و تعمیرات کے سوالات ہیں۔

چودھری غلام رسول!

چودھری غلام رسول، سوال نمبر 902۔

گوجرہ تا پنڈ دادنخان روڈ کی تعمیر

*902 **چودھری غلام رسول ،** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم فرمائیں بیان گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گوجرہ تا پنڈدادنخان روڈ کی تعمیر 1954ء میں شروع کی مگر دریائے جہلم کے جنوبی کنارے تک دومیل سڑک کا حصہ ابھی تک نامکمل ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مذکورہ حصہ کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر، وزیر مواصلات وتعمیرات!

وزیر مواصلات وتعمیرات، (سید افضال علی شاہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا یہ گوجرہ تا پنڈ دادنخان روڈ کی تعمیر کے بارے میں سوال ہے۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سڑک کے اس حصے کے فنڈز ہو چکے ہیں۔ موقع پر زمین کا قبضہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کو نہیں ملا۔ مالکان اراضی کو ادائیگی کے لیے لینڈ ایکوزیشن افسر سرگودھا مورخہ 27 فروری 1986ء کو بذریعہ چیک رقم مہیا کر دی گئی ہے۔ موقع پر قبضہ ملتے ہی سڑک کے اس حصے کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

چودھری غلام رسول، میرا ضمنی سوال ہے۔ تقریباً کتنے عرصہ میں مستقبل قریب میں یہ کام شروع کر دیا جائے گا۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! لینڈ ایکوزیشن سے جب بھی قبضہ مل گیا اسی وقت کام شروع کر دیا جائے گا۔ ابھی تک قبضہ چونکہ نہیں ملا۔ اس لیے کام شروع نہیں ہو سکا۔

چودھری غلام رسول ۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا جتنے کام پنجاب ہائی وے میں چار' پانچ سال سے رکے ہوئے ہیں آیا ان کے علم میں ہے کہ کتنے کام بلا وجہ رکے ہوئے ہیں ۔ کیا ان کے پاس کوئی ایسی فہرست ہے کہ اتنے سالوں سے کام بند پڑے ہیں؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب! یہ اس سوال کے متعلقہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

چودھری غلام رسول ۔ جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ اتنے سالوں سے جو کام بند پڑے ہیں ؟

جناب سپیکر، یہ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

چودھری غلام رسول، میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو کئی سالوں سے کام بند پڑے ہیں آیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ یہ اتنے سالوں سے کام بند پڑے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کے لیے سوال کا تازہ نوٹس آنا چاہیے ۔

چودھری غلام رسول ۔ میں کسی ایک کام کے متعلق تو نہیں پوچھ رہا ۔ میں تو عمومی بات کر رہا ہوں کہ جیسے انھوں نے جواب دیا کیا ان کے علم میں ہے کہ اتنے کام بند پڑے ہوئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ علم پوچھنا چاہ رہے ہیں یا سوال پوچھنا چاہ رہے ہیں۔ اگر سوال پوچھنا چاہ رہے ہیں تو تشریف لائیں یا سوال کا تازہ نوٹس دیں۔

جناب سپیکر، غالباً یہ دونوں کام چاہتے ہیں ۔ چودھری صاحب سوال بھی پوچھنا چاہتے ہیں اور آپ کا امتحان بھی لینا چاہتے ہیں۔

چودھری غلام احمد ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوجرہ یا پنڈ دادنخان سڑک کی لمبائی کیا ہے اور 34 سال کے عرصہ میں فی سال اس کی کتنی تعمیر ہوئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! گوجرہ تا پنڈ دادنخان روڈ کی تعمیر 1954 ء میں شروع کی گئی تھی ۔ سڑک کی کل لمبائی 7.25 میل ہے ۔ جس میں سے پنڈ دادنخان سے ہرن پور تک پانچ میل لمبی سڑک 1967 ء میں مکمل ہو گئی تھی ۔ جب کہ بقایا 2.25 میل چک نظام کے مقام پر مجوزہ پل کے approaches تھیں جنھیں پل کے مجوزہ سائٹ اور ڈیزائن کو مد نظر رکھ کر ہی بنایا جا سکتا

تھا۔ جناب آگے عرض کروں۔

جناب سپیکر: یہ چودھری غلام احمد صاحب کا ضمنی سوال تھا۔ اس کا جواب آپ نے دے دیا۔ اگلا سوال جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کا ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: 1623۔

محکمہ تعمیرات کے ذمہ گیس کرایہ اور ٹیلی فون چارجز کی ادائیگی میں تساہل کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی

*1623 **جناب ریاض حشمت جنجوعہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ سال 84-1983ء کے صفحات 56 تا 59 کے مطابق مبلغ -/82,480 روپیہ بصورت گیس چارجز کرایہ اور ٹیلی فون چارجز سرکاری اقامت گاہوں میں قیام کے ضمن میں سالہاسال سے بقایا چلے آ رہے ہیں۔ لیکن محکمہ تعمیرات کے افسران نے بار بار یاد دھانیوں کے باوجود ان کی وصولی کے لیے کوئی ٹھوس کارروائی نہ کی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وصولی میں غفلت کے مرتکب سرکاری ملازمین اور نادہند سرکاری ملازمین کے نام اور ان کے موجودہ عہدے کیا ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور مذکورہ رقم کب تک وصول ہونے کی توقع ہے۔

(ج) آڈٹ رپورٹ کے مطابق سرکٹ ہاؤس لاہور میں قیام پذیر رہنے کی بناء پر مبلغ -/7778 روپے مختلف ارکان اسمبلی کے نام بقایا ہیں۔ کیا ایسے ارکان کو ادائیگی کے لیے کوئی نوٹس جاری کیے گئے ہیں؟

راجہ خلیق اللہ خان: یہ بہت لمبا جواب ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی بات درست ہے۔ شاہ صاحب! یہ آپ کی سہولت کے لیے راجہ صاحب پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: (سید افضال علی شاہ) بڑی مہربانی جناب والا!

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: (سید افضال علی شاہ):

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ مبلغ -/82,480 روپیہ بصورت گیس چارجز و کرایہ ٹیلی فون چارجز سرکاری قیام گاہوں کے ضمن میں بقایا چلے آ رہے ہیں۔ یہ رقم مندرجہ ذیل چار حصوں پر مشتمل ہے۔

(i) <u>مبلغ -/56,902 روپیہ۔ سیونتھ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور۔ ڈرافٹ پیرا (1)17</u>

مبلغ -/56,902 روپیہ میں سے 635.26 روپیہ وصول کیا جا چکا ہے بقایا رقم مبلغ 56,266.74 روپیہ سابقہ ممبران قومی وصوبائی اسمبلیوں اور ملٹری آفیسران سے قابل وصول ہے۔ جن کو متعدد بار خطوط ارسال کیے گئے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی جواب نہیں دیا۔ یہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 1987ء کو زیر بحث لایا گیا۔ اورکمیٹی اس نتیجے پر پہنچی کہ واجبات کی وصولی نہیں کی جا سکتی اس لیے محکمے کو چاہیے کہ اس رقم کی محکمہ خزانہ سے قلم زدگی کرائی جائے write of sanction of F.D. پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے فیصلے کے مطابق محکمہ خزانہ کو لکھا جا چکا ہے تا حال محکمہ خزانہ سے نقصان کے قلم زدہ ہونے کا انتظار ہے۔

(ii) <u>مبلغ -/10,900 روپے پراونشل بلڈنگز ڈویژن اٹک ڈرافٹ پیرا (2)17</u>

مبلغ -/10,900 روپے گورنمنٹ ملازمین سے جو سرکاری قیام گاہوں میں رہائش پذیر تھے بطور کرایہ قابل وصول ہے۔ اس ضمن میں اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب سے متعدد بار رجوع کیا گیا کہ ان ملازمین کی تنخواہوں سے کرایہ وضع کیا جائے لیکن ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ وریں اثنا یہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 1987ء میں زیر بحث لایا گیا اورکمیٹی نے ہدایت جاری کی کہ محکمہ کا ایک خاص نمائندہ مقرر کیا جائے جو اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے متعلقہ نمائندہ سے رابطہ قائم رکھے اور اس محکمہ کی کارکردگی پر نظر رکھے یہ ہدایت متعلقہ آفیسر کو تعمیل کے لیے بھیج دی گئی ہے۔

(iii) <u>مبلغ -/7,778 روپے سیونتھ پراونشل بلڈنگز ڈویژن اٹک ڈرافٹ پیرا (3)17</u>

مبلغ -/7,778 روپے سابقہ ممبران قومی و صوبائی اسمبلیوں سے قابل وصول ہے جن کو محکمہ سے متعدد بار خطوط ارسال کیے گئے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی جواب نہیں دیا۔ تاہم اس رقم کی وصولی کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10۔ دسمبر 1987ء میں لایا گیا کمیٹی نے محکمہ کو ہدایت کی کہ اس رقم کی قلم زدگی خزانہ پنجاب سے حاصل کی جائے چنانچہ کمیٹی کے حکم کے مطابق اس رقم کی قلم زدگی محکمہ خزانہ پنجاب سے رجوع کیا گیا۔ محکمہ خزانہ پنجاب نے اس رقم مبلغ -/7,778 کو قلم زد (write off) کر دیا گیا ہے۔

(ii) <u>مبلغ -/6,900 روپے پراونشل بلڈنگز ڈویژن اٹک ڈرافٹ پیرا (4)17</u>

مبلغ -/6,900 روپے متذکرہ بالا (ii) رقم مبلغ -/10,900 کا حصہ ہیں اس لیے یہ رقم علیحدہ قابل وصول نہیں ہے۔ محکمہ آڈٹ نے اس وضاحت کو قبول کرتے ہوئے اس رقم کو ختم کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ معاملہ بھی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 1987ء میں زیر بحث لایا گیا اورکمیٹی نے اس معاملہ کو ختم کرنے کا حکم کیا۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ وصولی کے لیے یاددہانیوں کے کئی ایک خطوط بارہا ارسال کیے گئے ہیں۔ لیکن وصولی نہ ہو سکی۔

(ج) جی ہاں جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے نوٹس جاری کیے گئے مگر وصولی نہیں ہوئی۔ مگر خزانہ پنجاب نے مبلغ -/7,778 روپیہ کو قلم زد (write off) کر دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال ؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 56266.74 روپے میں سے کل کتنی رقم سابق ممبران صوبائی و قومی اسمبلی اور کتنی رقم ملٹری افسران کے طرف واجب الادا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا! مبلغ -/56902 روپے بابت کرایہ سرکٹ ہاؤس لاہور اور ٹیلی فون چارجز سابق ممبران قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی اور فوجی افسران سے قابل وصول ہیں ۔ اس

انجینئر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر اور چیف انجینئر کی طرف سے ممبران قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی اور فوجی افسران کو متعدد خطوط ارسال کیے گئے ہیں لیکن کسی ایک خط کا جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 1987ء میں زیر بحث لایا گیا اور کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ بقایا جات وصول نہیں کیے جا سکتے ۔ اس لیے اس رقم کو محکمہ خزانہ سے write off کرا دیا جائے ۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حکم کی بجا آوری کے لیے محکمہ خزانہ کی اس کل رقم کی قلم زدگی کے لیے تحریر کر دیا گیا ہے ۔ محکمہ خزانہ سے اس قلم زدگی کے بارے میں تا حال انتظار ہے ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! کیا یہ میرے سوال کا جواب ہے ؟

جناب سپیکر، جی نہیں! شاہ صاحب! سوال یہ تھا کہ یہ جو 56902/-روپے کے figures دیے گئے ہیں جو کہ سابق ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی اور ملٹری افسران کے ذمہ قابل وصول ہیں ۔ جنجوعہ صاحب چاہتے ہیں کہ ان میں سے یہ بتایا جائے کہ ملٹری افسران کے ذمہ کتنے ہیں اور ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کے ذمہ کتنے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس میں علیحدہ علیحدہ رقم نہیں دی گئی ۔ یہ رقم اکٹھی ہے ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! یہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ اکٹھی ہے ۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ یہ رقم علیحدہ علیحدہ بتائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! مجھے بتانے سے تو کوئی انکار نہیں ہے

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس پہ یہ فیصلہ کریں کہ یہ جو ضمنی سوال ہے اس کا صحیح جواب آپ اگلے وقفہ سوالات پہ اس ایوان کی میز پر رکھوائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ آپ ایک decide کیجیے کہ علیحدہ علیحدہ رقم نہیں بنی ۔ یہ کہیں کہ یہ علیحدہ علیحدہ رقم بنا کر جواب دیں ۔ پھر اس کا جواب دیا جا سکتا ہے ۔

جناب سپیکر، ہاں، علیحدہ علیحدہ رقم بنا کر دکھائی جائے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ جواب تو صحیح ہے ناں؟

جناب سپیکر، یہ جواب درست ہے ۔ لیکن جو ان کا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو ان کے ذمہ رقومات ہیں ان کا جواب علیحدہ علیحدہ دیا جائے ۔ اب علیحدہ علیحدہ کر کے ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے ۔ ٹھیک ہے

جناب جنجوعہ صاحب!

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! آپ ان کو بہت رعایت دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا جواب تو انھیں اسی وقت دینا چاہیے تھا۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن سابق ممبران صوبائی و قومی اسمبلی و ملٹری افسران کی طرف رقوم بقایا ہیں کیا اس معزز ایوان کو ان کے ناموں سے آگاہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

وزیر مواصلات وتعمیرات، جی بالکل کیا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب بھی ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب چاہتے ہیں کہ انھیں ابھی آگاہ کیا جائے کہ کن ممبران قومی و صوبائی اسمبلی و ملٹری افسران کے ذمے یہ واجبات ہیں۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! میں نے اس کا جواب اس لیے نہیں دینا چاہتا کہ یہ مسئلہ پہلے ہی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس تھا۔ میں نے سمجھا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ یہاں بھی ان کے نام لیے جائیں۔ اگر جنجوعہ صاحب ضد کرتے ہیں تو میں دے دوں گا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ 56266.74 روپے کی رقم سابق ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اور ملٹری افسران سے قابل وصولی ہے۔ کیا محض اس وجہ سے write off کرائی جا رہی ہے کہ محکمے نے ان کو رقم کی وصولی کے لیے خطوط لکھے اور انھوں نے ان کے جوابات نہیں دیے یا اس کی کوئی دیگر وجوہات بھی ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، میری گزارش یہ ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا اجلاس 10 دسمبر 1987ء کو ہوا تھا تو بحث میں یہ بات لائی گئی کہ اس معاملہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔ لہذا یہ جو کیا گیا ہے یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سفارشات کے مد نظر کیا گیا ہے۔اور جنجوعہ صاحب خود بھی اس کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر، جناب جنجوعہ اس کی وجہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، ان کو اس کی وجہ تو یہ پوچھنی چاہیے کہ اس کو write off کیوں کیا

گیا؟

جناب سپیکر، کیا خطوط کے نہ ملنے سے write off کرنے کا پروگرام ہے یا کوئی اور وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جو سرکٹ ہاؤس کے بقایا جات اور ٹیلی فون چارجز سابق ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اور مثری افسران سے صرف -/635 روپے وصول ہوئے اور بقایا -/56266 روپے ابھی واجب الادا ہیں - اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے اتنی تگ و دو کے بعد ان کی طرف سے کسی خط کا جواب نہیں آیا تو اس کی اور تو کوئی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی سوائے اس کے کہ write off کیا جائے - لہٰذا اسی وجہ سے write off کیا گیا اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی سفارشات کو بھی مد نظر رکھا گیا۔

چودھری غلام احمد ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ write off کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا وہ ممبران قومی و صوبائی اسمبلی یا مثری افسران بیرون ملک ہیں یا untraceable ہیں - ان کی جائیداد اس ملک میں موجود ہے یا نہیں -

سید اقبال احمد شاہ ، چودھری غلام احمد خان خود اس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ممبر ہیں جس میں انھوں نے write off کے لیے سفارش کی ہے -

جناب سپیکر، یہ سوال ہو چکا ہے - یہ اس کی repetition ہے - جناب سید اقبال احمد شاہ

سید اقبال احمد شاہ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس کمیٹی نے اس کو write off کیا - یہ اسی سے روپیہ وصول کیا جائے - یہ تو عوام کی ملکیت ہے - یہ قومی خزانے سے ایسے لٹا دینا کہ کمیٹی نے اتنی نالائقی سے کام لیا کہ اس کو write off کردیا ہے - اسی کمیٹی سے کیوں نہ وصول کیا جائے -

جناب سپیکر، جناب انصاری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری، جناب والا! سوال کے جز (ب) میں دیا گیا ہے کہ اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وصولی میں غفلت کے مرتکب سرکاری ملازمین اور نادہندہ سرکاری ملازمین کے نام اوران کے موجودہ عہدے کیا ہیں؟ ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور مذکورہ رقم کب تک وصول ہونے کی توقع ہے ۔جیسا کہ سوال کے جزو (الف) کے جواب میں یہ دیا گیا ہے

کہ وصولی کے لیے یاد دہانیوں کے کئی خطوط ارسال کیے گئے ہیں مگر وصولی نہیں ہوئی ۔ جناب والا! اس میں فہرست نام اور عہدے تو طلب کیے گئے ہیں ۔ جز (ب) کا مکمل جواب اس وجہ سے نہ آیا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس تھا ۔ وہاں اس کمیٹی کے پاس نام عہدے سب کچھ موجود تھا ۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس کو یہاں پہ لایا جائے۔ اگر فاضل ممبر اس چیز پہ stress کرتے ہیں تو ان کو یہ مہیا کر دی جائے گی۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! جب سوال محکمے کو جاتا ہے تو اس کا جواب مکمل نہ آئے تو کیا جناب منسٹر نے اس کے لیے کوئی کارروائی کی ہے ۔ کیا یہ ایوان میں بتایا جا سکتا ہے ۔

جناب سپیکر: کون سے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب محمد صدیق انصاری: اسی سوال کے جز "ب" جو کہ میں نے پڑھ کر سنایا تھا اور جز "ب" میں یہ تحریر ہے کہ نادہندگان سرکاری ملازمین کے نام اور ان کے موجودہ عہدے کیا ہیں ۔ اس کے جواب میں فہرست مع عہدے آنی چاہیے تھی ۔ جو کہ جواب کے ساتھ نہ آئی ہے ۔ اس کی میں نے وجوہات پوچھی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے کہ اس سوال کا جواب نہیں ہے ۔ شاہ صاحب! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سوال کے جز (ب) یہ ہے کہ اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وصولی میں غفلت کے سرکاری ملازمین اور نادہندہ سرکاری ملازمین کے نام اور ان کے موجودہ عہدے کیا ہیں ۔ ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور مذکورہ رقم کب تک وصول ہونے کی توقع ہے ۔ اس سوال کا جواب نہیں ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جب ان کے نام اور عہدے ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں گے تو میرے خیال میں جواب مکمل ہو جائے گا۔ میں نے پہلے عرض کیا کہ میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ چونکہ یہ پہلے ہی معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد ہے ۔ وہاں نام بھی ہوں گے ، عہدے بھی ہوں گے ۔ اگر فاضل ممبر insist کرتے ہیں تو نام ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں گے ۔

جناب محمد صدیق انصاری: جواب آنے تک اس سوال کو pending کیوں نہ کیا جائے ۔ اس کا

مکمل جواب ممبران کے پاس آنا چاہیے ۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب اس سوال کے محرک ہیں ۔ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! آپ نے خود محسوس فرمایا ہو گا کہ یہ کسی لحاظ سے بھی جواب مکمل نہیں ہے ۔ یا تو پھر مجھے اس پر تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ یا انھیں موقع دیں کہ اسی سیشن کے دوران یہ دوبارہ صحیح جواب تیار کروا کر ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس سوال کا جواب آپ کا محکمہ کب تک دے سکتا ہے؟ جامع جواب جس میں یہ تمام باتیں واضح ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پرسوں تک دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، تو گیارہ تاریخ کو وقفہ سوالات میں یہ پیش کیا جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، بہت بہتر' جناب والا!

جناب سپیکر، گیارہ تاریخ کو وقفہ سوالات نہیں ہے ۔ پھر چودہ تاریخ کو پیش کیے جائیں۔

وزیر مواصلات تعمیرات، ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ریاض حشمت جنجوعہ!

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، سوال نمبر 1624۔

ٹنڈر کوٹیشن طلب کیے بغیر خریداری کے مرتکب محکمہ تعمیرات کے افسران کے خلاف کارروائی کی تفصیل

*1624 جناب ریاض حشمت جنجوعہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) آیا یہ درست ہے کہ آڈٹ رپورٹ کے مطابق پراونشل بلڈنگ ڈویژن نمبر 7 لاہور میں مبلغ -/70,3,096 روپیہ مالیت کی مقامی خریداری کی گئی لیکن اس ضمن میں کوئی ٹنڈر یا کوٹیشن طلب نہ کی گئی آڈٹ نے اس بدعنوانی کی نشاندہی جون 1997، میں کردی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس بے ضابطہ اور غیرقانونی خریداری کے ذمہ دار افسر کا نام اور اس کا موجودہ عہدہ کیا ہے۔

(ب) مقامی خریداری کن اشخاص کی معرفت کی گئی کیا ان کا محکمہ سے رابطہ قائم ہے۔

(ج) بدعنوانی کے ذمہ دار افسر کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور کیا اس بارے میں کوئی تحقیقات کی گئی ہے اور وہ افسر اب کس عہدہ پر تعینات ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعمیرات میں مقامی خریداری کے نام پر سرکاری فنڈز خوردبرد کیے جاتے ہیں۔ موجودہ حکومت اس خوردبرد کو روکنے کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ سیونتھ پراونشل بلڈنگ ڈویژن لاہور نے مبلغ -/70,3,096 روپیہ خریداری کی ادائیگی بحکم ملٹری سیکرٹری گورنر پنجاب لاہور کی ۔ یہ سامان براہ راست ملٹری سیکرٹری گورنر پنجاب لاہور نے خودخریدا اور بلوں کی ادائیگی کے لیے سیونتھ پراونشل بلڈنگز ڈویژن لاہور کو حکم جاری کیا۔ لہذا سیونتھ پروانشل بلڈنگز ڈویژن لاہور نے کوئی بدعنوانی نہیں کی۔ اس وقت ملٹری سیکرٹری گورنر پنجاب کے عہدہ پر لیفٹیننٹ کرنل سید ذوالفقار علی صاحب تعینات تھے۔ یہ معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 1987، کو زیرغور لایا گیا۔ کمیٹی نے محکمہ کو ہدایت کی محکمہ خزانہ سے اس کی باقاعدہ منظوری regularization لی جائے جس کے لیے محکمہ خزانہ کو لکھ دیا گیا ہے۔

(ب) مقامی خریداری مختلف اشخاص/ فرموں کے ذریعے کی گئی جن کا محکمے سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

(ج) مندرجہ بالا پیرا (الف) کی روشنی میں یہ بدعنوانی نہیں ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا میں مقامی خریداری کے نام پر سرکاری فنڈز خوردبرد کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال؛ جناب ریاض حشمت جنجوعہ!

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ -/703096 روپے کی جو خریداری کی گئی اس میں کون سا سامان خریدا گیا اور کس مقصد کے لیے خریدا گیا؟

جناب سپیکر، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! جواب کے جز (ب) میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ مقامی

خریداری مختلف اشخاص / فرموں کے ذریعے کی گئی جن کا محکمہ سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، کیا آپ نے ضمنی سوال سنا ہے؟ جنجوعہ صاحب! اپنا سوال دہرائیے گا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہا ہے کہ -/703096 روپے کی جو مقامی خریداری کی گئی اس میں کون سا سامان خریدا گیا اور اس سامان کا مصرف کیا تھا، کس مقصد کے لیے سامان خریدا گیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ملٹری سیکرٹری competent authority ہیں۔ یہ لسٹ پی اے سی کو قبل ازیں مہیا کی جا چکی ہے ۔ اور ویسے بھی یہ fresh question بنتا ہے اگر جنجوعہ صاحب ذرا غور کریں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! آپ نے اپنے کچھ اختیارات کیا چودھری گل نواز صاحب کو بھی دے دیے؟

جناب سپیکر، جی۔ کیا یہ relevant question ہے۔ کہ کون سے سامان کی رقم خرچ کی گئی اور کون سا سامان خریدا گیا۔ جناب منسٹر سی اینڈ ڈبلیو یہ تو بڑا relevant ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ،جناب سپیکر! 7 لاکھ 3 ہزار 96 روپے کے کل اخراجات جناب ملٹری سیکرٹری برائے گورنر پنجاب لاہور نے خود کیے۔ ایگزیکٹو انجینئر 7th Provincial Building Division, Lahore نے صرف اس خریداری کی ادائیگی بحکم ملٹری سیکرٹری برائے گورنر پنجاب لاہور کی تھی۔ مبلغ 7 لاکھ ' 3 ہزار 96 روپے کی خریداری کا معاملہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 10 دسمبر 1987ء میں زیر بحث لایا گیا اور مندرجہ ذیل فیصلے صادر فرمائے گئے جو میں ابھی عرض کیے دیتا ہوں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے سفارش کی کہ مبلغ 7 لاکھ 3 ہزار اور 96 روپے کی مقامی خریداری کے لیے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جائے۔ محکمہ خزانہ کی منظوری اور آڈٹ کی تصدیق کی شرط کے ساتھ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے اس معاملے کو ختم کر دیا ہے۔ مبلغ 7 لاکھ 3 ہزار 96 روپے کے اخراجات کی ضابطہ بندی کے لیے محکمہ ہذا نے محکمہ خزانہ کو بحوالہ چٹھی نمبر PAC-1-235\PB-2/83-84\123 مورخہ 4 نومبر 1986 کو تحریر کر دیا تھا تاحال محکمہ خزانہ کی ضابطہ بندی اخراجات کا انتظار ہے۔

اب جناب والا! یہ تو میرا جواب ہے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے پاس ساری رپورٹ پہنچ چکی ہے اور انھوں نے اس معاملے کو ختم بھی کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ اسے write off کر دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں!

جناب سپیکر: لیکن ہاؤس میں یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ جو رقم خرچ کی گئی وہ کن اشیاء پر خرچ کی گئی۔ تو اس سلسلے میں اس وقت اگر آپ اس کا جواب نہیں دے سکتے ہیں-----

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس پر میں عرض کیے دیتا ہوں۔ میرے فاضل رکن اگر اس پر insist کرتے ہیں تو ان کو یہ لسٹ provide کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی ہاں ! یہی بات ہے ۔ اس ضمنی سوال کا جواب 14۔ تاریخ کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال کے جواب جز (الف) میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ سامان براہ راست ملٹری سیکرٹری برائے گورنر پنجاب لاہور نے خود خریدا اور بلوں کی ادائیگی کے لیے 7th Provincial Building Division Lahore کو حکم جاری کیا لہذا 7th Provincial Building Division Lahore نے کوئی بدعنوانی نہیں کی۔ جناب والا! انھوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے تو میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ 7th Provincial Building Division, Lahore نے تو خود کوئی بدعنوانی نہیں کی۔ اس سامان کی لوکل پرچیز کرتے وقت گورنر پنجاب کے ملٹری سیکرٹری نے کوئی بدعنوانی کی یا نہیں؟ گورنر کے ملٹری سیکرٹری کو کس قانون کے تحت یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ لوکل پرچیز کریں' جبکہ لوکل پرچیز کرنا بھی محکمے کا کام تھا!

جناب سپیکر: یعنی آپ کا سوال یہ ہے کہ کس ضابطہ کے تحت ملٹری سیکرٹری صاحب نے لوکل پرچیز کی تھی۔؟ آپ کے خیال کے مطابق یہ کام بھی محکمے کا ہے۔ جی منسٹر سی اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! فاضل ممبر فرما رہے ہیں کہ 7th Provincial Builing Division, Lahore نے بدعنوانی نہیں کی۔ یہ کسی چیز کی نشان دہی کریں تو اس پر چھان بین کی

جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں یہ بدعنوانی کی بات نہیں ہے۔ وہ پوچھتے یہ ہیں کہ کن رولز کے تحت ملٹری سیکرٹری نے لوکل پرچیز کی جبکہ لوکل پرچیز بھی محکمے کا کام ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! گورنر کے ملٹری سیکرٹری بھی competent authority تھے۔ انھوں نے یہ پرچیز کی اور ہمارے محکمے یعنی 7th Provincial Building Division, Lahore نے صرف اس خریداری کی ادائیگی بحکم ملٹری سیکرٹری برائے گورنر پنجاب لاہور کی۔

جناب سپیکر، آپ کا خیال یہ ہے کہ رولز کے مطابق ملٹری سیکرٹری competent authority ہیں۔ وہ لوکل پرچیز کر سکتے ہیں۔ یہی آپ کا جواب ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی ہاں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کس رول کے تحت competent authority ہیں۔؟

جناب سپیکر، اس کے لیے fresh question درکار ہے........ جی اگلا سوال 1699 میاں محمود احمد صاحب کا ہے --- جی میاں صاحب۔ سوال نمبر 1699 فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے

چودھری غلام احمد خان، سوال نمبر 1699 میاں محمود احمد صاحب کے ایماء پر چودھری غلام احمد خان صاحب نے پیش کیا)

شیخوپورہ تا مرید کے روڈ کو کشادہ کرنے کے اقدامات

*1699 میاں محمود احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ تا مرید کے روڈ انتہائی خستہ حالت میں ہے اور سڑک ٹریفک کے دباؤ کی نسبت بہت تنگ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیخوپورہ تا گوجرانوالہ روڈ کی مرمت ہونے کی وجہ سے اس سڑک پر ٹریفک کا بوجھ اور بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حکومت مذکورہ بالا سڑک کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ علاوہ ازیں

جب تک مذکورہ سڑک کشادہ نہیں ہوتی تو کیا حکومت اس کی مرمت اور کناروں پر مٹی ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

جناب سپیکر، کیا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، نہیں جناب - میں اسے پڑھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، در اصل سوال کے محرک ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ اور طریق کار یہ ہے کہ جو ممبر ایوان میں موجود نہ ہوں تو ایوان کا وقت بچانے کے لیے اسے پڑھا گیا تصور کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ بھی پڑھا گیا تصور ہو گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے۔

(ج) اس سڑک کی کشادگی فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی 1984ء کی ٹریفک شماری کے مطابق اس سڑک پر روزانہ 700 مشینی گاڑیاں چلتی ہیں جو کہ سڑک کی کشادگی کے لیے حکومت کی مقرر کردہ تعداد سے کم ہے۔ شیخوپورہ گوجرانوالہ کی تعمیرومرمت کی وجہ سے شیخوپورہ مرید کے روڈ پر ٹریفک کا دباؤ بڑھ گیا ہے جس سے سڑک کی حالت خستہ ہے مرمت اور کناروں پر مٹی ڈالنے کے لیے تخمینہ جات تیار کیے جا رہے ہیں۔ منظور ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ تاہم سالانہ مرمت کا کام جاری ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال جناب چودھری غلام احمد خان!

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! جواب میں لکھا ہے کہ اس کی کشادگی کا کام فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ یہ سڑک تو مرید کے سے نارنگ تک کشادہ ہو چکی ہے' اس کا جو بقایا حصہ ہے اس کے متعلق کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کیا وہ پروگرام میں شامل ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! ان کے جواب سے میرا یہ سوال بنتا ہے کہ اس سڑک کی کشادگی فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے جبکہ یہ امر واقعہ ہے کہ مرید کے سے نارنگ تک

سڑک کی کشادگی ہو چکی ہے۔ اب ان کو بات تو اگلے حصے کی کرنی ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں چودھری صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ شیخوپورہ مریدکے روڈ ہے نہ کہ مریدکے نارووال روڈ۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! انھوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ اس کا ابھی ایک حصہ بقایا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ اس کا کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ --- اگلا سوال چودھری غلام احمد خان صاحب کا ہے۔ جی چودھری صاحب۔

چودھری غلام احمد خان، سوال نمبر 1718۔

نارووال ظفروال سڑک کو کشادہ کرنے کے لیے اقدامات

*1718 **چودھری غلام احمد خان،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نارووال مرید کے سڑک کو کب تک کشادہ کیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نارووال ظفروال سڑک بہت پرانی اور تنگ ہے اور اس پر زیادہ رش ہونے کی وجہ سے ٹریفک میں دشواری پیدا ہو رہی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا سڑک کو کشادہ کرنے پر غور کر رہی ہے اگر ایسا ہو تو کب تک، اس سڑک کو کشادہ کیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! کیا یہ بھی پڑھا ہوا تصور ہوگا۔

جناب سپیکر، جی۔ نہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، (سید افضال علی شاہ)،

(الف) اس سڑک کو کشادہ کرنا فی الحال حکومت کے کسی پروگرام میں نہیں ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ج) فی الحال وسائل کی کمی اور کم ترجیح کی وجہ سے ان سڑکوں کو کشادہ کرنے کا کام

حکومت کے کسی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال، چودھری غلام احمد خان!

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا یہ معیار پر پوری اترتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، یہ تو سوال میں آ چکا ہے کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے ان سڑکوں کو کشادہ کرنے کا کام حکومت کے پروگرام میں شامل نہیں ہے۔۔۔۔۔ کوئی اور ضمنی سوال۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! یہ حکومت کے پروگرام میں تو شامل ہے۔ یہ سڑکیں کشادہ ہو رہی ہیں۔ اس سڑک کے متعلق میں نے پوچھا ہے باقی کا تو میں نے نہیں پوچھا۔

جناب سپیکر، اس کی کوئی خاص وجہ ہو سکتی ہے۔؟ جناب منسٹر سی اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! ہمیشہ سڑکوں کو priorities دی جاتی ہیں اور ان پر آمدورفت کا جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر سب سے پہلے وسائل کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ تو میرے خیال میں جز (ج) میں میں یہ جواب دے چکا ہوں۔

جناب سپیکر، جی اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب کا ہے۔ جی میاں صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

جناب سپیکر، اگلا سوال بیگم شاہدہ ملک صاحبہ کا ہے۔ جی بیگم صاحبہ۔

بیگم شاہدہ ملک، سوال نمبر 2178۔

نورے والا سے دادا گولڑہ سڑک کی تعمیر و مرمت

*2178 **بیگم شاہدہ ملک،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) خوشاب نوشہرہ روڈ کب بنائی گئی تھی نیز کتنی مرتبہ اس کی مرمت کروائی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک نورے والے سے دادا گولڑہ کے مقام تک پہاڑی ہے اور اکثر جگہوں پر تنگ ہے۔

(ج) کیا یہ درست کہ دو بسیں اگر آمنے سامنے آ جائیں تو ان کا گزرنا ناممکن ہوجاتا ہے نیز یہ کہ

حفاظتی دیوار بھی گر چکی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچی پلیوں اور حفاظتی دیوار کی عدم موجودگی کی وجہ سے کئی حادثات ہو چکے ہیں۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تنگ پہاڑی سڑک کو چوڑا کرنے حفاظتی دیوار بنانے اور کچی پلیوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک' اس ضمن میں کارروائی کی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) یکم اپریل 1928ء کو خوشاب نوشہرہ روڈ (سنگل روڈ تعمیر ہوئی) خوشاب تا کٹھوائی 1951ء میں تعمیر کی گئی ۔ کٹھوائی تا نوشہرہ 1963ءمیں تعمیر کی گئی۔ ضرورت اور فنڈ کی فراہمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی سالانہ مرمت ہوتی رہتی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ لمبائی میں سڑک کی مجموعی اوسط چوڑائی 18 تا 24 فٹ ہے جب گولائیوں کے اوپر 32 فٹ ہے۔ بسوں کو آپس میں کراس کرنے میں دشواری ویسے بھی ہوتی ہے جیسا کہ اس قسم کے دیگر پہاڑی علاقوں کی سڑکوں میں ہوتا ہے۔ مگر آپس میں کراس کرنا ناممکن نہیں۔ اگر کوئی حفاظتی دیوار بارش کی وجہ سے گرتی ہے تو اس کو ساتھ ہی مرمت کر دیا جاتا ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے کہ کچی پلیوں اور حفاظتی دیوار کی عدم موجودگی کی وجہ سے کئی حادثات ہوئے ہیں۔ عموماً اس قسم کے حادثات تیز رفتاری اور ڈرائیور کی غفلت کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔

(ہ) جی ہاں۔ اس ضمن میں سالانہ مجوزہ ترقیاتی منصوبہ برائے سال 88-1987ء مرحلہ وار پروگرام کے تحت برائے کشادگی سڑک از میل 12 تا 23 زیر غور ہے جس کی منظوری اور رقوم فراہمی کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

بیگم شاہدہ ملک: جناب والا! آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گی کہ

کیا محکمہ کے پاس اس چیز کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے کہ کسی سڑک کی مرمت کتنی بار کی گئی؟

جناب سپیکر، جی۔ منسٹر سی اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی، ہوتا ہے۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! میرے سوال کے جواب میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سڑک کی مرمت کتنی بار کی گئی جبکہ میں نے سوال کیا تھا کہ اس سڑک کی مرمت کتنی بار کی گئی تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اس کی سالانہ مرمت ہوتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ یہ اس کا کون سا جز ہے۔

بیگم شاہدہ ملک، اس کا جز (الف) ہے۔

جناب سپیکر، جز (الف) میں ہے کہ سڑک کی کتنی مرتبہ مرمت کرائی گئی اور بیگم صاحبہ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (الف) میں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس سڑک کی مرمت کتنی مرتبہ کرائی گئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ویسے جناب یہ مرمت ہر سال ہی کروائی جاتی ہے مگر اس وقت اس کی نوبت مختلف ہے مثلاً patch up وغیرہ یا سٹرکچر کی مرمت کی وضاحت ہو جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، آپ کا مقصد یہ ہے کہ کس قسم کی مرمت؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی۔

بیگم شاہدہ ملک، جی۔ بیگم صاحبہ، اس کے بارے میں آپ کچھ وضاحت فرما سکتی ہیں۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! میں نے on the whole مرمت کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر، اس کی جنرل repair کی بات کی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! ایسا ہے کہ ہر سال مرمت ہوتی ہے۔ اب اس کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ ہر سال میں patch up کتنی مرتبہ ہوا یا re- servicing ....

جناب سپیکر، آپ کا یہ جواب درست مانا جا سکتا ہے کہ اس کی مرمت ہر سال ہوتی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی' ہاں۔

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ' اس کی مرمت تو ہر سال ہوتی ہے۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! کیا وزیر موصوف علیحدہ علیحدہ یہ بتا سکیں گے کہ patch work کی مرمت کتنی دفعہ کی یعنی patch work کتنی دفعہ کیا گیا اور re-servicing کتنی دفعہ کی گئی۔ اگر اس کا علیحدہ علیحدہ جواب دے دیں تو ان کی مہربانی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں بہت معذرت سے عرض کروں گا کہ میں ان کا ضمنی سوال نہیں سمجھ سکا۔ لہذا اس کو ذرا repeat کر دیں۔

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ' آپ اپنا سوال دہرائیے گا۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف مجھے علیحدہ علیحدہ یہ بتا دیں کہ سڑک پر patch work کتنی بار کیا گیا اور اس کی re-servicing کتنی بار کی گئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! بات تو پھر وہیں آ گئی نا جی کہ patch work اور re-servicing کے بارے میں انھوں نے پوچھا ہے تو جناب والا! re-servicing چار پانچ سال بعد کی جاتی ہے جبکہ patch work ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ جب بھی patch لگانے کی ضرورت ہو تو patch work کیا جاتا ہے۔ re-servicing تو چار پانچ سال بعد کی جاتی ہے۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! کیا پہاڑی علاقوں میں سڑک کے تنگ موڑوں پر حفاظتی دیواریں بنانا محکمہ کی ذمہ داری ہے؟

جناب سپیکر، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو

وزیر مواصلات و تعمیرات، بالکل ہے جی۔ اور پھر بات وہیں پر آ گئی کہ وسائل کے مطابق اور priority basis پر۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! حادثات کی تمام تر ذمہ داری ڈرائیور حضرات پر ڈال دی گئی ہے تو کیا یہ محکمہ کی ذمہ داری نہیں کہ پہاڑی تنگ موڑوں پر حفاظتی دیواریں بنائی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ کام شروع ہے اور ہمارا مرحلہ وار پروگرام ہے اور جیسے

جیسے کام مکمل ہوتا جائے گا انشاء اللہ اس سڑک کی بھی باری آ جائے گی۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گی کہ تمام اضلاع کے لیے سڑکات کی مرمت کے سالانہ فنڈز رکھے جایا کرتے تھے جن سے سڑکات کی سالانہ مرمت ہو جایا کرتی تھی لیکن اب تقریباً کوئی سال ڈیڑھ سال سے سڑکوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ تو کیا یہ بتائیں گے کہ کیا صوبہ پنجاب اب بھی ایسے کوئی فنڈز مرمت کے لیے رکھ رہا ہے اور اگر رکھ رہا ہے تو یہ مرمت کب سے شروع کریں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس سے پہلے کہ میں کہوں کہ یہ fresh question ہے I would like to bring in her notice کہ یہی سوال آگے آ رہا ہے۔ جس کا جواب اب میں دوں۔

جناب سپیکر، یہ جو بیگم صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! .It is irrelevant۔

جناب سپیکر، جی' کیا فرمایا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! بیگم صاحبہ کا یہ سوال relevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ کا سوال یہ ہے کہ محکمہ ہائی ویز سڑکوں کی سالانہ مرمت کے لیے رقومات مختص کرتا تھا اور ان کی سالانہ مرمت کی جاتی تھی تو اب ایک سال سے سڑکوں کی سالانہ مرمت نہیں ہو رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ سڑکوں کی سالانہ مرمت نہیں ہو رہی۔ بیگم صاحبہ! یہی آپ کا ضمنی سوال ہے؟

بیگم شاہدہ ملک، جی جناب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ویسے جناب اس سوال کا جواب آگے آ رہا ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس کے بعد آئے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی۔

جناب سپیکر، اس کے بعد کیا کوئی ایسا سوال ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی۔ ہاں۔ جی ایسا سوال ہے کہ جس میں ضلع وار پیسے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا۔ ٹھیک ہے

وزیر مواصلات وتعمیرات، اور ویسے ہر سال کے لیے پیسے رکھے جاتے ہیں سڑکوں کی مرمت کا سلسلہ ویسے ٹریفک کی بڑھتی ہوئی صورتحال سے بھی ہوتا ہے اور اس کی وجہ فنڈز کی کمی ہو سکتی ہے۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! مجھے اجازت دیجیے میں اپنے ضمنی سوال کے بارے میں گزارش کروں گی۔

جناب سپیکر، جی۔ بیگم صاحبہ۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب سپیکر! یہ جنرل سوال ہے اور یہ محکمے کی حکمت عملی اور صوبہ پنجاب کی حکمت عملی کے بارے میں ہے یہ کوئی irrelevant بات نہیں ہے کیونکہ ڈیڑھ سال سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ سڑکات کی قطعی طور پر مرمت نہیں ہو رہی ۔ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا حکومت پنجاب نے ایسے فنڈز کو منسوخ کرنے کا ارادہ تو نہیں کر لیا۔؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ ہر سال ان کے لیے فنڈز رکھے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال نمبر 2240 چودھری غلام احمد خان صاحب کا ہے۔ جی چودھری صاحب۔

چودھری غلام احمد خان، سوال نمبر 2240

1985-86ء اور 1986-87ء کے دوران سڑکات کی تعمیر

*2240 چودھری غلام احمد خان، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا حلقہ پی پی 151 ضلع سیالکوٹ میں کوئی دوران سال 1985-86ء اور 1986-87ء تعمیر ہوئی ہے اگر ایسا ہے تو سڑکوں کے نام بتائے جائیں۔

(ب) کیا حکومت دوران سال 1986-87ء اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کوئی سڑک تعمیر کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں جائیں؛

وزیر مواصلات وتعمیرات، (سید افضال علی شاہ)،

(الف) حلقہ PP-151 ضلع سیالکوٹ میں دوران سال 1985-86، کوئی سڑک تعمیر نہیں ہوئی البتہ 1986-87، درج ذیل دو سڑکوں کی تعمیر شروع کی گئی۔

1۔ گنگرہ تا ٹونکن والی پہلا

2۔ سڑک ظفر وال۔ دومان، تارو، پوچک گرلز ہائی سکول۔

(ب) حلقہ PP-151 ضلع سیالکوٹ میں دوران سال 1986-87، کوئی سڑک سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تعمیر کے لیے منظور نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال چودھری غلام احمد!

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! میں نے سوال کے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ کیا حکومت دوران سال 1986-87، اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کوئی سڑک تعمیر کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائی جائیں۔ اس کے متعلق وزیر موصوف وضاحت فرمائیں کہ اگر نہیں تعمیر کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اسی ضمن میں جناب والا! میں آپ کے توسل سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گنگرہ تا ٹونکن والی پہلا مرحلہ سڑک ظفر وال دومان تارو پو، چک گرلز ہائی سکول یہ کس سکیم اور کس پروگرام کے تحت تعمیر ہو رہی ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ ایم-این-ایز اور ایم-پی-ایز کے پروگرام کے تحت تعمیر ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر، یہ جو دوسرا جز (ب) ہے اس پر چودھری صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو پی پی 151 میں دوران سال 1986-87، کوئی سڑک تعمیر نہیں ہو رہی اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس کی تو فنڈز ہی کی وجوہات ہیں۔ پہلے تو اس کی منظوری ہو گی پھر اس کے بعد فنڈز available ہونے پر یہ سڑک بنائی جائے گی۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! اگر فنڈز دستیاب نہیں ہیں تو کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ کیا حکومت کا سڑکیں تعمیر کرنے کا کوئی پروگرام ہے یا ختم کر دیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جی، ہے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات۔ جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ بقایا سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راوی پل پر آویزاں افتتاحی پلیٹوں کی گمشدگی کی تحقیقات

*1745 میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرانا راوی چوک پر جو راوی پل تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا تھا۔ اور اس موقع پر دونوں جانب پیتل کی افتتاحی پلیٹیں نصب کی گئیں تھیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پل پر چوبیس گھنٹے پولیس گارد موجود ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود آج وہ پلیٹیں نظر نہیں آتیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو یہ بتایا جائے کہ ان پلیٹوں کو غائب ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے اور ان پلیٹوں کو جن لوگوں نے اتارا تھا۔ ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(د) پولیس گارد کے موجود ہوتے ہوئے اتنی اہم اور قیمتی پلیٹیں کیسے غائب ہوگئیں۔ ان کی ذمہ داری کس پر آتی ہے۔ ان پلیٹوں پر کیا تحریر تھا اور اس پل کا افتتاح کس نے کیا تھا۔ کیا حکومت وہاں پر دوبارہ پلیٹیں نصب کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی تو کیا اب کارروائی کرنے کا اردادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ صرف شاہدرہ کی طرف والی دونوں پلیٹیں موجود ہیں۔

(ج) لاہور کی طرف والی پلیٹیں تقریباً تین ماہ پہلے غائب ہوئیں۔ پولیس گارد نے ان پلیٹوں کی گمشدگی کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا ہے لہذا اس گمشدگی کے بارے میں رپورٹ تھانہ شاہدرہ میں کر دی گئی ہے۔

(د) پولیس کی طرف سے تحقیقاتی رپورٹ کا انتظار ہے۔ رپورٹ آنے پر ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ان پلیٹوں پر درج شدہ تحریریں لف ہیں۔ اس پل کا افتتاح اس وقت کے مغربی پاکستان کے گورنر محمد موسیٰ خان نے کیا تھا۔ ان پلیٹوں کو دوبارہ نصیب کرنے کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔

ٹھٹھ خیر و مٹل سے سانگلہ ہل سڑک کی تعمیر و مرمت

*2371 جناب انتصار حسین بھٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹھٹھ خیر و مٹل سے سانگلہ ہل تک سڑک کی بری حالت ہے اور یہ ناقابل ٹریفک ہو چکی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا سڑک کی ایسی حالت کیوں ہوگئی ہے اس کی تعمیر کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) ٹھٹھ خیرو تا سانگلہ ہل سڑک ساری کی بری حالت نہیں ہے۔ ٹھٹھ خیرو سے کوٹ نکا سڑک جو کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس ہے' جس کی حالت نہایت خراب ہے۔ اس کی تعمیر و مرمت کی ذمہ داری بھی ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ کی کوٹ نکا سے سانگلہ ہل تک سڑک جو کہ محکمہ ہائی وے کے پاس ہے۔ اچھی حالت میں ہے۔

(ب) ٹھٹھ خیرو تک کوٹ نکا جس کی حالت خراب ہے۔ اس کی مرمت کی ذمہ داری بھی ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ کی ہے۔ کوٹ نکا سے سانگلہ ہل جو کہ محکمہ ہائی وے کی تحویل میں ہے۔ یہاں پر مٹی کلروالی جس کی وجہ سے صرف برم اکثر خراب ہو جاتے ہیں جو محکمہ ہائی وے کا عملہ مسلسل درست کرتا رہتا ہے سڑک کی اس حصہ کی حالت تسلی بخش ہے اور ٹریفک معمول کے مطابق چل رہی ہے۔

راولپنڈی تہ گنگ روڈ کی تعمیر

*2422 سردار غلام عباس خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) روالپنڈی' تہ گنگ براستہ چکری کی تعمیر کب شروع کی گئی تھی۔ کس فرم کو ٹھیکہ دیا گیا

اور اس سڑک پر اس وقت تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور بقایا کب تک مکمل ہو جائے گا۔

(ب) کیا اس وقت بھی سڑک کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ اگر نہیں تو وجہ کیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) مذکورہ سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ نومبر 1985ء میں چودھری مشتاق احمد اینڈ کمپنی کو دیا گیا تھا۔ اس وقت تک تقریباً 33 فی صد کام ہوچکا ہے۔ فرم مذکورہ کا ٹھیکہ منسوخ کر کے اس کی کل زرضمانت (مبلغ -/1.08,903 روپے) بحق سرکار ضبط کر لی گئی ہے بقایا کام کے لیے نئے ٹنڈر موصول ہو چکے ہیں اور نیا ٹھیکہ دیا جا رہا ہے بقایا کام چار ماہ کے اندر (اکتوبر) 1987ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

(ب) فرم مذکورہ کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ہے اور کُل زرضمانت مبلغ -/108,903 روپے بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے بقایا کام کا ٹھیکہ 17-06-87 کو ٹھیکے دار محمد اشرف اینڈ کمپنی کو دیا گیا لیکن پہلے ٹھیکےدار محمد مشتاق اینڈ کمپنی جس کا ٹھیکہ منسوخ کیا گیا تھا محکمہ کے خلاف عدالت میں دعویٰ کر دیا جس کی وجہ سے کام میں رکاوٹ آ گئی اب رکاوٹ دور ہو چکی ہے۔ لہذا روڈ سکیچر بمع روڈ ورک 80 فی صد سے زیادہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اگلے tarring season یعنی 31 مئی 1988ء کا کام ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گا۔

راولپنڈی تلہ گنگ روڈ سیکشن (ڈھڑبہ تا ڈھلہ)

روڈ ڈھڑمبر تا ڈھلہ سیکشن کی تعمیر کا کام چودھری مشتاق احمد کمپنی کو نومبر 1985ء میں دیا گیا تھا۔ اس کام کی مالیت مبلغ -/29,74,472 روپے تھی۔ مذکورہ کمپنی کو معیار کے مطابق کام کرنے کی ادائیگی بھی کر دی گئی تھی کیونکہ اس کمپنی کا کام سست ہونے کی بناء پر کنٹریکٹ ختم کر دیا گیا تھا اور اس کا زرضمانت -/1,08,903 روپے بحق سرکار ضبط کر لی گئی۔ بقایا کام کا ٹھیکہ مورخہ 17-06-87 کو ٹھیکے دار محمد اشرف اینڈ کمپنی کو دیا گیا۔ لیکن پہلے ٹھیکےدار محمد مشتاق اینڈ کمپنی جس کا ٹھیکے منسوخ کیا گیا تھا۔ محکمہ کے خلاف عدالت میں دعویٰ کر دیا جس کی وجہ سے کام میں رکاوٹ آ گئی اب رکاوٹ دور ہو چکی

ہے لہذا روڈ سٹرکچر بمعہ روڈ ورک 80 فی صد سے زیادہ مکمل ہو چکا ہے اسکے tarring season یعنی 31-05-88 تک کام ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گا۔

رجسٹرڈ ٹھیکےداروں سے واجبات کی وصولی

*2425 سردار غلام عباس خان، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1982ء سے 1986ء تک جن رجسٹرڈ ٹھیکےداروں کے ذمہ حکومت کے واجبات واجب الادا تھے! ان سے اب تک کتنی رقم وصول کی گئی اور کتنی بقایا ہے اور اس وقت تک حکومت کی طرف سے ان رجسٹرڈ ٹھیکےداروں سے رقم کی وصولی کے لیے کیا کیا اقدامات کیے گئے۔

(ب) نیز ان ٹھیکےداروں کے نام اور پتے کیا ہیں جن کے ذمہ ابھی حکومت کے واجبات واجب الادا ہیں مگر ابھی تک انہیں مزید ٹھیکے دیے جارہے ہیں۔

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

رجسٹرڈ ٹھیکےداروں کے نام جن کے ذمے 1982ء سے حکومت کے واجبات واجب الادا تھے	اب تک کتنی رقم کی وصولی کی گئی۔	بقایا واجب الادا رقم	اب تک کتنی رقم کی وصولی کے لیے جو اقدامات کئے گئے ہیں۔
1- میسرز بشیر احمد اینڈ کمپنی	—	1,18,114/21 روپے	صوبہ پنجاب کے محکمہ پانی دے کے تمام ایکسین صاحبان کو چٹھیاں لکھی گئیں کہ اگر ان کے پاس فرم مذکورہ کو واجب الادا کوئی رقم پڑی ہے تو اس میں سے 1,18,114/21 روپے کی وصولی کرلیں لیکن جواب منفی میں ملا۔ بعدازاں کلکٹر / ڈپٹی کمشنر ضلع شیخوپورہ کو چوبیس عدد مراسلے بھیجے گئے کہ یہ حکومت کے واجبات کمپنی سے وصول کرے۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص نہ تو ضلع شیخوپورہ میں رہتا

			ہے اور نہ ہی اس کی کوئی جائیداد یہاں ہے۔
2۔ میسرز شاہ نواز اینڈ برادر	—	27,408/- روپے	صوبہ پنجاب کے محکمہ ہائی وے کے تمام ایکسین صاحبان کو اس رقم کی وصولی کے لیے لکھا گیا ہے لیکن جواب کا ابھی تک انتظار رہے۔ علاوہ ازیں کلکٹر / ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو بھی حکومت کی یہ رقم ٹھیکے دار مذکورہ سے وصول کرنے کے لیے لکھا گیا ہے لیکن جواب کا ابھی تک انتظار ہے۔
3۔ میسرز الوقاص کنسٹرکشن کمپنی	1,06,920/-	1,60,380/- روپے	بقایا واجبات کی وصولی کے ضمن میں ٹھیکے دار نے سول عدالت سرگودھا میں محکمہ کے خلاف دعوے دائر کیا ہوا ہے جو ابھی زیر سماعت ہے۔ تا فیصلہ عدالت محکمہ مزید کوئی کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔
4۔ میسرز فتح خان اینڈ برادر	2,40,000/-	60,000/- روپے	------ایضاً------
5۔ ملک محمد اکرم ٹھیکے دار	—	28,500/- روپے	واجبات کی وصولی کے ضمن میں ٹھیکے دار نے سول عدالت راولپنڈی میں دعویٰ دائر کر رکھا ہے جو ابھی زیر سماعت ہے۔ تا فیصلہ عدالت کوئی کارروائی نہیں جا سکتی البتہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب راولپنڈی کو متعدد چٹھیاں لکھی گئی ہیں لیکن جواب کا ابھی تک انتظار ہے۔
6۔ عصمت اللہ خان ٹھیکے دار	—	1,43,405/61 روپے	ٹھیکے دار ابھی کام کر رہا ہے۔ جونہی مکمل شدہ کام کی ادائیگی کی

			جانے کی حکومت کی واجب الادا رقم کی وصولی کر لی جائے گی۔
7۔ میسرز غلام رسول خان اینڈ کمپنی	15,25,305/-	25,96,233/40 روپے	------ایضاً------
8۔ میسرز بشیر نصیر اینڈ کمپنی	—	2,77,360/80 روپے	------ایضاً------
9۔ میسرز ملک فتح خان اعوان اینڈ کمپنی	—	27,662/56 روپے	------ایضاً------
10۔ میسرز جہانزیب اینڈ خان کمپنی	—	44,521/08 روپے	------ایضاً------
11۔ میسرز سردار خان اینڈ کمپنی	3,61,276/42	10,86,767/95 روپے 5,97,625/64 روپے	متعلقہ کاموں کے ضمن میں ٹھیکے دار نے سول عدالت میں محکمہ کے خلاف مقدمہ دائر کر رکھا ہے جو ابھی زیر سماعت ہے۔ کارروائی عدالت کے فیصلے پر ہی کی جا سکے گی۔
12۔ میسرز خالد کنسٹرکشن کمپنی	3,61,276/42	10,86,767/95	------ایضاً------

*** ڈویژن وار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسا کوئی کیس نہیں ہے۔

<u>ہائی وے سرکل، لاہور</u>

ایسے ٹھیکے داروں کو مزید ٹھیکے نہیں دیے گئے۔

<u>ہائی وے ڈویژن اوکاڑہ</u>

اس دفتر میں ایسا کوئی ٹھیکے دار نہیں جس سے رقم واجب الوصول ہو۔ مگر اس کو ابھی تک ٹھیکہ دیا جا رہا ہو۔

<u>ہائی وے ڈویژن قصور</u>

جن ٹھیکے داروں کے ذمہ حکومت کے واجب الادا ہیں۔ انہیں مزید کوئی کام نہیں دیا جا رہا۔

<u>ہائی وے ڈویژن گوجرانوالہ</u>

جن ٹھیکے داروں کے ذمہ حکومت کے واجبات واجب الادا ہیں اور انہیں مزید کام دیا گیا ہے۔ ان کے نام اور پتے یہ ہیں:۔

(i) میسرز چودھری برادرز سمن آباد، لاہور واجب الوصول نے ex-greatia کی

(ii) میسرز چودھری برادرز سمن آباد' لاہور — رقم حتمی فیصلہ کے بعد کیا جائے گا

(iii) میسرز مہر خان وحدت کالونی گوجرانوالہ — جو کہ محکمہ اور آڈٹ کے درمیان تصفیہ طلب ہے۔

<u>ہائی وے ڈویژن گجرات</u>

جن ٹھیکےداروں کے ذمہ حکومت کے واجبات واجب الادا ہیں اور انہیں مزید کام دیا جا رہا ہے ان کے نام اور پتے یہ ہیں،

(i) میسرز انعام برادرز لمٹیڈ 63۔مہر غزار کالونی گجرات — واجب الوصول ex-greatia کی رقم فیصلہ کے بعد کیا جائے گا۔ جو کہ محکمہ اور آڈٹ کے درمیان تصفیہ طلب ہے۔

(ii) میسرز رشید کنسٹرکشن کمپنی کچہری روڈ گجرات — رقم کی وصولی سٹیڈ نگ ریٹ کمیٹی کے فیصلہ کے بعد کی جائے گی۔

<u>ہائی وے ڈویژن' راولپنڈی</u>

جن ٹھیکےداروں کے ذمہ سرکاری واجبات ہیں۔ انہیں بعد ازاں کوئی ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔

چیف انجنیئر جنوبی ہائی ویز

ایسے ٹھیکےدار جن کے ذمہ حکومت کے واجبات واجب الادا ہیں اور ابھی تک مزید ٹھیکے حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں،

(i) میسرز سرور اینڈ کمپنی سردار کمپلیس سٹیڈیم روڈ ساہیوال

چیف انجنیئر شمالی بلڈ نگ

جن ٹھیکےداروں کے ذمہ نارتھ زون بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ میں واجبات بقایا ہیں۔ ان کو مزید کوئی ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔

چیف انجنیئر جنوبی بلڈ نگ

جن ٹھیکےداروں کے ذمہ حکومت کے واجبات واجب الوصول ہیں۔ ان کے نام اور پتے یہ

ہیں۔

(i)	ملک سعید احمد ٹھیکے دار ، اے بی سی سینما، فیصل آباد	مزید ٹھیکے دیے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے کیس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔
(ii)	چودھری محمد صدیق ٹھیکے دار ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد	

مقررہ مدت سے پہلے افسران کی تبدیلی

*2514 جناب سرفراز نواز ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اگست 1985ء سے تاحال کتنے افسروں کی تبدیلیاں تین سال کی مقررہ مدت سے پہلے یعنی (pre-mature) طور پر کی گئی ماہانہ تفصیل کیڈر وار بمع نام اور وجوہات بیان کی جائے۔

(ب) اگست 1985ء سے تا حال مذکورہ افسروں میں جن کی تبدیلی کے احکام منسوخ کیے گئے ہیں۔ ان کی ماہانہ تفصیل بمع نام اور وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) اس اسمبلی سوال کے کئی پہلو ہیں جو کہ بہت سے پالیسی امور سے منسلک ہیں اور اس ایک سوال کے جواب میں اتنے زیادہ پالیسی امور کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ علاوہ ازیں صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے درج ذیل طریق کار کے قوانین مطابق مذکورہ سوال کی تفصیلات مخفی نوعیت کی ہیں۔ لہٰذا حکومت پنجاب کا متعلقہ محکمہ کے متذکرہ بالا قوانین کے تحت اس سوال کا جواب دینے کی مجاز نہیں ہے۔

اسمبلی سوال میں پالیسی کے اتنے جامع سوالات نہیں اٹھانا چاہئیں جو کہ متعلقہ سوال کے جواب کے حدود میں نہ نمٹائے جا سکیں۔

اسمبلی سوال کے ذریعے ایسے معاملات کے متعلق اطلاعات حاصل کرنا جو کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے مخفی ہوں۔

جریدی اور غیر جریدی اسامیوں پر تقرری کی تفصیلات

*2539 جناب سرفراز نواز، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اگست 1985ء سے تا حال کتنی جریدی اور غیر جریدی اسامیوں پر تقرریاں کی گئیں۔ تفصیل کیڈر وار بمع تقرر شدہ افراد کے نام و تعلیمی قابلیت بتائی جائے۔ مذکورہ کیسوں میں سے کتنے افراد کی تقرری (Relaxation of Rules) کے تحت بمع نام و وجوہات بیان کی جائیں۔

(ب) کیا جز (الف) میں مندرجہ جریدی اسامیوں پر تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمشن کے ذریعہ اخبارات میں اشتہارات دے کر کی گئیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔ کیا جز (الف) میں مندرج جریدی و غیر جریدی اسامیوں پر تقرریاں مطلوبہ تعلیمی معیار اور میرٹ پر کی گئیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ تھیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) اس اسمبلی سوال کے کئی پہلو ہیں جو کہ بہت پالیسی امور سے منسلک ہیں اور اس ایک سوال کے جواب میں اتنے زیادہ پالیسی امور کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ علاوہ ازیں صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے درج ذیل طریق کار کے قوانین کے مطابق مذکورہ سوال کی تفصیلات مخفی نوعیت کی ہیں۔ لہذا حکومت پنجاب کا متعلقہ محکمہ متذکوہ بالا قوانین کے تحت اس سوال کا جواب دینے کا مجاز نہیں ہے۔

(ب) اسمبلی سوال میں پالیسی کے اتنے جامع سوالات نہیں اٹھانے چاہئیں جو کہ متعلقہ سوال کے جواب کے حدود میں نہ نمٹائے جا سکیں۔ اسمبلی سوال کے ایسے معاملات کے متعلق اطلاعات حاصل کرنا جو کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے مخفی ہوں۔

کوٹ مٹھن شریف اور چاچڑاں شریف کے درمیان پل کی تعمیر

*2606 سردار نصر اللہ خان دریشک، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنج سالہ ساتویں منصوبہ میں کوٹ مٹھن شریف اور چاچڑاں شریف کے درمیان کشتیوں کے پل (نشتر بوٹ برج) کو پختہ پل میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو اس اہم سکیم کو ساتویں پانچ سالہ منصوبے میں شامل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) اگر مذکورہ بالا جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس منصوبے کے لیے پی سی I فارم (P. C. T. Form) تیار کر لیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور کب یہ فارم صوبائی ورکنگ کمیٹی سینٹرل ورکنگ کمیٹی اور حکومت پاکستان کی معاشی رابطہ کمیٹی کے غور کے لیے تیار کیا جائے گا؛

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی نہیں۔

(ب) ترجیحی بنیادوں پر ابھی اس کی باری نہیں آئی۔

(ج) اس منصوبہ کے لیے PC-I فارم فی الحال تیار نہیں کیا گیا۔ تاہم محکمہ اری گیشن ماڈل سٹڈی کر رہا ہے۔ جونہی ماڈل سٹڈی کی رپورٹ موصول ہوئی منصوبہ کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور جونہی یہ منصوبہ پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔ تو یہ ابتدائی کارروائی کی تعمیر کے لیے مد ثابت ہو گی۔

مرید کے نارووال سڑک کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*2667 **جناب محمد صدیق انصاری،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرید کے نارروال روڈ کے چوڑائی بڑھانے کے لیے موجودہ سڑک کے دونوں کنارے زیر تعمیر ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی تعمیر کے لیے ٹھیکہ دینے کے لیے کتنے گروپ بنائے گئے اور ہر ٹھیکےدار کو کتنی رقم برائے تعمیر مخصوص کی گئی تھی۔ کتنی رقم کا منصوبہ تیار ہوا اور کب سے یہ کام شروع ہے۔ نیز بعد ازاں رقم میں کس قدر enhancement کی گئی ہے۔ ادائیگی کی تفصیل کیا ہے کس قدر کام ہو چکا ہے اور کس قدر بقایا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سڑک کی تعمیر میں بہت زیادہ تاخیر ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو

اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا ورک آرڈر پر دی گئی میعاد کو بمطابق قانون مع جرمانہ بڑھایا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس قدر یہ سڑک تعمیر ہوئی ہے۔ ناقص میٹریل استعمال ہونے کی وجہ سے اسی قدر یہ سڑک گڑھوں کی شکل میں تبدیل ہو چکی ہے۔

(ر) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر کی گئی ہے تو کیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل دو گروپ مہیا کردہ رقم کے مطابق بنائے گئے۔

گروپ نمبر 1 میں نمبر 1 تا 3-5 میل تک میسرز تقوہ کنسٹرکشن لاہور 12.50 لاکھ

گروپ نمبر 2 میں نمبر 3-5 تا میل نمبر 7 تک میسرز تقوہ کنسٹرکشن لاہور 11.58 لاکھ

یہ کام 22-10-83 کو شروع کیا گیا مگر سست رفتاری کی وجہ سے مندرجہ بالا ٹھیکیدار کا کام ختم کر کے زر ضمانت بحق سرکار ضبط کر لی گئی دوبارہ مندرجہ ذیل تین گروپ بنائے گئے تھے۔

1۔ گروپ نمبر 1 میں 0/0 تا 7/0 شہزاد اینڈ کو 23.30 لاکھ

گروپ نمبر 2 میں 7/0 تا 14/4 میاں خالد روف اینڈ کو 23.33 لاکھ

گروپ نمبر 3 میں 14/4 تا 22/0 عبدالحمید بٹ 33.52 لاکھ

میزان 89.15 لاکھ

رقم منصوبہ 86.30 لاکھ

مجموعی لاگت کا تخمینہ بموجب 89.15 لاکھ روپے لگایا گیا سڑک ہذا پر کام 13-04-85 سے شروع ہوا۔ تخمینہ لاگت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اس وقت تک کل ادائیگی ٹھیکیداران کو 18.22 لاکھ روپے کی گئی ہے اور تمام کی تمام سڑک حسب منصوبہ مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) سڑک ہذا جدول کے مطابق تعمیر نہ ہو سکی چند ٹھیکیداران کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے تاخیر واقع ہوئی جس کا محکمانہ قانون کے مطابق نوٹس لیا گیا اور ذمہ دار ٹھیکیداران کو

جرمانے کیے گئے اور جہاں جائز وجوہات کی بنا پر تاخیر واقع ہوئی متعلقہ ٹھیکیدارن کے جدول میں مناسب توسیع میعاد کی گئی۔ یہ حقیقت حال نہیں ہے۔

(د) جہاں کہیں سڑک میں نقص پایا گیا متعلقہ ٹھیکیدار سے اس کی مناسب مرمت کروائی گئی۔

(ر) ایسی نوبت نہ آئی ہے۔

بھمبھر نالہ پر پل کی تعمیر

*2810 چودھری محمد اصغر، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اہلیان علاقہ لالہ موسےٰ نے بھمبھرنالہ پر لالہ موسےٰ خواص روڈ پر پل کی تعمیر کے لیے ایک درخواست بوساطت سوال کنندہ وزیراعلیٰ کو 30 مارچ 1986ء کو بمقام گجرات جلسہ عام میں پیش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلےٰ نے پندرہ لاکھ روپیہ بغرض تعمیر پل منظور کیا اور بذریعہ مراسلہ نمبر US(DEV)CMS-PP-29 مورخہ 14۔ اپریل 1986ء متعلقہ حکام کو بھی مطلع کر دیا گیا کہ متذکرہ پل کے لیے پندرہ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیراعلےٰ نے دوبارہ حکم نمبر US(DEV)CMS-PP-29/86/1116 مورخہ 27 اکتوبر 1986ء کے ذریعے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی اور محکمہ مواصلات و تعمیرات کو حکم دیا کہ متذکرہ 15 لاکھ روپے کی رقم ضلع کونسل سے محکمہ ہائی وے کو منتقل کر دی جائے اور اگر متذکرہ پل کی تعمیر کے لیے مزید رقم کی ضرورت ہو تو وہ رقم بھی فوری طور پر مہیا کی جائے اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ رقم محکمہ ہائی وے کو منتقل ہو چکی ہے اور پل کی تعمیر شروع ہو گئی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے محکمہ مواصلات تعمیرات کو حکم دیا ہے کہ مذکورہ 15

لاکھ روپے کی رقم ضلع کونسل سے محکمہ ہائی وے کو منتقل کی جائے لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ محکمہ ہائی وے کے ڈائرکٹر برجز اس سلسلہ میں پل کا ڈایزئن تیار کر رہے ہیں۔جوں ہی سکیم منظور ہوئی اور فنڈز ہائی وے کو منتقل کیے گئے پل کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

منظور شدہ سڑکوں کی تعمیر

*2865 سردار فتح محمد خان بزدار، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) قبائلی علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی دو منظور شدہ سڑکوں یعنی زین بارتھی روڈ اورسنگڑوٹ کاھلہ پھگہ روڈ کی تعمیر روڈ کی تعمیر کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک دونوں سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع نہیں کیا کرایا جا سکا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ کی سڑکوں ازمنگروٹھ تک پکہ اور زین تا بارتھی کی تعمیر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i۔ <u>تعمیرسڑ ازمنگروٹھ تاپھگہ</u>

یہ سکیم منگروٹھ تا پھگہ 34 1/2 میل لمبائی میں بطور jeepable track کچا سڑک برائے جیپ تعمیر کرنا منظور ہوئی۔ اس سڑک کی انتظامی منظوری مبلغ 51-75 لاکھ روپیہ بذریعہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب کو چٹھی نمبری S.O.H-I(CRW) 1-25/87 مورخہ 22-11-85 کو لی گئی ہے۔ اس سڑک کی تعمیر کے لیے چار مرتبہ ٹنڈر کیے گئے اور بالآخر مئی 1987ء میں پہلے گیارہ میل کا کام موقع پر شروع کیا گیا۔ سال رواں میں چھ میل لمبی سڑک مکمل ہو جائے گی۔ بقایا کام اگلے سالوں میں رقم کی فراہم کے مطابق کیا جائے گا۔

ii۔ <u>زین تا بارتھی روڈ</u>

یہ سڑک دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں واقع ہے۔ مذکورہ بالا سڑک کے سروے کا کام موقع پر جاری ہے سروے کے بعد اس کی پلاننگ اور ڈیزائننگ کی جائے گی۔ بعد ازاں برائے

انتظامی منظوری تیار کیا جائے گا۔ انتظامی منظوری کے بعد سڑک کی تعمیر شروع کی جائے گی۔

(ب) منگروٹھہ تا پھگہ سکیم کا کام موقع پر شروع ہے۔ زین تا بارتھی سڑک کی تفصیل جز (الف) (ii) میں درج ہے۔

ورک چارج ملازمین کو پنشن اور گریجویٹی دینے کے لیے اقدامات

*2872 **میاں محمد اسحاق،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ورک چارج ملازمین جو 1942ء سے ملازمت کر رہے تھے ان کو 1972-73ء میں ریگولر کرکے ان کے پنشن اور گریجویٹی کے حقوق بحال کر دیے گئے تھے۔ مگر ان کی پچھلی سروس بحال نہیں کی گئی تھی۔ جو موجودہ حکومت نے اب بحال کر دی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جز (الف) میں مندرج ورک چارج میں سے اکثر 1972-73ء سے پہلے ریٹائرڈ ہوگئے تھے یا ملازمت چھوڑ کر جا چکے تھے۔ ان کو پنشن کو گریجویٹی کے حقوق دیے گئے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ چند افراد جو 1960ء سے ملازمت کر رہے ہیں وہ ابھی تک بطور ورک چارج میں ہی نہیں ریگولر نہیں کیا گیا اور ان کا کیس ابھی تک محکمہ خزانہ میں زیر غور ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جز (ب) میں مندرجہ افراد کو پنشن اور گریجویٹی کے حقوق دینے اور جز (ج) میں مندرجہ افراد کو ریگولر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) یہ حقیقت ہے کہ محکمہ تعمیرات' پنجاب اور محکمہ شاہرات' پنجاب کے ان تمام ورک چارج ملازمین جو 1942ء سے ملازمت کر رہے تھے اور جن کی خدمات کو یکم جولائی 1972ء اور یکم جولائی 1973ء سے باقاعدہ بنایا گیا تھا' انہیں حکومت پنجاب محکمہ مالیات کے مراسلہ نمبر FD-III-6-51/86' بتاریخ 28 مئی 1986ء (نقل لف ہذا ہے) کے تحت ان کے پنشن اور

گریجویٹی کے حقوق بحال کر دیے گئے ہیں تاہم ایسے ورک چارج ملازمین جن کی مسلسل مدت ملازمت دس سال سے کم ہے اور پانچ سال سے زیادہ ہے، موجودہ پنشن قوانین کے تحت صرف گریجویٹی کے حقدار ہیں۔ ایسے تمام ورک چارج ملازمین جن کی مدت ملازمت مسلسل نہیں ہے اور جن کی عمر کو یکم جولائی 1972ء سے یکم جولائی 1973ء سے باقدہ نہیں بنایا جا سکا اور جو 73-1972ء سے پہلے ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ پنشن حاصل کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ حکومت پنجاب، محکمہ مالیات نے بحوالہ اپنے مراسلہ نمبر DSR III-4-86/51 کو 15 جون 1978ء (نقل لف ہذا ہے) میں وضاحت کی ہے، ایسے ورک چارجڈ ملازمت جن کی خدمات کو یکم جولائی 1972ء اور یکم جولائی 1973ء سے پہلے یا بعد میں باقاعدہ بنایا گیا ہے وہ پنشن پانے کے حقدار نہیں ہیں۔

(ب) اس سوال کا جواب اثبات میں ہے۔

(ج) اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ تاہم ایسے ورک چارڈ ملازمین جو کہ عارضی نوعیت کے تعمیراتی کاموں پر مامور ہیں اور جن کی مدت ملازمت مسلسل ہے۔ محکمہ مالیات پنجاب کی طرف سے مختلف مستقل اسامیوں کے تخلیق کی منظوری ملنے پر ان کی خدمات کو باقاعدہ بنا دیا جاتا ہے۔

(د) اس سوال کا تعلق حکومت کے پالیسی امور سے ہے جس کا تعین حکومت پاکستان/ حکومت پنجاب کا محکمہ خزانہ کرتا ہے۔

ٹھیکے دار کو بلوں کی ادائیگی کے لیے اقدامات

*2883 **میاں محمد افضل حیات:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 81-1980ء میں تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال شورکوٹ کے گروپس نمبران 1 تا 3، 5 کی تعمیر کا کام میسرز شیر محمد اینڈ کمپنی گورنمنٹ کنٹریکٹرز سول لائنز نزد دفتر انہار جھنگ صدر کو دیا گیا تھا اور فرم مذکور کو بلوں کی ادائیگی بروقت نہ کی جاتی رہی اور کافی رقم روک لی گئی جو کہ اب تقریباً زائد از تیس لاکھ روپیہ بنتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درج بالا دھاندلیوں کے ضمن میں ٹھیکے دار مذکور نے مختلف افسران بالا کو متعلقہ افسران کے خلاف کافی درخواست ہائے وغیرہ دیں جن پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹھیکے دار کو ناجائز تنگ کرنے والے اورغیرقانونی طور پر اس کی ادائیگیاں روکنے والے افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا حکومت مندرجہ بالا رقم بھی ادا کرنے کو تیار ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکے دار مذکورہ اور حکومت کے درمیان without the intervention of court ثالثان مقرر ہو کر گروپ نمبر 1 کا فیصلہ 9 اگست 1986ء کو سنا چکے ہیں اور قانون و قواعد کی زد سے ایسے ثالثی فیصلہ کے فوراً بعد اس کے مطابق ادائیگی ضروری ہوتی ہے مگر ایسا نہ کیا گیا۔

(ہ) اگر جزو (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا فرم مذکور کو اس ثالثی فیصلہ پر سے آگاہ کیا گیا تھا اگر کیا تھا تو کس تاریخ کو اگر نہیں تو وجہ اور اب تک اس فیصلہ پر کہاں تک عمل ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال شورکوٹ ضلع جھنگ کے گروپس نمبر 1 تا نمبر 3، 5 کی تعمیر کا کام میسرز شیر محمد اینڈ کمپنی گورنمنٹ ٹھیکے دار دفتر انہار جھنگ صدر کو الاٹ کیے گئے تھے جو کام موقع پر ہوتا رہا۔ اس کی باقاعدگی کے ساتھ فرم مذکور کو بلوں کی

ادائیگی ہوتی رہی۔ فرم مذکور نے کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ جس کی ادائیگی کی جانی بقایا ہو۔

(ب) یہ درست نہیں کہ ٹھیکے دار سے افسران مجاز نے دھاندلیاں کیں۔ کاموں کے بروقت مکمل نہ کرنے پر افسران مجاز نے مناسب کارروائی تحت ضابطگان معاہدہ مابین ٹھیکےدار مذکور محکمہ مجاز کی گئی۔ جس پر ٹھیکےدار نے شکایات بھیجیں اور محکمہ نے ایس ای فرسٹ بلڈنگ سرکل راولپنڈی کو افسر تحقیق مقرر کیا۔ لیکن عدم تعاون ٹھیکےدار مذکور وہ اپنی کارروائی مکمل نہ کرسکے۔

(ج) جزو بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ ٹھیکےدار مذکور کو گروپ نمبر 1 میں ثالثی ایوارڈ ملا۔ جس کے خلاف تحت معاہدہ محکمہ عدالت سول جج سے رجوع کر چکا ہے اور آئندہ پیشی 20-02-88 مقرر ہوئی۔

(ہ) فرم مذکور کو فیصلہ ثالثی کو نقل براہ راست ثالثان بھیجی تھی۔

ڈھڈیو تا دھلہ روڈ کی تعمیر

*2885 چودھری محمد اسلم، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈھڈیو تا دھلہ روڈ کی تعمیر کا ٹھیکہ چودھری مشتاق احمد اینڈ کمپنی کو ماہ نومبر 1985ء میں دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کمپنی کا کام معیاری اورتسلی بخش نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ فرم کے خلاف غفلت شعاری کی وجہ سے انکوائری ہو رہی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فرم کو متذکرہ سڑک کی تعمیر جلدی مکمل کرنے کے سلسلہ میں کیا احکامات یا ہدایات دی گئی ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ کمپنی نے جو کام معیار کے مطابق کیا تھا۔ اسی کی ادائیگی کی گئی ہے۔

(ج) فرم مذکورہ کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ہے اور کل زر ضمانت مبلغ -/1,08,903 بحق سرکار ضبط

کر لیا گیا ہے۔

(د) بقایا کام کا ٹھیکہ 17-06-87 کو ٹھیکےدار محمد اشرف اینڈ کمپنی کو دیا گیا ہے لیکن پہلے ٹھیکےدار محمد مشتاق اینڈ کمپنی جس کا ٹھیکہ منسوخ کیا گیا۔ تھانے محکمہ کے خلاف عدالت میں دعوے کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے کام میں رکاوٹ آ گئی۔ اب رکاوٹ دور ہو چکی ہے۔ لہذا روڈ سٹرکچرز بمع روڈ ورک 80 فی صد سے زیادہ مکمل ہو چکا ہے۔ اگلے تارنگ سیزن یعنی 31 مئی 1988ء تک کام ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گا۔

ساہیوال سے ملتان تک سڑک کی تعمیر

*2977 چودھری سعید احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سے ساہیوال تک نئی سڑک بنائی گئی ہے۔ جبکہ ساہیوال سے آگے ملتان تک سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال سے ملتان تک سڑک کی حالت خراب ہونے کی وجہ سے اکثر ٹریفک جام ہو جاتی ہے اور مسافروں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ساہیوال تک ایک dual carriage way بنانے کا ادارہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ سڑک نیشنل ہائی وے ہے۔ اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے تاہم درج ذیل جواب حاضر ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ ایک سڑک مابین لاہور اور ساہیوال تعمیر کی گئی ہے علاوہ ازیں ساہیوال اور ملتان کے درمیان جو سڑک ہے۔ کس کے مختلف حصوں کو مرکزی حکومت وسیع اورمستحکم کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ساہیوال اور چیچہ وطنی کے درمیان کام شروع ہو چکا ہے۔ جس کی تکمیل 18 ماہ کے اندر سال رواں 88-1987ء میں متوقع ہے۔ اس کام کا تخمینہ 65-45 لاکھ ہے۔ جیسا کہ جواب (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ ساہیوال سے ملتان

تک سڑک کی مرمت کی جا رہی ہے اور دوران مرمت ٹریفک کا رک جانا بھی ایک فطری عمل ہے۔ تاہم کام مکمل ہونے کے بعد یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ مرکزی حکومت ساہیوال سے ملتان تک ذیلی سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا حصہ میاں چنوں تا ساہیوال سیکشن لمبائی، 81 کلو میٹر

خرچہ، 4103 لاکھ

اس کام کے لیے مستقبل قریب میں ٹنڈر طلب کیے جائیں گے۔

دوسرا حصہ، قادر پور تا میاں چنوں لمبائی، 72 کلومیٹر

خرچہ، 3380 لاکھ

اس کام کے لیے مستقبل قریب میں ٹنڈر طلب کیے جائیں گے۔

متوازی سڑک کی تعمیر

*3016 حاجی ملک سکندر حیات خان بوسن، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا حقیقت ہے کہ چھب چوکی سے جنڈیلی تک ایک سڑک رواں دواں ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک متذکرہ بالا کے متوازی ایک اور سڑک حال ہی میں تعمیر کی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانونی طور پر پانچ میل کے اندر کوئی متوازی سڑک تعمیر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چھب چوکی سے جنڈیالی تک متوازی سڑک کی تعمیر کن عوامل کے پیش نظر کی گئی۔ کیا حکومت اس بارے میں تحقیقات کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ چوکی چھب سے جنڈیالی تک L-15 نہر کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ

ایک خام سڑک رواں دواں ہے جس کو پختہ کیا جا رہا ہے۔ اس کی لمبائی 50 10 میل ہے اور یہ سڑک بحکم وزیراعلیٰ صاحب پنجاب تعمیر کی جا رہی ہے۔

(ب) اس سے قبل ایک سڑک پختہ چک نمبر 59/15-L سے وہاڑی کھوہ روڈ تک تعمیر کی جا چکی ہے۔ جس کی کل لمبائی 6-50 میل ہے یہ سڑک پل 84 جو کہ کچا کھوہ وہاڑی روڈ پر چوکی چھب سے تقریباً $1\frac{1}{2}$ میل کے فاصلے پر ہے سے نکل کر ایس۔ ایم لنک کے کنارے کنارے چل کر مختلف چکوک سے ہوتی ہوئی 15-L نہر کو کراس کر کے چک نمبر 59/15-L کو جا کر ملتی ہے دونوں سڑکیں یعنی نو تعمیر شدہ اور زیرتعمیر کو حقیقی طور پر متوازی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ یہ دونوں سڑکیں ایک زاویہ پر 15-L نہر تک چک نمبر 59/15-I کے قریب مائل 2 نقطہ اتصال ہیں۔ جہاں سے چوکی چھب کا فاصلہ نہر کے ساتھ ساتھ 5 میل بنتا ہے ان دونوں سڑکوں کا مجموعی درمیانی فاصلہ شروع شروع میں 1/2 میل ہے اور آخر میں جا کر چک نمبر 59/15-L کے قریب مل جاتی ہیں چک نمبر 59/15-L سے جنڈیالی تک اس سے پہلے کوئی سڑک پختہ موجود نہ ہے یہ فاصلہ تقریباً 5 1/2 میل بنتا ہے۔

(ج) P-L-D راہنما ہدایات کے مطابق پانچ میل کے دائرے میں دو سڑکیں تعمیر نہ ہو سکتی ہیں۔

(د) تعمیر شدہ سڑک اور زیرتعمیر (کل لمبائی میں سے 5 میل کی لمبائی چک 59/15-L تک 5 میل کے دائرے میں تو آتی ہیں لیکن اس حقیقت کو قطعی طور پر نظر انداز نہیں کیا سکتا کہ جہاں کہیں بھی نہر دریا یا دوسری کوئی اس قسم کی رکاوٹ آ جائے کہ آرپار کے علاقہ جات و چکوک ہائے ایک دوسرے سے منقطع ہو جائیں وہاں رکاوٹ کے ایک طرف والے علاقہ دوسرے طرف موجود سڑک کو استعمال نہیں کر سکتے بعینہٖ 15-L نہر تعمیر شدہ سڑک کو نہر کے بائیں والے علاقہ جات کے لیے منقطع کر رہا ہے اس لیے زیرتعمیر سڑک چوکی چھب سے 59/15-L تک کے بائیں طرف والے چکوک ہائے کے لیے مال برداری/ سفری سہولیات میسر کرے گی جس میں خصوصی طور پر چکوک 63/15-L، 64/15-L، 61-A/15-L، 61/15-L، 62/15-L اور 60/15-L قابل ذکر ہیں۔ جبکہ نو تعمیر شدہ سڑک صرف نہر کے

دائیں طرف واقع چکوک 87/15-L، 18/15-L، 89/15-L اور 90/15-L کے لوگوں کے مال برداری / سفری سہولیات میسر کرتی ہے۔

چھترتا پڑوہا سڑک کی تعمیر

*3049 خان غلام سرور خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چھترتا پڑوھا سڑک کب منظور ہوئی اس کی لمبائی کیا اور اس کے لیے کتنی رقم مختص ہوئی۔

(ب) اب تک کتنی سڑک مکمل ہو چکی ہے کتنی بقایا ہے اور بقایا سڑک کب تک بنانے کا ارادہ ہے۔

(ج) اس سال اس سڑک کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) اس سڑک کی لمبائی 2037 میل ہے اور یہ سڑک 14-2-79 کو منظور ہوئی پہلے 17,80,000/- کا اسٹیمیٹ بنایا گیا اور پھر دوبارہ revised اسٹیمیٹ مبلغ 30,20,000/- روپے کا بنایا گیا تھا جو مورخہ 20-08-80 کو منظور ہوا۔

(ب) یہ سڑک 2037 میل لمبی تھی جو کہ مکمل ہو چکی ہے اور کوئی حصہ بقایا نہیں ہے۔

(ج) اس سال اس کے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔

وحدت کالونی میں ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے لیے اقدامات

*3059 چودھری خادم حسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے وحدت کالونی "ای بلاک" سے آئی تک گرین بیلٹ بنائی ہوئی ہے۔ مذکورہ گرین بیلٹ کا کل رقبہ کتنا ہے اور اس رقبہ پر گرین بیلٹ قائم کرنے پر محکمہ نے کتنی رقم خرچ کی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ آئی بلاک کے سامنے مذکورہ گرین بیلٹ کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہاں ایک شخص پیراں دتہ نے محکمہ کے افسران کی ملی بھگت سے کچھ رقبہ پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے جہاں اس نے بجلی کا کنکشن اور پانی کا نلکہ بھی لگایا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ پیراں دتہ اپنے آپ کو محکمہ کا الاٹی ظاہر کرتا ہے اگر ایسا ہے تو اس شخص کو محکمہ کے کسی افسر نے کتنا رقبہ الاٹ کیا تھا اس کی شرائط الاٹ منٹ کیا تھیں اور الاٹ منٹ کتنے عرصہ کے لیے تھی کیا مذکورہ افسر الاٹمنٹ کرنے کا مجاز تھا۔ اگر نہیں تو اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور کیا حکومت ان ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بلڈنگ نے وحدت کالونی "ای بلاک" سے گئی آئی بلاک تک وحدت روڈ کے ساتھ گرین بیلٹ بنائی ہوئی ہے۔ مذکورہ گرین بلیٹ کا کل رقبہ تقریباً 22 کنال ہے۔ اس گرین بلیٹ کے گرد گرد خاردار تار تقریباً -/8,0000 روپے کی لاگت سے محکمہ نے لگائی ہے۔

(ب) آئی بلاک کے کوارٹر نمبر 5، 6، 7 اور 8 کے سامنے مذکورہ گرین بلیٹ نہیں بنائی جا سکتی کیونکہ وہاں پر پیراں دتہ اور دیگر افراد نے ناجائز طور پر کھوکھے لگائے ہوئے ہیں محکمہ کے سٹاف نے بارہا کھوکھے ہٹانے کو کوشش کی لیکن ناجائز قابضین کے مزمت کی وجہ سے کھوکھے نہ ہٹائے جا سکے۔ پیراں دتہ نے وہاں پر واپڈا سے بجلی کا کنکشن بھی لیا ہوا ہے اور پانی کا کنکشن بھی موجود ہے جو کہ ہمارے محکمہ نے نہ دیا ہے۔

(ج) یہ حقیقت نہ ہے کہ پیراں دتہ محکہ بلڈنگ کا الاٹی ہے محکمہ نے پیراں دتہ کو عارضی کھوکھا لگانے کی مورخہ 01-12-85 کو اجازت دی تھی جس کی شرائط کے مطابق اسے مبلغ -/100 روپے ماہانہ کرایہ ادا کرنا تھا اور اجازت نامہ کسی بھی وقت بغیر بتائے منسوخ کیا جا سکتا تھا مورخہ 25-03-86 کو مذکورہ اجازت نامہ منسوخ کر دیا گیا۔ دریں اثناء پیراں دتہ نے محکمہ بلڈنگ کے خلاف سول کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا جو کہ ابھی تک زیر سماعت ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس سے امداد طلب کی گئی تھی کہ ناجائز تجاویزات کو گرایا جائے۔ مگر ان کی طرف سے معذرت کی گئی کیونکہ مقدمہ ابھی تک سوال کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ آئندہ تاریخ سماعت 27-01-88 مقرر ہوئی ہے۔ کھوکھا رکھنے کی اجازت کسی خاص مدت کے لیے

نہیں تھی بلکہ اجازت دی گئی تھی وہ بھی کالونی کے رہائشی افراد کے کہنے پر کہ نزدیک سے سودا سلف خریدنے میں اسانی ہو۔ اجازت نامہ میں صاف درج تھا کہ کھوکھا کسی وقت بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ اجازت دینے ولا افسر اس چیز کا مجاز نہ تھا اس لیے اس اجازت نامہ کو صرف 4 ماہ بعدمنسوخ کر دیا گیا۔ حکومت ان تجاوزات کو گرانے کامصمم ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس کی مدد حاصل کی جا رہی ہے اور سول کورٹ کے فیصلے کے بعد تجاوزات کو گرا دیا جائے گا۔

پنڈی بھٹیاں تا حافظ آباد سڑک کی ناقص تعمیر کی تحقیقات

*3069 جناب انتصارحسین بھٹی، وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ پنڈی بھٹیاں تا حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ سڑک کی ناقص تعمیر کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اس اہم سڑک کے ٹھیکیدار کا نام کیا ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹھیکیدار سڑک کی تعمیر باقاعدہ طور پرنہیں کر رہا اگر ایسا ہے تو آیا حکومت مذکورہ سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ کسی اورشخص کو دینے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) پنڈی بھٹیاں تا حافظ آباد روڈ ضلع گوجرانوالہ کی تعمیر معیاری تھی اور اس کے ٹھیکیداران مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ میسرز منور کنسٹرکشن کمپنی	2۔ افتخار اینڈ کمپنی
3۔ براڈ وے کمپنی	4۔ ہائی وے کنسٹرکشن کمپنی
5۔ ظفر اللہ خان اینڈ کمپنی	6۔ میسرز علی کنسٹرکشن کمپنی

ماسوائے علی کنسٹرکشن کے سب نے اپنے اپنے کام مکمل کر لیے ہیں۔ جبکہ علی کنسٹرکشن کمپنی کا کام ادھورا رہنے کے باعث اس کو ڈیفالٹر ظاہر کر دیا گیا ہے اور اس کی زرضمانت مبلغ-/2,77,000 روپے محکمہ کے پاس محفوظ پڑی ہے۔ اب اس ٹھیکیدار کے risk of cost

پر کسی اور ٹھیکے دار سے کام کروانے کا فیصلہ کر لیا گیا اور ٹنڈر موصول ہو گئے ہیں۔ بقایا کام نئے ٹھیکے دار سے مکمل کروایا جائے گا اور ٹریفک چلنے سے جو ادھورا کام مزید خراب ہو گیا ہے وہ بھی ٹھیک کروایا جائے گا اور ان سب کے اخراجات علی کنزکشن کمپنی کی زرضمانت سے ادا کیے جائیں گے۔ جو کہ قانون کے عین مطابق ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے صرف علی کنسٹرکشن کمپنی کا کام میعاد کے اندر مکمل نہیں ہوا۔ اس لیے اس کو ڈیفالٹر ظاہر کرکے ٹھیکہ کسی دوسرے ٹھیکے دار کو دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ ٹنڈر وصول ہوگئے ہیں۔ اور جلد ہی بقایا کام ہونا شروع ہو جائے گا؛

بقیہ کام کے ٹنڈرز مورخہ 09-08-87 کو میسرز علی کنسٹرکشن کمپنی کے رسک اینڈ کاسٹ پر طلب کیے گئے تھے۔ میسرز ایس ایم ایسوسی ایٹس کے ٹنڈر تقریباً اکیس لاکھ بچانوے ہزار کی لاگت کے آئے جبکہ اصل ٹھیکے دار کے انیس لاکھ بیس ہزار دیے تھے جو کہ 30.69 فی صد تخمینہ کی لاگت سے زائد ہے اس لیے وہ ٹنڈر منظور نہ کیے جا سکے۔ ٹنڈر دوبارہ مورخہ 27-12-87 کو طلب کیے گئے تھے۔ لیکن کسی بھی ٹھیکے دار نے حصہ نہیں لیا۔ اب سہ بار ٹنڈر مورخہ 14-01-88 کو طلب کیے گئے ہیں۔ اس لیے اب تک یہ کام معرض التواء میں پڑا ہوا ہے۔

کوارٹر کی مرمت میں تاخیر کی وجوہات

*3125 چودھری سعید احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محمد حنیف نے ایک درخواست برائے مرمت مکان نمبر 24-B وحدت کالونی لاہور جناب وزیر مواصلات تعمیرات کو دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے اس درخواست پر فوراً عمل درآمد کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت کہ وزیر موصوف کے حکم پر عمل درآمد نہ ہونے کی صورت میں عرصہ چار ماہ گزرنے کے بعد محمد حنیف مذکور نے ایک اور درخواست وزیر موصوف کو اسی ضمن میں دی تھی جس پر وزیر موصوف نے مورخہ 16۔ اکتوبر 1986ء کو حکم فرمایا تھا کہ مکان مذکورہ

کی فوری مرمت کی جاوے اور اس مرمت کے سلسلہ میں حکام بالا سے جو ضروری احکامات کرنا مقصود ہوں وہ بعد میں لے لیے جائیں گے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ درخواست چیف انجینئر بلڈنگ (نارتھ زون) کے دفتر میں مورخہ 5۔ نومبر 1986ء کو ڈائری نمبر 806 پر رجسٹر ہوئی تھی۔

(ح) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر متعلقہ کے احکامات پر ابھی عملدرآمد نہیں ہوا۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ احکامات پر عمل درآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں نیز ان احکامات کب تک عمل در آمد ہو گا؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی' ہاں!

(ب) وزیر موصوف نے حکم دیا تھا کہ حسب ضرورت کام کیا جائے۔

(ج) مذکورہ درخواست میں جو حکم وزیر موصوف کی جانب سے دیا گیا تھا' اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے کوارٹر میں ضروری مرمت و رنگ و روغن کروا دیا گیا تھا اور ایسے کام جو اضافی نوعیت کے تھے ان کا علیحدہ تخمینہ لگا کر بذریعہ چٹھی نمبر 174 / ایس ٹی مورخہ 27 نومبر 1986ء دفتر ایکسئن صاحب سے سنیئر ریسرچ آفیسر S&GAD کو برائے منظوری بھجوا دیا گیا تھا۔ اس سے قبل سال 1985/86ء میں کوارٹر ہذا میں مبلغ -/9,900 روپے کا خصوصی مرمت کا کام کروایا گیا جس میں کروں اور برآمدے کے فرش تبدیل کیے گئے' ضروری مرمت کی گئی' باتھ و لیٹرین میں فرشوں اور دیواروں پر چپس لگایا گیا نیز تمام دیواروں پر مکمل سکریپنگ کر کے ایملشن پینٹ ازسرنو کیا گیا۔

(د) جی' ہاں!

(ح) چونکہ تخمینہ جو کہ سنیئر ریسرچ آفیسر ایس اینڈ جی اے ڈی (S & GAD) کو بھیجا گیا تھا وہ ابھی تک منظور نہ ہوا ہے اس لیے اس کی منظوری آنے پر بقیہ کام بھی کروا دیے جائیں گے۔

(و) درج بالا تخمینہ دفتر متعلقہ سے منظور ہونے پر کام دیا جائے گا۔

سرکاری رہائش گاہ میں سوئی گیس اور بجلی کے پنکھے لگانے کے لیے اقدامات

*3127 میاں محمد افضل حیات، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے سرکاری ملازمین کی رہائش کے لیے تقریباً تین سال قبل ایف ای فلیٹس کی تعمیر مکمل کر تھی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر فلیٹ میں دو عدد بجلی کے پنکھے بجلی کا کنکشن اور سوئی گیس کنکشن لگوا کر دینا محکمہ کی ذمہ داری ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے ایسے فلیٹ ہیں جن میں بجلی کا کنکش اور سوئی گیس مہیا نہیں کی گئی جی کی وجہ سے الاٹی ملازمین کو پریشانی لاحق ہے۔ حکومت کب تک الاٹی ملازمین کی پریشانی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی' ہاں۔

(ب) جی' ہاں۔

(ج) کل 108 نمبر ایف ای فلیٹس میں صرف فلیٹ نمبری 72' 81 اور 108 میں بجلی کا کنکشن نہ۔ فلیٹ نمبر 32' 59' 82' 107 اور 108 میں دو عدد بجلی کے پنکھے نہ ہیں۔ فلیٹ نمبر 60 میں ایک عدد پنکھا کم ہے (ایک لگا دیا گیا ہے)

بجلی کے کنکشن کے لیے تخمینہ مبلغ -/10,000 روپے بذریعہ ایکس ای این سیکنڈ میڈیکل ڈویژن لاہور ایم 735 مورخہ 87-01-17 کو ایس اینڈ جی اے ڈی لاہور کی بھیج دیا گیا ہے ابھی تک منظوری نہ آئی ہے۔ البتہ بجلی کے 12 پنکھوں کی منظوری محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے برائے مبلغ -/7800 روپے وصول ہو چکی ہے۔ پنکھے موسم گرما شروع ہونے سے پہلے لگا دیئے جائیں گے۔

ایف ای بلاک کے تمام فلیٹوں میں سوئی گیس کے کنکشن لگ گئے ہیں۔ ماسوائے فلیٹ نمبر 107' 108 اور 96 کیونکہ یہ کوارٹرز ابھی تک خالی پڑے ہوئے تھے اور ان میں کوئی

الاٹی نہ تھا جو کہ متعلقہ سوئی گیس کے کاغذات پر دستخط کرکے محکمہ سوئی گیس کو جمع کروائے۔

تحصیل تونسہ کی منظوری شدہ سڑکوں کو نظر انداز کرنے کی وجوہات

*3186 سردار فتح محمد خان بزدار، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل تونسہ کی منظور شدہ سڑکوں نکانی تا چوٹی براستہ کالووالہ دھواتا لکھانی اور کوٹ قیصرانی تا لکھانی پر کام کب تک شروع کیا جائے گا۔

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں کہ حکومت تحصیل تونسہ میں ڈویلپمنٹ پروگرام 1987، تا 1990، نظر انداز کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) سڑکات نکانی تا چوٹی براستہ کالووالا اور دھواتا لکھانی ضلعی ڈویلپمنٹ کمیٹی نے اپنے مجوزہ پروگرام میں شامل کی ہوئی ہیں۔ وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئی جب ان سکیموں کے لیے رقوم مہیا کی جائیں گی کام شروع کر دیا جائے گا۔ کوٹ قیصرانی تا لکھانی ضلع ترقیاتی کمیٹی کے مجوزہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 90-1978، میں یہ سڑک تجویز نہیں کی گئی ہے۔

(ب) جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پھلروان چکیاں سڑک کی تعمیر و مرمت

*3201 چودھری محمد خان جسپال، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پھلروان چکیاں ضلع سرگودھا سے لے کر پھلروان شہر تک موجود سڑک آپ سے پچاس سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسے تعمیر کے بعد سے آج تک مکمل طور پر مرمت نہ کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل کے ساتھ ضرورت کے مطابق اسے چوڑا اور اونچا کیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل یہ سڑک انتہائی مرمت طلب ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کو اونچا، چوڑا اور نئے سرے سے تعمیر کیے جانے کا کوئی پروگرام ہے اور اگر ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک تقریباً پچاس سال قبل تیار کی گئی تھی۔

(ب) سالانہ مرمت کی مد میں سے جو رقم ہر سال ملتی ہے۔ اس میں سے اس کی معمول کی مرمت کی جاتی رہی ہے۔ لیکن سڑک کی موجودہ حالت تقاضا کرتی ہے کہ اس کی چواڑائی اور مضبوطی کے لیے فنڈز فراہم کیے جائیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ اس کی چوڑائی اور اونچائی کا کام اب تک نہ کیا گیا ہے۔

(د) سڑک موجودہ حالت میں ٹریفک کے قابل ہے اور ممکن مرمت کر دی گئی ہے لیکن اس کی کشادگی اور مضبوطی درکار ہے۔

(ر) 2741 میل لمبی اس پھلروان لنک روڈ کی موجودہ چوڑائی 9 فٹ ہے اور موٹائی "6 تا "9 ہے یہ چوڑائی اور موٹائی آج کل کے ویل لوڈ (wheel load) کے لحاظ سے بالکل ناکافی ہے اور بڑھتے ٹریفک اور زیر زمین پانی کی سطح کے اضافہ کی وجہ سے وقت کا تقاضا ہے کہ اس کی کشادگی اونچائی اور مضبوطی کی جائے اس مقصد کے لیے تخمینہ مبلغ 13 لاکھ 98 ہزار روپے بحوالہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات چھٹی نمبر (SOII-I(C X W) 1-16/83 تاریخ 28-04-83 منظور شدہ ہے اس تخمینہ میں سڑک کی چوڑائی 20 فٹ اور موٹائی "10-"12 رکھی گئی ہے اس کی تجویز سالانہ ترقیاتی پروگرام 1988-89ء میں بھی کر دی گئی ہے لیکن فنڈز فراہم نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا ہے جونہی فنڈز فراہم کیے گئے کام شروع کر دیا جائے گا۔

ٹھیکے داران کی Renewal اور Enlistment کا طریقہ کار

*3207 **جناب محمد یوسف شیخ**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ٹھیکے داران کی enlistment اور renewal کا طریقہ کار کیا ہے

(ب) محکمہ مواصلات و تعمیرات (بلڈنگ اور سڑکات) میں کتنی فرمیں ہیں اے کلاس اور کتنی no

limit کے لیے enlist اور renewal ہوئی ہیں۔

(ج) کیا یہ تمام فرمیں قواعد اور ضوابط کے مطابق enlist اور renew ہوئی ہیں یا کسی کو رعایتی بنیاد پر بھی enlist یا renew کیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ):

(الف) ٹھیکےداران کی enlistment اور renewal پیرا نمبر 6.39 (iii) manual of orders کے تحت کی جاتی ہے enlistment کے لیے باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو کہ کاغذات کی صحیح دیکھ بھال کے بعد ٹھیکےدارن کی enlistment کرتی ہے پچھلے سال گورنمنٹ آف پاکستان نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ ٹھیکےدارن کو جو کہ 25 لاکھ سے زائد کا کام کرتے ہیں کو پابند کر دیا ہے کہ وہ پاکستان انجینئرنگ کونسل سے لائسنس حاصل کریں اور متعلقہ محکمہ میں بھی enlistment renewal کروائیں۔

(ب) محکمہ مواصلات و تعمیرات صرف درجہ اے کلاس (no limit) فرموں / ٹھیکےداران کی enlistment اور renewal کرتا ہے لہذا اے کلاس اور (no limit) کے دو درجے نہیں ہیں۔ کل 167 فرمیں درجہ اے کلاس (no limit) میں اس وقت محکمہ مواصلات و تعمیرات کی approved list پر ہیں۔ کل 167 فرموں میں سے 31 فرمیں پورے کاغذات نہ دینے کی وجہ سے تجدید برائے سال 88-1987ء نہیں کروا سکیں۔ ان فرموں کو کاغذات مہیا کرنے کے لیے تحریری لیٹر جاری کر دیے گئے ہیں۔

(ج) درجہ اے (no limit) کی تمام فرمیں قواعد و ضوابط کے مطابق enlist کی جاتیں ہیں۔

اوکاڑہ اور ہیڈ برج کا ٹھیکہ

*3208 جناب محمد یوسف شیخ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اوکاڑہ اور ہیڈ برج کا ٹھیکہ کتنی مالیت میں ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ہیڈ کا ٹھیکہ پہلے بھی ہوا تھا۔ مگر اس کو منظور نہ کیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) جو prequalification پہلے ہوئی تھی۔ ان سے ہی ٹھیکےداران کو دوبارہ qualify کیا گیا یا

نئی لسٹ تیار کی گئی۔

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) ٹھیکے کی مالیت مبلغ -/20,04,29,513 روپے ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔

(ج) قومی سطح کی معیار کے ٹھیکیداران (pre-qualification) فرم کی پری کوالیفکیشن اس پل کی تعمیر کے لیے خصوصی طور پر کی گئی تھیں۔

مظفر گڑھ خوشاب روڈ کو کشادہ کرنے کے لیے اقدامات

*3233 **الحاج سید محمد اقبال احمد شاہ بخاری،** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مظفر گڑھ خوشاب روڈ میل نمبر 25 سے 45 تک سنگل ہے اس پر بلوچستان سندھ کی ٹریفک جو کہ فیصل آباد سرگودھا کے لیے گزرتی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت رش ہوتا اردگرد ریت کے بڑے ٹیلے ہیں اور ہر وقت حادثے کا خطرہ رہتا ہے اور ہیوی ٹریفک کی وجہ اکثر راستہ بند رہتا ہے۔

(ب اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقے کی عوام کی سہولت کے لیے متذکرہ سڑک کو کشادہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ خوشاب مظفر گڑھ روڈ (ضلع مظفر گڑھ) از میل نمبری 160 (20 میل) صرف 10 فٹ چوڑی ہے اور زیادہ تر ریت کے بڑے اونچے ٹیلوں میں سے گزرتی ہے۔ اس پر تقریباً روزانہ 950 گاڑیاں گزرتی ہیں تنگ سڑک کی وجہ سے بھاری گاڑیوں کو احتیاط سے گزرنا پڑتا ہے مگر ٹریفک رہتی ہے۔

(ب) مظفر گڑھ سے جھنگ کی طرف ماسوائے ان 20 میلوں کے باقی تمام سڑک 20 فٹ چوڑی ہے موجودہ ٹریفک اور عوام کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سڑک کو کشادہ کرنے کے لیے سڑک کی کشادگی کی سکیم اگرچہ محکمہ نے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے

کی تجویز کی ہوئی ہے۔ اس کا پروگرام میں شامل ہونا حکومت کے وسائل اور ترجیحات پر منحصر ہے۔

مظفر گڑھ خوشاب روڈ کو کشادہ کرنے کے لیے اقدامات

*3252 حاجی چودھری مشتاق حسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا درست ہے کہ حکومت راولپنڈی میں عدلیہ کے ملازمین کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو اس مقصد کے لیے حکومت نے کیا کیا اقدامات کیے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سید افضال علی شاہ)،

جی ہاں۔ سال 1986-87، اور سال 1987-88 میں 116.87 لاکھ روپے کی لاگت سے ہائی کورٹ بنچ راولپنڈی کے لیے مندرجہ ذیل رہائش گاہیں تعمیر کی گئی۔

1۔ رہائش گاہاں جج صاحبان و دیگر افسران بمعہ سرونٹ کوارٹرز، 7 عدد

2۔ رہائش گاہاں متفرق ملازمین گریڈ ایک تا پندرہ، 19 عدد

3۔ علاوہ ازیں 400 فٹ کا ایک ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب شفقت عباس، جناب سپیکر! میں نے مورخہ 04-2-1988 کو ایم ایس اوکاڑہ کے خلاف ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اور جناب سپیکر نے اسے اگلے دن کی کارروائی تک کے لیے ملتوی کردیا تھا۔ دو دن شاہ صاحب تشریف نہیں لائے۔ آج وہ تشریف لائے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آج میری اس تحریک پر بحث کر لی جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق کا کون سا نمبر ہے؟

جناب شفقت عباس،؛ اس کا نمبر 25 ہے۔

جناب سپیکر، کیا آپ کے پاس اس کی کاپی ہے؟

جناب شفقت عباس، میرے پاس کاپی تو نہیں ہے مگر میرے پاس minutes کی کارروائی ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس سے پہلے کچھ تحاریک استحقاق ہیں - ان کو take up کر لیا جائے پھر اس کے بعد ہم اس کو take up کرتے ہیں۔

جناب شفقت عباس، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ہمارے پاس تحریک استحقاق نمبر 6 pending ہے اور یہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میری یہ تحریک استحقاق انتہائی اہم ہے اور آپ نے فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ وزیر بلدیات میرے ساتھ اس بارے میں گفتگو کریں گے مگر انھوں نے میرے ساتھ کوئی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا حالانکہ جس مسئلے کی میں نے اپنی تحریک استحقاق میں نشاندہی کی ہے وہ انتہائی اہم ہے اور ہمارے صوبے کے افسران کا رویہ اراکین اسمبلی کے ساتھ ہے میری یہ تحریک استحقاق اس کی عکاسی کرتی ہے اور میری یہ تحریک استحقاق غالباً پچھلے دو ہفتوں سے زیر غور چلی آرہی ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب' یہ تحریک استحقاق نمبر 6 ہے اور منسٹر لوکل باڈیز مسلسل ایوان میں تشریف نہیں لا رہے۔ اور ان کی تشریف آوری نہ ہونے کی وجہ سے یہ pending ہوتی جا رہی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! آج اسلام آباد میں پارلیمانی بورڈ کی میٹنگ تھی اور آج انھوں نے اسلام آباد جانا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ میری طرف سے ایک دفعہ request کر دیں اور میں آجاؤں گا اور میں آکر اس کو مکمل کر لوں گا۔

جناب سپیکر، پہلا واقعہ ہے کہ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کی sanctity disturb ہو رہی ہے۔ اس میں متعلقہ وزیر تشریف نہیں رکھتے ہیں اور یہ مسلسل pending ہوتی جا رہی ہیں۔

وزیر قانون، آپ کی یہ بات صحیح ہے۔

جناب سپیکر، تو میں چودھری صاحب' اس کو pending نہیں کرتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ چونکہ وہ اس دفعہ request کر کے گئے ہیں اس لیے ایک دفعہ اسے چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر، یہ صرف اسی شکل میں کہ اگر جناب جنجوعہ اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

وزیر قانون، ورنہ جو ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں وہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک استحقاق پیش کر دی تھی اور وزیر موصوف نے گورنمنٹ کا نقطہ نظر بیان کر دیا تھا اور میں نے اس پر اپنی short statement بھی دے دی تھی۔ اب صرف آپ نے فیصلہ فرمانا تھا مگر انھوں نے کہا تھا کہ جی میں ان سے بات کرتا ہوں۔ انھوں نے میرے ساتھ بات کرنا ضروری ہی نہیں سمجھا۔ بات تو صرف اتنی موجود ہے کہ آپ نے ان کو ہدایت فرمائی ......

جناب سپیکر، چودھری صاحب' اس میں جواب دینے والا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ صرف person to person معاملہ ہے ان کے ساتھ مل لیں تو بات ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر، بات یہی تھی کہ منسٹر لوکل گورنمنٹ اور ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپس میں ملیں گے اور مل کر اس مسئلے کے حل کی کوشش کریں گے۔ تو ان کی ملاقات نہیں ہو سکی۔

وزیر قانون، جناب میں ان کو یہ convey کر دوں گا کہ وہ واپس آ کر ان سے فوراً ملیں۔ اس کے بعد وہ آپ کو بتا دیں گے۔ یہی ہو سکتا ہے' چونکہ یہ ان کی ذات کا معاملہ ہے اور انھوں نے خود ملنا ہے تو واپس آ جائیں۔ یہ ان سے میٹنگ کر لیں اور پرسوں' گیارہ تاریخ کو آپ کو بتا دیں گے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: میں یہاں پر موجود تھا ان کی چٹ مجھے ملی تھی کہ آپ میرے ساتھ دفتر میں آ کر بات کریں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اس مقصد کے لیے بلایا گیا تھا کہ اس کے بعد وہ یہاں پر رولز معطل کروانا چاہتے تھے' چونکہ ہاؤس میں اپوزیشن کی طرف سے صرف میں موجود تھا۔ انھوں نے ایک بہانے سے مجھے بلایا جبکہ خود آ کر ایوان میں بیٹھ گئے اور میں ان کے دفتر کے باہر چکر لگاتا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے بھی انھوں نے میری تذلیل کی ہے۔ اب میرے ساتھ ملاقات میں وہ کیا طے کرنا چاہتے ہیں؟ جناب والا! میرے استحقاق کا مسئلہ ہے اس میں' میں ان کے ساتھ کوئی bargaining نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: تو اس تحریک استحقاق کو میں باضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اسے استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا

جاتا ہے اور اس پر ایک مہینے کے اندر کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 9 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔

وزیر خوارک کی جانب سے ایوان کو غلط حقائق کی فراہمی

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں' میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر 33 پیش کی تھی جو ضلع جھنگ میں گندم کی خریداری مراکز پر خرید کی جانے والی غیر معیاری گندم کے بارے میں تھی۔ میری اس تحریک کے جواب میں وزیر خوراک نے اس معزز ایوان میں ایک بیان جاری فرمایا تھا کہ انھوں نے محکمہ خوراک کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ ضلع جھنگ کے ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر اور ایسے تمام خریداری مراکز کے اہل کاروں کو معطل کر دیں گے جہاں پانچ فی صد سے زائد بارش سے متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایسے تمام افسران کے خلاف نہ صرف مقدمات درج کیے جائیں گے بلکہ ان سے یہ رقم بھی وصول کی جائے گی۔ وزیر موصوف کے اس واضح اور غیر مبہم بیان کے بعد میں نے اپنی تحریک پر زور نہ دیا۔ اب جبکہ معزز وزیر صاحب کو اس ایوان کے سامنے یہ بیان دیے ہوئے تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے صرف جھنگ کے ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کو معطل کر کے تبدیل کیا گیا ہے باقی تمام خریداری مراکز کے اہلکاران جو کروڑوں روپے کے اس سکینڈل میں ملوث ہیں دندناتے پھر رہے ہیں۔ نہ تو ان کو معطل کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے خلاف مقدمات درج کیے گئے ہیں' نہ ہی ان سے کسی رقم کی وصولیابی عمل میں آئی ہے۔ میری دانست میں جناب وزیر خوراک نے اس ایوان کے روبرو ایک ایسا بیان جاری کیا جس کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور اس طرح وہ دانستہ طور پر اس ایوان کے استحقاق کی پامالی کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی سے نواز کر تحقیقات کے لیے اس ایوان کی مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے دوسرے اضلاع کی طرح اس سال ضلع جھنگ بھی بارشوں سے متاثر ہوا اور جس سے گندم کی فصل کو بے حد نقصان پہنچا۔ بارش سے متاثرہ یہ

گندم جب کاشت کار محکمہ خوراک کے خریداری مراکز پہ لے جاتے تھے تو وہاں پر محکمہ خوراک کا عملہ یہ کہہ کر گندم خریدنے سے انکار کر دیتا تھا کہ یہ گندم بارش سے متاثرہ ہے۔ بعد میں وہ گندم اونے پونے نرخوں پر کاشت کار منڈی میں جا کر آڑھتیوں کے پاس فروخت کرنے پہ مجبور ہو جاتے تھے اور بعد میں محکمہ خوراک کا عملہ آڑھتیوں کے ساتھ مل بھگت کر کے یہ گندم سرکاری نرخوں پر خرید لیتا تھا اور اس طرح ضلع جھنگ میں کم از کم کروڑوں روپے کی سرکاری فنڈز کی خورد برد ہوئی ہے۔ میں نے اس پر سابق اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی جس پر وزیر موصوف نے جو بیان جاری کیا وہ میں اس ایوان کی اطلاع کے لیے پڑھ دیتا ہوں۔ انھوں نے یہ فرمایا" کہ تجزیہ کے بعد جو بات سامنے آئی ہے اس سے واقعی یہ بات موجود ہے کہ اس میں کافی گندم خراب بھی تھی محکمہ خوراک نے چند اہل کاران کے خلاف کارروائی بھی کی ہے لیکن میں خود اس کارروائی سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے محکمہ خوراک کو یہ ہدایات جاری کر دیں ہیں کہ ڈی ایف سی جھنگ اور ایسے تمام اہل کاران کو فوری طور پر معطل کر دیا جائے جن کے مراکز سے خراب گندم کے تجزیے موصول ہوئے ہیں۔ جھنگ کے علاوہ اگر کسی بھی مرکز پر خراب گندم موجود ہوئی اور تجزیے سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہاں گندم خراب ہے تو ان شاء اللہ ان کے خلاف بھی سخت سے سخت کارروائی ہوگی۔ چنانچہ جہاں خراب گندم خرید کی گئی تھی ان افسران کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے گا بلکہ ان کے خلاف مقدمات بھی درج کیے جائیں گے۔ اور حکومت کا جو پیسہ ضائع ہوا ہے ان شاء اللہ وہ بھی ان سے پورا کیا جائے گا" جناب والا! میری تحریک التوائے کار کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ بیان اس ایوان کے سامنے دیا تھا لیکن تین ماہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود جھنگ میں صرف ایک ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کو معطل کر کے تبدیل کیا گیا باقی جو افراد اس متاثرہ گندم کی خریداری کے ذمہ دار تھے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ جناب والا! میں مختلف خریداری کے مراکز سے حاصل کیے گئے نمونہ جات کے تجزیے کے نتائج جو کہ محکمہ خوراک کے دفتر میں بھی موجود ہیں پیش کیے دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! جھنگ میں خریداری کے مرکز شاہ جیونہ کے ایک گودام سے جو نمونہ حاصل کیا گیا اس کے مطابق وہاں پر 26 فی صد متاثرہ گندم خریدی گئی تھی۔ دوسری گودام سے جو نمونہ حاصل کیا گیا وہاں پر 7 فی صد متاثرہ گندم خریدی گئی، تیسرے پہ 13 فی صد، چوتھے پہ 20 فی صد، پانچویں پہ 22 فی صد اور چھٹے پہ 20 فی صد متاثرہ گندم خریدی گئی۔ اسی طرح جھنگ کے ایک اور خریداری

مرکز چک کوڑیانہ کے ایک گودام کے تجزیہ سے حاصل ہونے والی رپورٹ کے مطابق 28 فی صد متاثرہ گندم خریدی گئی' دوسرے پہ 25فی صد' تیسرے پہ 12 فی صد' چوتھے پہ 14 فی صد' پانچویں پہ 18 فی صد' چھٹے پہ 15 فی صد اور ساتویں پہ 10 فی صد متاثرہ گندم خریدی گئی۔ اسی طرح ایک اور خریداری مرکز چک 11 پر 35 فی صد متاثرہ گندم خرید کی گئی۔ تو وزیر موصوف نے جو بیان اس ایوان میں جاری کیا تھا اس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ پانچ فی صد سے زائد جن خریداری مراکز پہ گندم خریدی گئی ہے اور وہ بارش سے متاثرہ تھی اس خریداری کے ذمہ دار اہل کاران کو نہ صرف معطل کیا جائے گا' ان کے خلاف مقدمات درج کیے جائیں اور حکومت کا جو پیسہ خورد برد ہوا ہے جو کہ میرے حساب سے کروڑوں روپے بنتا ہے اس کی وصولی کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں گے۔ مگر جناب والا! تاحال صرف ایک ڈی ایف سی کو معطل کر کے تبدیل کیا گیا حالانکہ وہ براہ راست اس گندم کی خریداری کا ذمہ دار نہیں تھا' وہ صرف ایک نگران افسر تھا۔ جب میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تو اس کے بعد وزیر موصوف نے اب تین چار مزید اہل کاروں کو بھی معطل کر دیا ہے۔ جب ان کو میری تحریک استحقاق وصول ہوئی تو اس کے بعد انھوں کچھ اور اہل کاروں کو بھی معطل کیا ہے لیکن ابھی تک لاتعداد ایسے اہلکار موجود ہیں جو کہ اس وقت ایسے خریداری کے مراکز پر تعینات تھے۔ جب گندم کی خریداری کا موسم تھا تو اس وقت وہ موجود تھے اور اس خریداری کے وہ ذمہ دار ہیں لیکن ان کو تاحال نہ تو معطل کیا گیا ہے' نہ ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے' نہ ان سے رقم کی وصولی کے لیے کوئی کارروائی کی گئی ہے حالانکہ وزیر موصوف نے واضح طور پر اس ایوان میں یہ بیان دیا تھا کہ حکومت کا جو پیسہ خورد برد ہوا ہے وہ بھی وصول کیا جائے گا اور ان لوگوں کے خلاف مقدمات بھی درج کروائے جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھو ں نے اس ایوان میں ایسا بیان جاری کیا تو حقائق کے برعکس تھا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہاس پورے ایوان کے استحقاق کو پامال کیا گیا ہے' روندا گیا ہے اور جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق قابل پذیرائی ہے' اسے منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی وزیر خوراک صاحب!

وزیر خوراک (سعید احمد خان منیس)، جناب والا! یہ جس تحریک استحقاق کا جنجوعہ صاحب نے ذکر

کیا ہے۔ واقعی پچھلے اجلاس میں انھوں نے اس بارے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ میں نے ایوان میں یہ بات کہی تھی کہ جس جس سنٹر پہ بارش سے متاثرہ گندم خرید کی گئی ہو گی ان اہل کاران کے خلاف کارروائی ہوگی۔ تو میں ایوان اور ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ہم نے تجزیہ رپورٹ کی روشنی میں متعدد اہل کاران کے خلاف کارروائی کی ہے جس میں دو ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولرز ہیں' چھ اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولرز' 14 فوڈ انسپکٹرز ہیں' ایک انسپکٹر کو dismiss کیا گیا ہے' دو انسپکٹرز کی تنزلی کی گئی ہے اور 106 دیگر ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ تو جناب والا! آپ محسوس کریں گے کہ کافی حد تک ہم نے ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی ہے جنھوں نے متاثرہ گندم خریدی تھی۔ اگر جنجوعہ صاحب کی بات پہ میں جاؤں تو تقریباً سارا پنجاب ہی مجھے معطل کرنا پڑتا ہے۔ جس حد تک میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ لوگ واقعی اس میں ملوث ہیں اور انھوں نے متاثرہ گندم خریدی ہے تو میں نے ان کے خلاف کارروائی کی ہے۔ جنجوعہ صاحب کی یہ بات کہ خورد برد ہونے والی رقم کی وصول یابی اور مقدمات کا درج ہونا' تو ان کی اطلاع کے عرض کرتا ہوں کہ سٹورز میں سے گندم نکالی جا رہی ہے اور deficit areas کو بھیجی جا رہی ہے۔ جس وقت storage result مرتب ہوگا تو پھر ہی اس بات کا اندازہ لگایا جا سکے گا کہ کتنی گندم damage تھی' اس کی کتنی value بنتی ہے۔ اور اس کے بعد ہی باقی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ تو اپنی اس گزارش کی روشنی میں جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو out of order قرار دیا جائے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ انھوں نے لاتعداد ملازمین کو معطل کر دیا ہے اور ان کی کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ جناب والا! انھوں نے جو بیان اس ایوان میں جاری کیا تھا وہ میں نے پڑھ کر آپ کو سنایا ہے اس میں انھوں نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ جہاں پر پانچ فی صد سے زائد متاثرہ گندم خریدی گئی ہے ان تمام اہلکاران کو نہ صرف معطل کیا جائے گا بلکہ ان کے خلاف مقدمات درج کروائے جائیں گے اور ان سے خورد برد کیے جانے والے فنڈز وصول کیے جائیں گے۔ تو جناب والا! میں ایسے کئی سنٹرز کی نشاندہی کر سکتا ہوں جہاں پر 20 فی صد سے بھی زیادہ متاثرہ گندم خریدی گئی ہے اور اس سنٹرز پر کام کرنے والے اہلکاروں

کو معطل نہیں کیا گیا' اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اور جہاں تک وہ یہ فرما رہے ہیں کہ جب نتائج مرتب ہوں گے تو پھر recovery کی جائے گی۔ جناب والا! محکمے والوں نے اب یہ طریق کار اختیار کر لیا ہے کہ جس جگہ یہ گندم سپلائی کی جا رہی ہے ان کو بھی انھوں نے اپنی اس خورد برد میں حصہ دار بنا لیا ہے اور وہ متاثرہ گندم جب سپلائی کرتے ہیں تو انھیں اپنی اس خورد برد میں حصہ دیتے ہیں اور وہ اس گندم کو صحیح قرار دے کر وصول کر لیتے ہیں۔ تو پھر کیسے نشان دہی ہو گی؟ حکومت کے جو فنڈز ضائع ہوئے ہیں وہ کیسے وصول ہوں گے؟ بلکہ اب تو یہ ناقص گندم عوام کو کھانے پہ مجبور کیا گیا ہے۔ جس جگہ گندم سپلائی کی جا رہی ہے وہ بھی اس خورد برد میں ملوث ہیں' وہ ان سے باقاعدہ حصہ لیتے ہیں تب یہ گندم وصول کرتے ہیں۔ اصل میں مظلوم تو عوام یا کاشت کار ہیں کہ جب گندم خریدی جا رہی تھی تو اس وقت بھی کاشت کاروں کو 30/40 روپے کے حساب سے وہ گندم منڈیوں میں بیچنا پڑی اور اس کے بعد وہی گندم آڑھتیوں نے محکمہ خوراک کے ذریعے سے محکمہ خوراک کو فروخت کی اور اب جبکہ وہ گندم ایک دوسری جگہ سپلائی کی جا رہی ہے اور وہاں پر آٹے کی شکل میں یہی گندم عوام کو کھانی ہے۔ وہاں بھی محکمہ خوراک والے ان سے اپنا حصہ لیتے ہیں اور اس کے بعد اس گندم کو صحیح قرار دے کر وصول کر لیتے ہیں۔

سردار زادہ سید ظفر عباس : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ پنجاب کے 80/90 فی صد فوڈ کے مراکز پر متاثرہ گندم خریدی گئی ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پنجاب کی گندم کی فصل پانچ فی صد damage نہیں ہوئی بلکہ پانچ فی صد سے زیادہ damage ہوئی ہے۔ جہاں یہ جنجوعہ صاحب اس بات کے چیمپئن بنتے ہیں کہ وہ کاشت کاروں اور مزدوروں کے حامی ہیں' یہاں پر اگر اس گندم کی حد پانچ فی صد ہی رکھی جاتی اور ایم این ایز اور ایم پی ایز کی سفارش پر یہ گندم نہ خریدی جاتی تو جناب والا! پنجاب کے اکثر کاشت کاروں کو انتہائی نقصان ہوتا اور ان کی معاشی حالت نہایت ہی خراب ہو جاتی۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے جنجوعہ صاحب کی یہ تحریک استحقاق پہلے بھی پیش ہو چکی ہے' اس پر وزیر موصوف نے کارروائی بھی کی ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ پنجاب کے سارے محکمہ خوراک کو ہی معطل کر دیا جائے۔ جناب والا! 115/116 آدمیوں کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے اس لیے میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مسترد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جناب جنجوعہ! وزیر خوراک نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ محکمہ خوراک کے 106 افسران' اہل کاران کے خلاف کارروائی کر چکے۔ ان میں سے کئی کو وہ معطل کر چکے ہیں' کچھ کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ تو اس کے بعد بھی آپ چاہتے ہیں کہ مزید لوگوں کے خلاف ایکشن ہونا چاہیے یا جن کے خلاف ایکشن ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہوا؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میرا مقصد یہ ہے کہ ان کے اپنے بیان کے مطابق جن مراکز پہ پانچ فی صد سے زیادہ متاثرہ گندم خریدی گئی ہے ان مراکز کے تمام اہل کاروں کو معطل ہونا چاہیے تھا۔ میں نشان دہی کر سکتا ہوں کہ ایسے مراکز جہاں پر 28/30 فی صد متاثرہ گندم ان کے اپنے نتائج و تجزیے کے مطابق خریدی گئی ان لوگوں کو کیوں معطل نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جناب وزیر خوراک!

وزیر خوراک (جناب سعید احمد خان منیس): جناب والا! جنجوعہ صاحب نے ایک دو سنٹرز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس میں انھوں نے چک اڑیانہ کا ذکر کیا ہے تو وہاں کے AFC کو معطل کیا جا چکا ہے۔ چک نمبر 11/JB کا انھوں نے ذکر کیا ہے تو وہاں کے فوڈ انسپکٹر کو بھی معطل کیا جا چکا ہے۔ اب اگر ان کی اپنی کوئی پسند اور ناپسند ہے۔ اس کا وہ اشارہ فرما دیں کہ وہ کس افسر کو معطل کروانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اگر آپ حکم دیں گے کہ میں کسی پسند اور ناپسند پر معطل کروں' تو میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ ورنہ جتنی کارروائی میں نے کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں حلفاً کہتا ہوں کہ میری اس مسئلے میں کوئی پسند اور ناپسند نہیں ہے۔ میں صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اس طرح کا امتیازی سلوک نہ کریں کہ ایک جگہ تو بیس فی صد متاثرہ گندم خریدی جاتی ہے تو وہاں پر معطل کر دیے جاتے ہیں۔ دوسری جگہ اسی ضلع میں ایسی موجود ہے کہ وہاں اٹھائیس فی صد متاثرہ گندم خریدی گئی اور اس اہلکار کو معطل نہیں کیا گیا۔ یہ امتیازی سلوک کیوں ہے؟

جناب سپیکر: اس میں صورت یہ ہے کہ جنجوعہ صاحب نے آپ کو نشان دہی کی ہے کہ جہاں یہ سمجھتے

ہیں۔ اور یہ وہاں کے رہنے والے ہیں کہ جہاں زیادہ متاثرہ گندم خریدی گئی ہے۔ اس کی نشان دہی یہ آپ کو کریں تو کیا آپ اس پر جائز کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس رپورٹ کا ذکر جناب جنجوعہ صاحب نے کیا ہے۔ وہ مختلف مراکز سے لی گئی ہیں۔ فیصل آباد سے لی گئی ہے اور لاہور سے لی گئی ہے۔ ان رپورٹوں میں بھی تضاد ہے کہ ایک سنٹر کی ایک جگہ سے رپورٹ 30 فی صد ہے تو اسی سنٹر کا لاہور سنٹر سے رزلٹ 5 فی صد ہے۔ جناب والا! یہ تضاد موجود ہے اس لیے ان figures کے اوپر یقین نہ کیا جائے، جو جنجوعہ صاحب کو suit کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، تشریف رکھیے۔ مسئلہ یہ تھا کہ میں نے وزیر خوراک سے کہا تھا کہ جنجوعہ صاحب، جن مراکز کو point out کر رہے ہیں۔ آپ کی سٹیٹمنٹ یہ ہے کہ 5 فی صد سے زائد متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ ان کے خلاف آپ ایکشن لیں۔ جنجوعہ صاحب نے کئی ایسے مراکز point out کیے ہیں، جہاں انھوں بتایا ہے کہ یہاں 20 فی صد 25 فی صد 15 فی صد متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی سٹیٹمنٹ کی روشنی میں یہ آپ کو ان مراکز کی نشان دہی کریں جہاں متاثرہ گندم زیادہ مقدار میں خرید کی گئی ہے۔ کیا آپ اس پر کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں نے جن اہلکاران کے خلاف کارروائی کا ذکر کیا ہے۔ ان کا تعلق صرف دو ڈویژن سرگودھا اور فیصل آباد سے ہے۔ اگر آپ تعداد کو دیکھیں گے تو آپ اندازہ لگائیں گے کہ ہم نے کتنی سخت کارروائی کی ہے۔ اگر باقی ماندہ اہلکاران کے خلاف بھی اسی طرح کی کارروائی کرتے ہیں تو تمام سنٹرز بند ہو جائیں گے۔ ہم متاثرہ علاقوں میں گندم نہیں پہنچا سکیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ راولپنڈی، گوجرانوالہ، لاہور اور ان جیسے بڑے شہروں میں بہت مشکل ہو جائے گی۔ جن پرچیز سنٹرز کا جناب جنجوعہ صاحب نے ذکر کیا ہے۔ جس میں سے میں نے دو کے متعلق آپ کو بتایا ہے کہ وہاں کے اہل کاران کو معطل کیا جا چکا ہے۔ انھوں نے اپنے بیان میں شاہ جیونہ کا ذکر کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ غالباً یہ اسی پر insist کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے مجھے ایک تجزیے کی رپورٹ دی ہے، جو کہ محکمہ خوراک کی جاری شدہ ہے۔ ان کی فوٹو سٹیٹ کاپی کے مطابق وہاں 26 فی صد متاثرہ گندم خرید کی گئی ہے۔ لیکن جب میں نے اپنے دفتر سے معلوم کیا ہے تو وہاں دو یا تین

analysis reports آئی ہوئی ہیں۔ جن کا آپس میں تضاد ہے تو میں نے اس پر بھی ایکشن لیا ہے اور ان analyst کے خلاف کارروائی کا حکم دیا ہے۔ بلکہ ان کی انکوائری ہو رہی ہے۔ اگر اس میں یہ پایا گیا کہ واقعی analyst نے اس میں کچھ خرابی کی ہے تو ان کے خلاف بھی مناسب کارروائی کی جائے گی۔ اور ان analysis reports کی روشنی میں جو اہلکار بھی ذمہ دار ہوگا' اس کے خلاف بھی مناسب کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ اس کے علاوہ اگر یہ کہیں خرابی کی جائز نشان دہی کرتے ہیں تو آپ اس کو جائز طریقے سے consider کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں بالکل تیار ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ اگر تمام سنٹرز کے اہل کاران کو معطل کر دیا جائے تو اس میں کافی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ لیکن جہاں تک جنجوعہ صاحب جن کی نشان دہی کریں گے اور وہ واقعی صحیح ہوں گے تو میں ان شاء اللہ مناسب کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر، جی' یہی بات ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! جہاں تک قبلہ شاہ صاحب کی بات کا تعلق ہے۔ میں اس کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ شاید آپ بھی سمجھ گئے ہوں کہ وہ ایسا کیوں کر رہے تھے۔

جناب سپیکر، مسئلہ یہ ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وزیر خوراک نے محکمہ خوراک کے 106 افسران کے خلاف کارروائی کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر ان کے علم میں لایا جائے کہ کہیں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے تو وہ کارروائی کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! گڑبڑ بڑی واضح ہے۔

جناب سپیکر، میں یہ بات کر رہا ہوں کہ آپ ان کو نشان دہی کریں تو وہ اس پر ایکشن لینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں متعدد بار ان کو نشان دہی کرا چکا ہوں۔

جناب سپیکر، کیا آپ کی ان سے ملاقات ہوئی؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میری ملاقات ہوئی ہے اور میں نے رپورٹ کی فوٹو کاپی ان کے سپرد کی ہے۔ میں نے ان کو یہ بھی بتایا ہے کہ یہ رپورٹ میری نہیں ہے۔ یہ آپ کے ایک food analyst جناب الطاف اکبر خان کی مرتب کردہ ہے۔ 7 جولائی تک جتنی گندم خریدی گئی، انھوں نے اس پر تجزیے کیے ہیں اور اس کی یہ رپورٹ ہے۔ میں نے ان کو نشان دہی کی ہے کہ جھنگ میں جن جن مراکز میں 5 فی صد سے زائد متاثرہ گندم خریدی گئی تھی۔ ان تمام کو معطل کر دیا گیا ہے۔ صرف ایک پرچیز سنٹر شاہ جیونہ کا ایسا ہے۔ جہاں پر 26 فی صد متاثرہ گندم اس رپورٹ کے مطابق خریدی گئی ہے۔ لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس طرح ایک امتیازی صورتحال وہاں پر پیدا ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے آپ کو ابھی تفصیل سے بتایا ہے کہ اگر اس میں کسی آدمی کی کوئی غلطی پکڑی گئی تو اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، شکریہ۔

جناب سپیکر، اس کے علاوہ اگر آپ کے علم میں کوئی ہے تو وہ آپ ان کے نوٹس میں لائیں۔ وہ کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! مہربانی۔ میں press نہیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب press نہیں کرتے۔

چودھری خادم حسین ، جناب والا! کیا میں اب point of information پر بات کر سکتا ہوں۔ عوامی مفاد عامہ کی بات ہے اور انتہائی اہم بھی ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ محکمہ کی ملی بھگت سے متاثرہ گندم چالیس، پنتالیس، پچاس اور پچپن تک خرید کر کے ملوں کے ذریعے ناقص آٹا عوام کو مہیا کیا جا رہا ہے۔اس کا ذمہ دار کون ہے۔

جناب سپیکر، آپ ایسا کریں کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب سے مشورہ کیجیے کہ یہ مسئلہ آپ کو ایوان میں کیسے take up کرنا چاہیے۔اگر وہ آپ کو کہیں کہ اسی صورت میں take up کریں تو میں آپ کی بات سنوں گا۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ ریاض حشمت صاحب سے مشورہ

کروں۔ میں خود بھی جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں' بات یہ ہے کہ اس ایوان میں اس اجلاس میں بات نہیں ہو سکے گی۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ یہ بات ریکارڈ پر آجائے۔

جناب سپیکر، آپ کو مشورہ کرنے میں کوئی حرج ہے۔

چودھری خادم حسین ، حرج تو کوئی نہیں۔ ویسے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی عقل کل ہو۔ میں تو خود طفل مکتب ہوں' ابھی سیکھ رہا ہوں۔ مجھے ان سے سیکھنے میں کوئی عار بھی نہیں۔ مجھے مسرت ہو گی۔ بہرحال یہ بات بھی ریکارڈ پر آنا ضروری تھی۔

جناب سپیکر، آپ مشورہ کر لیجیے گا تو اس کے بعد فرمائیے گا۔ آپ جو فرمائیں گے' میں سنوں گا۔

چودھری خادم حسین ، سیانے کہہ گئے ہیں کہ مشورہ تو دیواروں سے بھی کر لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق نمبر 19 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب! میرا خیال ہے کہ اب ریکارڈ تیار کر لیا گیا ہوگا۔ چودھری صاحب دو ہفتوں سے pending کروا رہے ہیں۔ اور ان کا وعدہ سوموار کا تھا۔ آج سوموار کی بجائے منگل ہے۔ اگر جواب نہیں بنتا تو میں نے استدعا کی تھی کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ آخر کمیٹی کس لیے ہے۔ یہ مسلسل دو تین ہفتوں سے pending ہو رہی ہے۔ تو میں استدعا کروں گا کہ اسے بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' جناب وزیر قانون کیا ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون (چودھری عبدالغفور)، جناب والا! میں عرض کروں گا اور ٹیکنیکل بنیاد پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی یہ right نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ ان کو انتظار کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ ان کی جو تحریک استحقاق ہے کہ ایک نشان زدہ سوال 985 کا نوٹس دیا گیا تھا۔ جس میں انھوں نے 17 گریڈ اور اس سے اوپر قادیانی ملازمین کی محکمہ وار تفصیل طلب کی تھی۔ جس کا جواب 29-6-87 کو درج ذیل تفصیل سے لیا گیا۔ جو نیچے تفصیل درج کی گئی؛ لیکن اب میرے ایک سوال نمبر 1138 کے جواب میں 19 جنوری اور 25 جنوری 1988ء کو دیا گیا ہے۔ جس میں انہی گریڈ کے قادیانی ملازمین کی تفصیل وار تفصیل درج ذیل دی گئی ہے۔ دونوں جوابات میں 90 ملازمین کا بڑا واضح فرق ہے۔ مجھے اور ایوان کو معلوم نہیں کہ کون سا جواب صحیح ہے۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک جواب غلط ہے اور ہو

سکتا ہے کہ یہ دوسرا جواب بھی پہلے کی طرح غلط ہو۔ جہاں تک پہلا سوال تھا' جس کا جواب جون 1987ء میں دیا گیا۔ یہ تو حقیقت ہے کہ اس کا جواب دیا گیا اور وہ ریکارڈ پر رکھا گیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی تفصیل کیا تھی اور وہ کس کس محکمے کے متعلق تھا۔ اب جس سوال نمبر 1138 کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تو ابھی ہاؤس میں آیا ہی نہیں ہے۔ اور جناب کو علم ہے کہ ہاؤس میں آنے سے قبل' ہاؤس کی پراپرٹی بننے سے قبل اور اس کو پڑھنے سے قبل جواب کو درست کیا جا سکتا ہے۔ ابھی وہ سوال نہ پڑھا گیا ہے' نہ ہاؤس کی پراپرٹی بنا ہے اور نہ ہی ابھی تک میز پر رکھا گیا ہے۔ اس سے قبل ہی اس کے متعلق میں آرڈرز کر چکا ہوں کہ اس کی پوری تحقیقات کر کے جس جس محکمے نے جواب تیار کیا ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ یہ سوال نمبر 1138 کا ذکر کیا گیا ہے اور جو 19 جنوری اور 25 جنوری کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وہ دن تھے جس دن پنجاب سول سروس اور ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ کے سوالات آئے تھے۔ یہ ابھی تک pending کر دیے گئے ہیں۔ اس دن وقفۂ سوالات معطل کر دیا گیا تھا اور اگلے اجلاس کے لیے اس کو رکھ لیا گیا کہ ان کے جواب اگلے اجلاس میں دیے جائیں گے۔اس لیے ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دوسرے جواب اور پہلے جواب میں کیا تفاوت تھا۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ یا مولانا صاحب انتظار کریں کہ جب ان کے جوابات ہاؤس کے سامنے آئیں اور جب ہم ان کو پڑھیں گے تو ہم مکمل طور پر مولانا صاحب کی تشفی کریں گے کہ یہ کیسے ممکن ہوا اور ان کے خلاف کیا ایکشن ہوا۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک قادیانی حضرات کا محکمے میں تعداد کا تعلق ہے۔ آپ یقین کریں کہ یہ بڑی مشکل بات ہے۔اول تو یہ سوال ہی اتنا مہمل تھا مثلاً کچھ جواب دیے گئے اور کچھ حصے رہ گئے۔ مثلاً جیسے محکمہ تعلیم نے کچھ جواب نہیں دیے ہیں۔ اس میں کسی بورڈ کا جواب آیا' کسی کا جواب نہ آیا' کبھی کوئی سکول سیکشن رہ گیا۔ ابھی تک یہ ممکن نہ ہو سکا کہ تمام پنجاب کی ہر جگہ اور برانچ سے یہ facts اکٹھے کیے جائیں۔ جب یہ جواب آنے والا تھا تو میں اس دن یہی عرض کرنے والا تھا کہ اس کا جواب اگلے اجلاس میں آئے گا۔ میں یہی عرض کرنے والا تھا کہ یہ ابھی تک ممکن نہیں ہو سکا کہ پورے پنجاب کے ہر ضلعے کی ہر برانچ اور ہر جگہ سے اس کے پورے facts and figures کو صحیح کہا جا سکے۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی اس تحریک استحقاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابھی تک وہ جواب ہاؤس کی پراپرٹی نہیں بنا۔ صرف یہ کہہ دینا کہ جواب پرنٹ ہو گیا ہے' تو

پرنٹ ہونے سے جواب ہاؤس کی پراپرٹی نہیں بن جاتا۔ جب تک میں اس کو پڑھ نہ دوں یا یہ نہ کہوں کہ اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے لیے بھی ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ ابھی یہ جو سوال نمبر 1138 ہے' جس سے یہ تفاوت کر کے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ غلط ہو گیا ہے یا جان بوجھ کر غلط دیا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب عمداً کسی سوال کا جواب غلط دیا جائے۔ اگر کسی وجہ سے کوئی سہواً غلطی رہ گئی ہو تو اسے صحیح کیا جا سکتا ہے اور وہ صحیح کر دیا جائے گا' جب اس سوال کے جواب کے لیے آئندہ اجلاس میں کوئی وقت جناب مقرر کریں گے۔ ابھی یہ ہاؤس کی پراپرٹی نہیں بنا اور نہ اس پر یہ تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے۔ اس لیے یا تو یہ دوبارہ پیش کریں جب میں جواب دوں اور جب اس کو درست کروں یا ایوان کی میز پر رکھوں۔

جناب سپیکر، کیا سوال نمبر 1138 ابھی ایوان میں پیش نہیں ہوا اور جواب نہیں پڑھا گیا؟

وزیر قانون، ابھی پیش نہیں ہوا اور جواب نہیں پڑھا گیا۔ اس دن وقفہ سوالات suspend کر کے اگلے اجلاس کے لیے رکھ لیا گیا ہے اور نہ ابھی ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! یہ بات واضح ہے کہ ابھی جواب ایوان کی پراپرٹی نہیں بنا۔ اس لیے جب تک یہ ایوان میں پڑھا نہیں جاتا' اس وقت تک اس میں کسی قسم کی بھی تبدیلی ہو سکتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! کیا چودھری صاحب یہ وضاحت کریں گے کہ 19 جنوری کو بھی سوالات نہیں پڑھے گئے۔ یہ 19 جنوری میں بھی ہے اور پھر 25 میں بھی ہے۔ 25 کا وقفہ سوالات معطل کیا گیا ہے۔ کیا 19 کا بھی معطل کیا گیا تھا؟

وزیر قانون، 19 کا 25 پر رکھ دیا گیا اور 25 کو معطل کر کے کہا گیا کہ اگلے اجلاس میں یہ سوال پیش ہوں گے۔ اس دن شاید کوئی اہم اور فوری معاملہ تھا۔ اس لیے ابھی یہ پڑھا نہیں گیا اور نہ ہاؤس کی پراپرٹی بنا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک چودھری صاحب کا یہ کہنا ہے کہ مختلف محکمے ہیں اور ان میں سے بعض سے معلومات ملیں اور بعض سے معلومات نہیں ملیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ میرا جو پہلا سوال نمبر 985 ہے' اس کا جواب تقریباً سوا یا ڈیڑھ سال کے بعد آیا تھا۔ یہ سوال بڑی مدت سے میں نے دیا ہوا تھا اور حکومت کے مختلف محکمے اس کے اعداد و شمار

مہیا کرتے رہے اور آخر انھوں نے 29-6-87 کو اس کا جواب دیا۔ اس سوال کی تاریخ دیکھ لیں کہ یہ سوال اسمبلی میں کب دیا گیا ہے اور کتنی مدت کے بعد یہ کوائف جمع کرنے کے بعد جواب دیا گیا کہ جس میں 278 کا میزان ہے۔ اس کے بعد چھ مہینے بھی نہیں گزرتے اور یہ میرا دوسری نوعیت کا سوال ہے کہ کل قادیانیوں کی آبادی پنجاب میں کتنی ہے۔ پنجاب کی کل آبادی کتنی ہے۔ جو غالباً انھوں نے لاکھ 4 کروڑ 92 لاکھ کے قریب بتایا ہے اور اس میں قادیانیوں کی آبادی 64ہزار ہے۔ اس میں میرا سوال تھا کہ ان میں 17 گریڈ اور اس سے اوپر کتنے ملازم ہیں؟ کیا وہ آبادی کے تناسب سے ہیں یا اس سے زیادہ ہیں؟ اگر زیادہ ہیں تو دوسری اقلیتوں اور اکثریتوں کا جو حق مارا جا رہا ہے۔ اس کے لیے آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو اس کے جواب میں انھوں نے چھ ماہ کے بعد 368 کی تعداد بتائی۔ بہرحال اگر یہ ابھی نہیں پڑھا گیا لیکن یہ ہاؤس میں ہمیں دیا گیا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہاس دن وقفۂ سوالات معطل ہو گیا ہو اور جوابات پڑھے نہ گئے ہوں لیکن یہ ہاؤس میں آ چکا ہے اور چھ ماہ کے اندر اتنا بڑا تفاوت ہے۔

جناب سپیکر، اس میں جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ آپ کا استحقاق ٹیکنیکلی اس شکل میں بنتا ہے کہ آپ کے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ اسی طریقے سے آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے کہ آپ کے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہو۔ یہ جو آپ کا سوال نمبر 1138 ہے۔ اس کے جواب میں آپ کہتے ہیں کہ سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ یہ سوال ابھی ہاؤس میں پیش نہیں کیا گیا اور جس سوال کا جواب ہاؤس میں پڑھا نہ گیا ہو' وہ اس وقت تک ایوان کی پراپرٹی تصور نہیں ہوتا اور نہ اس کے جواب پر کسی قسم کی کارروائی ہو سکتی ہے' بے شک وہ چھپ چکا ہو۔ لیکن یہ پڑھا نہیں گیا۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف)، مجھے نہیں پتا کہ سوال کیا ہے۔ اس میں گزارش اتنی ہے کہ صرف چھپ جانے سے ہاؤس کی پراپرٹی نہیں بنتا لیکن اگر منسٹر صاحبان یہ فرما دیں کہ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں تو پھر وہ ایوان کی پراپرٹی بن جاتے ہیں۔ اگر نہیں رکھا گیا تو پھر نہیں بنتے۔

جناب سپیکر، جی۔ لیکن یہ نہ پڑھا گیا ہے اور نہ ہی ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے۔ یہ تو take up ہی نہیں ہوا اور وقفۂ سوالات suspend کر دیا گیا۔ اس لیے اس پر کسی قسم کا کوئی استحقاق مجروح نہیں

ہوتا۔ آئندہ take up ہو گا اور اس وقت تک ان کو حق ہے کہ وہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کر لیں۔ اس لیے اس بنیاد پر کہ جو جواب ابھی پڑھا نہیں گیا' اس میں کسی قسم کی تبدیلی محکمہ کو کرنے کا اختیار ہے۔ اس لیے یہ کوئی مسئلہ استحقاق نہیں بنتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اگر اس دن وقفہ سوالات معطل نہ ہوتا تو یقیناً پڑھا جاتا۔ وقفہ سوالات کوئی اس سوال کے لیے معطل نہیں ہوا۔ وہ تو کسی اور وجہ سے معطل ہو گیا۔ اگر معطل نہ ہوتا تو یہ سوال پڑھا جاتا اور میز پر رکھا گیا تصور ہوتا۔ جب کہ یہ ہاؤس میں آ چکا ہے اور کسی مجبوری کی بناء پر سوالات کا وقفہ معطل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ یہ بات درست فرما رہے ہیں کہ کسی اور وجہ سے وقفہ سوالات معطل کیا گیا ہے۔ لیکن آپ مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ کا استحقاق اس سوال نمبر 1138 کے جواب سے مجروح ہوتا ہے۔ وہ جواب ابھی ہاؤس کی پراپرٹی ہی نہیں بنا۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی اگلے اجلاس تک' جب یہ سوال پیش ہوگا متعلقہ محکمہ لا سکتا ہے۔ اس لیے اس بات پر کہ اس سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے جو اس میں تحریر ہے۔ اس بنیاد پر آپ کا یہ استحقاق نہیں بنتا۔ جس وقت جواب ہاؤس میں آ جائے گا۔ اگر اس کے بعد بھی آپ یہ محسوس کریں کہ آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا جواب غلط پڑھا گیا ہے۔ اس پر آپ دوبارہ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔ موجودہ صورت میں یہ استحقاق نہیں بنتا۔

سید طاہر احمد شاہ، میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آئندہ اگر ناگزیر حالات نہ ہوں تو وقفہ سوالات کو معطل ہی نہیں کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ کی یہ بات درست ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق ٹیکنیکلی نہیں بنتی ہے۔ اس لیے یہ ruled out ہوتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

دیوان عاشق حسین بخاری، میری بھی تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق کی باری نہیں آئی تھی۔ میں نے سوچا کہ اب ہم تحاریک

التوائے کار کو لے لیں۔ آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے۔ اس میں کچھ قراردادیں ہیں اور کچھ دوسری باتیں ہیں۔ آپ کی تحریک استحقاق آ جائے گی۔

ایک معزز ممبر، اس کے لیے کوئی تاریخ مقرر کر دیں اور جناب شاہ صاحب کو بھی اس دن کے لیے پابند کر دیں۔

جناب سپیکر، اگلے working day پر اسے take up کریں گے۔

چودھری مظہر علی گل، میں نے بھی تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔ جس کا نمبر 27 ہے۔

جناب سپیکر، ابھی اس کی باری نہیں آئی۔ ان شاء اللہ باری آنے پر آپ کو ضرور زحمت دیں گے کہ آپ تحریک پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں نے تحریک التوائے کار امریکی شرائط کے متعلق دی تھی۔ جو پڑھی گئی تھی۔ اس پر وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ چونکہ یہ مسئلہ مرکز سے تعلق رکھتا ہے۔ لہذا اسے قرارداد کی صورت میں پیش کیا جائے اور مناسب قرارداد بنا لی جائے۔ میں نے جناب کی خدمت میں قرارداد بھیجی ہے اور میں نے کل وزیر قانون صاحب کو یہ قرارداد دکھائی ہے۔ وہ اس سے متفق ہیں۔ تو میں جناب سے اجازت چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر، قبلہ! ابھی تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ اس کے بعد جب قراردادیں آئیں گی تو آپ بھی اس وقت اپنی بات کیجیے گا۔ پہلے تحاریک التوائے کار آئیں گی ان کے بعد قراردادیں آئیں گی۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آپ نے پہلے جب فرمایا کہ ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور اس وقت سے ابھی تک چند منٹ گزر گئے ہیں تو کیا تحاریک التوائے کار کا وقت جب سے پہلی تحریک التوائے کار پڑھی جائے گی اس وقت سے شروع ہو گا؟

جناب سپیکر، جی۔ ابھی جس وقت شروع کریں گے۔ اس وقت سے شروع ہو گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 15 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے۔ یہ ایک دفعہ متعلقہ وزیر کی وجہ سے اور ایک دفعہ محرک کی وجہ سے pending ہو گئی تھی۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے منصوبہ کا تعطل کا شکار ہونا

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! 15 سے پہلے میری ایک اور تحریک التوائے کار ہے۔ جو آپ نے باضابطہ قرار دے دی تھی اور بحث کے لیے منظور کر لی تھی۔ وہ کالا باغ ڈیم کے متعلق ہے۔ بعد میں اسے آپ نے pending کر دیا تھا۔ جناب والا! اس وقت پنجاب میں جو توانائی کی صورت حال ہے' پانی کی جو صورت حال ہے۔ وہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری اس تحریک التوائے کار کو زیر بحث لایا جائے کیونکہ اس وقت اسے اس وجہ سے ملتوی کیا گیا تھا کہ کونسل آف کامن انٹرسٹ کی میٹنگ ہونے والی تھی۔ لیکن مشترکہ مفادات کی کونسل میں کالا باغ ڈیم کے مسئلے کو سرد خانے میں ڈالا گیا ہے۔ وہ اہل پنجاب کے لیے انتہائی تشویش ناک بات ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میری اس تحریک التوائے کار کو pending کیا گیا تھا۔ اسے وعدے کے مطابق زیر بحث لایا جائے اور اس کے لیے ٹائم مختص کیا جائے اور میں زور دیتا ہوں کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، آپ جس تحریک التوائے کار کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ admit ہو گئی تھی اور اس پر بحث کے لیے ٹائم مقرر ہوا تھا۔ اس کو پھر refer کیا گیا تھا۔ آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کے محرک ہیں۔ آپ' وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف مل کر اس پر بات کریں اور اگر آپ ضرورت محسوس کریں تو میرے ساتھ بھی بات کرلیں۔اگر یہ جو refer شدہ تحریک التوائے کار ہے۔ اس کو take up کرنا ہے تو آپ میرے ساتھ میٹنگ کرلیں۔ جناب وزیر قانون' جناب قائد حزب اختلاف اور محرک اور وزیر آب پاشی بھی اس میں شریک ہو جائیں۔ آپ چاروں صاحبان میرے ساتھ میٹنگ کرلیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اس پر بحث کے لیے کیا اسی اجلاس میں وقت مقرر کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، ابھی اگر اس پر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ اس کو take up کرنا ہے تو اسی اجلاس میں بھی بحث ہو سکتی ہے۔ ابھی میٹنگ ہو گی تو بات طے ہو جائے گی تو اس کے مطابق عمل ہو گا۔

سردار زادہ سید ظفر عباس، آپ کو یاد ہوگا کہ کالا باغ ڈیم پر ایک قرارداد پاس ہو چکی ہے اور رول

(f) 67 ہے۔

67(f).The motion shall not deal with a matter in respect of which a resolution could not be moved.

جناب سپیکر، سردار صاحب! اس پر بات طے ہو گئی تھی۔ اس پر آپ اس وقت بات کر لیں جب میٹنگ ہو گی۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، میری دوسری تحریک التوائے کار نمبر 15 اور میاں رفیق صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 40 ایک ہی نفس مضمون کی ہیں۔

جناب سپیکر، یہ 15 اور 40 پیش ہو چکی ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وکلاء پر تشدد

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! اس پر فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جناب وزیر قانون کے ساتھ مل کر کوئی آئندہ کا لائحہ عمل تیار کریں۔ چنانچہ کل نو بجے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اے ڈی سی جی اور ڈی ایس پی جو کہ وہاں قائم مقام ایس پی ہیں' وہ بھی تشریف لائے بار کے صدر بھی تشریف لائے اور متاثرہ وکلاء بھی تشریف لائے اور چودھری صاحب کے دفتر میں میٹنگ ہوئی لیکن چودھری صاحب' جس طرح معاملات کو سلجھانے کی بجائے الجھانے کے عادی ہیں۔ وہ وکلاء اس بات پر زور دے رہے تھے کہ ہمیں انتظامیہ کی کوئی انکوائری منظور نہیں ہے۔ ہم جو انکوائری کروانا چاہتے ہیں وہ عدلیہ کے کسی رکن سے کروانا چاہتے ہیں۔ وہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی ہائی کورٹ کے جج ہوں بلکہ کوئی سیشن یا ایڈیشنل سیشن جج بھی ہوں تو ہم انکوائری میں شامل ہونے کے لیے تیار ہیں۔ اسی پہ مسئلہ تھا کہ یہاں پر ایوان کی کارروائی شروع ہو گئی اور سارا معاملہ تعطل کا شکار ہو گیا اور وہ وکلاء مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

جناب والا! اس وقت وہاں پر جو صورت حال ہے' وہ یہ ہے کہ جن وکلاء کو مادر زاد ننگا کر کے پولیس نے زدوکوب کیا اور ان کا میڈیکل معائنہ کروایا گیا تو ان میں سے ایک وکیل کو 26 ضربات آئی تھیں۔ وہ وکلاء یہ سمجھتے ہیں کہ ڈی ایس پی اور اے ڈی سی جی بھی انتظامیہ کے رکن ہیں۔ اور کوئی بھی انتظامیہ کا رکن دوسرے انتظامیہ کے رکن کے خلاف کچھ لکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

اس لیے ان کا یہ مطالبہ جائز ہے کہ یہ ایک سنگین نوعیت کا واقعہ ہے اور جناب وزیر قانون بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ معاملہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی سنگین ہے۔ تو اس معاملہ کی تحقیقات عدلیہ کے کسی رکن کے ذریعے سے ہونی چاہیے اور کم از کم وہ عدلیہ کا رکن سیشن جج کے عہدے کا ہونا چاہیے۔ اس بارے میں میری یہی گزارش ہے کہ جناب وزیر قانون اس امر پر آمادگی کا مظاہرہ کریں کہ وہ اس انتہائی سنگین واقعے کی تحقیقات کروائیں۔ اور ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں کون سا امر مانع ہے کیوں وہ لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں۔ کل وکلاء انتہائی مایوس اور مشتعل ہو کر گئے ہیں کہ وزیر قانون نے جس طریقے اور ہمدردی سے ہماری بات کو سماعت کرنا تھا۔ انھوں نے سماعت نہیں کیا۔ اس طرح سے یہ مسئلہ اور زیادہ الجھ سکتا ہے۔ اگر وزیر قانون عقل مندی سے کام لیں تو انھیں اس بات پر آمادگی ظاہر کر دینی چاہیے کہ وہ اس واقعے کی تحقیقات کسی بھی عدلیہ کے رکن سے کروانے کے لیے تیار ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری بھی یہی استدعا ہے کہ یہ اپنی نوعیت کا انتہائی سنگین واقعہ ہے کہ دو وکیلوں کو مادر زاد ننگا کر کے ان کو پیٹا گیا۔ ایک کو 26 ضربات آئیں اور اسی طرح دوسرے کو بھی لاتعداد ضربات آئیں۔

جناب سپیکر: یہ بات ہو چکی ہے۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! جو باتیں میرے فاضل دوست نے آج کی ہیں۔ یہ ریکارڈ پر تو نہیں ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ واقعی یہ صحیح ہے کہ کل کے لیے میں نے انتظامیہ کو بھی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قائم مقام ایس پی، اے ڈی سی جی، متعلقہ وکلاء اور یہاں کے جو متعلقہ افراد ہیں۔ ان کو طلب کیا گیا تھا۔ اس کے لیے نو بجے کا ٹائم مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے دستخط کروا کر باقاعدہ ان کو پابند کیا گیا تھا کہ ہر فرد نو بجے اسمبلی چیمبر میں میٹنگ کے لیے پہنچے تاکہ بیٹھ کر اس معاملے کو سلجھایا جائے۔ ہم تقریباً آدھا پونا گھنٹہ انتظار کرتے رہے، نہ رفیق صاحب تشریف لائے اور نہ وہ وکلاء حضرات جن کے میرے پاس ان کو اطلاع کرنے کے دستخط ہیں اور ساری کی ساری تحریر کہ کس جگہ کس معاملے کے متعلق بیٹھ کر بات کرنی ہے۔ وہ بہت دیر سے تقریباً دس بجے کے قریب آئے۔ اس دوران ہم نے ان سے کچھ باتیں کیں اور کافی ساری باتیں ان کے ساتھ کی جا سکتی تھیں۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب البتہ ان سے پہلے آ گئے تھے۔ اس لیے وہ معاملہ حتمی طور پر طے نہ ہو سکا۔ اس

دوران ہاؤس کی کارروائی شروع ہو گئی۔ یہ جناب کے علم میں بھی ہے کہ ہاؤس کی کارروائی جب باقاعدہ تلاوت کے بعد شروع ہو جائے تو میں غیر حاضر نہیں رہ سکتا۔ یہ میری وجہ سے delay نہیں ہوئی' delay ان کی اپنی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس وقت میں جو بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہ تمام باتیں ان کی طرف سے بھی سن چکا ہوں۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ میں آج آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو حتمی طور پر طے کرتا۔ جو واقعات سامنے آئے ہیں۔ ان میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ دونوں طرف سے استغاثے کے کیس رجسٹر ہو چکے ہیں۔ یعنی وکلاء کی طرف سے بھی استغاثے پولیس کے خلاف درج ہیں اور پولیس کی طرف سے بھی کیس رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ جوڈیشل انکوائری اس کی پہلے ہی ہو رہی ہے اور اسے ڈی سی جی جو اب تبدیل ہو کر گئے ہیں۔ جو پارٹی نہیں ہیں اور وقوعے کے وقت بھی موجود نہیں تھے۔ وہ اس کی انکوائری کریں گے۔ ایس پی جھنگ دوسری انکوائری کر رہے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کی اپنے طور پر تسلی اور تشفی کر لوں کہ معاملات کو صحیح طرح حل کیا جائے' معاملات کو الجھانا درکار نہیں' ان کو سلجھانا درکار ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ اپنی غلطی مجھ پر ڈال رہے ہیں کہ جو ٹائم ان کے ساتھ طے تھا۔ اس پر سب صاحبان خود نہیں آئے اور جب ہاؤس کی کارروائی شروع ہوئی تو میں ہاؤس کی کارروائی کا پابند ہوں۔ پھر میرے ذمے ڈالا گیا کہ اس معاملے کو الجھانے اور delay کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم آج کے لیے میں نے آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کے ساتھ میں نے اس معاملہ پر میٹنگ رکھی تھی۔ لیکن آج اہم تور پر وزیر اعلیٰ سانگھڑ بل گئے ہیں تو ان کے ساتھ ان کو جانا پڑا ہے۔ آج ایک اور میٹنگ بھی یہاں تھی۔ اس لیے حتمی طور پر یہ طے نہیں ہو سکا۔ اگر یہ مناسب سمجھیں تو کل میں ان سے یہ سارا معاملہ discuss کرلوں گا تو پرسوں اسے take up کرلیں گے۔ اگر اس کے علاوہ اس کو فوری طور پر زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ معاملات کو سلجھایا جائے۔ اگر یہ چاہیں تو میں کل پھر کوشش کروں گا کہ آئی جی اور ہوم سیکرٹری سے ان تمام واقعات کی روشنی میں بات کرکے جو بھی موقع پر معاملات ہوئے' ان کو طے کر لیا جائے۔ کل بات کر کے پرسوں یہ ہاؤس میں آ سکتے ہیں۔ اگر insist کرتے ہیں تو آج take up کرنا چاہیں تو آج کرلیں۔ لیکن وہ معاملہ حتمی طور پر طے نہیں ہو سکے گا پھر ہم ٹیکنیکل بنیادوں پر بات کریں گے کہ آیا یہ چل سکتی ہے یا نہیں چل سکتی۔ میں تو ان کے اپنے فائدے کے لیے بات کر رہا تھا کہ یہ

کسی منطقی نتیجے تک پہنچ جائے اور اس کا کوئی حل نکل آئے۔ اس لیے یہ ان کی صواب دید ہے کہ یہ جو چاہیں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! مسئلہ تو صرف اتنا ہے کہ وکلاء پر پولیس نے ناجائز تشدد کیا۔ انھیں ضربات پہنچائیں۔ ایک عدالتی تحقیقات کا مطالبہ ہے۔ اگر آئی جی صاحب کو بلائیں گے یا ہوم سیکرٹری صاحب کو بلائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ اس سلسلے میں مجھے ان سے بات کرنے دیں۔ اس کے بعد اگر آپ کچھ فرمانا چاہیں اور آپ کو اس سلسلہ میں کوئی اعتراض ہو تو پھر آپ بات کر سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ افہام وتفہیم سے حل ہو رہا ہے۔ اس میں جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ مجھے ان کی ساتھ بات کرنے دیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب رفیق احمد، جناب سپیکر! میں بھی محرک ہوں۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کل ہماری وزیر قانون صاحب سے میٹنگ تھی۔ یہ بھی درست ہے کہ ہم تھوڑا دیر سے پہنچے کیونکہ جو لوگ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے آئے انھیں آنے میں کچھ دیر ہو گئی۔ کچھ جنجوعہ صاحب کے انتظار میں دیر ہو گئی۔ لیکن وزیر قانون صاحب نے یہ درست نہیں فرمایا کہ جب ہم لوگ ان کے دفتر میں پہنچے تو کارروائی شروع ہو چکی تھی۔ بلکہ ان کو گھنٹیاں سنوائی تھیں کہ یہ سن لیں کہ ابھی گھنٹیاں بج رہی ہیں۔ ایوان کی کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی۔ اس لیے جب ان کو یقین ہو گیا کہ ابھی گھنٹیاں بج رہی ہیں تو وہاں پر بیٹھ کر باقاعدہ بات چیت شروع ہوئی اور دونوں اطراف سے دلائل پیش کیے گئے۔ وکلاء حضرات کی طرف سے یہ اصرار تھا کہ جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔ جس جوڈیشل انکوائری کا وزیر قانون صاحب ذکر کر رہے ہیں وہ اے ڈی سی جی صاحب کے ذمے ہے' وہ اس انکوائری کو conduct کر رہے ہیں۔ جب کہ وہ انتظامیہ کے ممبر ہیں۔ اس طرح سے یہ جوڈیشل انکوائری نہیں بنتی ہے اور وکلاء حضرات اس پر مطمئن بھی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے ہی انھوں نے انکار کر دیا تھا

کہ وہ اس انکوائری میں شامل نہیں ہوں گے۔ کم از کم سیشن جج چاہے وہ مقامی ہوں یا چاہے وہ پنجاب میں سے کوئی بھی ہوں۔ ان کو مقرر کر کے جوڈیشل انکوائری کروائی جائے۔ ہماری یہ بات چیت مکمل ہو چکی تھی کہ جب ایوان کی کارروائی شروع ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ وزیر قانون صاحب کا اپنا ذہن نہیں تھا۔ جیسا کہ جنجوعہ صاحب نے کہا ہے کہ معاملات کو سلجھانے کی بجائے الجھانے کے عادی ہیں۔ اس لیے ان کا یہی ذہن تھا کہ یہ معاملات الجھائے جائیں۔ خاص طور پر کل بھی جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار پر انھوں نے جو بیان ایوان میں دیا کہ وکلاء حضرات کو انھوں نے شر پسند کہا۔ جس پر آج کے اخبارات میں شدید ردعمل کا اظہار ہوا ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ وہاں پر معاملہ سلجھنے کی بجائے مزید الجھ جائے گا۔ یہ نہ ہو کہ وکلاء حضرات جو یہاں سے مایوس ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے۔ آپ اس کے متعلق کیا فرمائیں گے؟

جناب رفیق احمد، جناب والا! میری' جنجوعہ صاحب اور وکلاء حضرات کی طرف سے عرض یہ ہے کہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متاثرین آئے ہوئے تھے۔ ان کی جوڈیشل انکوائری سیشن جج سے کروانے میں کیا امر مانع ہے یا وزیر قانون صاحب کو کیا اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مل کر بیٹھیں گے تو پھر ہی معاملہ حل ہو گا۔

جناب رفیق احمد، جناب والا! بات انصاف کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب' آپ کو اگلی میٹنگ اس سلسلہ میں رکھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں بات کر چکا ہوں اور سن بھی چکا ہوں۔ کیونکہ ہمارے جو فاضل اراکین بار تھے۔ انھوں نے جس بات پر insist کیا ہے۔ میں بغیر وجہ کے بتاؤں گا کہ وہ یہ بھی کہتے رہے کہ ہمیں اسے ڈی سی جی سے کوئی اختلاف بھی نہیں ہے' یہ پارٹی بھی نہیں ہیں اور یہ نئے آئے ہیں۔ ان کو ہمارے خلاف بداعتقادی بھی نہیں۔ لیکن اس بات پر بھی insist کرتے رہے کہ ہم انکوائری کروائیں گے تو سیشن جج سے کروائیں گے۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بات کے لیے ظاہر ہے کہ ہمیں ہائی کورٹ کو approach کرنا پڑتا ہے' جب جوڈیشری کے کسی آدمی کو appoint کرنا ہوتا ہے۔ جب گھنٹیاں بج رہی تھیں تو اس کے لیے ہم پھر بھی بیٹھے رہے اور بات

مکمل کرتے رہے لیکن جب کارروائی شروع ہو گئی تو پھر مجھے ہاؤس میں آنا پڑا۔ میں نے ان کی باتیں سن لیں' لیکن مجھے اس بارے میں حتمی فیصلہ کرنے کے لیے ضروری تھا کہ میں واقعات کی روشنی میں دیکھتا کہ کس قسم کے واقعات سیشن جج کے پاس بھیجے جا سکتے ہیں۔ اس لیے آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کو بلا کر بات کرنا ضروری تھا۔ میں نے انھیں صبح بلایا تھا' لیکن انھیں وزیر اعلیٰ صاحب کے دورے کی وجہ سے ان کے ساتھ جانا پڑا۔ اس وجہ سے final نہ ہو سکا۔ اب میں کل ان سے بات کر لوں گا' پرسوں کے لیے رکھ لیں۔ جو حتمی نتائج ہوں گے' وہ سامنے آ جائیں گے۔ ورنہ یہ ٹیکنیکلٹی کی نذر ہو جائے گی۔ یہ ان کے اپنے مفاد میں ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وکلاء حضرات کو انصاف ملنا چاہیے۔ اگر واقعی زیادتی ہوئی ہے تو انصاف ہونا چاہیے۔ ورنہ میں ٹیکنیکل بنیادوں پر اس دن بھی میں meet کر سکتا تھا اور آج بھی meet کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب' آپ اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرمائیں گے کہ کوئی بہتر حل نکالا جائے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ صورت حال یہ ہے کہ پہلے عام شہری کے گریبان تک پولیس کا ہاتھ ہوتا تھا۔ لیکن اب جو صورت حال سامنے آئی ہے' وہ یہ ہے کہ پولیس کا ہاتھ دانشوروں کے گریبانوں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ اس وقت پنجاب میں جو صورت حال ہے۔ وہ یہ ہے کہ نام نہاد پولیس مقابلے منعقد کروائے جا رہے ہیں اور سانگھ ہل کے واقعات کی طرح یہاں پر متعدد انسانوں کو گولیوں کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہماری پولیس کسی احتساب کے خوف سے بے نیاز ہو کر شہریوں کے ساتھ زیادتی کرنا اپنا حق سمجھتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ جو مسئلہ زیر بحث ہے۔ اس کے متعلق کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! اگر مجھے مہلت دیں تو میں ان سے بات کر لوں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب چودھری غفور صاحب' وزیر قانون اور وزیر قانون کا مطلب یہ ہے کہ وہ قانون کی بالادستی قائم کرنے کے لیے اس ایوان میں موجود ہوتا ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ پولیس کا دفاع کرنے کی بجائے انتظامیہ کا دفاع

کرنے کی بجائے عام شہریوں کا ساتھ دیں کہ جن کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور وکلاء تو ویسے ہی ان کی برادری کے لوگ ہیں۔ وہ دانشور ہیں' وہ جمہوریت پسند ہیں' وہ امن دوست قسم کے لوگ ہیں' ان کے ساتھ ایک انتہائی شرم ناک واقعہ پیش آیا اور چودھری صاحب کے متعلق ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ انتظامیہ اور پولیس کا دفاع کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ صورت حال اس طرح نہیں ہونی چاہیے۔ چودھری صاحب کا منصب تو یہ ہونا چاہیے کہ جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے' وہ ان کے حق میں اپنی آواز بلند کریں کیونکہ وہ وزیر قانون ہیں اور ان کا قانون کی عمل داری پر یقین ہونا چاہیے۔

جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے لیے ان وکلاء کا یہ مطالبہ کہ وہ کسی انتظامیہ کے رکن سے یہ انکوائری نہیں کروانا چاہتے۔ اس میں وہ حق بجانب ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ عدلیہ کے کسی رکن سے انکوائری کروائی جائے۔ چودھری صاحب کو ایسا نہیں کرنا چاہیے اور ان کو فوراً یہ کہہ دینا چاہیے اور فوراً اس بات پر رضامند ہو جانا چاہیے کہ وہ عدلیہ کے ذریعے سے انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں۔ تاکہ اصل حقائق سامنے آ سکیں۔ تو ہماری یہ گزارش ہے کہ چودھری صاحب آخر کیوں لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں؟ عدلیہ کے ذریعے انکوائری کروانے میں کیا امر مانع ہے؟ ہماری ان سے استدعا ہے کہ وہ قانون کی بالادستی کی خاطر' قانون کے نام پر یہ انکوائری عدلیہ کے ذریعے کروائیں تاکہ اصل حقائق ان کے سامنے بھی آئیں اور اس ایوان کے سامنے بھی آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایک دفعہ ان کے ساتھ بیٹھ کر معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ وہ جو فرما رہے ہیں کہ ایک میٹنگ کل یا پرسوں کے لیے رکھ لیں۔ یہ آپ کے لیے بھی بہتر ہوگا اور ان لوگوں کے لیے بھی بہتر ہوگا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، ہم تو تیار ہیں۔

وزیر قانون: کل میں ان شاء اللہ اس کو حل کر لوں گا تو پرسوں ہاؤس میں اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب ' پرسوں چھٹی تو نہیں ہے۔ اس لیے پرسوں اس معاملہ کو take up کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اس کو آپ کسی resolution کی شکل میں لے آئیں۔ ملک صاحب کا کوئی resolution ہے؟

ملک طیب خان اعوان: اسی resolution کو take up کرکے پاس کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تو یہ مناسب سمجھوں گا کہ اس کو تحریک التوائے کار کی بجائے آپ اس کی ڈرافٹنگ کروا لیں اور اس کو resolution کی شکل میں لے آئیں۔ پھر اس کو take up کر لیتے ہیں۔

ایک معزز رکن: اسی سلسلے میں ملک صاحب نے ایک resolution پیش کیا ہے اس کو پاس کروا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ نے یہ resolution کس کو دیا تھا؟ ٹھیک ہے پھر ملک صاحب! آپ ایسا کریں کہ اس سلسلے میں کوئی دو چار آدمی بیٹھ کر اس resolution کی متفقہ طور پر کوئی ڈرافٹنگ کرلیں۔ چودھری صاحب کی یہ تحریک التوائے کار ہے اور آپ کا یہ resolution ہے۔ آپ بیٹھ کرکسی اور صاحب کو ساتھ ملا کر اس پر کوئی متفقہ resolution لائیں۔ اور پھر اس کو take up کرنے کی باری آئے گی تو take up بھی کرلیں گے۔ کیا خیال ہے؟ ٹھیک ہے آپ ذرا بیٹھ کر متفقہ resolution لائیں۔ اس کو ہم انشاء اللہ ضرور take up کریں گے۔

ملک طیب خان اعوان: جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ بیٹھ کر تیار کر لیں۔ اب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

تلور کے غیر قانونی شکار سے محکمہ جنگلی حیات کی چشم پوشی

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزارت جنگلی حیات حکومت پنجاب نے ' پنجاب کے تمام ریگستانی علاقوں میں تلور کے شکار پر پابندی لگا رکھی ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی تلور کا غیر قانونی شکار محکمہ جنگلی حیات کے بد دیانت حکام کی چشم پوشی اور سرپرستی کی وجہ سے جاری ہے۔ جس کی وجہ سے یہ پرندہ ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ حال ہی میں رحیم یار خان کے ایک شخص احمد علی کے گھر سے غیر قانونی طور پر پکڑی گئی 170 تلور برآمد ہوئی ہیں۔ جو کہ ہجرت کرکے آنے والے (مائیگریٹیڈ برڈز)پرندوں کی تجارت کرنے

والے اور محکمہ شکاریات کے اہلکاروں کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بے رحمانہ شکار کی وجہ سے یہ پرندہ اس قدر نایاب ہو چکا ہے کہ صرف ایک پرندہ چار سے پانچ ہزار روپے میں فروخت ہوتا ہے۔ اور اس طرح پرندوں کی غیر قانونی تجارت کرنے والے لاکھوں روپے کما رہے ہیں۔ چونکہ محکمہ جنگلی حیات پنجاب تلور کی نسل کشی غیر قانونی شکار اور غیر قانونی تجارت کو روکنے میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ اور اس محکمہ کے حکام اس غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ اور لاکھوں روپے کما کر ناجائز کمائی کر رہے ہیں۔ اس لیے صوبے بھر کے عوام اور "برڈ لورز" میں تلور کے غیر قانونی شکار ' غیر قانونی تجارت اور بے رحمانہ نسل کشی کے خلاف زبردست اشتعال و اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اہمیت عامہ کے حامل اس معاملہ پر بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک صاحب!

وزیر جنگلی حیات، جناب والا! اس سے پہلے کہ میں اس تحریک التوائے کار کی admissibility پر بات کروں اور یہ کہوں کہ ملزمان پکڑے جا چکے ہیں اور ان کے مقدمات عدالت مجاز میں ہیں درج ہو چکے ہیں اور پیش ہو چکے ہیں اور یہ matter subjudice ہے۔ اور میں یہ کہوں کہ اس سے بالا ایوان نیشنل اسمبلی میں identical تحریک التوائے کار آ چکی ہے۔ اور خلاف ضابطہ قرار دی جا چکی ہے۔ لیکن میں فاضل ممبر اور محرک کی تشویش اور اضطراب کو دیکھتے ہوئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے تحت اس واقعہ کو ایوان میں پیش کروں۔ تاکہ میرے دوست کی تشفی اور تسلی ہو سکے۔ جناب والا! یہ واقعہ یکم دسمبر 1987ء کو پیش آیا' جب محکمہ وائلڈ لائف کو اطلاع ملی کہ رانا احمد علی نامی ایک شخص جو چک نمبر 72 میں رہتا ہے۔ وہ سوئی اور سندھ سے تلور پکڑ کر ایک مکان میں جمع کرتا رہتا ہے جو کہ کرائے پر لے رکھا ہے۔ جب یہ اطلاع ملی تو محکمہ نے ایک ریڈ پارٹی تشکیل دی۔ جس میں ڈپٹی گیم وارڈن اور ڈیزرٹ رینجر کا میجر اور مقامی افسران شامل تھے اس گھر پر چھاپہ مارا۔ اور وہاں سے 170 تلور برآمد ہوئیں۔ برآمدگی کے بعد سب ملزمان کو گرفتار کیا گیا۔ ایک شخص رانا احمد علی وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ بعد میں ضمانت قبل از گرفتاری کروانے کے بعد عدالت میں پیش ہوگیا۔ اور اس کا بھی چالان مجاز عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جناب اس میں کوئی شک نہیں کہ اکا دکا واقعات ڈی جی خان اور راجن پور میں تلور کے سلسلے میں ہوتے رہتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ

پنجاب میں تلور کی بہت کمی ہے۔ اس کے باوجود کہ ہمارے وسائل بڑے محدود ہیں ہم نے excluded areas جس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے ڈی جی خان اور راجن پور کے علاقہ میں سے تقریباً اس وقت تک 173 آدمیوں کے چالان کیے جا چکے ہیں۔ اور ہم نے اپنے وائلڈ لائف سٹاف کو مستعد کر رکھا ہے کہ جو بھی اس کارروائی میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف پورے ضابطے کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ لہذا میں اپنے ساتھی محرک کو گزارش کروں گا کہ وہ اس پر بحث نہ کریں کیوں کہ matter subjudice ہے ملزمان پکڑے گئے ہیں اور چالان عدالت میں ہے۔ اور اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ اسی قسم کی identical تحریک کا فیصلہ نیشنل اسمبلی میں ہو چکا ہے اور وہ خلاف ضابطہ قرار دی جا چکی ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! وزیر جنگلی حیات کی اس وضاحت کے بعد میں ان سے ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار میں جو میں نے بیان کیا وہ یہ ہے کہ محکمہ شکاریات کے افسران و اہلکاران بھی اس غیر قانونی شکار میں ملوث ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے اپنے محکمہ کے کتنے افسران و اہلکاران کے خلاف اس سلسلے میں اب تک کارروائی کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر جنگلی حیات، جناب والا! میرے دوست نے اپنی تحریک میں بھی اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس واقعہ میں ہمارے محکمہ کے اہلکار بھی ملوث ہیں اور وہ چشم پوشی کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صریحاً زیادتی ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے یہ کہنا کہ ہمارے اہلکار بھی اس میں ملوث ہیں۔ یا تو محرک ایوان کے سامنے وہ ثبوت پیش کریں کہ اس میں ہمارے محکمہ کے اہلکار بھی ملوث ہیں۔ تاکہ ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

ایک معزز رکن، جناب والا! میں تلور کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب بھی کوئی محرک تحریک التوائے کار پیش کرتا ہے تو اس کے الفاظ جو اس کا مقصد ہے وہ اس میں پورا ہونا چاہیے اس تحریک میں غالباً یہ کہا گیا ہے کہ یہ تلور نایاب ہو رہی ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تلور جو پرندہ ہے اس کا شکار ہوتا ہے اور خاص طور پر عربی لوگ اس کا شکار کرتے ہیں اور

یہ جناب والا ہمارے ملک کا پرندہ نہیں ہے۔ یہ پرندہ باہر سے آتا ہے اکتوبر کے وسط سے آنا شروع ہوتا ہے اور مارچ کے وسط تک یہ پنجاب پاکستان میں رہتا ہے۔ اس کے بعد واپس چلا جاتا ہے وہ پہاڑی علاقوں میں انڈے اور بچے دیتا ہے۔ یہ ہمارے ملک کا پرندہ نہیں ہے نہ ہی ہم اس کو کلیم کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا شکار کیا جائے گا تو وہ نایاب ہو جائے گا۔ گرمیوں میں وسط مارچ سے تلور پہاڑی علاقوں میں چلا جاتا ہے۔ اور پھر 15 اکتوبر سے واپس آتا ہے۔ مثلاً جیسے تیتر وغیرہ ہیں یہ ہمارے ملک کے پرندے ہیں۔ تلور باہر سے آتا ہے اور پھر واپس چلا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا میں نے پہلے ہی (مائیگریٹیڈ برڈز) کا لفظ استعمال کیا ہے کہ جو پرندے دوسرے ملکوں سے ہجرت کرکے آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے آپ کے اس (مائیگریٹیڈ برڈز) کے لفظ کی تفصیل بیان کر دی ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، اچھا جی۔

ایک معزز رکن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

ایک معزز رکن، یہ مشیر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے۔ میں نے تو پوائنٹ آف آرڈر ہی سنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کی۔ (قطع کلامیاں) No cross talk please.

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، وزیر جنگلی حیات نے محکمہ کے افسران و اہلکاران کے ملوث ہونے کے ثبوت کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس ایوان میں جتنے بھی معزز اراکین ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی غیر قانونی شکار ہوتا ہے وہ محکمہ کے افسران و اہلکاران کی چشم پوشی اور ملی بھگت کے بغیر نہیں ہوتا۔ اس وقت 173 افراد جن کو انھوں نے غیر قانونی شکار کھیلتے ہوئے چالان کیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پنجاب میں غیر قانونی شکار ہو رہا ہے۔ اور تلور کا شکار ڈی جی خان اور راجن پور میں ہی نہیں بلکہ دوسرے اضلاع میں بھی ہو رہا ہے اور دوسرے ریگستان میں بھی ہو رہا ہے

جہاں جہاں ریگستان موجود ہے۔ اور تلور وہاں سے مائیگریٹ کر کے آتے ہیں اور اس کا شکار جاری ہے۔ اور ہمارے جھنگ کے علاقہ میں اس پرندے کو سرعام پانچ چھ ہزار روپے میں فروخت کیا جاتا ہے۔ وہاں پر پرندوں کی غیر قانونی تجارت کرنے والے اسے خریدتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس کو غالباً export کرتے ہیں۔ میں اس کے کئی ثبوت فراہم کر سکتا ہوں۔ کہ جھنگ کے ریگستانی علاقہ تھل میں یہ پرندہ چھ سات ہزار روپے میں فروخت ہوتا ہے۔ اور لوگ غیر قانونی طور پر اس کا شکار کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب! منسٹر صاحب یہی تو فرما رہے تھے کہ آپ اس کی نشاندہی کریں۔ تو وہ متعلقہ حکام کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں نے نشان دہی کر دی ہے کہ صرف ڈی جی خان اور راجن پور میں ہی نہیں بلکہ ان علاقوں میں بھی یہ پرندہ فروخت ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تحریک التوائے کار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی نایاب قسم کا پرندہ ہے خواہ وہ ہجرت کر کے آتا ہے انتہائی خوب صورت اور نایاب پرندہ ہے۔ اس کا غیر قانونی شکار روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں کوئی شک نہیں ۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کی یہ تحریک التوائے کار۔۔۔۔۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میری یہ تحریک التوائے کار admissible ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک شخص رانا احمد علی کے گھر سے 170 تلور برآمد ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پنجاب میں غیر قانونی شکار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے متعلق تو منسٹر صاحب نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ اس آدمی کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہو گیا ہے۔ اور مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کے بعد پھر یہ بھی انھوں نے فرمایا ہے کہ اس کے علاوہ آپ کو محکمہ کے خلاف کوئی شکایت ہو یا کسی اور کے خلاف تو آپ اس کی نشان دہی کریں گے تو وہ اس کی تحقیقات یا ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! وزیر صاحب چونکہ اس مسئلے پر خاصے سنجیدہ ہیں۔ کہ وہ

[illegible]

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔ It is not pressed. اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! جو مسودہ وزیر قانون صاحب کو پیش کیا گیا ہے اسے قرار داد کی شکل میں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! آپ سے پہلے سپیکر صاحب فرما گئے ہیں کہ جب یہ تحریک التوائے کار ختم ہو گی تو اس وقت آپ یہ پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوری مولانا صاحب! ذرا توقف فرمائیں۔ اس معاملے کو take up کرتے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ٹھیک ہے سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

ایک معزز رکن، اس کا واضح اعلان فرمایا جائے تاکہ ممبران کو پتا چلے کہ کب تک یہ اجلاس ہے۔ اس کو پوشیدہ رکھنے میں مجھے تو کوئی فلسفہ نظر نہیں آتا۔ ہمیں پتا چل جانا چاہیے کہ ہم نے کب تک یہاں رہنا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بتا دیں کہ اجلاس کب تک ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون، کیا سر؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب پوچھ رہے ہیں کہ یہ اجلاس کب تک جاری رہے گا؟

وزیر قانون، آپ اسے کب تک چلا سکتے ہیں؟

ایک معزز رکن، ہم تو دیانت داری اور ایمان داری سے کہہ رہے ہیں کہ یہ اجلاس تو اتنے دن بھی چلنے کے قابل نہیں تھا۔ یہ کام تو دس پندرہ دنوں میں ختم ہو سکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم حلال کما ہی نہیں رہے۔ اتنے دنوں تک ایک مہینے تک ہم نے کیا بزنس کیا ہے؟ جناب والا! میں سمجھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب لاءمنسٹر صاحب کو بات کرنے کا موقع فراہم کریں۔

وزیر قانون، بزنس تو موجود ہے اب اگر اس میں کوئی حصہ نہ لے تو میرا قصور نہیں ہے۔ اس کو ہم ان شاء اللہ چودہ تاریخ تک چلائیں گے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! اگر مجھے اجازت ہو تو میں قرار داد پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! کیا آپ نے اپنی قرار داد کی کاپی بھیج دی تھی؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں نے اپنی قرار داد کی کاپی بھیج دی تھی۔

وزیر قانون، جناب والا! اس دن بھی یہ بات طے ہوئی تھی کہ اس کو اگر آپ اس مسئلے کو ایوان میں لانا چاہتے ہیں تو قرار داد کی شکل میں لے آئیں۔ پھر انھوں نے تین چار دن پہلے جتایا کہ یہ مسودہ ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ لے آئیں اس کو دیکھیں گے۔ پھر یہ کہاں طے ہوا کہ آپ under the rule اس قرارا داد کو باقاعدہ move نہ کریں۔ آج تو اور بہت سی قرار دادیں موجود ہیں اور اس کو باقاعدہ آپ داخل کریں اپنی ٹرن پر یہ قاعدہ قانون کے تحت آئے گی۔ اس کو ہم شامل کریں گے کیوں کہ اس قرار داد کی بڑی sensitive nature ہے۔ اس لیے یہ بات کبھی طے نہیں ہوئی کہ سارے قاعدے قانون کو معطل کرکے آپ جس وقت چاہیں اس کو پیش کر دیں۔ اس وقت جس دن یہ پیش ہوئی اس دن کافی وقت موجود تھا اس کو باقاعدہ move کر دیتے اور پھر وہ آج کے پرائیویٹ ممبر ڈے پر آجاتی۔ آج اگر اس کو ہم لیتے ہیں تو باقی بزنس کدھر جائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، آپ کو یاد ہوگا میرے خیال میں اگر وزیر قانون صاحب کا حافظہ کام دیتا ہے تو انھیں بھی یاد ہوگا کہ میں نے اس دن یہ بات کہی تھی کہ میں اس بات پر راضی ہوں کہ یہ قرار داد پیش کی جائے۔ لیکن اگلے ورکنگ ڈے منگل کو یہ پیش ہونی چاہیے۔ اور اس پر میں نے مثال بھی دی تھی۔ کہ جس طرح ہماری خواتین بہنوں کی قرار داد ہفتے سے ہٹ کر بغیر قرعہ اندازی کے اگلے منگل میں آگئی ہے۔ اسی طرح اگر یہ قرار داد بھی اگلے منگل کے روز آتی ہے تو میں اس پر تیار ہوں۔ اس پر جناب وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی۔ اب وہ بھول رہے ہیں میں تو اسی

یقین دہانی پر-----

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کی تردید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب تشریف رکھیے۔ مولانا صاحب! میں اس سلسلے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے اتنا یاد پڑتا ہے کہ یہی فیصلہ ہوا تھا کہ آپ اس سلسلے میں ایک قرار داد لائیں۔ وہ آپ اور لاءمنسٹر صاحب بیٹھ کر اس کی ڈرافٹنگ کرلیں۔ اور پھر اس کو ہاؤس میں take up کیا جائے گا۔ میں آپ سے دوبارہ یہی استدعا کروں گا کہ آپ لاءمنسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اسے دیکھ لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! لاءمنسٹر صاحب اسے پڑھ چکے ہیں اور اس سے متفق ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس میں درستی کردوں کہ یہ بات طے نہیں ہوئی تھی کہ میرے ساتھ بیٹھ کر وہ ڈرافٹنگ کریں۔ یہ ایڈوانس کیا گیا تھا کہ وہ مناسب الفاظ میں ڈرافٹنگ کرلیں اور اس کو پرائیویٹ ممبر ڈے پر لیں۔ لیکن یہ بات کہ سارا قاعدہ قانون چھوڑ کر اس کو لے آئیں نہ تو سپیکر صاحب نے اس کی اجازت دی تھی اور نہ ہی کوئی commitment میری طرف سے ہوئی تھی۔ اس کو آپ باقاعدہ اس میں فائل کریں اور یہ اپنی ٹرن کے مطابق آئے کوئی ایسی بات کسی وقت نہیں ہوئی کہ میں نے کہا ہو کہ سارا کام چھوڑ کر اس قرار داد کو لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ out ot turn والا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ اس کو ایسا کریں کہ اس کی ڈرافٹنگ کرلیں۔ اور پھر لاءمنسٹر کو دکھا لیں۔ اور لاءمنسٹر کو دکھانے کے بعد آپ اس کو ایجنڈے پر لے آئیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو take up کیا جائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! لاءمنسٹر صاحب نے یہ پڑھ لی ہے اور وہ اس سے متفق ہیں۔ میں نے یہ بات کہی تھی اور یہ ریکارڈ میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ان کو آپ کی اس قرار داد سے کتنا اتفاق ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں ریکارڈ ساتھ لایا ہوں۔ کہ میں نے اس وقت یہ بات کہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس کے لیے یہ مناسب ہوگا کہ آپ اس کی

ڈرافٹنگ کر لیں۔ اور لاءمنسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیں اور اس کو ایجنڈے پر لے آئیں۔ یا جیسے بھی اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ آپ لاءمنسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں ان کو یہ قرار داد پڑھا چکا ہوں۔ وہ اس سے متفق ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ اگر آپ ضابطے کے تحت کہتے ہیں۔ عرض ہے کہ ہماری قرار دادیں تو ایک ایک سال سے نہیں آتیں۔ میں بتا سکتا ہوں کہ جتنی قرار دادیں ہم نے دی ہوئی ہیں وہ قرعہ اندازی میں نہیں آتیں۔ اور اسی لیے میں نے کہا تھا کہ جس طرح وہ قرار داد آئی ہے میری اس قرار داد کے متضاد۔ اسی طرح اس قرار داد کو بھی لے لیا جائے تمام معاملہ مفاد عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔ نہایت اہم مسئلہ ہے اس میں کسی کی ذات کا کوئی مسئلہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! آپ کے اس مسئلے کی اہمیت سے انکار نہیں ہے۔ لیکن کچھ نہ کچھ طریقہ کار بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ آپ اس کی ڈرافٹنگ لاءمنسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کر لیں۔ اور اس قرار داد کو آپ متفقہ طور پر لائیں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ضرور take up کریں گے۔ اب تشریف رکھیں۔ سید حسنات احمد شاہ صاحب کی طرف سے ایک قرار داد ہے۔ لاءمنسٹر صاحب! یہ جو سید حسنات احمد شاہ صاحب کی قرار داد ہے یہ ہاؤس میں پیش ہو چکی تھی اور اس پر بحث جاری تھی۔ اس سلسلے میں آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ قرار داد senior citizens کے بارے میں ہے۔ میں نے اس بارے میں اپنے طور پر تحقیقات کیں کہ اس کے لوازمات' اس کی requirements کیا ہیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک بات کہ senior citizen کے جو حقوق ہوتے ہیں ان کو معاشرے میں کیا کیا concessions ملتی ہیں۔ کرائے میں اور بے شمار چیزوں میں۔ ہمارے ہاں کی جو پوزیشن ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ایک اقوام متحدہ کی قرار داد 18 دسمبر کی تھی اس کے متعلق فیڈرل گورنمنٹ نے ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنایا اور کمیٹی مقرر کی ہوئی ہے۔ اس کی رپورٹ اسی بارے میں کہ کیا اس کو examine کیا جائے؛ اور اس کی کیا کیا requirements ہوں گی کیا کیا concessions ہوں گی۔ یا تو یہاں پر ایک کمیٹی بنا دیں وہ ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے examine کرے۔ یا پھر فیڈرل گورنمنٹ نے اس بارے میں ایک

کمیٹی بنا رکھی ہے جو ملک میں تمام باتوں کا سروے کرے' اور کیا گورنمنٹ اس کی متحمل ہو سکتی ہے کہ نہیں تب جا کر اس کا فائنل فیصلہ ہو گا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے پہلے ہی یہ معلمہ take up کیا ہوا ہے اس لیے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس کو دوبارہ دہرائیں۔ ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس کو pending رکھ لیں۔ اگر وہ زیادہ insist کریں گے تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں پر بھی اس کی ایک کمیٹی بنا دیں جو اس کے لوازمات کو ذرا دیکھ لے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس قرار داد کو pending نہیں رکھا جا سکتا۔ لاءمنسٹر صاحب! اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون، کس بارے میں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس قرار داد کو pending رکھا جائے۔ یہ تو اس اجلاس کے بعد خود بخود ہی ختم ہو جائے گی۔

وزیر قانون، اس کو دوبارہ take up کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ یہ قرار داد اگلی مرتبہ پھر آ سکتی ہے۔ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس پر کمیٹی بنا رکھی ہے اس کو repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم حسنات صاحب کی موجودگی میں ان کو بتائیں گے اگر وہ convince ہو گئے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر اس کے مطابق decision لے لیں گے۔

ایک معزز رکن، اگر پنجاب میں ایک کمیٹی بن جائے تو اس میں بہتری ہو گی ایک بزرگ ہیں ان کی قرار داد آئی ہوئی ہے۔ ہم بھی اس پر ایک کمیٹی بنا سکتے ہیں اس میں حرج کیا ہے۔ وزیر قانون نے ابھی پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ کمیٹی بنا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کو آپ نا منظور کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اس کو pending نہیں رکھا جا سکتا۔

وزیر قانون ، یہ take up نہیں ہو سکتی۔ آپ چاہتے ہیں کہ جلدی سے قرار دادیں پاس کرتے جائیں اور وہ ردی کی ٹوکری میں گرتی جائیں۔ ان کی کوئی value ہونی چاہیے۔ ان پر examine ہونا چاہیے کہ یہ اس قابل ہیں کہ ان کو پاس کیا جائے۔ اس کی عزت بھی ملحوظ خاطر ہونی چاہیے۔ آپ اس کو پاس کر کے اس کا کیا کریں گے۔ آپ کے ہاتھ کچھ آئے گا؟ یہ ایسے ہی قرار دادیں پاس کر کے اس طرح کرتے رہیں گے تو پھر اس کا کیا بنے گا۔ میں نے تو کہا ہے کہ اس پر کمیٹی بن سکتی تھی

لیکن پہلے ہی فیڈرل گورنمنٹ نے اس کو take up کیا ہوا ہے۔ بار بار اس پر stress کرنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ اگر اس پر کمیٹی بنانا چاہیں بے شک بنا دیں۔ انہی لائنز پر وہ کام کرتی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر کمیٹی بنا دی جائے تو وہ اگلے اجلاس میں کوئی ایسی متفقہ قرار داد لائے۔

وزیر قانون، قرار داد کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں دیکھنا یہ ہے کہ اس کے لوازمات حکومت پورے کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس کی ہسٹری کیا ہے۔ اور اس پر examine کر لیا جائے کہ کیا یہ ضروری ہے اور اگر ضروری ہے تو پھر۔ کیونکہ جس بارے میں قانون بننا ہے اس بارے میں قرار داد نہیں آ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ٹھیک بات ہے۔

وزیر قانون ، اس پر objection یہ ہے کہ قاعدہ قانون کے مطابق یہ ہے کہ جس بارے میں قانون بن سکتا ہو اس بارے میں قرار داد نہیں آ سکتی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو examine کروا لیا جائے کہ اس کی صحیح shape کیا ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کمیٹی اس سلسلے میں بنا دی جاتی ہے جو اس سارے مواد کو examine کرے اور اس میں جو قانون کے مطابق صحیح بات ہے اس کو ہاؤس میں لائے۔ اس میں آپ کیا تجویز فرمائیں گے؟ ایک تو لاءمنسٹر صاحب ہو گئے دوسرے محرک سید حسنات احمد شاہ صاحب ہو گئے اور سید اقبال شاہ صاحب کو رکھ لیں۔

وزیر قانون، جو ساٹھ سال سے اوپر ہیں ان سب کو رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری گل نواز وڑائچ صاحب! آپ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہے یا کم؟ چودھری صاحب کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہے۔ یہ لگتے جوان ہیں ماشاء اللہ لیکن عمر زیادہ ہے۔ سید عظیم شاہ صاحب، چودھری گل نواز صاحب، چودھری اسلم صاحب، چودھری فیض احمد صاحب، حاجی غلام رسول صاحب اور سردار امجد حمید خان دستی صاحب۔ اب دوسری قرارداد بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی ہے۔ اس پر بھی بحث جاری تھی۔ لاءمنسٹر صاحب! آپ اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون ، میرا خیال ہے کہ یہ بھی اسی طرح پاس کر دیں جس طرح پہلے پاس کی ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، یہ جو پاس ہو چکی ہے یہ اس سے متضاد ہے اس اجلاس میں کوئی پاس نہیں ہوسکتی۔ میں نے یہ رول پیش کیا تھا۔ اگر آپ اس پر بحث کریں گے تو میں اس پر اپنے دلائل دیتا ہوں۔

وزیر قانون، دلائل تو آپ دے چکے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، دلائل میں نہیں دے چکا۔ اگر آپ نے اس پر بحث کرنی ہے تو اس کو پیش کر دیں۔ چونکہ محرک نہیں ہیں اس کو پیش کرنے والے ہی نہیں ہیں۔ اس لیے اس کو اگر pending رکھنا ہے تو رکھ لیں۔

وزیر قانون ، کوئی خاتون رکن اس کو support کرتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی خاتون رکن اس کو support کرنا چاہیں تو کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ قرار داد پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر قانون ، مولانا صاحب! یہ بڑی مدلل اور بڑی بے ضرر ہے آپ کو یہ بالکل heart نہیں کرے گی۔ نہ یہ آپ کے حقوق پر کسی طرح سے اثر انداز ہوگی۔ اس سے آپ کا کوئی حق مجروح نہیں ہوگا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، یہ ہاؤس منظور کر چکا ہے۔ اور یہ قرار داد اس کے منافی ہے اور یہ قانوناً ضابطے کے تحت پیش نہیں ہوسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اگر آپ اس کو زیر بحث لاتے ہیں تو میں اس پر بحث کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے اس پر بحث تو ہوگی۔ اور محرک کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، چونکہ یہ مولانا صاحب کی قرار داد کے مطابق نہیں اور یہ بالکل مختلف ہے میں یہ سمجھتی ہوں اور استدعا کرتی ہوں کہ ہاؤس اس کو منظور کرے یا اس کو pending رکھ لے۔ کیونکہ محرک اس وقت چھٹی پر ہے وہ حاضر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جی میں تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمایئے!

ایک معزز رکن، مولانا صاحب! عورتوں کے کسی بھی subject پر بات کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں قرآن و سنت کے مطابق بات کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ اور میری قرار داد قرآن و سنت کے مطابق تھی۔ اب جو اس کے مقابل قرارا داد لائی گئی ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ اس لیے میں اس کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! ہم آپ کی بات سننے کو تیار ہیں۔ فرمائیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جزاک اللہ ۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، محرک چھٹی پر ہے میری درخواست ہے کہ یہ قرار داد pending کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس stage پر pending کرنا مشکل ہوگی۔ آپ اپنی خواتین کا کورم پورا کرلیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اگر پچاس فیصد نمائندگی لینی ہے تو پھر 130 یہ خواتین ہونی چاہییں ان کے ساتھ تو پہلے ہی زیادتی کی گئی یہ تو صرف سولہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمایئے!

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: میں تو یہ کہنا چاہوں گی کہ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب تشریف رکھیں ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔ کورم نہیں ہے۔ اب اجلاس کی کارروائی کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، جمعرات، اتوار، 14,11,10- فروری 1988ء

(چہار، پنج، یک شنبہ، 25,22,21- جمادی الثانی 1408ھ)

جلد 12 شمارہ 17,16,15

(بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ------------1365

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ صحت) ------------1366

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------1391

مسئلہ استحقاق،

رکن اسمبلی کے ساتھ سیکرٹری، ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا نامناسب رویہ ------------1396

تحاریک التوائے کار،

بجلی کی پیداوار کے بارے میں حکومت کی غلط منصوبہ بندی ------------1411

— مینٹل ہاسپٹل لاہور میں مریضوں کی حالت زار ------------1414

— بجلی کی تنصیب کے کام میں دانستہ تساہل اور بددیانت عملہ کے ناجائز مطالبات ------------1416

(جاری)--------

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)،
کپاس کے بحران پر قابو پانے کے لیے سابقہ نرخوں کے مطابق روئی کی خرید ------------1423
۔۔۔ فرقہ وارانہ فسادات کی مذمت ------------1425
حکمت عملی کے اصولوں پر بحث ------------1426

جمعرات، 11- فروری 1988ء

شمارہ، 16

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ------------1447
مسئلہ استحقاق،
ہاؤس میں رکن اسمبلی کے رویہ کے خلاف قرارداد مذمت کی قانونی حیثیت ------------1448
تحاریک التوائے کار،
شوگر مل مالکان کا کسانوں سے گنے کی خرید میں بے قاعدگیاں کرنا ------------1486
سینیٹ کے انتخابات کے لیے پروگرام کا اعلان ------------1500
حکمت عملی کے اصولوں پر بحث(-----جاری) ------------1504

اتوار، 14- فروری 1988ء

شمارہ، 17

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ------------1514
پوائنٹ آف آرڈر،
کورم کا سوال ------------1515

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

بدھ' 10 - فروری 1988ء

(چہار شنبہ'21- جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿70﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿71﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿72﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿73﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿74﴾

سورۃ الفرقان آیات 70 تا 74

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالے غفور ہے رحیم ہے٥ اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے ٥ اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر بیہودہ مشغلوں کے پاس سے ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے٥ اور وہ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اسے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا امام بنا دے٥

وما علینا الا البلاغ٥

راجا محمد خالد خان، جناب سپیکر! نارمل روز معطل کر کے ایک اہم قومی نوعیت کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب' اس کی کاپی مجھے بھجوا دیں' میں اس کو examine کر لیتا ہوں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

راولپنڈی میڈیکل کالج کے پرنسپل کا تبادلہ

*866-چودھری مشتاق حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی میڈیکل کالج کے پرنسپل تقریباً بارہ سال سے مسلسل مذکورہ کالج کے پرنسپل چلے آ رہے ہیں۔ اور ان کو چار مرتبہ ملازمت میں توسیع بھی دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج سے مذکورہ پرنسپل کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)، جی ہاں یہ درست ہے کہ:

ڈاکٹر عبداللطیف پروفیسر اناٹومی مورخہ 3-3-1974 سے پرنسپل راولپنڈی میڈیکل کالج چلے آ رہے ہیں یہ مورخہ 13-4-84 کو ملازمت سے ریٹائر ہوئے چونکہ اناٹومی میں پروفیسروں کی انتہائی قلت ہے اس کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ سارے پنجاب میں میڈیکل کالجوں میں پروفیسروں کی کل آٹھ اسامیاں ہیں جب کہ صرف 3 پروفیسر باقاعدہ کام کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر عبداللطیف کی مدت ملازمت میں تین دفعہ ایک ایک سال کی توسیع کی گئی ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

-1	مورخہ 14-4-84 تا 13-4-85	(ایک سال)
-2	مورخہ 14-4-85 تا 13-4-86	(ایک سال)
-3	مورخہ 14-4-86 تا 13-4-87	(ایک سال)

یہ اپنی توسیع شدہ ملازمت کے اختتام تک بطور پرنسپل راولپنڈی میڈیکل کالج کام کرتے

رہیں گے۔

اشیاء خوردونوش میں ملاوٹ کا سدباب

*957-چودھری مشتاق حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں اشیائے خوردونوش میں ملاوٹ اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے خصوصاً راولپنڈی لاہور، ملتان، گوجرانوالہ، فیصل آباد، اور دیگر مقامات پر ملاوٹ اور جعلی اشیاء تیار کرنے کے اڈے موجود ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے انسانی جانوں سے کھیلنے والوں کے سدباب اور انہیں عبرتناک سزائیں دینے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ محکمہ صحت کی لاہور اور ملتان کی تجربہ گاہوں میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران جو خوردونوش کے نمونہ جات تجزیہ کیے گئے ہیں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	کل نمونہ جات	نمونہ جات	شرح ملاوٹ
1981	33429	12930	39 فی صد
1982	33407	13221	40 فی صد
1983	33176	13140	40 فی صد
1984	38296	14118	37 فی صد
1985	39713	18777	37 فی صد
	میونسپل خوراک لیبارٹری فیصل آباد		
1981	1508	485	32.3 فی صد
1982	لیبارٹری نے کام نہیں کیا۔		
1983	3587	1933	54 فی صد
1984	4222	1311	31 فی صد
1985	3553	900	25.3 فی صد

میونسپل خوراک لیبارٹری لاہور

شرح ملاوٹ	نمونہ جات	کل نمونہ جات	سال
49.4 فی صد	7179	14474	1981
57.8 فی صد	8577	14831	1982
49.8 فی صد	6431	12927	1983
48.4 فی صد	5551	11464	198.
46.0 فی صد	5586	12149	1985

مندرجہ بالا جدول میں اعداد و شمار یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ شرح ملاوٹ میں اضافہ نہیں ہوا۔ بلکہ اس میں 1982ء اور 1983ء کے بعد بتدریج کمی واقع ہوئی ہے۔ تجزیہ شدہ رپورٹیں متعلقہ انسپکٹروں کو برائے قانونی کارروائی بھیج دی جاتی ہیں۔

(ب) جو لوگ اشیائے خوردونوش میں ملاوٹ کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کو قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔

وزیرصحت ، جناب والا! اس سے پہلے کہ میں دیگر سوالات کے جوابات عرض کروں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ معزز ایوان میں فاضل اراکین کے سامنے محکمہ صحت سے متعلق اٹھائے گئے سوالات کا جواب میں ابھی دوں گا۔ اس سے پہلے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ جناب سپیکر اور معزز اراکین مجھے اس کی اجازت دیں گے۔ چونکہ ان گزارشات کا تعلق ان سوالات کے جوابات کے بارے میں ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فاضل اراکین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات مکمل اور بروقت اسمبلی سیکرٹریٹ کو مہیا نہیں کیے جا سکے۔ تاہم ان سوالات کے جوابات فاضل اراکین کی نشستوں پر رکھوا دیے گئے ہیں۔ بہرحال میں اس ضمن میں آپ حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس وقت تک ہاؤس کے سامنے سوالات کے جوابات پیش کرنا مناسب نہیں سمجھتا جب تک ان کے درست اور مکمل ہونے کے بارے میں میں خود مطمئن نہ ہو جاؤں۔ اس وجہ سے میں اپنے فاضل دوست جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب، جو کہ اس وقت موجود نہیں ہیں اور جناب سرفراز صاحب کے ایک سوال کا جواب میں پیش نہیں کر سکا کیونکہ محکمہ کی جانب سے موصول شدہ

جواب سے میں خود مطمئن نہیں تھا۔ جناب والا! میں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جن سوالات کا تعلق 86-1985، اور 1987، سے ہے وہ جوابات اسمبلی میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان کا جواب اس وقت کی پوزیشن کے مطابق دیا گیا ہے۔ اگر معزز ممبران مزید تفصیل جاننا چاہیں تو اس کے لیے نیا سوال دے کر دریافت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، بیگم شاہدہ ملک، سوال نمبر 1180

آنکھوں کے امراض پر قابو پانے کے لیے اقدامات

*1180- **بیگم شاہدہ ملک**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عالمی ادارہ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق آنکھوں کے امراض میں پاکستان ایشیاء میں سرفہرست ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متعلقہ مرکزی حکومت آنکھوں کے امراض سے متعلق اس تشویش ناک صورت حال پر قابو پانے کے لیے کوئی منصوبہ تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت(سید افضال علی شاہ):

(الف) عالمی ادارہ صحت کی ایسی کوئی رپورٹ کہ آنکھوں کے امراض میں پاکستان ایشیاء میں سرفہرست ہے۔ حکومت یا ماہرین چشم کے نوٹس میں نہیں ہے۔

(ب) جہاں تک صوبہ پنجاب کا تعلق ہے۔ اس وقت پنجاب میں سات میڈیکل کالج اور ایک پوسٹ گریجویٹ سنٹر ہے۔ جہاں آنکھوں کے امراض کے علاج کا اعلیٰ انتظام ہے اور ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ماہر امراض چشم تعینات ہیں جو کہ ہر قسم کے امراض چشم کا علاج کر رہے ہیں۔ مزید برآں ماہرین امراض چشم کی گشتی ٹیمیں مختلف اوقات میں دیہاتی علاقوں میں آنکھوں کے کیمپ لگا کر جملہ امراض کے علاج و آپریشن وغیرہ کرتی رہتی ہیں جب کہ رفاہی تنظیموں کے قائم کردہ آئی کیمپوں میں بھی ماہرین کی خدمات پیش کی جاتی ہیں۔

بیگم شاہدہ ملک، کیا معزز ایوان کو بتایا جائے گا کہ اگر پاکستان نہیں تو پھر کون سا ملک امراض چشم میں سرفہرست ہے؟

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ اس کے لیے تو Fresh notice is required.

بیگم شاہدہ ملک، سرضمنی سوال ۔

جناب سپیکر، جی بیگم صاحبہ! ضمنی سوال۔

بیگم شاہدہ ملک، شکریہ جناب والا! جب بھی اخبارات میں کسی مسئلے کی جانب توجہ دلائی جاتی ہے تو وہ یقیناً ایک اہم مسئلہ ہوتا ہے۔ خاص کر جب کوئی اخبار اپنے اداریے میں کسی چیز کا ذکر کرتا ہے تو وہ ایک اہم مسئلہ ہوتا ہے۔ جناب والا! 1986ء میں اس بات پر ایک اخبار نے اداریہ لکھا تھا جس کی کٹنگ میرے پاس آج بھی موجود ہے کہ پاکستان امراض چشم میں عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق سر فہرست ہے۔ جناب والا! اگر یہ خبر درست نہیں تھی تو پھر اس کی تردید کیوں نہ کی گئی؟

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ کا سوال یہ ہے کہ اگر یہ رپورٹ درست نہیں تھی تو محکمہ صحت کی طرف سے اس کی تردید ہونی چاہیے تھی۔

وزیرصحت، جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے محکمے کے ریکارڈ میں ایسی کوئی چیز نہیں، نہ ہی اس کے بارے میں کوئی اطلاع ہے کہ ہم اس میں سر فہرست ہیں۔ بہرحال اس کی تردید ہونی چاہیے تھی، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں جب بھی اس قسم کی کسی وبا کی خبر ملتی ہے تو اس بارے میں محکمہ کو ہدایت ہے کہ وہاں پر فوری طور پر ڈاکٹروں کی ٹیمیں بھجوا کر علاج کیا جائے اور کارروائی کی جائے۔ لیکن جناب والا! یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! اخبارات میں صحت عامہ کے بارے میں جو اہم مسئلوں کی جانب نشان دہی کی جاتی ہے کیا محکمہ صحت آئندہ ایسی چیزوں کو نظر انداز کرنے کی بجائے ان پر توجہ دینے اور غور کرنے کا ارداہ رکھتا ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! محکمہ صحت ان باتوں پر توجہ دینے اور غور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جناب سپیکر، ارادہ رکھتا ہے۔

وزیرصحت، جی ہاں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری عبدالغفور)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا خیال ہے کہ

جو لوگ محکمہ صحت کو گہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہ خود اپنی آنکھوں کا علاج کروائیں۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی بیگم صاحبہ! اس وقت آپ کا ضمنی سوال محکمہ صحت کے متعلق ہے یا محکمہ زراعت کے متعلق ہے۔

بیگم شاہدہ ملک: میرا سوال محکمہ صحت کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر، اچھا میں نے سوچا کہ شاید وزیر زراعت کی بات کے بارے میں کوئی جواب دینا چاہتی ہیں۔ جی تو آپ کا ضمنی سوال۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! کیا دیہاتوں میں آنکھوں کے کیمپ کے لیے مدت کا تعین کیا گیا ہے' کتنے عرصے بعد دیہاتوں میں یہ آنکھوں کے کیمپ لگائے جاتے ہیں اور کیا ایسے کیمپ regularly لگائے جاتے ہیں؟

وزیرصحت، جناب والا! محکمہ صحت کی کوشش یہی ہے کہ جہاں کہیں بھی ایسے مرض کی اور ایسی وبا کی اطلاع ملتی ہے وہاں پر محکمہ صحت کی طرف سے ڈاکٹروں کی ٹیمیں بھجوا دی جاتی ہیں جو کہ ضروری کارروائی عمل میں لا کر لوگوں کا علاج کرتی ہے۔ لیکن اس کا ابھی تک کوئی ایسا پروگرام مرتب نہیں کیا گیا کہ کسی جگہ پر آنکھوں کے کیمپ لگائے جائیں۔ یہ آنکھوں کے کیمپ مخیر حضرات کے فنڈز سے' ان کی امداد سے اور محکمہ صحت کے تعاون سے ان جگہوں پر لگائے جاتے ہیں جہاں کہیں بھی آنکھوں کے زیادہ امراض اور زیادہ مریض پائے جائیں۔ محکمہ صحت کا ابھی ایسا کوئی پروگرام مرتب نہیں ہوا کہ کس وقت اور کہاں آنکھوں کا کیمپ لگایا جائے۔

جناب سپیکر، جی مولوی غیاث الدین صاحب!

مولوی محمد غیاث الدین، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیرصحت سے یہ دریافت کروں گا کہ جو ڈاکٹر specialist نہیں ہوتے وہ اکثر دیہات میں لوگوں کی آنکھوں پر تجربہ کرنے کے لیے آنکھوں کے آپریشن شروع کر دیتے ہیں۔ کیا ایسے ڈاکٹروں کو روکنے کے لیے محکمہ کوئی سد باب کر رہا ہے یا کرے گا؟

جناب سپیکر، مولانا صاحب اس کے لیے تازہ سوال دیجئے۔

وزیر صحت: جناب والا! اس میں گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب اس بات کی کوئی نشان دہی کریں کہ ایسا کون سا ڈاکٹر ہے جو آنکھوں کی چیر پھاڑ کر رہا ہے' اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

چودھری شفقت عباس ربیرہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گزشتہ سال میں دیہاتوں میں کتنے آنکھوں کے کیمپ لگائے گئے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس بارے میں وزیر صحت نے وضاحت فرما دی ہے کہ یہ آنکھوں کے کیمپ مخیر حضرات اپنی مدد آپ کے تحت لگاتے ہیں وہ اس کا خرچ خود برداشت کرتے ہیں' جب وہ محکمہ صحت کو اطلاع کرتے ہیں تو محکمہ صحت ڈاکٹروں کی سہولت ان مخیر حضرات کو مہیا کر دیتا ہے اور باقی خرچ یہ مخیر حضرات اپنی مدد آپ کے تحت برداشت کرتے ہیں۔

چودھری شفقت عباس ربیرہ: جناب والا! جو آنکھوں کے کیمپ لگائے گئے محکمہ صحت پنجاب نے وہاں کتنے ڈاکٹر فراہم کیے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس کے لیے تو تازہ سوال کی ضرورت ہو گی۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر: کیا وزیر صحت یہ فرمائیں گے کہ آنکھ کی بیماری شہروں میں زیادہ ہے یا دیہاتوں میں ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اگلا سوال۔

کفری ضلع خوشاب کے بنیادی ہیلتھ یونٹ میں ڈسپنسر اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر کا تقرر

*1860- بیگم شاہدہ ملک: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب وادی سون میں کفری کے مقام پر بنیادی ہیلتھ یونٹ قائم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں پر نہ ہی کوئی ڈسپنسر ہے اور نہ ہی لیڈی ہیلتھ وزیٹر موجود ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہیلتھ یونٹ میں جلد از جلد عملہ کی تقرری کرنے پر رضامند ہے۔ اگر نہیں تو اس کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی ہاں! بنیادی ہیلتھ یونٹ قائم ہے۔

(ب) ڈسپنسر موجود ہے۔ لیکن لیڈی ہیلتھ وزیٹر نہ ہے۔ کیونکہ لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی کمی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ جونہی لیڈی ہیلتھ وزیٹر دستیاب ہو گی تعینات کر دی جائے گی۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب سپیکر! جب سے وزیر موصوف نے محکمہ کا چارج سنبھالا ہے تب سے rural areas میں کتنی lady health visitors تعینات کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ اس میں وزیر صحت کو کافی امداد و شمار کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے تو آپ کو تازہ سوال کرنا چاہیے۔

بیگم شاہدہ ملک، جناب والا! میرے سوال کا جواب نہایت lightly لیا گیا ہے یہ انتہائی قیمتی جانوں کا مسئلہ ہے۔ یہاں جواب دیا گیا ہے کہ lady health visitor دستیاب ہوگی تو تعینات کر دی جائے گی۔ دستیاب ہوتے ہوتے تو کئی قیمتی جانوں کا نقصان ہو جائے گا۔ یہ محکمہ صحت سے صحت جیسے نازک مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ جواب کی ہمیں توقع نہیں تھی۔

وزیر صحت، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہم نے لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی تعیناتی کی تھی لیکن انہوں نے join نہیں کیا۔ میری گزارش محترمہ سے یہ ہے کہ lady health visitors جو ان کی واقف ہوں اور وہ وہاں جانا چاہیں تو ہمیں بتائیں ہم فوراً وہاں تعینات کر دیں گے۔ وہاں حالت یہ ہے کہ ہم تقرری کرتے ہیں اور کوئی وہاں join نہیں کرتی۔ لہذا ہم مجبور ہیں۔

بیگم شاہدہ ملک، کیا دیہاتی علاقوں میں دیہاتی خواتین health visitor بننا چاہیں تو ان کے لیے کوئی کوٹا مقرر کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! health visitor کا ایک باقاعدہ کورس ہوتا ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں دائیاں پہلے ہی تعینات ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب یہ بڑا متعلقہ سوال ہے۔ آپ کے اس پہلے سوال کے جواب میں کہ دیہاتوں میں کوئی لیڈی ہیلتھ وزیٹر جانے کو تیار نہیں ہے جس سنٹر کی انہوں نے نشان دہی کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہاتوں میں lady health visitor نہیں ہیں۔ بیگم صاحبہ کا سوال یہ ہے کہ کیا دیہاتوں

میں گورنمنٹ lady health visitor کے لیے کوئی کوٹا مقرر کرنے کو تیار ہے؛

وزیرصحت، جناب والا! یہ اب جناب وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک basic health unit بنایا جا رہا ہے۔ اب حکومت کا یہ پروگرام ہے کہ ہر basic health unit میں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور ایک lady health visitor تعینات کی جائے گی۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن بیگم صاحبہ کا سوال اور ہے۔ کہ کیا دیہات میں lady health visitor کے لیے سیٹیں مخصوص کرنے کا یعنی دیہاتی کوٹا مخصوص کرنے کا کوئی حکومت کا پروگرام ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! اس میں کوٹے کی بات نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ domicile دیکھا جائے یا جہاں پہ رہائشی ہیں وہی ان کو تعینات کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کیونکہ بعد میں یہ تکلیف ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، تعیناتی کی بات نہیں ہے یہ lady health visitros کو training کی بات ہے۔ جیسے اب colleges میں دیہاتوں کا کوٹا مخصوص ہے کہ دیہاتوں کے جو پڑھے ہوئے بچے ہیں ان کے لیے کالجز میں داخلے کے لیے کوٹا مخصوص ہے 50 فی صد 20 فی صد جتنا بھی ہے۔ اسی انداز میں بیگم صاحبہ چاہتی ہیں کہ lady health visitors کی تربیت کے لیے کوئی حکومت کوٹا مقرر کرنے کو تیار ہے؛

وزیرصحت، فی الحال غور کیا جا رہا ہے کہ دیہاتوں کے لیے کوٹا سسٹم مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر، کیا کوٹا مقرر کیا جا سکتا ہے؟

وزیرصحت، کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ غور کرنے پر تیار ہیں۔

وزیرصحت، غور کیا بھی جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، بیگم صاحبہ وزیرصحت اس پر غور کرنے کو تیار ہیں۔

ڈاکٹر سردار احمد، کیا وزیرصحت یہ فرمائیں گے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومت کے زیر غور کوئی نیا institution قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ تاکہ اس کمی کو پورا کیا جائے؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب آپ اپنے سوال کو دہرائیے گا۔

ڈاکٹر سردار احمد، جناب والا! وزیرصحت نے فرمایا ہے کہ lady health visitor دستیاب نہیں ہیں۔ کیا ان کی عدم دستیابی یا کمی کو پورا کرنے کے لیے lady health visitor ٹریننگ اور حکومت صوبے میں lady health visitor کی تربیت کے لیے مزید ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یا کوئی ایسا منصوبہ موجود ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! پہلے ہی تین ایسے Institutions ہیں جہاں پر مختلف قسم کے یعنی ریڈیوگرافرز۔ میڈیکل لیبارٹریز اسسٹنٹ۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کو ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ تقریباً ہر Institutions میں 100 نشستیں مختلف categories کی ہیں۔ ویسے اس کے باوجود بھی lady health visitors اور جو بھی technicians ہیں وہ ناکافی ہیں۔ چونکہ یہاں طبی سہولتیں اس پانچ نکاتی پروگرام میں مہیا کی جا رہی ہیں اس کے تحت جو تقرریاں ہو رہی ہیں وہاں پر پوسٹیں زیادہ ہیں اور technicians کی دستیابی کم ہے۔ ہر سال تقریباً پانچ سو کے قریب technicians مختلف categories کی ٹریننگ لے کر آتے ہیں لیکن وہ بھی ناکافی ہیں۔ اس پر غور و خوض ہو رہا ہے کہ ان کی ٹریننگ کی سہولتیں بڑھائی جائیں۔

جناب سپیکر، اس میں سوال یہ ہے کہ lady health visitor کے لیے صوبے میں جو کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لیے کوئی training institute بڑھانے کا پروگرام ہے؟

وزیرصحت، میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، کیا بڑھانے کا پروگرام ہے؟

وزیرصحت، جی ہاں۔

چودھری خادم حسین، کیا وزیرصحت ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ جس تناسب سے دیہی علاقے میں basic health unit کھول رہے ہیں اسی تناسب سے بجٹ میں اسامیاں بھی رکھی جاتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر basic health unit کیوں خالی پڑے ہیں؟

وزیرصحت، سوال تو lady health visitor کے متعلق ہے basic health unit کے متعلق نہیں ہے۔

چودھری خادم حسین، میں lady health visitors کی بات کر رہا ہوں۔

وزیرصحت، اس کے متعلق میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس trained lady health visitors کی تعداد کم ہے۔ basic health unit جس طرح بن رہے ہیں وہاں پر ایک مشکل یہ ہے کہ جس کو وہاں پر تعینات کیا جاتا ہے۔ وہ وہاں join نہیں کرتیں۔ اور join نہ کرنے کی وجہ سے وہ basic health unit خالی پڑا رہتا ہے۔

دوسرے جناب والا! اگر ہم ان کو ان کی مرضی کے سٹیشن کے مطابق لگوائیں بھی تو پھر ان کو وہاں جانے کے لیے مشکل ہے اور وہاں رہنے کے لیے بھی مشکل ہے۔ اب حکومت نے اس پروگرام میں ہر basic health unit پر سرکاری رہائش گاہ۔ ڈاکٹر کے لیے رہائش گاہ lady health visitor, کے لیے رہائش گاہ کا انتظام کیا ہے۔ وہاں پہ بجلی سڑک' پانی ہر چیز کا بندوبست کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمی بھی بہت جلد پوری ہو جائے گی۔

نیشنل ہومیو پیتھک کالج راولپنڈی کی عمارت کی تعمیر

*1879-جناب غلام سرور خان: کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صدر پاکستان نے نیشنل ہومیو پیتھک کالج راولپنڈی کے لیے اپنے خصوصی احکامات کے ذریعہ ایک پلاٹ الاٹ فرمایا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت پنجاب اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں کالج کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ اس سال کالج کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

وزیرصحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) درست ہے اور یہ کالج پرائیویٹ ادارہ ہے۔

(ب) محکمہ صحت سرکاری سطح پر ہومیو پیتھک کالج صوبائی مرکز لاہور میں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاہم ابھی اس کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

(ج) نیشنل ہومیو پیتھک کالج راولپنڈی کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ تاہم اگر کالج کی انتظامیہ نیشنل کونسل برائے ہومیوپیتھی کی وساطت سے اپنی کسی سکیم کے لیے امداد کی

درخواست کرے۔ تو محکمہ صحت غور کرنے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ محکمہ خزانہ بھی اس امر سے متفق ہو۔

جناب غلام سرور خان، کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جس طرح صدر پاکستان نے نیشنل ہومیوپیتھی کالج راولپنڈی کے لیے اپنے خصوصی احکامات کے ذریعے ایک پلاٹ الاٹ فرمایا تھا اور ساتھ یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ 88-1987ء میں اس کالج کی عمارت کے لیے بھی فنڈز مختص کیے جائیں گے۔ اس سال تو فنڈز مختص کیے نہیں گئے تو کیا حکومت آئندہ سال اس کالج کی تعمیر کے لیے کوئی فنڈز مختص کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، خان صاحب آپ اپنا سوال دہرائیے گا۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جس طرح صدر پاکستان نے اس کالج کے لیے اپنے خصوصی کوٹہ میں سے ایک پلاٹ بھی الاٹ فرمایا تھا اور ساتھ ہی وعدہ فرمایا تھا وہاں ایک عوامی تقریب میں کہ اس کالج کی تعمیر 88-1987ء میں محکمہ صحت پنجاب سے کروائی جائے گی۔ یہ سال تو گزر گیا۔ کیا آئندہ سال محکمہ صحت پنجاب اس کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے کوئی فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیرصحت، جناب والا! اب پروگرام یہ ہے کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کو بھی ہم ہر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کی سطح تک متعین کر رہے ہیں۔ اس کے لیے میرے فاضل رکن نے جو فرمایا اور جناب صدر کا بھی حوالہ دیا کہ انھوں نے پلاٹ الاٹ کیا تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ 1988ء سے پوچھیں تو کوئی موزوں سکیم محکمے کے پاس آگئی تو اس پر غور کیا جائے گا۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں نے تو سوال میں پوچھا تھا کہ جس طرح صدر پاکستان نے پلاٹ الاٹ فرمایا تھا اور ساتھ ہی انہوں نے وعدہ فرمایا تھا۔ اس پر وزیرصحت بھی کچھ وعدہ فرمائیں گے اور آئندہ سال اس کی عمارت کی تعمیر کے لیے کچھ فنڈز مختص کیے جائیں گے یا نہیں ؟ میں صرف یہ یقین دہانی چاہتا ہوں۔

وزیرصحت، جناب والا! یہ اے ڈی پی کے پروگرام کے تحت ہی سارا کچھ ہوتا ہے۔ بات صرف فنڈز کی ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سکیم پر اسی سال غوروخوض کیا جائے گا۔

میزانیہ 86-1985ء میں محکمہ صحت کو پرچیز کی مد میں مختص کیے گئے فنڈز کے lapse ہونے کی وجوہات

*1945-میاں ریاض حشمت جنجوعہ: کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 86-1985ء کے صوبائی میزانیہ میں محکمہ صحت کی پرچیز کی مد میں کل کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ مالی سال کے دوران کتنی رقم پرچیز پر خرچ کی گئی اور کتنی رقم lapse ہوئی۔

(ج) فنڈز کے lapse ہونے کی وجوہات کیا تھیں۔

(د) فنڈز کے lapse ہونے کی وجہ سے صوبہ کے ہسپتالوں میں ادویات اور آلات کے مہیا نہ ہونے سے عوام کی صحت پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

وزیرصحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) مالی سال 86-1985ء کے بجٹ میں طبی سازوسامان اور دوائیوں کی خرید کے لیے مبلغ -/420440510 روپے مختص کیے گئے تھے۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے مبلغ -/361815970 روپے خرچ کیے گئے تھے اور مبلغ -/58624540 روپے lapse ہوئے تھے۔

(ج) چونکہ پورے پنجاب میں نیا طریقہ خریداری رائج کیا گیا تھا اس لیے خرید کے لیے مختص رقم میں سے کچھ فنڈز lapse ہوئے امید کی جاتی ہے کہ رواں مالی سال کے دوران مختص رقم مؤثر طور پر خرچ کی جائے گی۔

(د) دوائیوں اور طبی سازو سامان کا وافر سٹاک ہر وقت گورنمنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو میں دوران سال موجود رہتا ہے جس کی وجہ سے ہسپتالوں میں دوائیوں اور آلات کی سپلائی جاری رہتی ہے۔ اگرچہ مالی سال 86-1985ء میں کچھ رقم lapse ہوئی لیکن مندرجہ بالا طریق کار کی وجہ سے عوام کو ان اشیاء کی فراہمی میں تعطل نہ پیدا ہونے دیا گیا۔

ضلع چکوال میں واقع ڈسپنسریوں میں ادویات کی تقسیم کا طریق کار

*2128-سردار غلام عباس خان، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال86-1985ء کے دوران محکمہ صحت نے ضلع چکوال میں ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں

دوائیوں کے لیے کتنی رقم مختص کی تھی۔

(ب) مختص شدہ رقم میں سے کتنی رقم کی ادویات خریدی گئیں اور ان کی ہسپتالوں میں تقسیم کا طریق کار کیا تھا؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) مالی سال 86-1985ء کے بجٹ میں ضلع چکوال کی ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں طبی سازو سامان اور دوائیوں کے لیے مبلغ 2440680 روپے مختص کیے گیے تھے۔

(ب) مختص شدہ رقم میں سے اس مقصد کے لیے مبلغ -/1779950 روپے خرچ ہوئے جہاں تک ادویات کی تقسیم کے طریق کار کا تعلق ہے وہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے میڈیکل افسران کی طلب کے مطابق ان کو ضلعی میڈیکل سٹور سے مہیا کی گئی تھی۔

پابندی کے باوجود ملازمین کی بھرتی کی تفصیلات

***2484-میاں ریاض حشمت جنجوعہ**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ان کے ماتحت وزارت اور ملحقہ جات میں مندرجہ ذیل عرصہ کے دوران کتنے ملازمین کی تقرری کی گئی:-

1- یکم اپریل 1985ء سے 15 دسمبر 1985ء تک۔

2- 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء تک۔

3- 9 جولائی 1986ء سے 31 جنوری 1987ء تک۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ میں بھرتی کیے گیے ہر ملازم کا نام اور عہدہ کیا ہے۔ اس کا ڈومیسائل کس علاقہ کا ہے۔ اور وہ کہاں تعینات ہے۔

(ج) ملازمین مذکور میں سے کون کون وزیر موصوف کے حکم سے اور کون کون وزیراعلیٰ کے حکم سے بھرتی ہوا۔

(د) ملازمین مذکور میں سے کس کس کے لیے بھرتی کے مروجہ قواعد اور طریق کار کو بالائے طاق رکھا گیا اور کیا کیا رعایات دی گئیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے 16 دسمبر 1985ء سے 8 جولائی 1986ء تک ملازمین کی

بھرتی پر پابندی عائد تھی مگر اس کے باوجود بھرتی جاری ہے؟

وزیر صحت، اس پر آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر، میرے خیال میں آپ نے ایوان میں اس کے بارے میں فرما دیا ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! دو سوالوں کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا۔ ان کے جواب مہیا نہیں کیے جا سکے۔ اس کی چند وجوہات ہیں۔ میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس سوال کا جو جواب مجھے محکمے کی طرف سے پیش کیا گیا' میں خود بھی اس سے مطمئن نہ تھا۔ اور نامکمل جواب ایوان میں پیش کرنا مناسب نہیں۔

جناب سپیکر، تو جناب سرفراز نواز صاحب اور جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب' دونوں کے سوالات کے بارے میں آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ کب تک ان دونوں سوالوں کے جواب آ جائیں گے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جناب ریاض حشمت کا سوال بہت لمبا' تفصیل طلب اور محنت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس میں یکم اپریل 1985ء سے لے کر 31 جنوری 1987ء تک بھرتی کیے جانے والے تمام ملازمین کا کوٹا' ڈومیسائل اور تعیناتی کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ صحت کے ٹوٹل ملازمین تقریباً 53/54 ہزار ہیں۔ تو ان کے بارے میں یہ تمام تفصیل دینے کے لیے وقت درکار ہے کہ ڈومیسائل اور تعیناتی کی جگہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، آپ کو کتنا وقت درکار ہے؟

وزیر صحت، اگر آپ مناسب سمجھیں تو اگلے اجلاس تک۔

جناب سپیکر، تو اگلے اجلاس تک آپ اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

وزیر صحت: جی ہاں! انشاء اللہ۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست بات ہے۔ اگلے اجلاس تک آپ جنجوعہ صاحب کے سوال کا جواب بھی اور سرفراز نواز صاحب کے سوال کا جواب بھی ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔

ضلع گجرات کے مراکز صحت میں عملہ کی تعیناتی کے لیے اقدامات

*2641-چودھری محمد اصغر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گجرات میں کتنے مراکز صحت اور کتنے رورل ہیلتھ سنٹر ہیں اور کس کس مقام پر واقع ہیں۔

(ب) کتنے بنیادی مراکز صحت اور کتنے رورل ہیلتھ سنٹر بغیر ڈاکٹر۔ لیڈی ڈاکٹر اور ہیلتھ وزیٹر کے کام کر رہے ہیں۔ نیز ان خالی جگہوں میں عملہ کی تعیناتی کب تک کر دی جائے گی۔

وزیر صحت(سید افضال علی شاہ)،

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت 82 بنیادی مراکز صحت اور 13 رورل ہیلتھ سنٹر ہیں۔ جن کی تفصیل لف ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں تمام رورل ہیلتھ سنٹروں میں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں۔ جن میں سے چھ رورل ہیلتھ سنٹر اس وقت لیڈی ڈاکٹر کے بغیر کام کر رہے ہیں۔ اور صرف ایک رورل ہیلتھ سنٹر لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے بغیر کام کر رہا ہے۔ 82 بنیادی مراکز صحت میں صرف چھ مراکز بغیر ڈاکٹر میڈیکل آفیسر کے کام کر رہے ہیں۔ ان مراکز میں لیڈی ڈاکٹر کی اسامی نہیں ہوتی۔ اور 34 مراکز صحت بغیر لیڈی ہیلتھ وزیٹر کے کام کر رہے ہیں۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹروں کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے چند اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

چودھری محمد اصغر، جناب سپیکر! وزیر صحت صاحب نے جواب میں فرمایا ہے کہ چھ رورل ہیلتھ سنٹر اس وقت لیڈی ڈاکٹروں کے بغیر کام کر رہے ہیں۔ کیا وہاں لیڈی ڈاکٹر تعینات کرنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر صحت، جی بالکل تیار ہیں۔ بلکہ ہم تو تعیناتی کے آرڈر کر دیتے ہیں' مگر وہ join نہیں کرتیں۔ اگر فاضل رکن کی کوئی واقف ہوں' جو وہاں جانا چاہیں تو مجھے بتائیں۔ انشاء اللہ میں پوری کوشش کروں گا کہ انھیں وہاں تعینات کیا جائے۔

چودھری محمد اصغر، ضمنی سوال۔ جناب والا! انھوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ lady health visitors کے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے چند اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ تو اگر lady health visitors

دستیاب نہیں تو کیا یہ ان کی جگہ mid wives تعینات کرنے کو تیار ہیں؟

وزیر صحت، جناب والا! جہاں LHV نہیں ہوتیں' وہاں اگر family medical technicians دستیاب ہوں' تو انہیں لگا دیا جاتا ہے۔ بات پھر وہی ہے کہ وہاں LHV کو تعینات نہیں کیا جا رہا۔ وہ دستیابی کی بات ہے۔ میں پھر ان سے گزارش کروں گا کہ اگر کوئی ایسی LHV جو ان کی واقف ہو' اور لازمی بات ہے کہ کوئی نہ کوئی تو ان کی واقف ہوگی' اس کو وہاں تعینات کر دیا جائے گا۔

ملک طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں تو یہ ہے کہ ایک نہیں ہے' یا دو نہیں ہیں۔ جن بنیادی ہیلتھ سنٹروں میں چار چار پانچ پانچ سال سے عمارتیں تیار ہیں اور حکومت کا لاکھوں روپیہ ان کی مرمت پر بھی لگ چکا ہے۔ لیکن اس وقت تک محکمہ صحت نے ان میں کوئی چوکیدار بھی تعینات نہیں کیا' ان لوگوں کا کیا قصور ہے' ان کے متعلق کیا رائے ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! یہ جن عمارتیں کا ذکر فرما رہے ہیں' وہ کسی حد تک تو ٹھیک ہے۔ کچھ عمارتیں ایسی ہیں جو کہ ابھی تک محکمہ صحت کے حوالے نہیں ہوئیں اور اگر ہوگئی ہیں تو ان کی پوسٹ منظور نہیں ہوئی اور محکمہ صحت کے پاس وہاں تعینات کرنے کے لیے کوئی صحیح طریق کار ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ کیونکہ جہاں پوسٹ ہی منظور نہیں ہوئی وہاں محکمہ صحت کیا کرے گا؟ اس میں گزارش کرتا چلوں کہ اس کو اولین ترجیحی بنیادوں پر زیر غور لایا جا رہا ہے۔ میرا خود بھی تعلق دیہات سے ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ بہت تکلیف دہ بات ہے۔ لیکن بات پھر وہیں آ جاتی ہے۔ انشاء اللہ پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 1990ء تک ہر یونین کونسل میں بنیادی ہیلتھ یونٹ بھی بن جائے گا اور وہاں ہر وہ سہولت جو کہ عام ہسپتال میں ہونی چاہیے' ڈاکٹرز اور paramedics کی مہیا کی جائے گی۔ تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ دقت پیش نہیں آئے گی۔ ہر کوئی چاہے گا کہ ان کی وہاں تعیناتی کی جائے۔

جناب سپیکر، اس میں سوال یہ ہے کہ جو basic health unit یا rural health centre تعمیر ہو چکے ہیں اور ان پر پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق حکومت لاکھوں روپے خرچ کر چکی ہے ان میں ابھی تک عملے کا تقرر نہیں ہوا۔ اس بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ان جگہوں کی نشان دہی کریں کہ کہاں کہاں ایسی عمارت ہے جو محکمہ صحت کے قبضے میں آ چکی ہے اور عملہ ابھی تک تعینات نہیں کیا گیا۔ میری گزارش وہی ہے کہ ابھی تک ایسی عمارات بھی موجود ہیں جو محکمہ صحت کے قبضے میں نہیں آئیں۔ اور نہ ہی وہاں کے لیے اسامیاں منظور ہوئیں۔

جناب سپیکر، یہ اسامیاں کون منظور کرتا ہے؟

وزیرصحت، حکومت نے اور محکمہ خزانہ نے کرنی ہیں۔

جناب سپیکر، محکمہ خزانہ نے اسامیاں منظور کرنی ہیں۔ ملک محمد طیب خان اعوان صاحب!

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب والا! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں اگرچہ وزیر موصوف سے علم تو کم رکھتا ہوں لیکن میرے خیال میں جب کسی ادارے کا اجراء کیا جاتا ہے۔ اس کی اسامیاں ساتھ ہی منظور کی جاتیں ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ایک ہسپتال تو منظور کر دیا گیا ہے۔ اور اس کی عمارت بھی تیار کر دی گئی ہے۔ اسے دوبارہ 6 سال میں مرمت بھی کرا دیا گیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی سٹاف نہیں ہے۔ چوکیدار بھی نہیں ہے کہ وہ کم از کم اس عمارت کی دیکھ بھال تو کرے۔

جناب سپیکر، وزیرصحت نے آپ سے یہ دریافت کیا ہے کہ ایسی کوئی مثال پیش کرے۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جی ہاں میرے ہی حلقے میں چک نمبر 376 ڈبلیو بی میں آج سے 6 سال پہلے عمارت تیار ہے۔ اور اس کی مرمت کے لیے 75 ہزار روپیہ طلب کیا گیا ہے۔ اور وہ منظور بھی ہو چکی ہے۔ جلہ آرائیں میں ہسپتال موجود ہے وہاں تھانہ قائم رہا ہے اب ڈی سی کی منت کر کے تھانے کو نکالا ہے۔ لیکن عملہ نہیں ہے۔

وزیرصحت، جناب والا! میری ان سے گزارش ہے یہ اس سے پہلے میرے نوٹس میں یہ بات نہیں لائے میری ان سے گزارش ہے کہ یہ میرے پاس تشریف لائیں۔ اور میں انشاء اللہ دیکھوں گا اور جو بھی کچھ ہو سکا کروں گا۔

جناب سپیکر، ملک صاحب! شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ شاہ صاحب سے رابطہ قائم کریں۔ یہ عملہ مہیا کر دیں گے۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب بس ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

جناب مظہر علی گل، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ لیڈی ڈاکٹر اور LHV گاؤں میں جا کر نوکری کرنا پسند نہیں کرتیں۔ یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے کیونکہ شہروں میں ایسا نہیں ہے۔

وزیرصحت، جناب والا! گل صاحب مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہاں ان کو رہائشی مسائل درپیش ہیں اور جو دیگر سہولتیں ہیں وہ پہلے نہیں تھیں اب بن رہی ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ جب یہ تمام سہولتیں حاصل ہو جائیں گی تو پھر کوئی بات نہ رہ جائے گی کہ کوئی وہاں جانا پسند نہ کرے۔ باقی رہی ملک طیب اعوان صاحب کی بات......

جناب سپیکر، اس وقت آپ مظہر گل صاحب کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیرصحت، جب عمارات منظور ہوتیں تو اس کے ساتھ اسامیاں بھی منظور ہو جاتیں ہیں۔ یہ ان کی بات سر آنکھوں پر۔ لیکن بات یہی ہے کہ جب تک محکمہ صحت اس عمارت کو اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا اس وقت تک ان کی اسامیاں منظور نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر، اس میں شاہ صاحب جو بات ملک طیب اعوان صاحب نے پیش کی ہے یہ کافی سنجیدہ ہے کہ 6 سال سے عمارت بن چکی اس میں عملہ تعینات نہیں ہوا۔

وزیرصحت، جناب والا! حیرانگی کی بات ہے۔ 6 سال تو مجھے یہاں آئے ہوئے نہیں ہوئے۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میں تو خاموش ہوگیا تھا۔ لیکن خاموش رہنے کوئی نہیں دیتا۔ میں اس سے پہلے بھی یہ درخواست پیش کر چکا ہوں۔ لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، اب آپ شاہ صاحب سے ملیں گے تو عمل ہوجائے گا شاہ صاحب آپ کا عملہ تعینات کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! اس سے پہلے انہوں نے خاص طور پر اس کا ذکر نہیں کیا ہے اور میرا ارادہ ہے۔ کہ وہاں عملہ تعینات کیا جائے۔

جناب مظہر علی گل، جناب والا! ابھی فرمایا گیا ہے کہ وہاں ان کو رہنے کے لیے سہولت میسر نہیں

ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب عمارت بنتی ہے تو رہنے کی سہولت حکومت نے فراہم کرنا ہوتی ہے یا گاؤں والوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! گل صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ جہاں عملہ تعینات کیا جائے گا وہاں رہنے کی سہولت حکومت نے فراہم کرنی ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ پانچ نکاتی پروگرام کے تحت B.H.U کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ وہاں ڈاکٹرز کے لیے رہائشی سہولت لیڈی ڈاکٹرز کی رہائش گاہیں بنائی جا رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ گاؤں والا کوئی بھی رہائشی سہولت نہیں دے گا۔ یہ حکومت کی ہی ذمہ داری ہے اور انشاء اللہ حکومت ہی پوری کرے گی۔

جناب مظہر علی گل، کیا حکومت ایسا قانون نہیں بنا سکتی جہاں یہ بنیادی مراکز صحت ہوں حکومت جب وہاں عملہ تعینات کرے تو ان پر یہ پابندی ہو کہ وہ وہاں نوکری کرے میرے خیال میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے جب کسی کو گاؤں میں تعینات کیا جاتا ہے تو اس کو دوبارہ شہروں میں دھکیل دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، جناب صدیق انصاری۔

جناب محمد صدیق انصاری، جناب سپیکر! میں وزیر صحت سے یہ دریافت کروں گا کہ جس طرح سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، جنرل ہسپتال میں نرسوں کو ٹرینڈ کیا جاتا ہے اور انہی ہسپتالوں میں ا کی تعیناتی ہو جاتی ہے۔ آیا وزیر صحت اس بات پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں کہ بنیادی ہیلتھ یونٹو کے نام پر ایل ایچ وی کی ٹریننگ شروع کر کے ان کو وہیں تعینات کیا جائے۔ آیا حکومت اب منصوبے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! انصاری صاحب کا مشورہ بہت اچھا ہے ہم غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

چودھری خادم حسین، کیا وزیر صحت یہ بیان فرمائیں گے جس طرح بڑے بڑے شہروں ' ڈاکٹروں کا یا دیگر عملہ کو خصوصی الاؤنس دیا جاتا ہے کیا حکومت دیہی علاقوں میں کام کرنے وا کے لیے کوئی خصوصی الاؤنس دینے کی کوئی سکیم بنا رہی ہے یا نہیں؟

وزیر صحت، جناب والا! یہ تجویز زیر غور ہے واقعی یہ بہت اچھی تجویز ہے اور میں نے بھی summary میں جو کہ وزیراعلیٰ صاحب کو بھیجی ہے کہ جو ڈاکٹر صاحبان یا دیگر عملہ شہروں میں

کرتا ہے ان کو زیادہ incentives دیے گئے ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو rural areas میں جاتے ہیں۔ یہ سکیم زیر غور ہے اور انشاء اللہ اگر یہ منظور ہوگئی تو اس پر جلد عمل کیا جائے گا۔

وزیراعلیٰ کے احکامات پر عملدر آمد نہ کرنے کی وجوہات

*2876-چودھری محمد اصغر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے مراسلہ نمبر sto/cm/ 2226/85/40 مورخہ 26 دسمبر 1985ء کے ذریعہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب کو حکم دیا تھا کہ مسماۃ کوثر داؤد لیڈی ہیلتھ وزیٹر کو چک 104 شمالی سے ایم سی ایچ سنٹر نمبر 2 شمشیر ٹاؤن سرگودھا تبدیل کیا جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک وزیراعلیٰ کے احکامات کی تعمیل نہیں ہوئی اور مذکورہ ایل ایچ وی کا تبادلہ ابھی تک نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ حکم نامہ پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ب) جناب وزیراعلیٰ کے احکامات کی تعمیل بذریعہ حکم نمبر 71 E /5-LHV/4154-55 مورخہ 19 مئی 1987ء کے ذریعہ کر دی گئی ہے۔

(ج) جزو "ب" میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

ہسپتالوں میں out dated ادویات کے استعمال کی روک تھام

*2970-ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ ہسپتالوں میں out dated ادویات استعمال ہو رہی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی روک تھام کے لیے کیا اقدام کیے گئے ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

یہ درست نہیں ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ عام ادویات سپلائی کرنے والی فرموں سے

عموماً چار روپے کے اسٹامپ پر یہ ضمانت لی جاتی ہے۔ اگر ادویات تعین شدہ تاریخ تک کسی وجہ سے استعمال نہ کی جا سکے تو متعلقہ فرم ان ادویات کی واپسی نیز تازہ ادویات دینے کی پابند ہوگی لہذا ہسپتالوں میں زائد المیعاد ادویات کے استعمال کا جواز پیدا نہیں ہوتا اور ہسپتال کا ڈسپنسری سپرنٹنڈنٹ اس کام کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس طرح کوئی بھی زائد المیعاد دوائی برائے استعمال جاری نہیں کی جاتی۔ ادویات کے بارے میں جو ہدایت وقتاً فوقتاً جاری کی جاتی ہیں۔ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ڈاکٹروں کی تقرری

*3039- سردار الطاف حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس سال پبلک سروس کمشن کی طرف سے کتنے ڈاکٹر select کئے گئے تھے۔

(ب) کیا ان ڈاکٹروں کو میرٹ کی بناء پر ہسپتالوں میں تعینات کیا گیا ہے یا چناؤ کی بنیاد پر۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کم نمبروں والے ڈاکٹروں کو teaching hospitals میں تعینات کیا گیا ہے۔ جو کہ رولز کی خلاف ورزی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس خلاف ورزی کا کون ذمہ دار ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) اس سال پبلک سروس کمشن نے 2914 ڈاکٹروں کو select کیا تھا۔

(ب) ان ڈاکٹروں کی تقرریاں حتی الوسع میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ البتہ کچھ تقرریاں انتظامی تقاضوں کے تحت چناؤ پر کی گئیں۔

(ج) اول تو کہنا مناسب ہوگا کہ جہاں تک تعیناتی کا تعلق ہے کوئی قانون نہ ہے۔ جیسا کہ 'ب' میں بتایا گیا ہے زیادہ تر تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر اور کچھ تقرریاں انتظامی تقاضوں کی بناء پر پُر کی گئیں۔ چونکہ قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوئی اس لیے کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

سرکاری ملازمین کے تبادلہ پر پابندی کی خلاف ورزی کی وجوہات

*3053- سردار الطاف حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت میں ملازمین کے تبادلہ پر پابندی عائد ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز نے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کتنے تبادلے کئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں ایک خالی اسامی پر کرنے کے لیے وزیر صحت نے پابندی ختم ہونے کے بعد ڈاکٹر عبدالغنی کو ہسپتال مذکور میں تعینات کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر ہیلتھ نے پابندی ختم ہونے تک حکم مذکور پر عمل درآمد کرنے سے معزوری کا اظہار کیا تھا جب کہ اس کے برعکس پابندی کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی مخصوص مصلحت کے تحت کسی دوسرے ڈاکٹر تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ر) اگر جز (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کی جانب سے ڈائرکٹر مذکور کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی ہاں۔ پابندی عائد ہے۔ مگر کسی ڈاکٹر کی ترقی ہونے کی بناء پر اگر کوئی اسامی خالی ہو جائے تو اس پر تبادلہ کے بعد تقرر ہو سکتا ہے۔ مزید برآں جب کسی ڈاکٹر کے خلاف انتظامی ضابطوں کے تحت قانونی کارروائی کی جانی مقصود ہو تو اس وقت بھی تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

(ب) 9 تبادلے کیے ہیں۔ جن کی فہرست لف ہذا ہے۔

(ج) درست ہے۔ تاہم خالی اسامی نہ تھی۔ جس پر ڈاکٹر عبدالغنی خالد کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں فرائض عمومی (جنرل ڈیوٹی) پر لگا دیا گیا۔

(د) درست نہیں ہے ڈاکٹر محمد اسلم بھٹی جو کہ پہلے ہی سے سردار الطاف حسین ایم پی اے کی سفارش پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں جنرل ڈیوٹی پر تھا کو ڈاکٹر اسلم طاہر میڈیکل افسر جن کا تبادلہ حکومت نے کیا تھا کو خالی جگہ پر مورخہ 17-6-87 سے تعینات کر دیا گیا تھا۔

(ر) تین ڈاکٹرز کے تبادلے ایم پی اے صاحبان کی سفارش پر کیے گئے تھے۔ بقیہ چھ تبادلے

انتظامی وجوہات کی بناء پر کیے گئے۔ اس لیے کسی افسر کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ تھی۔

جنرل ہسپتال لاہور میں نرسوں کو ہاؤس رینٹ الاؤنس کی ادائیگی اور دیگر سہولیات کا فقدان

*3085-**میاں محمد اسحاق،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ قریباً دو سال قبل لاہور جنرل ہسپتال کی نرسوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے مجبوراً ہڑتال کی تھی جس کے نتیجے میں حکومت نے ان کے کچھ مطالبات تسلیم کر لیے تھے۔ اور نرسوں نے ہڑتال ختم کر دی تھی۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی طرف سے یہ طے پایا تھا کہ لاہور جنرل ہسپتال کی ہوسٹل انڈنٹ نرسوں کا مناسب کرایہ کاٹ کر باقی ہاؤس رینٹ انہیں ادا کر دیا کرے نیز ہوسٹل میں نرسوں کو فیس دینے کا بھی مطالبہ مان لیا گیا تھا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک لاہور جنرل ہسپتال کی ہوسٹل انڈنٹ نرسوں کو کٹوتی کے بعد ہاؤس رینٹ اور میس منی کی عدم ادائیگی کی وجوہ کیا ہیں جب کہ یہ سہولتیں لاہور کے دیگر ہسپتالوں میں مہیا ہیں۔

(د) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نرسوں کو متذکرہ سہولتیں فراہم کرنے کے لیے ایم ایس جنرل ہسپتال نے سیکرٹری محکمہ صحت سے بذریعہ چٹھی نمبر A-12/4478/LGH، مورخہ 28 مارچ 1987ء منظوری طلب کی تھی۔

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مطلوبہ منظوری دے دی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہیں۔

(ر) آیا یہ امر واقع ہے کہ لاہور جنرل ہسپتال میں نرسوں کی ڈیوٹی میں تسلسل نہیں اور ان سے دو دو گھنٹہ کے بعد وقفہ دے کر آٹھ گھنٹے ڈیوٹی پوری کرائی جاتی ہے جو دس یا بارہ گھنٹے بن جاتے ہیں۔

(ز) اگر جز (ر) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ون شفٹ سسٹم (یعنی آٹھ گھنٹے مسلسل)

رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ح) جزہائے بالا کے پیش نظر حکومت متذکرہ نرسوں کو کب تک سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) لاہور جنرل ہسپتال کی ہوسٹل انڈنٹ نرسوں کو کٹوتی کے بعد ہاؤس رینٹ اور میس منی کی ادائیگی ہو رہی ہے۔

(د) یہ بھی درست ہے۔

(ہ) منظوری بذریعہ چٹھی نمبر SO (III-MCH, 9-4/84 مورخہ 12-8-87 موصول ہو چکی ہے۔ اور اس کے مطابق ہی نرسنگ سٹاف سے کمروں کا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اور کرایہ کی کٹوتی کے بعد بقایا ہاؤس رینٹ ان کو ادا کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں برائے ادائیگی بقایا ہاؤس رینٹ حکم نمبر نامہ ایل جی ایچ 14051-14100 مورخہ 29-8-1987 جاری کرایا ہے۔

(و) یہ درست نہ ہے۔ ہر نرس سے صرف 8 گھنٹے ہی ڈیوٹی لی جا رہی ہے۔

(ز) ایسی کوئی سکیم فی الحال زیر غور نہیں ہے۔

(ح) نرسنگ سٹاف کو پہلے سے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ سوالات نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قواعد ادویات مصدرہ 1980ء کا نفاذ

*3144-جناب طاہر احمد شاہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ صحت نے عوام الناس کی اطلاع کے لیے حکومت کے شائع کردہ جریدہ نمبر SO (Drugs) Misc 814/A مورخہ 20 نومبر 1980ء میں بذریعہ اعلانیہ مورخہ 11 مارچ 1980ء قواعد ادویات پنجاب بابت 1980ء کا مسودہ شائع کیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت بلوچستان / سرحد / سندھ نے بھی قانون ادویات 1976ء (نمبر 31 بابت 1976ء) کی دفعہ 44 کے تحت تفویض کردہ اختیارات کی رو سے جنہیں قواعد ادویات مصدرہ 1981ء کہا جاتا ہے قواعد شائع کئے تھے۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ پاکستان کی تمام صوبائی حکومتوں ماسوائے محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ان قواعد ادویات کو 1981ء میں ہی مشتہر اور نافذ کر دیا تھا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ایوان کو آگاہ کریں کہ قواعد ادویات مصدرہ 1980ء نافذ کیوں نہیں کئے گئے نیز چھ سالہ تاخیر کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ کہ وفاقی حکومت کی طرف سے تجویز کردہ مسودہ برائے ادویات عوام الناس کی اطلاع کے لیے اور متعلقہ افراد کی طرف سے اعتراضات و تجاویز کے لیے نومبر 1980ء میں شائع کیا تھا۔ اور گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی ہدایت کے پیش نظر صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو (Revised) ڈرافٹ بھیجا۔ اس کے بعد صوبائی و وفاقی حکومت کے درمیان چند قواعد پر پائے جانے والے اختلاف رائے کو دور کرنے کے لیے لاہور اور اسلام آباد میں صوبائی اور وفاقی حکومت کے افسران بالا کے متعدد اجلاس ہوئے۔ نتیجتاً حکومت پنجاب کی طرف سے پیش کردہ کچھ تجاویز کو وفاقی حکومت نے منظور کر لیا اور بالآخر ایک مسودہ تیار ہوا جس میں ڈرگ انسپکٹر کے علاوہ کچھ دوسرے میڈیسن اور فارمیسی فیلڈ میں ایکسپرٹ گورنمنٹ آفیسرز کو (Ex-officio) ڈرگ انسپکٹر تعینات کرنے کی شق بھی

رکھی گئی۔ جس سے دوائیوں کے معیار کے کنٹرول پر اچھے اثرات مرتب ہونے کی امید ہے۔ اس مسودہ قانون کی محکمہ قانون سے جانچ پڑتال کر لی گئی ہے۔ اب وزیراعلیٰ کی منظوری کے بعد فوراً شائع کر دیا جائے گا۔ تاہم اس عرصہ میں پرانے مسودہ قانون کے تحت عمل در آمد ہوتا رہا ہے۔

(ب) اس سوال کا جواب وفاقی حکومت احسن طریقے سے دے سکتی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے قواعد ادویات کو 1981ء میں نافذ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ موصول شدہ تجاویز اور اعتراضات کو وفاقی حکومت کے نوٹس میں لانا ضروری تھا۔ جس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔

(د) اس سوال کا جواب جز (الف) میں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بنانے کے لیے اقدامات

*3157-جناب فضل حسین راہی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیہ کو ضلع کا درجہ دیئے ہوئے پانچ سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور حکومت کی اپنی پالیسی کے مطابق قرار پایا تھا کہ ضلع لیہ کی تمام تحصیلوں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بنائے جائیں گے۔ مگر تاحال ضلع ہذا کی اکثر تحصیلوں میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں بنائے گئے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں کہ آج تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

(ج) اگر متعلقہ ڈی ایچ او نے حکومت کو اس کے بارے میں کوئی سکیم تیار کر کے بھیجنی تھی اور ابھی تک نہیں بھیجی تو کیا متعلقہ ڈی ایچ او کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ صورت حال حسب ذیل ہے۔

(1) تحصیل لیہ میں پہلے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھا جس کو اب ضلع ہیڈ کوارٹر کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ ہسپتال کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ جو کہ 30 جون 1989ء

تک مکمل ہو جائے گا۔

(2) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چوبارہ کی عمارت تقریباً مکمل ہے۔ رہائشی عمارت کا کام جاری ہے یہ کام 30 جون 88ء تک مکمل ہو جائے گا۔ گورنمنٹ نے رواں مالی سال میں اس ہسپتال کا سامان خریدنے کے لیے ADP کے تحت مبلغ ساڑھے دس لاکھ روپے مختص کیے تھے۔ جس میں سے 31 دسمبر 1987 تک مبلغ 214017/30 کا سامان خریدا جا چکا ہے۔

(3) تحصیل کروڑ میں پہلے دیہی مرکز صحت تھا جس کو اب تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اس ہسپتال میں عملہ کی سیکنڈ شفٹ ایک سال پہلے سے کام کر رہی ہے۔ نئے تحصیل ہسپتال کی تعمیر کے لیے زمین حاصل کرنے کے لیے کیس حکام بالا کو بھیجا جا چکا ہے۔

(ب) اس کی وضاحت اوپر کر دی گئی ہے۔

(ج) ڈی ایچ او کے خلاف کارروائی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹروں کی تنخواہوں کی ادائیگی

*3172- مسز خورشید بیگم، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ عرصہ نو ماہ سے تقریباً بارہ سو ڈاکٹرز ایڈہاک بنیادوں پر مختلف اضلاع میں اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں۔

(ب) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ انہیں اب تک اپنے فرائض ادا کرنے کے صلے میں تنخواہیں نہیں دی گئیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایسے محب وطن اور فرض شناس ڈاکٹروں کی خدمات سے وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کی تکمیل ہو رہی ہے یا نہیں۔

(د) کیا محکمہ صحت فوری طور پر متذکرہ ڈاکٹروں کی تنخواہیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیرصحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) ایڈہاک ڈاکٹروں کی تعداد تقریباً 900 ہے۔ 1200 سو نہ ہے۔

(ب) اب تک 695 ایڈہاک ڈاکٹروں کی مدت ملازمت میں 88-6-30 تک توسیع کی جا چکی ہے اور ان کی تنخواہوں کی مکمل ادائیگی ہو چکی ہے۔ بقیہ ایڈہاک ڈاکٹروں کے کیس موصول ہونے پر ان کی مدت ملازمت میں بھی توسیع زیر غور ہے۔

(ج) جی ہاں!

(د) اس کا جواب جز "ب" میں آ چکا ہے۔

میڈیکل آفیسر میرپور پھاگل کے خلاف تحقیقات

*3231-الحاج سید محمد اقبال احمد شاہ بخاری، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل آفیسر بنیادی مرکز صحت میرپور پھاگل چک نمبر 576 نے چار دیواری کی تعمیر کے وقت کچھ رقبہ چھوڑ دیا اور ہسپتال کی اراضی ایک شخص کو مفاد پہنچانے کی خاطر بغیر کسی معاوضہ کے دے دی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے خلاف کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک؟

وزیرصحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ میڈیکل آفیسر بنیادی مرکز صحت میر پور پھاگل نے زمین کا کوئی حصہ کسی شخص کو مفاد پہنچانے کے لیے نہیں دیا۔ اور نہ ہی بنیادی مرکز صحت کے لیے مخصوص کردہ زمین کا کوئی حصہ چار دیواری کی تعمیر سے خالی چھوڑا۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں بیان کیا گیا کہ کوئی زمین کسی شخص کو مفاد پہنچانے کے لیے نہیں دی گئی اس لیے میڈیکل افسر کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہیں ہے۔

موضع آڑائتہ میں پبلک ہیلتھ یونٹ بنانے کے لیے اقدامات

*3258-جناب ملک غلام حیدر تھنڈ، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ موضع آڑائتہ، سبوکا، نور کے کاٹھیے، مراد دلو، راجہ دلو، نامہ سیال تحصیل و

ضلع ساہیوال میں کوئی ڈسپنسری یا پبلک ہیلتھ یونٹ کا وجود نہ ہے جب کہ چک محمد پور میں ڈسپنسری ہے جو مذکورہ چکوک سے تقریباً پانچ میل سے زیادہ فاصلہ پر ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ چکوک کے عوام کو لمبا سفر طے کرنے کے بعد ڈسپنسری تک مریضوں کو لے جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اموات ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت علاقہ کے عوام کی مشکلات کے پیش نظر موضع آڑاتلہ جو کہ مذکورہ چکوک کے وسط میں واقع ہے۔ کوئی ڈسپنسری یا پبلک ہیلتھ یونٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) موضع آڑاتلہ، سہوکا، نورے کاٹھیے، مراد دلو، راجہ دلو اور نامہ سیال یونین کونسل محمد پور تحصیل و ضلع ساہی وال میں واقع ہیں۔ ضلع ترقیاتی کمیٹی ساہیوال کی سفارش کے مطابق محمد پور کے مقام پر ایک بنیادی مرکز صحت کے قیام کی منظوری مورخہ 7 اکتوبر 1987ء کو دی گئی تھی۔ اب ضلع ترقیاتی کمیٹی ساہیوال نے اپنے اجلاس منعقدہ 23 جنوری 1988 کو یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ مذکورہ بنیادی مرکز صحت محمد پور کی بجائے اسد اللہ پور میں قائم کیا جائے۔ جسے یونین کونسل میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

(ب) موضع اسداللہ پور میں بنیادی مرکز صحت کے قیام کے بعد موضع آڑاتلہ و دیگر دیہات کے لوگ طبی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ موضع آڑاتلہ اور مجوزہ بنیادی مرکزی صحت کا درمیانی فاصلہ صرف 2.5 سے 3 میل ہے۔

(ج) حکومت کی پالیسی کے مطابق ایک یونین کونسل میں صرف ایک بنیادی مرکز صحت قائم کیا جا رہا ہے۔ جس کی جگہ کا تعین متعلقہ ضلع کی ترقیاتی کمیٹی کرتی ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ یونین کونسل محمد پورہ میں ضلع ترقیاتی کمیٹی ساہیوال نے موجودہ مالی سال 88-1987ء کے دوران موضع اسد اللہ پور کے مقام پر ایک بنیادی مرکز صحت کے قیام کی منظوری دے دی ہے جو کہ تمام یونین کونسل کو طبی سہولتیں فراہم کرے گا۔ چنانچہ موجودہ پالیسی کے مطابق موضع آڑاتلہ میں مزید بنیادی مرکز صحت کا قیام قابل عمل نہیں

ہے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! میں نے آپ سے نارمل رولز کی requirement کو معطل کرنے اور ایک قومی نوعیت کی قرارداد پیش کرنے کی درخواست گزاری تھی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ پریویلج موشن اور تحاریک التوائے کار کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

راجہ محمد خالد خان: ٹھیک ہے جی۔ مہربانی۔

میاں عبدالمجید: جناب والا! میں نے کل ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس پر جناب نے فرمایا تھا کہ اسے متفقہ طور پر ایک قرارداد کی شکل میں لے آئیں تو ہم نے اس قرارداد کا متفقہ طور پر ڈرافٹ کر لیا ہے اور وہ کل ہی پیش کر دی تھی۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کے بعد میں اسے دیکھتا ہوں تحریک استحقاق نمبر 8 dispose of ہو گئی ہے۔ اس میں محرک نے پریس نہیں کیا تھا۔ تحریک استحقاق نمبر 20 withdraw ہو گئی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 25 جناب شفقت عباس صاحب کی طرف سے ہے (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہیں تھے) اس کو pending رکھتے ہیں۔ جناب دیوان عاشق حسین بخاری صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 26 ہے۔ چونکہ موصوف ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں لہذا اس کو بھی pending کر دیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 27 چودھری مظہر علی گل صاحب کی طرف سے ہے جی۔ چودھری مظہر علی گل صاحب۔

رکن اسمبلی کے ساتھ سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کا نامناسب رویہ

چودھری مظہر علی گل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کل مورخہ 3 فروری 1988ء کو میں اپنے حلقہ انتخاب کے ایک شخص خالد محمود کی درخواست کے سلسلہ میں سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے دفتر میں ان سے ملنے گیا۔ خالد محمود مذکور نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک پلاٹ کی الاٹمنٹ کے لیے درخواست گزاری تھی جس

پر جناب وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے ایک چٹھی نمبری (281)83/88 پی پی/ایس-ایم-سی 10-11/ او ایس پی مورخہ 24 جنوری 1988ء کو جاری کی جس میں سیکرٹری ہاؤسنگ سے معاملہ کی چھان بین کرنے اور جامع رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں نے جناب سیکرٹری صاحب سے گزارش کی کہ وہ مطلوبہ رپورٹ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ کو جلد بھجوا دیں جس پر انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے ایسی چٹھیوں کا وصول ہونا روز کا معمول ہے اور یہ ایسی چٹھیوں کو کوئی اہمیت دینے کی بجائے اپنی درازوں میں رکھ چھوڑتے ہیں۔ اگر آپ اس چٹھی کا جواب چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ میں مذکورہ چٹھی میں کی گئی استدعا کا جواب نہ میں دیتا ہوں۔ اور ایسی چٹھیوں کا جواب دینا میں ضروری بھی نہیں سمجھتا۔ جناب سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا یہ رویہ ظاہر کرتا ہے کہ نوکر شاہی منتخب عوامی حکومت کے صوبائی سربراہ اور اراکین اسمبلی کے بارے میں کیا سوچ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا ہی نہیں بلکہ قائد ایوان اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر آپ کوئی مختصر بیان دینا چاہتے ہیں۔

چودھری مظہر علی گل: جی۔ میں اس پر مختصر بیان دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر نوکر شاہی کا یہی رویہ رہا تو یہ ایک تو ہمارے صوبے کے وزیراعلیٰ اور ہمارے قائد ایوان کی چٹھی تھی اس کے متعلق سیکرٹری صاحب نے یہ الفاظ کہے تو اگر ایک عام شہری کی حیثیت سے کوئی آدمی اس کے پاس جائے تو پھر اس آدمی کا کیا حشر ہوگا؟ اور اس کو کون سا جواب ملے گا۔ ان کا یہ فرمانا کہ ابھی میں جواب نہ میں دیتا ہوں یہ بھی کوئی بات نہیں ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے ان سے جواب پوچھا تھا ان کا فرض بنتا تھا کہ وہ اس کو جواب دیں ہاں یا نہ کرنے کی اتھارٹی جناب وزیر اعلیٰ کے پاس ہے سیکرٹری صاحب کے پاس یہ اتھارٹی نہیں تھی کہ وہ فوری طور پر مجھ سے یہ کہتا کہ اس کا جواب میں نہ میں دیتا ہوں۔ یہ میرے حکم کی نہیں بلکہ انہوں نے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی توہین کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے اور اگر اس قسم کے افسروں کے خلاف کوئی نوٹس نہ لیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ

ہمارے یہ معزز ممبران جب بھی کوئی کام لے کر کسی شخص کے پاس جائیں گے ان کی توہین یہ لوگ ضرور کریں گے اس میں ہماری ہی نہیں بلکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی توہین ہے کہ ان کا حکم میرے پاس ہے میرا کوئی ذاتی حکم میرے پاس نہیں ہے۔ اگر میں کہتا کہ میری چٹھی کا جواب دے اور وہ انکار کر دیتا تو کوئی بات نہیں تھی لیکن انہوں نے اس سے جامع رپورٹ مانگی تھی ان کا فرض بنتا تھا کہ وہ ان کو رپورٹ دیتے مجھے یہ نہ کہتے۔

جناب والا! اس سے ایک اور چیز بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ہم ممبران نے اپنے قائد ایوان پر جو بھروسہ کیا ہوا ہے اور ہم انشاء اللہ بھروسہ کریں گے اس کے متعلق بھی انہوں نے رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کی ہے جو میں محسوس کرنے لگا ہوں یا کوئی اور یہ محسوس کرنے لگا ہو کہ ایک آدمی کی درخواست جناب وزیر اعلیٰ نے اس کے پاس بھیجی ہے اور اس نے اس کی درخواست کا کوئی اچھا جواب نہیں دیا اس سے یہ بھی ایک پہلو نکلتا ہے۔ جناب والا! اس قسم کی حرکت کو بند کرنے کے لیے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد عباس خان کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری)، میں گزارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ملک صاحب۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جی ہاں! اس میں میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ درخواست جس کا ذکر گل صاحب نے فرمایا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اس محکمے سے متعلقہ ہی نہیں ہے۔ ہاؤسنگ کے متعلقہ یہ درخواست نہیں تھی بلکہ یہ درخواست بورڈ آف ریونیو کے متعلقہ تھی لیکن اس کے باوجود بھی میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں نے کل بھی گل صاحب سے گزارش کی تھی اور آج بھی میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو الفاظ انہوں نے اس میں درج کیے ہیں ان میں بھی کوئی اتنی زیادہ حقیقت نہیں ہے۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ سیکرٹری صاحب کو کل بلوا لیا ہے آج بھی اگر یہ کہیں تو ان کو بلوا لیں گے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں پیش کر لوں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر آپ کی کوئی غلط فہمی ہے تو بیٹھ کر دور کروا دیتے ہیں۔ درخواست اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے اور نہ اس کے بارے میں انہوں نے جواب دینا ہے لہذا میں نے کل ان کو بلوایا تھا۔ کل بھی وہ آ گئے تھے آج بھی آئے ہیں۔ گل صاحب نے مجھے فرمایا تھا ہم اس کی تفصیل میں اس لیے نہیں جانا چاہتے کہ معزز

ایوان۔۔۔۔۔

معزز ایوان، وکالت نہیں سنی جائے گی۔ شیم شیم

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ گل صاحب! ملک صاحب نے اس سلسلے میں ایک بات کی ہے کہ آپ کی درخواست جو تھی وہ محکمہ ہاؤسنگ کے متعلق نہیں تھی اور وہ ان سیکرٹری صاحب کے متعلق نہیں تھی جن کا آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں ذکر کیا ہے۔ دوسری بات پارلیمانی سیکرٹری نے یہ کہی ہے کہ سیکرٹری ہاؤسنگ کو کل بھی اس سلسلے میں یہاں بلایا گیا تھا اور آج بھی وہ موجود ہیں۔ آپ کی ان سے بات کرا کے اس misunderstanding کو دور کیا جا سکتا ہے۔ تیسری بات انہوں نے یہ بھی کہی ہے کہ سیکرٹری ہاؤسنگ نے یہ الفاظ ادا نہیں کیے ہیں جن کا اس تحریک استحقاق میں ذکر ہے۔ تو اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چودھری مظہر علی گل، جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے جیسا کہ ہمارے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ وہ درخواست بورڈ آف ریونیو کے متعلقہ تھی لیکن وہ جو بورڈ آف ریونیو کے متعلقہ درخواست تھی وہ میرے ہاتھ میں نہیں تھی وہ میں نے جناب چیف منسٹر صاحب کو دی اور پھر انہوں نے سیکرٹری ہاؤسنگ کو بھیجی میں نے نہیں بھیجی اگر وہ کسی دوسرے محکمے کے متعلق تھی تو یہ اس پر جواب لکھ کر دے دیتے اب ان سے میں یہ بھی پوچھوں گا کہ اب ان کو یہ کیسے پتا چل گیا کہ وہ درخواست بورڈ آف ریونیو کے متعلقہ تھی اس وقت تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہم سے وہ درخواست ہی گم ہو گئی ہے اب آپ نئی درخواست لکھ کر لائیں۔ آج ان کو وہ درخواست کیسے مل گئی کہ وہ بورڈ آف ریونیو کے متعلقہ ہے اس دن تو یہ میری درخواست گم کر بیٹھے تھے اور وہ یہ کہنے لگے کہ کوئی نئی لکھ کر لاؤ وہ تو ہم سے گم ہو گئی ہے اور دوسری چیز ان کا یہ کہنا کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ بات نہیں کی جو تحریر میں نے لکھی ہے تو یہ بھی مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے یہ بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنے ایک ممبر بھائی کو کہہ رہے ہیں کہ ان کی بات غلط ہے ان کے سیکرٹری کی بات جو ہے وہ صحیح ہے۔

معزز ایوان، شیم شیم۔

چودھری مظہر علی گل، یہ بھی نہایت افسوس کی بات ہے کہ اگر یہ کہیں کہ ہماری گورنمنٹ کے

سیکرٹری کی بات صحیح ہے اور ایک ممبر کی بات جھوٹی ہے۔ اس بڑے ایوان میں کوئی غلط بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے لیے اس میں ندامت ہے کہ اگر ہم یہاں کھڑے ہو کر کوئی جھوٹی بات کہیں۔ اس میں قطعاً کسی جھوٹ کی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے بار بار اپنا رویہ ان سے اتنا نرم رکھا کہ میں نے ان سے کہا کہ بھئی میری طرف بھی غور کرو میں پانچ چکر آپ کے دفتر کے لگا چکا ہوں۔ انہوں نے پھر یہ جواب دیا کہ ہمارے یہ ملازم بھی بڑے غور طلب ہیں جو صبح سے لے کر شام تک کام کرتے ہیں ہم ان پر غور کریں یا آپ پر غور کریں تو اس قسم کے حالات کے باوجود بھی وہ ہمیں یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ آپ ان سے بات کریں ۔جناب سپیکر! یہ 3 تاریخ کی تحریک استحقاق ہے اور 3 تاریخ سے لے کر آج تک سیکرٹری ہاؤسنگ مجھے نہیں ملا کہ بھئی میں نے جو غلطی کی ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور وہیں اس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب گل صاحب! معزز پارلیمانی سیکرٹری نے یہ بھی کہا ہے کہ سیکرٹری ہاؤسنگ اس سلسلے میں کوئی بھی misunderstanding دور کرنے کے لیے تیار ہیں اور وہ یہاں اسمبلی میں موجود ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! میں نے گل صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ سیکرٹری ہاؤسنگ آئے ہوئے ہیں اگر آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں تو ان کو ابھی بلا لیتے ہیں اور آپ کی یہ غلط فہمی دور کر دیتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا تھا کہ کل تک ہم دیکھ لیں گے۔ میں اس کی تردید نہیں کرتا۔ میں نے کل گل صاحب سے بات کی تھی۔

معزز ایوان، کمیٹی ملے گی۔

چودھری مظہر علی گل، جناب سپیکر! میری عرض ہے کہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ کہتے ہیں اور وہ اپنے سیکرٹری کی وکالت کرتے ہیں تو ان کے کہنے پر میں یہ کر سکتا ہوں کہ میں خود سیکرٹری کے گھر جا کر ان سے معافی مانگ سکتا ہوں کہ مجھے معاف کر دیں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرا تو یہ خیال ہے کہ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور وہیں سیکرٹری صاحب کی اور میری ملاقات ہو۔

معزز ایوان، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر اس سلسلے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ویسے تو یہ بات خاصی serious معلوم ہوتی ہے لیکن اگر یہ اس بات پر insist کرتے ہیں تو یہ معاملہ مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جا سکتا ہے لیکن اگر آپ پسند کریں تو ابھی اس ہاؤس کے اختتام کے بعد میرے پاس تشریف لائیں ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی آ جاتے ہیں اور سیکرٹری کو بھی بلا لیتے ہیں اگر آپ کی تسلی ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ کل یہ معاملہ یہاں پیش کر کے کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

معزز ایوان، مناسب بات ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری مظہر علی گل، جناب سپیکر! میں ابھی اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب کی آپ نے تجویز سن لی کہ اس کو موخر کر لیتے ہیں اور لاءمنسٹر صاحب کی موجودگی میں سیکرٹری ہاؤسنگ سے آپ کی بات ہو جائے۔ کل تک اسے مؤخر کر لیتے ہیں۔

چودھری مظہر علی گل، یہ بات صحیح ہے لیکن میں ایک چیز وزیر قانون کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے سب بھائی جب وزیر اعلیٰ کے پاس جاتے ہیں اور وہ ان کو کسی قسم کا کوئی relevant order دیتے ہیں تو اس پر ان ملازمین کا یہ کہنا کہ آپ کو جو انہوں نے یہ مراسلہ دیا ہے اس کا جواب "نہ" میں ہے تو اس سے ہمارے ان تمام بھائیوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جناب چیف منسٹر کے حکم کی جو پروانہ ان کی طرف سے تھا اس کی توہین کی ہے اس کا کیا بنے گا؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، پلیز! دیکھیں بات کس اصول کے تحت کریں اگرچہ یہ بات پھر بھی تشنہ تکمیل ہے کیونکہ یہ معاملہ کل تک مؤخر ہے۔ یہ معاملہ ختم تو نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر، یہ بات درست ہے۔ کل تک کے لیے اسے موخر کر لیتے ہیں اگر کل آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو اس کو پھر دوبارہ ٹیک اپ کیا جائے گا۔

چودھری مظہر علی گل، جناب سپیکر! میں تو ہو جاؤں گا لیکن پھر جناب چیف منسٹر کو بھی مطمئن کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر، اب یہ تحریک استحقاق نمبر 30 سردار الطاف حسین صاحب کی طرف سے ہے۔

سردار الطاف حسین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور واضح معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کی District Recruitment Advisory Committee کا ممبر ہوں۔ Recruitment Committee نے اپنے آخری اجلاس میں محکمہ تعلیم میں تین ڈرائیوروں کی تقرری کرنے کی متفقہ طور پر سفارش کی جس میں ایک ڈرائیور کا تعلق میرے حلقہ سے تھا جس کو Deputy District Education Officer (Female) کے آفس میں ڈرائیور تعینات کرنے کی سفارش کی تھی۔ DEO ٹوبہ ٹیک سنگھ نے مجلس مشاورت کی سفارش کو مخصوص مصلحت کے پیش نظر درخور اعتنا نہ سمجھا۔

میرے استفسار پر انہوں نے کہا کہ ہائی کورٹ میں کسی آدمی نے Writ دائر کی ہوئی ہے۔ جس وقت ان سے یہ درخواست کی گئی اگر عدالت عالیہ نے کسی درخوست پر حکم امتناعی جاری کیا ہے تو مجھے مطلع کر دیں تاکہ میں متعلقہ ملازم کو مطلع کر دوں۔ اس درخواست پر DEO صاحبہ نے نہایت جسارت سے مجلس مشاورت کے فیصلہ پر عمل در آمد کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس قانون کا تمسخر اڑاتے ہوئے رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا التماس ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر تحریک ہذا کو زیر بحث لایا جائے۔ اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ اس پر مختصر بیان دینا چاہیں گے؟

سردار الطاف حسین، جی' جناب والا! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اس سے قبل مختلف اضلاع سے بہت سے دوست کی اس زیادتی کو اس ایوان میں پیش کر چکے ہیں۔ محسوس یہ ہو رہا ہے bureaucracy جمہوری حکومت کی کسی احسن پالیسی کو بھی عملی جامہ پہننے نہیں دیتی ہے۔ ہر وقت ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہی مارشل لاء والے اختیارات انہیں حاصل ہوں۔

جناب والا! جس وقت ڈپٹی کمشنر صاحب انہیں دو یا تین مرتبہ یہ ہدایت کر چکے تھے کہ

Recruitment Committee' مجلس مشاورت کے فیصلہ پر فوری عمل درآمد کیا جائے۔ انہوں نے قطعاً اس کی پرواہ نہیں کی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں bureaucracy کا وجود ملک کا نظم ونسق چلانے کے لیے ناگزیر ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیارات کا غلط استعمال نہ کرے۔ اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کرے۔ یہ جمہوری ادارے اچھے مقاصد کے لیے جو بھی پالیسی بناتے ہیں' انتظامیہ کا فرض ہوتا ہے کہ اسے عملی جامہ پہنائے اور اس پر عمل کرے لیکن اس سے جس انداز سے جس تحقیر آمیز رویہ سے اس مجلس مشاورت کے فیصلے کو رد کیا ہے۔ جناب والا! اس سے بہت ہی زیادہ مایوسی اور بددلی ان امیدواران میں بھی پائی جاتی ہے اور علاقہ میں بھی پائی جاتی ہے کہ recruitment میں مجلس مشاورت کا کیا مقام ہے جس کے فیصلے کو وہ اس طرح سے رد کرتے ہیں اور پیوند خاک کرتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اسے مناسب اور عبرت ناک سزا دینے کے لیے میری اسی تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ آئندہ کسی دوسرے کو یہ ہمت نہ ہو یہ جرأت نہ ہو کہ اس طرح سے جمہوری اداروں کے فیصلوں کو پامال کرے۔ اس کا نتیجہ بھی انشاء اللہ اچھا برآمد ہوگا۔ اگر ہم اس پر کوئی جرات مندانہ قدم اٹھائیں گے' بصورت دیگر یہ ہو گا کہ حکومت کے ہر اچھے قدم کو یہ لوگ بری طرح سے ٹھکراتے رہیں گے اور یہ جو لوگ فخر اور تکبر کے شجر کی آبیاری کر رہے ہیں' اسے جڑ سے اکھاڑنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیں یہ جرأت مندانہ قدم اٹھانا ہو گا' ان کے رویہ کی تصحیح کرنے کے لیے انہیں یہ احساس دلانا ہو گا کہ اب وہ انگریز کے جانشین اور ہمارے وہ حاکم نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے خادم ہیں' وہ قوم کے ملازم ہیں' ان کے ذہنوں میں یہ بات ابھی تک سوار ہے جو بات نوآبادیاتی نظام نے ان کے ذہنوں میں سوار کی تھی۔ ہمارے آفیسرز کی ذہنی ساخت انگلینڈ اور امریکہ بھیج کر کی جاتی ہے کہ وہ ہم پر حاکم کی طرح ہی سے مسلط ہوں' تو ان کے ذہنوں میں تبدیلی پیدا کرنے کے لیے یہ لازم ہے' یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کے اس رویہ پر مناسب کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کوئی دوسرا آدمی ایسی جرأت نہ کر سکے کہ جمہوری حکومت کے فیصلوں کو ٹھکرا سکے۔

جناب سپیکر، منسٹر لاء اس بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون، منسٹر لاء اس بارے میں جو جواب موصول ہوا ہے' اس کے مطابق ہم نے ٹوبہ ٹیک سنگھ

سے یہ تمام کا تمام ریکارڈ طلب کیا ہے کہ یہ کس طرح عمل میں آیا ہے اور کس طرح سے یہ violate ہوا ہے۔ اگر فاضل محرک یہ مناسب سمجھیں تو اس کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ I take the responsibility جب یہ تحریک موصول ہوئی تو فوری طور پر وہاں سے ریکارڈ طلب کیا گیا سیکرٹریٹ میں ابھی ریکارڈ موصول ہوا ہے۔ اس کو ہم پوری طرح سے دیکھ نہیں سکے ہیں کہ اس کی وجوہات کیا تھیں۔ یا تو وقت دے دیا جائے تا کہ اس کی چھان بین کر لی جائے اور پتا چل جائے کہ کیا بات ہے۔ اور پتا چل جائے کہ کیا واقعہ ہے کیوں کہ ہمیں اس کی کاپی ابھی ملی ہے اگر فاضل رکن مناسب سمجھیں تو میرے پاس آ جائیں' میں ان کی موجودگی میں ان کے استحقاق کے مطابق اگر ایکشن لینا ضروری ہوا تو ایکشن لے لیں گے۔ اگر ان کی تسلی ہو گی تو اس کے مطابق جو یہ فیصلہ کریں گے۔ .I let me scrutinize the record first اگر مناسب سمجھیں تو اس طرح کر لیں ورنہ اس کی جواب دہ ہی کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب!

سردار الطاف حسین: جناب والا! جہاں تک وزیر قانون کا تعلق ہے' میں ان کی اس یقین دہانی پر اعتماد تو کر سکتا ہوں لیکن جہاں تک وزیرمتعلقہ کا تعلق ہے' ان سے میں متعدد مرتبہ یہ گزارش کر چکا ہوں کہ یہ آپ کے ماتحت لوگ آپ کی مصروفیات کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں' انہوں نے محکمہ کو شتربے مہار بنا دیا ہے۔ ان کا ہر قدم ایسا اٹھ رہا ہے جو کہ عوام میں مایوسی اور بد دلی پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔ اگر چودھری صاحب اس کا کوئی سد باب کر سکتے ہیں تو میں ان پر اعتماد کر سکتا ہوں جہاں تک وزیرمتعلقہ کا تعلق ہے' ان کی مصروفیات اتنی ہیں کہ وہ شاید اپنے ماتحت لوگوں پر اس طرح سے توجہ نہ دے سکیں۔ کیونکہ یہ ایک بڑی واضح بات تھی کہ انہوں نے ایک کمیٹی کے فیصلہ کو رد کیا تھا۔ اس پر عمل در آمد نہیں کیا۔ اگر یہ استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیا جاتا تو وہیں پر چودھری صاحب سے بھی بات ہو جاتی۔ اور جو مناسب فیصلہ وہ سمجھیں گے ہم اسے تسلیم کر لیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! ہم نے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے ریکارڈ منگوایا ہے۔ آپ ایجوکیشن کی بات کر رہے ہیں؛ محکمہ تعلیم میں مجھے پتا نہیں کہ ہم نے ایجوکیشن منسٹر کو کہا ہے یا نہیں' ہم اس ریکارڈ کو دیکھ لیتے ہیں۔ اگر آپ اس کو کل تک مؤخر کر لیں۔

We are ready to take action according to rules.

سردار الطاف حسین، اس میں جناب مناسب یہی تھا کہ اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیا جاتا۔ اگر جناب کو کوئی اعتراض نہ ہو۔ اگر مؤخر کرلیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر قانون ، let me see the record first ہم یہ دیکھ لیں گے کہ محکمہ والوں کا جواب کیا ہے۔ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اس کو مؤخر کرلیں۔

جناب سپیکر، تو یہ طے ہوا کہ اس کو مؤخر کر لیتے ہیں۔ اور لاءمنسٹر صاحب اس کا ریکارڈ بھی دیکھ لیں اور اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو ان سے رابطہ کیجئے گا اسے کل کے لیے مؤخر کر لیتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف) : جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک خاص مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کی ایک رولنگ کے تحت جناب فضل حسین راہی صاحب کو اس سیشن کے لیے اس ایوان میں آنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر۔ آپ اس سزا میں تخفیف فرمائیں اور انہیں آج اندر آنے کی اجازت دیں۔ میں اس میں زیادہ لمبی بات کروں تب بھی یہی گزارش ہو گی مختصر بات کروں تب بھی یہی گزارش ہے کہ انہیں سزا میں تخفیف کرتے ہوئے ایوان میں بیٹھنے کی اجازت فرمائیں۔

بیگم فرحت خواجہ رفیق، جناب والا! میں اس کی تائید کرتی ہوں' بچوں سے غلطی ہو جاتی ہے اس غلطی کی اتنی سزا نہیں ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب سپیکر! اگر ایوان کو یقین دہانی کرا دی جائے کہ آئندہ وہ ایسا نہیں کریں گے تو میرے خیال میں ان کو اندر آنے کی اجازت دے دینی چاہیے۔

جناب سپیکر، ایسا موقع تو 50 سال کے بعد ہو سکتا ہے۔

مہر محمد سلیم، جناب سپیکر! آپ بھی آج موڈ میں ہیں اس لیے ان کو معافی دے دی جائے۔ ویسے بھی آپ بڑے فراخدل ہیں اور فراخدلی سے ان کی سزا میں تخفیف کر دینی چاہیے۔

جناب سپیکر، جناب میرے موڈ کا اندازہ آپ نے کیسے کیا؟

مہر محمد سلیم، جناب سپیکر! ایک تو آپ خوشگوار موڈ میں ہیں دوسرا آپ فراخدل ہیں۔

جناب سپیکر، میرا موڈ تو آپ کے چہروں کی شگفتگی دیکھ کر ٹھیک ہے۔ (قہقہے)

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ راہی صاحب کو اپنے چیمبرز میں بلالیں اور خود اس بات کی تسلی کرلیں کیونکہ وہ بھی اس ایوان کے رکن ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب تسلی کس بات کی کرلوں؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ، یعنی آئندہ وہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ حزب اختلاف کے اراکین نے یہ commitment کی ہوئی تھی اور آپ نے گولڈن جوبلی کی تقریبات شروع ہونے سے پہلے ان سے تفصیل سے بات کی تھی تو انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ ایوان کے وقار کا سوال ہے؛ یہ پنجاب کے وقار کا سوال ہے۔ اس لیے انہوں نے بچپن کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے اگر غلطی کی ہے تو آپ انہیں اپنے چیمبرز میں بلالیں ہمیں تو آپ کی تسلی چاہیے کیونکہ آپ سے انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب۔ اس سلسلے میں جناب فضل حسین راہی صاحب کے بارے میں میں نے جو رولنگ دی تھی نہایت دکھ کے اور افسوس کے ساتھ مجھے وہ رولنگ دینا پڑی۔ مجھے اس پر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ اور جناب میاں محمد افضل حیات صاحب قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے مجموعی طور پر نہایت اچھے رویہ کے پیش نظر۔ میاں افضل حیات صاحب نے یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی ہے۔ ان کے احترام کے پیش نظر میں راہی صاحب کو ایوان میں آنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

(اس مرحلہ پر جناب فضل حسین راہی تشریف لے آئے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحریک ہائے التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی رولنگ میں ترمیم کرتے ہوئے مجھے اس معزز ایوان میں واپس بلایا۔ میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں اور اسی کے ساتھ ہی سارے ایوان کا بھی شکر گزار ہو۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں میں ایک چھوٹی سی---

آوازیں، نہیں نہیں۔ خاموشی۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! بات تو پھر وہی ہو جاتی ہے کہ اس وقت بھی میرا اعتراض یہی تھا کہ مجھے unheard نکالا جا رہا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ مجھے سنا جائے۔ جب آپ نے رولنگ دی تھی آپ کا حکم تھا لہذا میں باہر چلا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میرے بارے میں ایک فیصلہ ہو رہا ہے تو کم از کم میری بات بھی سنی جائے کیونکہ اس فیصلے سے میرے اوپر اثرات مرتب ہوں گے۔ لہذا اس حوالے سے میری گزارش یہ تھی کہ جب بھی کوئی مجاز اتھارٹی کسی شخص کے خلاف کوئی ایکشن لیتی ہے تو کم از کم اسے اس بات کا موقع ضرور دیا جاتا ہے کہ اس کے خلاف جو الزامات ہیں اس کی صفائی پیش کر سکے۔ جناب سپیکر! اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ میں پہلے بھی صفائی نہیں دے سکا ہوں۔ اس لیے ریکارڈ پر میری صفائی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں اپنی صفائی پیش کر سکوں۔

آوازیں، بیٹھ جائیں۔ بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر، جناب فضل حسین راہی آپ اس فیصلے کو دوبارہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں جناب میں صرف اپنی صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! ہم نے آپ کی صفائی لیے بغیر آپ کو ایوان میں آنے کی اجازت دے دی ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! آپ نے بڑا اچھا کیا آپ کی بڑی مہربانی لیکن اس میں یہ بھی ہوتا ہے۔

آوازیں، بیٹھ جائیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بیگم نجمہ تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راہی صاحب نے اپنی صفائی پیش کر دی ہے اب اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

میاں عبدالمجید: جناب والا! کل بھی میری تحریک التوائے کار کورم نہ ہونے کی وجہ سے رہ گئی تھی۔ کہیں خدانخواستہ آج بھی ایسا نہ ہو۔ وہ میری نہایت ضروری تحریک التوائے کار تھی اسے قرارداد کی شکل میں میں نے پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب تحریک التوائے کار کے بعد اسے کریں گے۔ اس قرارداد کی کاپی آپ نے دے دی ہے

میاں عبدالمجید: جناب والا دے دی ہے کہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔ میاں عبدالمجید صاحب کی قرارداد کی کاپی مجھے دے دی جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 29 ہے۔

جناب سپیکر: آپ چونکہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لیے زیر بحث نہیں آئی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اب مجھے اس بات کی اجازت دے دی جائے تاکہ میں اسے پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: اب اگلے ورکنگ ڈے پر اسے take up کریں گے۔ اب چونکہ تحاریک التوائے کار کو take up کر چکے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں کچھ یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے جو رولنگ دی تھی۔ بلاشبہ اس بات کے کہ آپ کے پاس اختیارات ہیں اور آپ کسی ممبر کو ہاؤس سے باہر نکال سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: راہی صاحب ہم تو تحریک ہائے استحقاق سے تحریک ہائے التوائے کار پر آ گئے ہیں اور آپ ابھی وہیں کھڑے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے لیکن میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ نے کون سے قواعد انضباط کار کے تحت مجھے حکم دیا تھا تاکہ میں یہ سمجھ سکوں کہ اس بنیاد پر

قواعد exist کرتے ہیں۔ چونکہ آپ نے بھی قواعد کے مطابق چلنا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں' میں آپ سے یہی بات عرض کرتا ہوں کہ Chair کو ہاؤس میں اپنی رولنگ دینے کے بعد اپنے conduct کو وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہ درست ہے لیکن اس ایوان کے علم کے لیے یا میرے اپنے علم کے لیے کم از کم اس قاعدے کا پتا چلنا چاہیے جس کی بنیاد پر یہ رولنگ دی گئی ہے کیونکہ اس ایوان نے جو قواعد انضباط کار بنائے ہوئے ہیں ایوان کی کارروائی اس کے مطابق چلنی ہے۔ کیونکہ جناب سپیکر! آپ کے پاس بھی اختیارات آئین اور رولز کے تحت تفویض ہیں۔ مجھے ابھی تک یہ پتا نہیں چل سکا کہ کون سے رولز کے تحت وہ رولنگ دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: اس میں' میں آپ کو عرض کر چکا ہوں کہ Chair کو اپنا conduct explain کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: لیکن جناب سپیکر! قواعد تو بتائے جا سکتے ہیں کہ اس سلسلے میں یہ قواعد تھے اور ان کی بنیاد پر رولنگ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگر رولز بتائیں تو پھر اس کا مطلب ہے chair اپنا conduct explain کرے۔

جناب فضل حسین راہی: لیکن جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ قواعد میں یہ تھا کہ پہلے آپ کو initial order جاری کرنا چاہیے تھا۔ پھر اس کے بعد مجھے ہاؤس سے نکالتے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آپ راہی صاحب میرے پاس تشریف لائیں میں آپ کو اس سلسلے میں قواعد دکھاؤں گا۔ میں آپ کو precedent بھی دکھاؤں گا میں آپ کو قواعد بھی دکھاؤں گا۔ آپ میرے چیمبرز میں تشریف لائیں۔

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! آپ کو یہ کہنا کہ آپ اس کے لیے قواعد بتائیں یہ ایک Chair کی توہین ہے ہم نے ایک معزز رکن کا احترام کرتے ہوئے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ ان کو معافی دی جائے مگر انہوں نے آتے ہی پھر ایسا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اس ایوان میں

کوئی کام نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ بات ختم ہو گئی ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! وہ آپ کو' Chair کو چیلنج نہیں کر سکتے اگر انہوں نے اس سلسلے میں کوئی قاعدہ پوچھنا ہے تو وہ چیمبرز میں بھی جا کر پوچھ سکتے ہیں یہاں اسمبلی میں اسے چیلنج نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب! وہ بات ہو گئی ہے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ یہ موضوع اب ختم ہو چکا ہے اس لیے اسے اب زیادہ یہاں پر زیر بحث نہ لایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ میاں صاحب۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک التواء نمبر 22 ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق التواء میں پڑی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس پہ ہم نے بات کرنی ہے۔ چودھری محمد رفیق صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ جناب وزیر قانون توجہ فرمائیں گے؟ چودھری محمد رفیق صاحب کی ایک تحریک استحقاق pending ہے۔ اس کی نشان دہی انہوں نے کی ہے۔ ان کی تحریک استحقاق پر ہم ایک میٹنگ کر لیں۔ آپ' لیڈر آف اپوزیشن میرے ساتھ میٹنگ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا نمبر کون سا ہے؟

چودھری محمد رفیق: یہ تحریک استحقاق نمبر 5 ہے۔

جناب سپیکر: اس پر ہم ایک میٹنگ کر لیں گے۔ اس کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔ طے یہ ہوا تھا کہ اس پہ آپ' لیڈر آف اپوزیشن ایک میٹنگ کریں گے اور میرے ساتھ بھی مشورہ کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کس وقت کریں گے؟

جناب سپیکر: اس وقت تو یہ pending ہے۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

بجلی کی پیداوار کے بارے میں حکومت کی غلط منصوبہ بندی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ. بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والی ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وطن عزیز میں توانائی کا بحران بد ترین صورت اختیار کر چکا ہے۔ جس کی وجہ سے واپڈا نے اس سال بھی لوڈ شیڈنگ کا پروگرام تشکیل دیا ہے۔ جو ملک کی زرعی اور صنعتی معیشت کی تباہی کا باعث بن رہا ہے لوڈ شیڈنگ ایک مستقل عذاب کی شکل میں قوم پر مسلط ہے جس سے نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا کیونکہ ہماری حکومت تولید برقی کا کوئی پروگرام وضع کرنے کی بجائے صرف لوڈ شیڈنگ کو ہر سال کا معمول بنا چکی ہے بجلی کی پیداوار میں ملکی ضرورت کے مطابق اضافہ حکومت کی پہلی ترجیح ہونی چاہیے تھی مگر ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ اگر توانائی کی کمی پوری کرنے کے لیے ایٹمی پروگرام میں پیش رفت کرنے لگتے ہیں۔ تو امریکہ مزاحمت پر اتر آتا ہے اور امداد بند کرنے کی دھمکیاں دے کر بلیک میل کر لیتا ہے اگر کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کا سوچتے ہیں تو عظیم منصوبہ صوبائی عصبیت کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بجلی کی طلب اور رسد میں عدم توازن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن شومئی قسمت کہ بجلی کی مانگ کو پورا کرنے کے وسائل میں ضرورت کے مطابق اضافہ نہیں کیا جا رہا۔ رسد وطلب میں پایا جانے والا یہ تفاوت عام صارفین کی پریشانیوں میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ملک کی زرعی اور صنعتی معیشت کو ناقابل برداشت تباہی سے دو چار کر دے گا اور ملک میں صنعتی اور زرعی ترقی کی نشوونما رک جائے گی حکومت کی غلط منصوبہ بندی اور طلب و رسد کے غلط اندازوں نے عام صارفین سے لے کر صنعت کاروں تک ہر ایک کو مشتقل اور بے چین کر رکھا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ قومی اہمیت کے حامل اس معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر. وزیر آب پاشی و قوت برقی

وزیر آب پاشی و قوت برقی. جناب والا! میں کئی دفعہ یہ نشان دہی کر چکا ہوں کہ جہاں تک بجلی کی پیداوار اور لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر فوری طور پر غور کرنا چاہیے لیکن میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ بجلی کی پیداوار صوبائی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ واپڈا کے تحت

ہے۔ میں نے پرسوں وقفۂ سوالات میں بھی یہ کہا تھا کہ Wapda is not under the perview of Provincial Government. لہذا رولز 67 (سی)

67(C). The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Governments have a substantial financial interest;

چونکہ یہ مسئلہ بجلی کی پیداوار کا ہے۔ It is not under my perview. I can not discuss it جہاں تک کالاباغ ڈیم کا مسئلہ ہے۔

This has already been discussed in this House and once a motion has been discussed in this House

اس کے اوپر تحریک التوائے کارنہیں آتی۔ ایک تحریک پیش ہو چکی ہے اورمنظور ہو چکی ہے لہذا میں یہ سمجھوں گا کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے

بیگم نجمہ تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ واپڈا والوں نے سب کو پریشان کر رکھا ہے حتیٰ کہ ہمارے منسٹر جو منسٹر پاور اور ایریگیشن ہیں وہ بھی اس میں پاورنہیں رکھتے۔ پاور کے بغیر ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اگر ہمیں واپڈا والوں کے متعلق کوئی شکایت کرنی ہو یا کوئی بات کرنی ہو تو کس سے کریں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، میں اس کا جواب اس طرح دیتا ہوں کہ میں منسٹر الیکٹرسٹی نہیں ہوں پاور ضرور ہوں۔ There is difference between power and electricity.

راجا خلیق اللہ خان، منسٹر پاور ہیں تو انہیں ثبوت دینا چاہیے کہ وہ طاقتور ہیں۔

جناب سپیکر، جناب جنجوعہ صاحب' آپ کی تحریک التوائے کار پہ یہ اعتراض ہے کہ یہ وفاقی موضوع ہے اور قواعد کے مطابق یہ take up نہیں ہو سکتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! جہاں تک بجلی کی پیداوار کے شعبے کا تعلق ہے بلاشبہ اس کا تعلق وفاقی حکومت کے ساتھ ہے مگر اس مسئلہ کو ایوان میں پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بجلی کی

کمی کی وجہ سے اور حکومت کے پاس تولید برق کا کوئی منصوبہ نہ ہونے کی وجہ سے صوبوں کی معیشت بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور اس وقت پنجاب میں جو لوڈ شیڈنگ کی صورت حال ہے اس کی وجہ سے پنجاب کی صنعتی اور زرعی ترقی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اس لیے جناب والا! اس حوالے سے بجلی کی پیداوار میں کمی کے رجحان اور لوڈ شیڈنگ اور اس سے مرتب ہونے والے اثرات کو جو ہماری صنعتی اور زرعی ترقی پر اثر انداز ہو رہے ہیں انہیں اس ایوان میں زیر بحث لایا جانا چاہیے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اگر آپ رولز67 (ایف) پڑھ لیں۔

67(F). The motion shall not deal with a matter in respect of which a resolution could not be moved.

اگر اسی مسئلے پہ قرارداد پیش کر دیں تو اور قرارداد کے ذریعے اس کو discuss کر لیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب کی کیسی تجویز ہے؟ This will be proper.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میرے خیال میں اس قرارداد کی باری آنے سے پہلے ہی ہاؤس ملتوی ہوجائے گا۔ پھر تو اس کو اگلے اجلاس میں لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جیسا کہ وزیر آب پاشی و قوت برقی نے خود تجویز کیا ہے ظاہر ہے اس پہ ان کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: اس کے لیے جناب والا! پھر آپ سے استدعا کی جائے گی کہ آپ قواعد کو معطل کر کے اس کو پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: آپ پیش تو کریں ـــ اگلی تحریک التوائے کار، جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! آپ نے تحریک التوائے کار پر کوئی فیصلہ نہیں دیا۔

جناب سپیکر: اس پہ یہی فیصلہ ہے کہ اس پر زور نہیں دیا جاتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

مینٹل ہاسپٹل لاہور میں مریضوں کی حالت زار

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قیدیوں کی امداد کی سوسائٹی کے صدر انصار برنی سے جو کہ انتہائی ذمہ دار قانون دان ہیں لاہور کے پاگل خانہ میں زیر علاج مریضوں کی حالت زار کے متعلق بڑے دردناک انکشافات کیے ہیں۔ ان انکشافات نے معاشرہ کے ہر صاحب دل اور صاحب ضمیر فرد کو چونکا کر رکھ دیا ہے۔ جناب انصار برنی کے انٹرویو کی جو تفصیل قومی اخبارات میں شائع ہوئی ہے اس کے مطابق جب انہوں نے لاہور کے پاگل خانہ کا اچانک دورہ کیا تو دیکھا کہ وہاں ذہنی مریض انتہائی ابتر حالت میں کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں سخت سردی کے موسم میں ان مریضوں کو گرم کپڑے تک فراہم نہیں کیے جاتے۔ ذہنی امراض کا شکار یہ انسان جو رحم دلی اور ہمدردی کے مستحق ہوتے ہیں ہسپتال میں تشدد کا نشانہ بنتے ہیں اور اس طرح انسانیت کو سسکا سسکا کر اور تڑپا تڑپا کر مارا جا رہا ہے۔ پاگل خانہ میں آٹھ سو سے زائد مریض ہیں جن میں سے بیشتر صحت یاب ہو چکے ہیں۔ جبکہ بعض مریض کبھی پاگل ہی نہ تھے۔ بعض مریض گزشتہ30 اور 40 سال سے یہاں قید ہیں جن میں ایک شخص محمد اختر شامل ہے جو 1948ء میں پاگل خانہ میں پیدا ہوا اس کی پیدائش کے وقت اس کی پاگل ماں خالق حقیقی سے جا ملی اور وہ اس وقت سے پاگل خانہ کی چار دیواری میں قید ہے۔ پاگل خانہ میں 200 سے زائد عورتیں اور 30 سے زائد معصوم بچے ہیں جو اس مہذب معاشرہ کی نظر التفات کے منتظر ہیں۔ حکومت فی مریض یومیہ-/45 روپے فراہم کر رہی ہے جبکہ پاگل خانہ کا سالانہ بجٹ سوا دو کروڑ روپے ہے۔ مگر اس خطیر رقم میں سے پاگل خانہ کے مریضوں پر بہت کم خرچ کیا جا رہا ہے۔ صحت یاب مریضوں کو اس لیے فارغ نہیں کیا جاتا کہ وہ پاگل خانہ کی فیس ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ پاگل خانہ کو مہیا کیے جانے والے دودھ کے پیکٹوں میں سے اڑھائی سو پیکٹ روزانہ باہر بھیج دیے جاتے ہیں۔

یہ امر اس قدر افسوسناک ہے کہ پنجاب کے صدر مقام پر موجود ایک پاگل خانہ میں قید مریض اس قدر غیر انسانی ماحول میں زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں۔ پاگل خانہ کو علاج گاہ بنانے کی بجائے عقوبت خانہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ بے سہارا لاوارث بے بس اور بے کس مریضوں کے ساتھ جو

بیت رہی ہے اس پر پورے معاشرہ کا سر ندامت سے جھک جانا چاہیے جبکہ حکومت کا پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہ انسانی حقوق کی پاسبانی کر رہی ہے۔ جناب انصار برنی کے ان انکشافات کے بعد صوبہ بھر کے عوام میں خوف و ہراس غم و غصہ اور اضطراب و ہیجان پر مبنی جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ معاملہ کی زبردست عوامی اہمیت کے پیش نظر اسے اسمبلی میں زیر غور لانے کے لیے اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون تشریف نہیں رکھتے۔ کیا وزیر صحت اس کا جواب دیں گے۔ یہ آپ کے نوٹس میں ہے۔

وزیر صحت، نہیں جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اسے کل تک کے لیے مؤخر کر لیتے ہیں، جنجوعہ صاحب اسے کل تک کے لیے مؤخر کر لیتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! اسے مؤخر کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب کو آج ہی نقل موصول ہوئی ہے شاید اس سے پہلے ان کو اطلاع نہیں دی گئی تھی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! آج تو وقفہ سوالات تھا اس لیے وہ تشریف رکھتے تھے کل تو وہ تشریف ہی نہیں لائیں گے۔

وزیر صحت، جناب والا! جنجوعہ صاحب! پچھلے ایک مہینے سے میرے گواہ ہیں کہ میں سب سے پہلے یہاں آتا ہوں اور سب سے آخر میں یہاں سے جاتا ہوں۔ آپ کو دوبارہ یہ بات نہیں کرنی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ وہ کل بھی ضرور تشریف لائیں گے اور آپ کی تحریک التوائے کار کا جواب ضرور دیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، ٹھیک ہے جناب والا۔

چودھری محمد رفیق، میرے خیال میں شاہ صاحب کو ایک مہینے کی زائد تنخواہ دے دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیے۔ یہ 26 نمبر تحریک التوائے کار بھی جنجوعہ صاحب کی ہے۔

میاں عبدالمجید: جناب والا! ہماری ایک تحریک التوائے کار ہے اسے بھی لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، وقفہ کے بعد take up کریں گے۔

بجلی کی تنصیب کے کام میں دانستہ تساہل اور بد دیانت عملہ کے ناجائز مطالبات

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مالی سال 1986-87ء کے دوران پنجاب کے ارکان اسمبلی کی سفارش پر چار چار مواضعات اور ایک ایک اضافی بستی میں بجلی کی تنصیب کی منظوری عطا کی گئی تھی اور ان منظور شدہ مواضعات میں بجلی کی لائنیں بچھانے کا کام بھی شروع کر دیا گیا تھا مگر اب جبکہ 1986-87ء کے مالی سال کو اختتام پذیر ہوئے تقریباً 6 ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے یہ کام تا حال پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا اور عین ممکن ہے کہ واپڈا کے شعبہ تعمیرات کے تساہل اور غفلت کی وجہ سے مزید کئی ماہ تک یہ کام التواء کا شکار رہے جس سے صوبہ کے دیہی علاقوں میں ترقیاتی سرگرمیاں متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ مزید برآں جن مواضعات اور چکوک میں بجلی کی سپلائی لائنیں نصب ہو رہی ہیں۔ قواعد کے مطابق اس موضع یا چک کی ریونیو حدود کے اندر ہر ایسی بستی کو بھی بجلی سپلائی کی جانی چاہیے جہاں کم از کم بیس کنبے رہائش پذیر ہوں مگر سروے کرتے وقت محکمہ والے دانستہ طور پر کئی ایسی بستیوں کو نقشہ میں شامل نہیں کرتے اور بعد ازاں ان بستیوں کو نقشہ میں شامل کرنے کے لیے ناجائز مطالبات کرتے ہیں بجلی کی تنصیب کے لیے منظور شدہ سینکڑوں دیہاتوں میں تنصیب کے کام میں دانستہ تساہل اور محکمہ کے بد دیانت عملہ کے ناجائز مطالبات کی وجہ سے پنجاب کے لاکھوں عوام میں بے چینی مایوسی اور اشتعال پیدا ہو رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ اہل پنجاب کے اس نمائندہ فورم کے اجلاس میں اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے کارروائی کو کچھ وقت کے لیے ملتوی کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر آب پاشی و قوت برقی تحریک التوائے کار کا جواب دینا پسند فرمائیں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی۔ جناب والا! پہلے بھی میں بتا چکا ہوں کہ جہاں تک بجلی کے لگانے یا اس کے پیدا کرنے کا تعلق ہے ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صدیق سالار صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔ جی فرمائیے سردار صاحب۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس ضمن میں گزارش ہے کہ سال 87-1986ء کے دوران دیہات کو بجلی کی فراہمی کے لیے cable line کے لیے فاصلہ ختم کر دیا گیا ہے اور باقی چھ لاکھ روپے کا criteria بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اور میں پرسوں اپنے ایک سوال کے جواب میں یہ بات کہہ چکا ہوں اور اس کے اوپر کافی بحث ہو چکی ہے۔ ایک تو یہ میرے purview میں نہیں ہے دوسری بات یہ کہ وقفۂ سوالات کے وقت اس پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے لہذا رولز 67 (ڈی)

67(d) "The motion shall not revive discussion on a matter which has been discussed in the same session;"

تو یہ پرسوں سے میرے فاضل بھائیوں کو اور حزب مخالف کی فاضل بھائیوں کو معلوم ہے کہ اس پر تفصیل کے ساتھ بات ہوئی تھی کہ اس پر فاصلہ کی شرط ختم کر دی گئی ہے اور چھ لاکھ روپے کا جو criteria تھا وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ واپڈا کو زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم ہوں تاکہ ہمارا جو بجلی کا پروگرام ہے اس کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے ۔ کل میں اس ضمن میں خود راولپنڈی جا رہا ہوں' چاروں صوبوں کے وزراء آب پاشی و قوت برقی اور وفاقی وزیر آب پاشی و قوت برقی کے ساتھ بیٹھ کر بات ہو گی اور اس مسئلے کو ہم انشاء اللہ حل کریں گے۔ جیسے جیسے فنڈز آتے جائیں گے ویسے ویسے بجلی کے اس پروگرام کو بہتر سے بہتر بنایا جاتا رہے گا۔ جہاں تک criteria کا تعلق ہے وہ ختم ہو چکے ہیں۔

This matter has already been discussed in the House and it is not in my control.

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب اس میں مسئلہ آپ کی تھوڑی سی توجہ کا ہے۔ ان کا مقصد ہے کہ اس پر بجلی کا کچھ کام شروع ہو چکا ہے اور بجلی کے pole بھی نصب ہو چکے ہیں وہ اب کام کی رفتار ذرا تیز کروانا چاہتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں ان کی کچھ امداد کر سکتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! میں اس سلسلے میں categorically کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے مجھے بتا دیا ہے کہ مشکلات کیا ہیں انشاء اللہ اب کوشش کی جائے گی کہ اس کام کو تیز سے تیز تر کیا جائے۔ اور اس سلسلے میں میں راولپنڈی جا رہا ہوں کیونکہ فنڈز کی کچھ کمی تھی۔ بجٹ میں کوئی کٹوتی لگی تھی اس لیے اس میں فنڈز کم ہو گئے تھے۔ لہذا یہ بجلی کا کام تھوڑا سا سست پڑ گیا تھا' اب انشاء اللہ کل کی میٹنگ کے بعد فنڈز کے آنے کی توقع ہے جس طرح میں نے کہا ہے کہ criteria ختم ہو گیا ہے' یہ فنڈز آنے ہیں تو criteria ختم ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہم نے جناب وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 90 فی صد زیادہ سے زیادہ دیہات کو بجلی فراہم کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جنجوعہ صاحب آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری تحریک التوائے کار پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ 1986-87ء کے مالی سال میں بجلی کی تنصیب کے لیے جن مواضعات اور چکوک کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا گیا تھا انہیں 30 جون 1987ء کو مکمل ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن اب جبکہ 1987-88ء کا سال بھی اختتام پذیر ہونے والا ہے' تا حال جو گزشتہ مالی سال کے مواضعات اور چکوک منظور کئے گئے تھے ان میں ابھی تک بجلی کی تنصیب ہونا باقی ہے۔ اور مجھے واپڈا کے بنیادی طریق کار پر جو اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ قواعد کے مطابق کسی بھی موضع یا revenue estate کے اندر جو بھی بستی بیس (20) کنبوں پر مشتمل ہو اس کو electrify ہو جانا چاہیے تھا۔ واپڈا والے جب ابتدائی نقشہ اور تخمینہ تیار کرنے لگتے ہیں تو وہ کئی ایسی بستیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بعد ازاں جب اس علاقہ کے لوگ واپڈا کے افسران سے رابطہ قائم کرتے ہیں کہ ان کی بستی کو بھی بجلی سپلائی کی جانی چاہیے تو پھر وہ نا جائز مطالبات کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ان سے رشوت مانگتے ہیں اور میں کئی ایسی مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ واپڈا کے لوگوں نے کئی ایسی بستیوں کو نقشہ میں شامل کرنے کے لیے ان سے رشوت وصول کی ہے۔ میں جناب وزیر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر میں ان کو واپڈا والوں کے خلاف کوئی specific allegation مہیا کروں تو کیا ان کے دائرہ اختیار کے اندر یہ بات ہے کہ وہ اس کی انکوائری کروا سکیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جی ہاں! بالکل ہے۔ اور کوئی ایسی بستی ہے جو کہ اے ڈی پی میں

منظور شدہ نہیں ہے۔ ہمارے ایم پی اے صاحبان نے جو تین سالہ ترقیاتی پروگرام مرتب کیے ہیں اگر اس کے تحت وہ منظور شدہ نہیں ہیں اور واپڈا نے اس کو پھر بھی electrify کر دیا ہے تو میں اس کا ذمہ لیتا ہوں اس کے خلاف انکوائری بھی ہو سکتی ہے اور action بھی ہو سکتا ہے۔ جہاں تک جنجوعہ صاحب نے left over abadies کا ذکر کیا ہے تو پچھلے سال left over abadies کو sanction کرنا بند کر دیا تھا کیونکہ وہاں بجٹ نہیں تھا' وفاقی حکومت نے بجٹ نہیں بھیجا تھا اور بجٹ میں کٹوتی ہوئی تھی لہذا left over abadies کو electrify کرنا بند کر دیا تھا۔ اب میں کل راولپنڈی جا رہا ہوں انشاء اللہ کوشش یہی کی جائے گی کہ پنجاب کے لیے زیادہ سے زیادہ بجٹ آ جائے پھر ہم انشاء اللہ ان مواضعات اور چکوک کو electrify کریں گے۔ اگر جنجوعہ صاحب کے پاس کوئی ایسی بستی ہے کہ اس میں ہر قسم کی electification ہوئی ہے اور بغیر sanction کے ہوئی ہے تو میں اس پر خود action لینے کے لیے تیار ہوں اور اس میں مجاز ہوں۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! نکتہ وضاحت۔ میں جناب وزیر آب پاشی کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ جو left over آبادیاں گورنمنٹ کی طرف سے اب ہماری وساطت سے منظوری دلائی جا رہی ہے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ایک چٹھی چیف انجنیئر صاحب کی طرف سے چلی گئی ہے کہ اس آبادی سے جو گھر 100 فٹ کے فاصلے پر ہے اس کو بجلی نہ دی جائے بشرطیکہ وہاں چھ یا سات گھر مزید نہ ہوں۔ عالی جاہ! یہ بہت ہی نا انصافی ہے۔ left over سے تو یہی مراد ہے کہ جو گھر اس اصل موضع کے رہ گئے تھے ان تمام کو بجلی کی سہولیات مہیا کی جائیں۔ میرے حلقے میں ایک آبادی جس کا نام کوٹ داخلیاں ہے اس میں بجلی منظور ہوئی لیکن تمام گاؤں کو بجلی دے دی گئی۔ اس تمام ڈھوک کو نہیں بلکہ جتنے ملحقہ چاروں طرف دیہات ہیں وہ پہلے ہی electrify ہو چکے ہیں اور دو تین گھر انہوں نے اس بناء پر چھوڑ دیئے پہلے تو ان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ تیس ہزار روپیہ دو تو ہم وہاں دو کھمبے لگا دیتے ہیں لیکن جب مجھے پتا لگا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خادم صاحب! آپ کی جو مشکل ہے آپ اس سلسلہ میں متعلقہ وزیر سے بات کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ آپ کی بات غور سے اور توجہ سے سنیں گے اور آپ کے مسئلہ کو حل کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اس معاملہ کو یہاں اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف

رکھیں۔

چودھری خادم حسین، ٹھیک ہے جناب والا!

میاں ریاض حشمت جنجوعہ. جناب والا! یا تو میں اپنی بات وزیر آب پاشی کو سمجھا نہیں سکا یا انہوں نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

جناب والا! میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ کچھ ایسی left over آبادیاں جو ہیں ان میں بجلی سپلائی کر دی گئی ہے جو کہ منظور شدہ نہ تھی۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ جن چکوک اور مواضعات کی منظوری حکومت کی طرف سے عطا کی گئی تھی ان کی revenue estate کے اندر کچھ ایسی بستیاں موجود تھیں جن میں قواعد کے مطابق بجلی کی تنصیب ہونی چاہیے تھی مگر جب واپڈا والوں نے اس موضع کا نقشہ مرتب کیا تو انہوں نے ان بستیوں کو شامل نہ کیا۔ بعد ازاں جب اس علاقہ کے لوگوں نے واپڈا والوں سے رابطہ قائم کیا کہ ان کی آبادیاں ان کی بستیاں بھی بیس گھرانوں پرمشتمل ہیں ان کو بھی بجلی پہنچائی جانی چاہیے تو اس وقت انہوں نے ان سے ناجائز مطالبات کئے اور ان سے رشوت کا تقاضا کیا اور کہا کہ ابتدائی نقشے میں چونکہ آپ کی بستیاں شامل نہیں تھیں آپ از سر نو ان بستیوں کو شامل کروانا چاہتے ہیں اس لیے ہم اس خدمت کے عوض آپ سے اتنے ہزار روپے رشوت لیں گے۔

جناب والا! اس طریقہ سے واپڈا والے دانستہ ایسا نقشہ تیار کرتے ہیں جس میں جان بوجھ کر کچھ بستیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جب ان بستیوں کے باسی واپڈا والوں سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو پھر وہ ان سے ناجائز رشوت کا مطالبہ کرتے ہیں میں نے یہ شکایت کی ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ کچھ left over آبادی کو بغیر منظوری کے بجلی سپلائی کر دی گئی ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ revenue estate کے اندر قواعد کے مطابق واپڈا اس بات کا پابند ہے قواعد کے لحاظ سے کہ ایک موضع revenue estate ہے اس کے اندر جتنی بھی ایسی بستیاں موجود ہیں جو کہ بیس سے زیادہ گھرانوں پرمشتمل ہیں ان میں بجلی کی تنصیب قواعد کے مطابق ہونی چاہیے۔ مگر واپڈا والے کرتے کیا ہیں؟ جب ابتدائی نقشہ تیار کرتے ہیں تخمینہ تیار کرتے ہیں تو ان بستیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جب ان بستیوں کی لوگ واپڈا والوں سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو پھر ان بستیوں کو اس نقشہ میں شامل کرنے کے لیے ان سے رشوت طلب کرتے ہیں اور میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں کہ

لوگوں سے رشوت لے کر ان کی بستیوں کو اس پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔ میں نے اس بارے میں وزیر آب پاشی سے وضاحت چاہی تھی اور ان سے یہ یقین دہانی چاہی تھی کہ اگر میں ان کے سامنے کچھ ایسی specific allegations لاؤں تو وہ کیا اس قابل ہیں اور ان کے پاس اس امر کا اختیار موجود ہے کہ وہ واپڈا والوں کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! جہاں تک دیہاتوں کی electrification کا تعلق ہے۔ اور اس کی جائز اور صحیح electrification کا تعلق ہے وہ میرے purview میں ہے۔ اگر کہیں بھی ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہے جہاں ایک revenue estate میں یا ایک گاؤں میں یا دیہات میں بجلی لگی ہو اورکسی وجہ سے وہاں پر یا اس گاؤں کے ایک حصے میں بجلی نہ لگی ہو اور واپڈا والوں نے پیسے مانگے ہوں یا کوئی ایسی رشوت مانگی ہو تو اگر جناب جنجوعہ صاحب اس کی نشان دہی کریں تو میں یقیناً ایکشن لے سکتا ہوں۔ As far as village electrification is concerned.

جناب ڈپٹی سپیکر، جنجوعہ صاحب! آپ اس سے مطمئن ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! جو وضاحت طلب بات ہے وہ یہ ہے کہ 1986-87ء میں جن گاؤں میں بجلی لگانے کی منظوری عطا ہوئی تھی اس وقت جب کہ 1987-88ء کا مالی سال بھی اختتام پذیر ہونے والا ہے ان میں تاحال بجلی کی تنصیب کا کام جاری ہے۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی اس کام کو اور زیادہ تیز کرنے کے لیے کوشش فرمائیں گے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، میں نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے شاید میرے بھائی اس کو سمجھ نہیں سکے۔ یا سمجھنے کی انہوں نے کوشش نہیں کی ۔ میں نے پہلے ہی اس کو بیان کر دیا ہے کہ بجٹ میں کٹوتی کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہو گئی اور پورے دیہات جو ہمیں electricity کرانے چاہئیں تھے وہ ہم نہیں کرا سکے۔ کل مجھے وفاقی حکومت کے ساتھ بات کرنی ہے۔ ہماری ان کے ساتھ نشست ہے۔ چاروں صوبائی وزراء ۔وزیر آبپاشی و قوت برقی وفاقی حکومت کے ساتھ بیٹھ کر ہمیں بات کرنی ہے اور اپنے فنڈز لے کر آنے ہیں۔ انشاء اللہ یہ پروگرام تیزی سے جاری کرنا ہے کیونکہ وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت 1990ء تک 90 فیصد دیہات کو بجلی دینا ضروری ہے لہذا اس پروگرام کو تیزی سے چلانا ہمارے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جنجوعہ صاحب آپ وزیر آبپاشی کی دونوں باتوں سے مطمئن ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب والا! میں مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا آپ اپنی تحریک التوا کو پریس نہیں کرتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، میں بالکل پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک التواء جنجوعہ صاحب کی طرف سے withdraw ہوئی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

چودھری عبد المجید ، جناب والا! ہم نے ایک resolution پیش کیا تھا۔ اس کے متعلق فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کی قرار داد کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ آپ وزیر قانون سے بات کر لیں۔

چودھری عبدالمجید ، وزیر قانون سے میں بات کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟ ایک قرار داد میاں عبد المجید صاحب ملک طیب خان اعوان صاحب اور شیخ مختار احمد صاحب کپاس کے معاملہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا اس سلسلے میں کیا ارادہ ہے؟

وزیر زراعت ، جناب والا! مجھے وہ قرار داد دکھا دیں۔

چودھری عبدالمجید ، میں نے کل جناب کو پڑھا بھی دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ مزید وزیر قانون صاحب کو دکھا دیں اس کے بعد اس کو take up کیا جاتا ہے۔

ملک طیب خان اعوان ، بات ہی پھر ختم ہو گئی ۔ یہ کل سے بات ہو رہی ہے۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I just want to see the text of that resolution. I think the matter is most important and requires immediate attention.

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے متعلقہ قواعد کو معطل کرنا پڑے گا۔ کیا ایوان اجازت دیتا ہے؟

(اجازت دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! آپ اپنی قرار داد پڑھیں۔

کپاس کے بحران پر قابو پانے کے لیے سابقہ نرخوں کے مطابق روئی کی خرید

چودھری عبدالجید، اس ایوان کی رائے ہے کہ،

> حکومت پنجاب فوری طور پر مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ کپاس کے بحران کے پیش نظر زمینداروں کو اپنی کپاس کی صحیح قیمت دلوانے کے لیے CEC نے جو روئی خریدنے کے cotton ginners سے معاہدے کیے تھے۔ اس کے مطابق روئی خریدے اور season شروع ہوتے وقت جو یقین دہانیاں ginners اور کاشتکاروں کو کرائی تھیں ان پر عمل کرے اور اگر وہ زیادہ پیداوار کی وجہ سے (جو اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل سے ہوئی ہے) خرید کر کے export نہیں کر سکتی تو نجی اداروں کو بھی براہ راست روئی خرید کر کے export کرنے کی اجازت دے تاکہ زمیندار اور کاشتکار کو اپنی محنت کا صحیح معاوضہ مل سکے۔ اگر فوری طور پر export policy میں تبدیلی ممکن نہ ہو تو CEC کو فوراً ہدایت کی جائے کہ سابقہ نرخوں کے مطابق اور اپنی یقین دہانیوں کے مطابق روئی کی خرید جاری رکھے تاکہ موجود بحران پر قابو پایا جا سکے اور زمینداروں اور کاشتکاروں و مزدوروں کی پریشانیاں دور ہو سکیں۔

وزیر قانون، چودھری صاحب! آپ اس بات کی تسلی کرلیں کہ آج صبح بھی اخبارات میں آیا ہے کہ ginners اور CEC کا معاہدہ ہوا ہے کہ خاص تاریخ تک سابقہ نرخوں پر خریدیں اور آئندہ مارکیٹ کے نرخوں پر خریدیں۔ کچھ بات تو ہوئی ہے جس کے مطابق کوئی معاہدہ ہوا ہے اور اس کے مطابق کہتے ہیں کہ وہ ہڑتال بھی ختم کر دی گئی ہے۔

چودھری عبد الجید، ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ ہم نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کی ہے۔

جس طرح انھوں نے یقین دہانیاں کرائی تھیں اور جو نرخ چل رہے تھے۔ اس کے مطابق جس طرح خرید کر رہے تھے۔ اب انھوں نے policy تبدیل کر دی ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح انھوں نے یقین دہانیاں کرائی تھیں کہ ہم مارکیٹ کے نرخوں کے مطابق خرید کریں گے۔ اسی کے مطابق خرید کرتے رہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قرار داد کو بھیجنے میں کیا نقصان ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب فوری طور پر مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ کپاس کے بحران کے پیش نظر زمینداروں کو اپنی کپاس کی صحیح قیمت دلوانے کے لیے CEC نے جو روئی خریدنے کے cotton ginners سے معاہدے کیے تھے۔ اسکے مطابق روئی خریدے اور season شروع ہوتے وقت جو یقین دہانیاں ginners اور کاشتکاروں کو کرائی گئی تھیں ان پر عمل کرے اور اگر وہ زیادہ پیداوار کی وجہ سے (جو اللہ تعالیٰ کے رحمت و فضل سے ہوئی ہے) خرید کر کے export نہیں کر سکتی تو نجی اداروں کو بھی براہ راست روئی خرید کر کے export کرنے کی اجازت دے تاکہ زمیندار اور کاشتکار کو اپنی محنت کا صحیح معاوضہ مل سکے۔ اگر فوری طور پر export policy میں تبدیلی ممکن نہ ہو تو CEC کو فوراً ہدایت کی جائے کہ سابقہ نرخوں کے مطابق اور اپنی یقین دہانیوں کے مطابق روئی کی خرید جاری رکھے تاکہ موجودہ بحران پر قابو پایا جا سکے اور زمینداروں، کاشتکاروں اور مزدوروں کی پریشانیاں دور ہو سکیں۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، راجا صاحب کی طرف سے بھی قرار داد آئی ہے۔ میں مناسب سمجھوں گا کہ آپ وزیر قانون صاحب سے اس سلسلے میں مشورہ کر لیں اور وہ اس سے اتفاق کریں تو اس کو بھی ایوان میں پیش کیا جا سکے۔

راجا محمد خالد خان، ٹھیک ہے جی۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔ گنتی کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے---- گھنٹی بجائی گئی---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔ راجا خالد صاحب کی ایک قرار داد ہے۔ راجا خالد صاحب کا یہ resolution ہے۔ راجا صاحب اس کو آپ پیش کریں۔

فرقہ وارانہ فسادات کی مذمت

راجا محمد خالد ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم - اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ :

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے کراچی میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی پرزورمذمت کرتی ہے جس میں کئی معصوم شہریوں کی جانیں ضائع ہوگئیں۔ یہ ایوان نہایت صدق دل سےیہ محسوس کرتا ہے کہ موجودہ حالات میں بھائی چارہ قومی یکجہتی تعصب سے پاک معاشرہ کی جس قدر شدید ضرورت اس ملک کو اس وقت ہے وہ کبھی بھی نہیں رہی۔ لہذا ہم اہالیان کراچی کو خصوصاً اور اہل پاکستان کو عموماً یہ گزارش کرتے ہیں ملکی اور ملی مفاد کے خاطر جملہ فروعی اختلافات کو بھلا کر وطن عزیز کی بہتری اور فلاح و بہبود کے لیے کام کریں اور وقت کی آواز کو سنتے ہوئے ملک کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ ہم بانی پاکستان کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکیں۔ جس مقصد کے لیے انہوں نے اس ملک کے لیے جدوجہد کی تھی۔

چودھری محمود صدیق سالار ، جناب والا! میں اس کے ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ پنجاب اسمبلی کے حزب اختلاف اور اقتدار کے ارکان پرمشتمل ایک پارٹی کو کراچی بھیجا جائے تاکہ وہ وہاں جا کر اپنا عملی ثبوت دیں اور ان کی مذمت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کو پڑھ دوں اس کے بعد کوئی ترمیم ہو اس پر آپ اپنا اظہار فرما سکتے ہیں۔ راجہ صاحب کی طرف سے یہ resolution پیش کیا گیا ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے کراچی میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی پرزور مذمت کرتی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا! آپ نے راجہ صاحب کی قرار داد میں فرقہ وارانہ فسادات کا ذکر کیا ہے حالانکہ فسادات فرقہ وارانہ نہیں بلکہ لسانی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اپنے دوستوں سے عرض کروں گا آپ اس کو re-drafting کر لیں یہ درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں جنجوعہ صاحب اور راجہ خلیق اللہ صاحب کو بھی بٹھا لیں اس کی re-drafting کر لیں اس کے بعد اس کو دوبارہ کرتے ہیں۔

حکمت عملی کے اصولوں پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم حکمت عملی کے اصولوں پر بحث جاری رکھیں گے۔ جنجوعہ صاحب! میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ راجا صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس قرار داد کی re-drafting کر لیں۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ!

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم۔ عزت مآب ۔ جناب سپیکر! دستور پاکستان میں حکمت عملی کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے متعلق ہرسال کی رپورٹ صوبے کا گورنر تیار کروا کر صوبائی اسمبلی میں پیش کرنے کا پابند ہے اور صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار میں اس امر کی گنجائش موجود ہے۔ کہ اس ایوان میں اس رپورٹ پر بحث کی جائے۔

جناب والا! موجودہ حکومت مارچ 1985ء میں اقتدار پر جلوہ افروز ہوئی تھی مگر اس نے آئینی ضرورت کو پورا کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی اور میری ایک تحریک استحقاق کے نتیجہ میں وزیر قانون نے اس ایوان کے روبرو ان رپورٹوں کو پیش کرنے کی یقین دہانی کرائی اور یوں سال 1985ء اور 1986ء کی رپورٹیں بیک وقت ایوان کی میز کی زینت بنیں۔

صوبائی اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں 1985ء کی رپورٹ پر بحث برپا ہوئی اور رواں اجلاس میں 1986ء کی رپورٹ پر بحث کی جا رہی ہے۔ جناب والا! 1988ء میں 1986ء کی رپورٹ پر بحث کرنا بالکل ایسا لگتا ہے جیسے کوئی شخص سانپ کے گذر جانے کے بعد اس کی لکیر کو پیٹ رہا ہو۔ اس معزز ایوان کے جن فاضل ارکان نے ان رپورٹوں کا مطالعہ کیا ہے وہ میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ یہ دونوں رپورٹیں من وعن ایک دوسری کی نقل ہیں۔ ان رپورٹوں میں درج اعداد شمار ایک جیسے

ہیں۔ البتہ ان رپورٹوں کو تیار کرنے والی ایجنسی نے ایک بازی گری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیرا گراف کو تھوڑا آگے پیچھے کر دیا ہے۔ جناب والا! میں نے 1985ء کی رپورٹ پر بحث کرتے ہوئے اس معزز ایوان کی سمع خراشی کی تھی اور آج 1986ء کی رپورٹ پر کچھ کہنے کی جسارت کرتا ہوں۔

جناب والا! آئین کا آرٹیکل 31 پاکستان کے مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگیوں کو اسلام کے بنیادی تصورات کے مطابق ڈھالنے اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و تبلیغ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اتحاد' اخوت اسلامی اقدار کے فروغ' نظام زکوۃ' نظام اوقاف کا قیام اور مساجد کی حرمت کی بحال کرنے کی بات کرتا ہے۔ آئین اس بات کا تجزیہ کریں کہ آیا ہم نے 1986ء میں حکمت عملی کے ان اصولوں کے تابع رہ کر کوئی سنجیدہ قانون سازی کرنے کی کوشش کی ہے یا محض نمائشی طور پر اسلام کے مقدس نام کو اپنی سیاسی مطلب آرائیوں کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔

جناب والا! مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اسلام کے سیاسی' سماجی اور معاشی سسٹم کے بارے میں موجودہ حکمرانوں کا رویہ اس عالم بے عمل جیسا رہا ہے جو مرغ مسلم کھا کر منبر خطابت پر کھڑا ہو کر لوگوں کو حضورؐ کے فاقوں کی دستانیں سناتا ہے۔ خود اطلس و حریر کی قبا زیب تن کر کے لوگوں کو حضورؐ کے پیوند لگے لباس کے تذکرے سناتا ہے۔ جو خود عالی شان بنگلہ میں رہتا ہے۔ لیکن لوگوں کو یہ سناتا ہے کہ حضورؐ کی کھجور کے پتوں کی چھتیں ہر وقت ٹپکتی رہتی تھیں۔ جناب والا! جو خود تو اپنی تجوریوں کو اشرفیوں سے بھر لیتا ہے۔ لیکن لوگوں کو یہ بتاتا ہے کہ حضورؐ سرور کائنات کو اس وقت تک چین و سکون نصیب نہیں ہوتا تھا۔ جب تک کہ وہ اپنے سرہانے رکھے ہوئے آخری درہم کو بھی کسی ضرورت مند کے سپرد نہیں کر دیا کرتے تھے۔ تو جناب والا! اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے قالب میں ڈھالنے کا مقصد یہ ہے کہ حضورؐ سرور کائنات نے جس سماجی اور معاشی فلسفہ کی بنیاد رکھی انہوں نے اپنی زندگی میں اور ان کے بعد آنے والے خلفائے راشدین نے اپنے دور حکومت میں جس سماجی فلسفے کو عملاً نافذ رکھا اسے قطعی طور پر اس ملک میں نافذ کر دیا جائے۔

جناب والا! خلفائے راشدین نے خود کو عوام کے سامنے احتساب کے لیے پیش کیا۔ انہوں نے اپنے احتساب کرنے والے کسی شخص کو کان سے پکڑ کر محفل سے باہر نہیں نکالا۔ انہوں نے اپنے ناقدین کو کوڑے نہیں لگوائے۔ بلکہ وہ منصب اقتدار پر فائز قاضیوں کی عدالتوں میں خود پیش ہو

جایا کرتے تھے۔ جناب والا! انہوں نے آقا اور غلام کے درمیان فاصلوں کو مٹا دیا۔ انہوں نے حاکم اور محکوم کی تمیز ختم کر دی۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ تک جمہوریت کی شاہراہیں تعمیر نہیں کروائیں اور نہ ہی ان شاہراہوں کے کنارے اعمال حکومت کو پہروں اپنے انتظار میں کھڑے رہنے پر مجبور کیا۔ بلکہ وہ بیت المال سے ایک پائی خرچ کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔

جناب والا! ہمارے ملک میں بھی اسلام اسلامی نظام اور اللہ کی حاکمیت کے نام پر استصواب کرایا گیا اور دریافت یہ کیا گیا کہ آپ اسلامی نظام چاہتے ہیں؟ کیا آپ قرآنی سوشل آرڈر چاہتے ہیں؟ اگر آپ کا جواب "ہاں" میں ہے تو ہم پانچ سال کے لیے آپ کے صدر ہیں اور اس طرح پاکستان کی اکثریت پر' اس ملک کی اکثریت پر فوجی اقلیت کے جبری نظام کو ٹھونس دیا گیا اور اس جبری نظام' کو دوام بخشنے کے لیے غیر جماعتی انتخابات کا حربہ استعمال کیا گیا۔

جناب والا! تین چار سال کا تھکا دینے والا سفر کٹنے کو ہے مگر آج تک ہم نے اپنی معیشت و معاشرت کو اسلامی اسلوب عطا نہیں کیا۔ آج تک ہم نے اس قانون سازی کی بنیاد نہیں رکھی جو اسلام کے سنہری اصولوں' عدل و احسان پر مبنی ہو۔

جناب والا! مجھے کہنے دیجئے 1986ء کی حکمت عملی کی رپورٹیں اس طرح کے تمام اوصاف حمیدہ سے عاری ہیں۔ جناب سپیکر! اسلام محض عبادات اور عقائد کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام صرف حدود و تعزیرات کا علمبردار نہیں ہے۔ اسلام حکم رانوں کے اختیارات اور فرائض کا تعین کرتا ہے۔ اسلام معاشرہ کو درپیش ہر بحران اور ہر انتشار کا حل پیش کرتا ہے۔ اسلام ایک انتہائی مکمل نظام حیات اور سماجی عدل سے بھرپور فلسفہ ہے۔ جناب والا! اگر ہم اسلام کو اپنے انفرادی اور اجتماعی زندگیوں پر لاگو کر لیتے تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی اور ہمارے مصائب و آلام کبھی کے ختم ہو چکے ہوتے۔

جناب والا! کون کہتا ہے کہ ہمارے ملک میں ذرائع پیداوار کی' وسائل و دولت کی کمی ہے۔ اصل مسئلہ ان کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ جناب والا! آج ہم بھی انہیں عالمی تہذیبوں کی طرح مادی ہوس کا شکار ہو گئے ہیں۔ جناب والا! آج ہمارے معاشرے کا ہر فرد دولت کی دوڑ میں شریک ہو چکا ہے۔ جائز اور ناجائز ذرائع سے دولت کمانے کی تمیز اٹھ چکی ہے اور ہم پل بھر میں لکھ پتی بننے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں جناب سپیکر! امیر اور زیادہ امیر۔ غریب اور زیادہ غریب ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا قول ہے کہ جب میں کسی زرد چہرے والے کو دیکھتا ہوں تو

سوچتا ہوں کہ اس کا خون کسی نے پیا ہے اور جب میں کسی سرخ چہرے والے کو دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اس نے کس کا خون پیا ہے۔ جناب سپیکر! کہنے کو تو ہم نے ایک زکوۃ کا نظام بھی وضع کر رکھا ہے مگر آج تک تمام اموال باطنہ یا ظاہرہ پر زکوۃ لاگو نہیں کی گئی اور محض بنکوں کے سودی کھاتوں سے جبراً زکوۃ کاٹ لی جاتی ہے۔ باقی تمام مالی دستاویزات صنعتوں کے خام اور تیار شدہ مال، مویشی سونا اور چاندی آج تک زکوۃ سے مستثنیٰ ہیں اور زکوۃ کا مصرف بھی قرآنی ترجیحات کے مطابق نہیں ہے۔ زکوۃ کا پہلا مصرف وہ معذور اور نادار انسان ہیں جو خود معذور ہونے کی وجہ سے رزق نہیں کما سکتے اور نہ ہی ان کی کوئی کفالت کرنے والا ہے۔ زکوۃ کا دوسرا مصرف ایسے شفاخانوں کا قیام ہے۔ جہاں غریبوں، مریضوں، ناداروں کو مفت علاج مہیا کیا جائے۔ زکوۃ کا تیسرا مصرف ایسے صنعتی تربیتی اداروں کا قیام ہے جہاں پر بے روزگار لوگ ہنر کی تربیت حاصل کر کے اس معاشرہ میں باعزت روزگار کما سکیں۔ زکوۃ کا چوتھا مصرف جناب سپیکر! ایسے تعلیمی اداروں کا قیام ہے جہاں پر مزدوروں، غریبوں، کسانوں اور ناداروں کے بچے مفت تعلیم حاصل کر سکیں اور ان کو کتابیں اور کپڑے تک مفت فراہم کیے جائیں۔ جناب والا! زکوۃ کا پانچواں مصرف بے روزگاروں کے لیے بے روزگاری الاؤنس کا اہتمام ہے۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر ان کی معاشی کفالت کی جا سکے اور وہ خود کو غیر سیاسی اور غیر سماجی قسم کی سرگرمیوں میں ملوث نہ کر سکیں۔

جناب والا! آئیں اس بات کا تجزیہ کریں کہ کیا ہمارا نظام زکوۃ معاشرہ کو درپیش تمام ضرورتوں سے عہدہ براہ ہونے کے قابل ہے یا نہیں ہے۔ آج لاکھوں نوجوان بے روزگاری کے جہنم میں جل رہے ہیں۔ آج ہزاروں انسان بستر علالت پر موت کے فرشتے کا انتظار کرتے کرتے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ آج ہزاروں انسان دو وقت کے نوالوں کو ترس رہے ہیں۔ آج ہزاروں خاندان فٹ پاتھوں پر اپنی زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں۔ آج لاکھوں بچوں کے ہاتھ میں قلم کی بجائے جوتے پالش کرنے والے برش ہیں یا کاسہ گدائی ہیں۔

جناب والا! ہم اسلام کے روشن اصولوں پر مبنی ایک معاشی نظام وضع کر کے معاشرہ سے بے ایمانی کا بددیانتی کا اور ارتکاز دولت کو ختم کر کے ان تمام مسائل کا خوبصورت حل پیش کر سکتے ہیں۔ مگر موجودہ حکومت جو اسلام کا نام لیتے ہوئے نہیں تھکتی اس قسم کا کوئی حل پیش کرنے میں ناکام رہی ہے۔

جناب والا! اب میں آئین کے آرٹیکل 32 کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ آرٹیکل عوام کے نمائندوں پر مشتمل بلدیاتی اداروں کے قیام اور ان بلدیاتی اداروں میں مزدوروں، کسانوں اور خواتین کو نمائندگی دینے کی علمبرداری کرتا ہے۔ جناب والا! کیا ہم نے اپنے بلدیاتی اداروں میں مزدوروں کو کسانوں کو اور خواتین کو ان کی آبادی کے لحاظ سے نمائندگی دے دی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان تمام طبقوں کو بلحاظ آبادی نمائندگی دی جائے۔ میں اسے ستم ظریفی کہوں یا کیا کہوں کہ ہماری خواتین ہمارے معاشرے کا پچاس فیصد ہے۔ مگر بلدیاتی اداروں میں ان کی نمائندگی صرف دس فیصد ہے۔ ہمارے مزدور اور کسان ہمارے معاشرے کا ستر فیصد ہیں۔ مگر بلدیاتی اداروں میں ان کی نمائندگی صرف پانچ فیصد ہے۔ جناب سپیکر! میں کوئی علمی بحث نہیں کر رہا بلکہ ایک عملی بات کر رہا ہوں کیا آپ مجھے پنجاب میں کوئی ایسا مزدور کوئی ایسا کسان دکھا سکتے ہیں۔ جو ضلع کونسل کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے پانچ ہزار روپے زر ضمانت جمع کروا سکتا ہو۔

جناب والا! حکومت نے بڑے خوش آئند اعلانات کیے کہ وہ بلدیاتی اداروں کو بلدیاتی کونسلوں کو ثالثی اور مصالحتی کے اختیارات دے گی۔ تاکہ وہ لوگ جن کو مقامی سطح پر گلی کوچوں میں، گلی محلوں میں مسائل در پیش ہوتے ہیں وہ ان مسائل کا حل پیش کر سکیں۔ مگر آج تک عوام کو کوئی ایسا forum مہیا نہیں کیا جا سکا۔ جہاں ان چھوٹے چھوٹے تنازعوں کے حل تلاش کیے جائیں۔

جناب والا! اب میں آئین کے آرٹیکل 33 کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ آرٹیکل مملکت کے شہریوں میں نسلی، لسانی، فرقہ وارانہ تضادات اور صوبائی عصبیت کے پرچار کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ مگر مقام افسوس ہے کہ آج ہمارے اندر قومی سوچ کا فقدان ہے۔ عقیدہ پرستی، نسل پرستی، علاقہ پرستی کی بنیاد پر ان تمام تضادات کو اور ان تمام عصبیتوں کو ہوا دی جا رہی ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں سال ہا سال تک ایک سیاسی عمل کو دانستہ طور پر مفلوج رکھا گیا اور مارشل لاء کے غیر فطری جبر کے نتیجہ میں ان تمام عصبیتوں کو پھونے پھلنے کا موقع ملا۔ جناب والا! غیر جماعتی الیکشن کی وجہ سے نسل پرستی عقیدہ پرستی، علاقہ پرستی کو ہوا ملی اور بعض نام نہاد سیاستدانوں نے صوبائی خود مختاری کے نام پر اور حقوق سے محرومی کے احساس کو اجاگر کر کے لوگوں کو مختلف صوبوں کے عوام کے درمیان دوریاں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ہمارے عاقبت اندیش ملاؤں نے مسجدوں کو جو

کہ خدا کے گھر مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں ان کو سیاسی اور فرقہ وارانہ اکھاڑوں کے طور پر استعمال کیا اور یہ حکومت اپنی فطری کمزوریوں کی وجہ سے خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی چلی گئی اور بعض سنجیدہ حلقے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت نے دانستہ طور پر ایسا ماحول پیدا کیا تاکہ لوگ گروہوں میں بٹ جائیں اور وہ حکومت کے اقتدار کو چیلنج نہ کرسکیں۔ جناب سپیکر! صورت حال کے نتیجہ میں 1986ء میں پنجاب کی تاریخ کے بدترین فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ جس میں کئی انسانی جانیں تلف ہوئیں۔ کئی املاک کو نذر آتش کیا گیا اور صوبائی دارالحکومت کی شاہراہوں پر ایک بار پھر فوجی بوٹوں سے روندا گیا۔

جناب والا! ان تمام عصبیتوں کا حل ایک ہی ہے کہ قومی سیاسی جماعتوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ انتخابات جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں تاکہ لوگوں کے اندر قومی سوچ کا دھارا صحیح سمت میں بہہ سکے۔

جناب سپیکر! آئین کے آرٹیکل 34 کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ آرٹیکل قومی زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کو بھرپور نمائندگی دینے کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر ہماری خواتین جو ہماری نصف آبادی سے زائد ہیں اور پیداواری عمل میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لیتی ہیں ہمیشہ سے شاکی رہی ہیں کہ محض جنس کی بنیاد پر انہیں ظلم وستم اور استحصال کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جناب والا! 1986ء میں شہادت کے مسئلہ پر اور بہت سے دیگر نسوانی حقوق کے مسئلہ پر یہ عورتیں سڑکوں پر احتجاجی مارچ کرتے ہوئے نظر آئیں۔

جناب والا! قانون فطرت ہے کہ جس کے حقوق سلب کیے جائیں گے وہ اپنے حقوق ضرور طلب کرے گا ہماری خواتین جنہیں کبھی پاؤں کی جوتی کبھی ناقص العقل کبھی شمع محفل اور تصویر کائنات کا رنگ کہا گیا اگر وہ برابر کے حقوق مانگتی ہیں تو ان کے یہ مطالبات جائز اور فطرتی ہیں اور ہمیں اس بارے میں رجعت پسندی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ راست خیالی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں اور اشرف المخلوقات صرف انسان کو کہا گیا ہے صرف مرد کو نہیں کہا گیا۔ جناب والا! ہمارے وہ مرد جو پوری زندگی میں خواتین کے بھرپور کردار کو شک و شبہ اور بلاوجہ تعصب کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر ہم نے آئین کے مطابق خواتین کو قومی زندگی کے تمام شعبوں میں بھرپور نمائندگی دینے کا انصاف نہ دلایا تو پھر ہمیں وہ منظر بھی یاد

رکھنا چاہیئے جب آنچل پرچم بن جائے گا۔

جناب سپیکر! آئین کا آرٹیکل 35 شادی' خاندان' ماں اور بچے کی نگہداشت کا ذمہ دار مملکت کو ٹھہراتا ہے۔ جناب والا! ہمارا مذہب دوسری عالمی تہذیبوں کے بارے میں خاندان کا ایک مقدس تصور پیش کرتا ہے اور ماں کی عظمت کو سلام کرتا ہے۔ لیکن ہمارے صوبے میں سوشل ویلفیئر کے ادارے جن کے ذمے ماں اور بچے کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا ہے وہ اپنا فرض ادا کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں اور اس کی وجہ سے جناب والا! جیلوں اور دارالامان میں عورتیں اور بچے انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزارنے میں مصروف ہیں زچہ اور بچہ جنہیں خاص ایام میں علاج معالجہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے زچہ بچہ کے طبی مراکز دیہاتوں میں نہ ہونے کی وجہ سے اکثر مائیں ایام زچگی میں اور بچے اپنی زندگی کی چند سانسیں لے کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملتے ہیں اور حکومت گاؤں کی سطح پر زچہ بچہ کے مراکز قائم کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے اسی طرح جناب والا! خاندانی تنازعے جن میں طلاق کا مسئلہ ہے' شادی جہیز کا مسئلہ ہے' نان نفقے کا مسئلہ ہے' قانون کے لحاظ سے آئین کے لحاظ سے ان کے لیے یونین کونسلوں کے پاس ثالثی کے اختیارات ہونے چاہیں تاکہ ان مسائل کو مقامی سطح پر حل کیا جائے اور عوام کو عدالتوں کے گورکھ دھندوں سے اور وکلاء کی بھاری فیسوں سے نجات دلائی جائے۔ مگر یہ حکومت یونین کونسلوں کو ثالثی کے اختیارات دینے میں ناکام رہی ہے۔

جناب والا! آئین کا آرٹیکل 36 اقلیتوں کے جائز مفادات اور ان کے حقوق کا محافظ ہے۔ جناب والا! یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہمارا مذہب اسلام بار بار اقلیتوں کو ان کے حقوق دینے کی تلقین کرتا ہے۔ مگر جناب والا! تعلیم' ملازمت اور دیگر قومی اداروں میں اقلیتوں کی حق تلفی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس ایوان کے اندر بھی اقلیتوں کے نمائندے اکثر اپنے حقوق طلب کرتے نظر آتے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اقلیتوں کے جائز حقوق اور ان کے مفادات کو تحفظ دینا چاہیئے تاکہ جناب والا! اسلامی حکومت کا صحیح تصور اجاگر ہو۔

جناب والا! اب میں آئین کے آرٹیکل 37 کا ذکر کرتا ہوں آئین کا آرٹیکل 37 انصاف کے فروغ اور سماجی لعنتوں کے خاتمہ کی بات کرتا ہے۔ جناب والا! ہم اس بات کا تجزیہ کریں کہ کیا ان آئینی ضمانتوں کو پورا کرنے میں موجودہ حکومت کہاں تک سرخرو ہوئی ہے۔ جناب والا! تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندگی اس ہمارے معاشرے کے نچلے طبقے کا مقدر بن چکی ہے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل

کرنے کا معیار اہلیت نہیں دولت ہے تعلیم کو اس قدر مہنگا کر دیا گیا ہے کہ یہ عام شہری کے لیے شجر ممنوع بن چکی ہے۔ عدالتوں میں انصاف مہنگا اور عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے۔ جناب والا! آج شہروں کو خوبصورت بنایا جا رہا ہے۔ دلہن کی طرح سجایا جا رہا ہے اور اس کے مقابلے میں دیہاتوں کا حسن لٹ رہا ہے ہمارے بڑے بڑے شہر جو خود کو تہذیب و تمدن کا گہوارہ کہتے ہیں وہاں آج بھی بچے اور عورتیں محنت اور مزدوری کرتے نظر آتے ہیں جناب والا! وہاں اخلاقی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ قماربازی، جواء بازی، عصمت فروشی اور منشیات کے استعمال کو کوئی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ blue print اور ننگی فلموں کی عام نمائش کی جاتی ہے اور بددیانتی اور رشوت ستانی ہمارا طرز زندگی بن چکی ہے اور 1986ء میں ہم نے جن Anti Corruption Committees کی تشکیل دی تھی۔ وہ Anti Corruption Committees رشوت ستانی کا خاتمہ کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں اور اب تو وہ اپنے اجلاس تک بلانے کے تکلف سے بھی تائب ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آخر میں آئین کے آرٹیکل 38 کا ذکر کرتا ہوں جو کہ صوبہ کے عوام کو معاشی حقوق عطا کرتا ہے۔ جناب والا! موجودہ حکومت ایک عام شہری کے معیار زندگی کو بلند کرنے چند ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز کو روکنے اور وسائل اور پیداوار کی غیرمنصفانہ تقسیم کو روکنے میں ناکام ہو چکی ہے یہاں میں ایک بات اس ایوان میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 1986ء میں اس ایوان میں حکومت 75 ہزار ایکڑ سرکاری اراضی بےزمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا اعلان کیا تھا اور عین اپریل اور مئی کے مہینے میں جب چلچلاتی دھوپ تھی اور گندم کی برداشت کا موسم تھا کاشتکاروں سے یہ درخواستیں بھی طلب کی گئی تھیں اس وقت پنجاب کی ہر تحصیل کے ہیڈ کوارٹر پر ہزاروں بے زمین کسان اس طوفان کی طرح امنڈ آئے تھے اور ان بے زمین کسانوں کو پٹواریوں نے اور درخواستیں لکھنے والوں نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا تھا آج دو سال کا عرصہ گزر گیا ان درخواستوں کا کیا حشر ہوا اس تقسیم کی جانے والی زمین کو کونسا آسمان نگل گیا شاید حکومت پنجاب کے وزیر مال و نوآبادیات ہمیں اس بارے میں کچھ بتا سکیں گے؟

جناب والا! آج کھیتوں میں کاشتکار عدل کا طلب گار ہے تو کارخانوں میں مزدور انصاف مانگ رہا ہے۔ جناب والا! اگر ہم نے حقوق سے محروم ان طبقوں کو ان کے حقوق بحال نہ کیے تو پھر انقلاب آئے گا اور انقلاب کیا ہوتا ہے میں بتاؤں کہ انقلاب مضمون لکھنے کا نام نہیں، انقلاب تقریر

کرنے کا نام نہیں، انقلاب دعوت طعام کا نام نہیں، انقلاب کسی افکاری کا نام نہیں انقلاب تو ایک تشدد آمیز حرکت کا نام ہے جس کے ذریعے سے حقوق سے محروم طبقے حقوق یافتہ طبقوں کی حکومت کا تختہ الٹ دیتے ہیں یہ ہاتھ جو رزق پیدا کر سکتے ہیں یہ ہاتھ جو دولت تخلیق کر سکتے ہیں یہ ہاتھ کل غاصبوں کے گلے تک بھی پہنچ سکتے ہیں اسی لیے تو ایک شاعر نے کہا ہے۔

یہ ہاتھ گلبن غم ہستی کی ٹہنیاں
یہ ہاتھ جھریوں بھرے مرجھائے ہاتھ جو
سینے سے تیر نوچ کے اپنے لہو کے جام
بھر بھر کے دے رہے ہیں تمہارے غرور کو
ممکن نہیں ہے ان کی گرفت تپاں سے تم
تا دیر اپنی ساعد نازک بچا سکو
تم نے فصیل قصر کے رخنوں میں بھر تو لیں
ہم بے کسوں کی ہڈیاں لیکن یہ جان لو
اے وارثان طرہ، طرف کلاہ کے
سیل زماں کے ایک تھپیڑے کی دیر ہے

جناب سپیکر! آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے بےروزگاری ہے جناب والا موجودہ حکومت بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہے یہ بھی کسی کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے آج پنجاب کی سڑکوں پر مختلف نوجوانوں کی ٹولیاں چیخ چیخ کر روزگار مانگ رہی ہیں۔ جناب والا! ہزاروں انسان بے روزگاری کے جہنم میں جل رہے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم نے بے روزگاری کے مسئلہ کو ہنگامی بنیادوں پر جنگی بنیادوں پر حل کرنے کے لیے منصوبہ بندی نہ کی تو وہ وقت دور نہیں ہے جب انسان، انسان کو کھائے گا اور افراتفری کا یہ عالم ہو گا کہ معاشرہ میں انسانی رشتوں کا تقدس ہی ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اب آخر میں سودی نظام کو ختم کرنے کے سلسلے میں موجودہ حکومت کی ناکامی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ موجودہ حکومت اور اس کے بہی خواہ ہمیشہ اسلام کے مقدس نام کو ایک سہارے کے طور پر استعمال کرتے آئے ہیں مگر یہ اسلام کے ساتھ کہاں تک مخلص ہیں، صوبہ کے

مالیاتی نظام میں سود کی موجودگی اس کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ "تم نے سود نہ چھوڑا تو آگاہ ہو جاؤ' اللہ اور اس کے رسول کا تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے"۔

حکومت یہ کہتی ہے کہ اس نے سودی نظام کو ختم کر کے mark up System کو نافذ کر دیا ہے یہ mark-up system کیا ہے۔ آئیں! اس کا تجزیہ کریں کہ ہماری اسلامی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل اس بارے میں کیا نظریات رکھتی ہے۔

جناب والا! اسلامی نظریات کی کونسل نے mark-up کو ایک سود ہی کی شکل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے معاشرہ کے انتشار میں' معاشرہ کی بے چینی میں مزید اضافہ ہو گا انہوں نے دو ٹوک فیصلہ بھی دے دیا ہے کہ mark-up بھی سود کی ایک شکل ہے بلکہ اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو شریعت کی خلاف ورزی ہے اور دوسری ریاکاری ہے۔ جناب والا! mark-up system اسلام کو اور اسلام کے نظام معیشت کو بدنام کر رہا ہے اور جناب والا! اگر ہم نے mark up کے نام پر سود کو دوام بخشنے کی کوشش ترک نہ کی اگر ہم نے غیر ملکی آقاؤں کے دیئے ہوئے اس نظام کو بدلنے کی کوشش نہ کی تو پھر جناب والا! ہم کیسے فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس اسلام کو اس کی تمام برکتوں کے ساتھ نافذ کر دیا ہے۔

جناب والا! اب میں آخر میں 1986ء کی حکمت عملی کی رپورٹ کی روشنی میں' میں اس کے سیاسی' سماجی اور معاشی فلسفہ کے بارے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ۔۔۔

تیرا دعویٰ غلط ہے ساقی
بدل گیا ہے نظام محفل
وہی شکستہ سی محفلیں ہیں
وہی شکستہ سے جام ہیں اب بھی

لیکن جناب والا! ہم اس بارے میں مایوس نہیں ہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ۔۔۔

زیست امکانات کا اک ہیر پھیر
کیا خبر ہے تیرے سینے کا شرر
اک تمنائے بغل گیری کے ساتھ
وقت کے مرگھٹ کی باہیں کھول دے

اور اک نرالی صبح بن جائے یہ رات

-------- شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجا صاحب کیا آپ کی قرارداد تیار ہے؟

راجا محمد خالد خان: جی! کیا میں اس کو پڑھ سکتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! آپ پڑھیں۔۔

راجا محمد خالد خان: "یہ ایوان کراچی میں ہونے والے لسانی اور علاقائی فسادات کو بڑی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے کیونکہ اس میں کئی ایک معصوم شہری جاں بحق ہوئے ہیں جو کہ پاکستان کے مقدس نام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ یہ ایوان نہایت صدق دل سے محسوس کرتا ہے کہ اس قسم کے فسادات نہ صرف پاکستان کے نظریہ کے خلاف ہیں بلکہ قومی یکجہتی' بھائی چارہ اور پاک معاشرے کی قدروں پر ضرب لگانے کے مترادف ہے لہذا یہ ایوان قومی یکجہتی اور تعصبات سے پاک معاشرہ اور اسلامی اقدار کے تحفظ کے لیے اہالیان کراچی سے خصوصاً اور پاکستان کے عوام سے یہ گزارش کرتا ہے کہ ملکی اور ملی مفاد کی خاطر جملہ فروعی اختلافات ختم کر دیں اور وطن عزیز کے تحفظ کی خاطر پاکستانی ہونے کے ناتے ملک کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کریں تاکہ ہم بانی پاکستان کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکیں جس مقصد کے لیے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا اور جو وعدہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے بھی اس ملک کی تشکیل کے لیے کیا تھا پورا ہو سکے اور پاکستان امن و سکون کا گہوارہ بن سکے۔ یہ ایوان کراچی کے حالیہ فسادات میں متاثرین کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے"۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی استدعا اور کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی میں رہنے والے اور دوسرے صوبوں میں بھی جو ہمارے مذہبی رہنما مولانا صاحبان ہیں۔ میں ان سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنا یہ نصب العین بنائیں کہ وہ کراچی میں جا کر اجتماع کریں جیسا کہ وہ اپنے خطبوں میں کرتے ہیں اور لوگوں میں بیداری پیدا کریں کہ اسلام کیا تھا۔ مسلم لیگ نے یہ پاکستان بنایا تھا تو کس مطلب کے لیے بنایا تھا۔ تو اس میں یہ اضافہ کیا جائے کہ مولانا صاحبان سے بھی استدعا کی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر. چودھری صاحب یہ کافی جامع قرار داد ہے۔
میاں محمد افضل حیات ، جناب سپیکر! جس وقت کوئی کمیٹی بنائی جاتی ہے تو پھر وہ جو قرار داد بنائیں وہ آخری شکل ہوتی ہے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہیں اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو منظور کر کے وہاں پر جاں بحق ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت فرمائی جائے---
چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب سپیکر! نقطہ وضاحت ' کیا ایک ممبر کو اس طرح کی قرار داد سن کر اس میں اپنے جذبات کے اظہار کی اجازت نہیں ہوتی؟
جناب ڈپٹی سپیکر. جی ہوتی ہے-----
چودھری گل نواز خان وڑائچ . تو پھر میں اپوزیشن کے لیڈر سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں کیونکہ ایک ممبر کو اپنے جذبات کے اظہار کی آزادی ہے---
جناب ڈپٹی سپیکر. چودھری صاحب آپ نے اپنے جذبات کا اظہار کر دیا ہے۔ ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔
چودھری محمد صدیق سالار ، جناب سپیکر! میں نے بھی ایک اسی طرح کا اظہار کیا تھا اور اس میں ؟ کہا گیا تھا اسے قائد حزب اختلاف نے بھی اور قرار داد پیش کرنے والوں نے بھی سنا تھا کہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے حکومتی بنچز کے ممبر اور اپوزیشن کے ممبر وہاں پر جائیں اور خیر سگالی میٹنگ کریں۔ عملی طور پر اس کو عملی جامہ پہنچائیں نہ کہ صرف الفاظ کی حد تک کہیں----
جناب ڈپٹی سپیکر. چودھری صاحب اس کے لیے آپ پرکوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کا آپ پروگرام بنا لیں پھر آپ جا سکتے ہیں اس کے لیے کسی قرار داد کی ضرورت نہیں ہے۔
چودھری محمد صدیق سالار ، جناب سپیکر! اس کے لیے آپ 20 یا 50 آدمیوں کا ایک وفد تیار کریں اور پھر وہاں پر بھیج دیں۔ ہم گلی گلی اور کوچہ کوچہ پھریں گے۔
جناب ڈپٹی سپیکر. چودھری صاحب اس کے لیے قرار داد کی ضرورت نہیں ہے یہ چونکہ ہماری اپنی competency ہے اس لیے اس مسئلہ کو ہم خود حل کریں گے اسے قرار داد کی صورت میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! آپ نے بالکل درست فرمایا ہے یہ تو صرف ان کے ساتھ ایک اظہار ہمدردی ہے۔ دوسرا علما کا یا ادھر سے جانے کا جو مسئلہ ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اس کو الگ طریقے سے لینا پڑے گا---

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہاں--- تو یہ ایک قرار داد پیش کی گئی ہے کہ "یہ ایوان کراچی میں ہونے والے لسانی اور علاقائی فسادات کو بڑی تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے کیونکہ اس میں کئی ایک معصوم شہری جاں بحق ہوئے ہیں جو کہ پاکستان کے مقدس نام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ یہ ایوان نہایت صدق دل سے محسوس کرتا ہے کہ اس قسم کے فسادات نہ صرف پاکستان کے نظریہ کے خلاف ہیں بلکہ قومی یک جہتی، بھائی چارہ اور پاک معاشرے کی قدروں پر ضرب لگانے کے مترادف ہے لہذا یہ ایوان قومی یک جہتی اور تعصبات سے پاک معاشرہ اور اسلامی اقدار کے تحفظ کے لیے اہلیان کراچی سے خصوصاً اور پاکستان کے عوام سے یہ گزارش کرتا ہے کہ ملکی اور ملی مفاد کی خاطر جملہ فروعی اختلافات ختم کر دیں اور وطن عزیز سے تحفظ کی خاطر پاکستانی ہونے کے ناتے ملک کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کریں تاکہ ہم بانی پاکستان کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کر سکیں جس مقصد کے لیے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا اور جو وعدہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے بھی اس ملک کی تشکیل کے لیے کیا تھا پورا ہو سکے اور پاکستان امن و سکون کا گہوارہ بن سکے۔ یہ ایوان کراچی کے حالیہ فسادات میں متاثرین کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے"۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب محمد صفدر شاکر صاحب حکمت عملی کے اصولوں پر اپنی تقریر فرمائیں گے۔

جناب محمد صفدر شاکر ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ واجب الاحترام جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے حکمت عملی 1986ء پر بولنے کا وقت دیا 1986ء کا سال ہمارے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سال کے شروع میں وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو نے مارشل لاء کے طویل دور سے نکال کر ہمیں جمہوریت کی فضاء میں لا کر کھڑا کیا اور اس کے ساتھ موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے ساتھ اسلامی طرز زندگی اور اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت چلانے کا عہد

کیا۔ آرٹیکل 31 میں ملک میں عربی زبان کے فروغ کے لیے جو اقدامات کیے گئے وہ قابل تعریف ہیں جن میں علماء اکیڈیمی کا قیام' عربی کا دو سالہ کورس اور قرآن و حدیث فلسفہ کی تعلیم کے لیے ایک جامع منصوبہ پیش کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک میں جو غلطیاں ہیں ان کی اشاعت کو روکنے کے لیے علماء اکیڈمی نے بہت اچھا اور اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری ایک تجویز ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! ان الفاظ کو ذرا یوں کر لیا جائے کہ قرآن پاک کے اندر اشاعت میں جو غلطی آ جاتی ہے اس کو درست کرنے کے لیے' یہ الفاظ درست کر لیے جائیں۔

جناب محمد صفدر شاکر ، اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ علماء اکیڈمی جو قائم کی گئی ہے اور جو ہمارے علماء حضرات ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ دینی تبلیغ کے لیے اپنے آپ کو شہروں تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اس کو دیہات تک پھیلائیں کیونکہ یہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے کہ عربی زبان کو دیہات تک پھیلایا جائے اور وہاں ہمارے دیہات میں رہنے والے ان پڑھ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس اکیڈمی کو جہاں وہ دوسرا literature شائع کرتی ہے اس کے ساتھ ان کو کیسٹ تیار کرنے چاہیئں تاکہ وہ کیسٹ بازار میں فروخت ہو کر جو ان پڑھ لوگ ہیں وہ حاصل کریں اور اس سے فائدہ حاصل کریں۔ آرٹیکل 31 کی سب کلاز (بی) میں اتحاد اور اسلامی' اخلاقی' معیار کو ترقی دینا' اس سلسلہ میں محکمہ اوقاف نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ پچھلے سال محرم کے موقع پر جو شیعہ سنی اتحاد کمیٹی بنائی گئی تھی اس نے بہت ہی اہم کردار ادا کیا اور یہ واحد مثال ہے کہ پاکستان اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں کسی جگہ کوئی ایسا جھگڑا نہیں ہوا جس سے کسی کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہوں اور یہ ایک مثال تھی جو کہ ایک شیعہ سنی اتحاد تھا اور میں اس سلسلے میں جناب وزیر اوقاف سے درخواست کروں گا کہ وہ علماء صاحبان کو اس بات کی تلقین کریں کہ وہ ہر سال اس موقع پر اسی طرح سے کام کریں۔ تاکہ یہ مذہبی فریضے اچھی طرح ادا ہو سکیں۔

جناب صلاح الدین ڈوگر ، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ اپنی سیٹ پر ہیں۔ شاکر صاحب ' آپ فرمائیے۔ ان کا اعتراض درست نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما نہیں تھے۔

جناب محمد صفدر شاکر۔ جناب والا! آرٹیکل 31 میں جو سب کلاز (اے) ہے اس میں محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام صوبہ پنجاب میں 371 مساجد' 343 مزار اور 3844 ایکڑ اراضی ہے۔ جس کی یہ محکمہ دیکھ بھال کرتا ہے اور ان پر ہر سال لاکھوں روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں میری تجویز ہے کہ ہمارے صوبہ میں بعض جگہوں پر ایسے مزار ہیں۔ جن پر آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ ہے تو اسی سلسلہ میں میری استدعا ہے کہ میں وزیر اوقاف کو ایسے مزارات کی نشاندھی کر سکتا ہوں کہ وہ ایسے مزارات کو واگزار کر دیں تاکہ حکومت پر جو اخراجات کا بوجھ ہے وہ ختم ہو سکے اور اس سلسلہ میں ایک اور بات ہے کہ جب ان مزاروں پر میلے لگتے ہیں تو اکثر وہاں پر دیکھا گیا ہے کہ وہاں پر جوا کا کاروبار بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایک مذہبی تہوار ہوتا ہے اور اس پر جواء کی روک تھام بڑی سختی سے ہونی چاہیے۔ آرٹیکل 32 میں مقامی حکومت کے اداروں کی ترقی کی بات کی گئی ہے موجودہ حکومت نے بلدیاتی اداروں کی ترقی کے لیے بہت اہم کام کیا ہے اور خصوصاً ہمارے دیہاتوں میں ان بلدیاتی اداروں کی وجہ سے بہت ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن ہماری یونین کونسلوں کے جو ادارے ہیں۔ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ان کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ ان یونین کونسلز کے جو چھوٹے ادارے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کرے اور ان کو فنڈز فراہم کرے تاکہ وہ دیہات کی ترقی کے لیے کام کر سکیں۔

آرٹیکل 35 کے تحت ریاست میں شہریوں کے درمیان تنگ نظری پر مبنی نسلی' قبائلی اور فرقہ وارانہ صوبائی تعصب کو ختم کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ آج کل ہمارے صوبہ میں ایک برادری ازم کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ یہ بہت نقصان دہ بات ہے ۔ ہم مسلمان ہیں اور سب بھائی بھائی ہیں اور آپس کا تعلق ہے۔ ہم پاکستانی ہیں۔ ہمیں اس مسئلہ میں نہیں الجھنا چاہیے۔اور اس صوبہ کے لیے اور اس پاکستان کی ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے نہ کہ اپنی برادری کے لیے کام کریں۔ جو یہ نسلی اور گروہی فسادات ہیں ان کو ختم ہونا چاہیے۔ Article 37 sub-clause (d) میں سستے اور فوری انصاف کے متعلق بات کی گئی ہے۔ سستا اور فوری انصاف بھی آج اسی صوبے کا سب سے اہم مسئلہ ہے اور میں یہ بات زور دے کر کہتا ہوں کہ اگر موجودہ حکومت اس صوبے کو سستا اور فوری انصاف فراہم کرنے میں کامیاب ہو گی تو اس دور کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سنہری

حروف میں لکھا جائے گا۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے مختلف ڈویژنوں اور اضلاع میں عدالتیں قائم کی ہیں اور اب جو سب سے اہم قدم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے خصوصی عدالتوں کو قائم کر کے کیا ہے اس سے ہمارے صوبہ کے رہنے والوں کے دل میں خوشی ہوئی ہے اور انہوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اب سستا اور فوری انصاف ملے گا اور انہوں نے مختلف اضلاع میں سر عام مجرموں کو پھانسی دی ہے۔ اس سے لوگوں کے اندر یہ بات پیدا ہو چکی ہے کہ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ہماری ان مشکلات کا فوری حل ہوگا۔ جرائم کے خاتمہ کے لیے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی یہ ہدایت ہے کہ جو کیس عدالت میں جاتا ہے۔ اس کو دو تین پیشی کے بعد ختم کیا جائے۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ آپ یقین جانیے کہ اگر کسی عدالت میں معمولی سا استغاثہ ہو جائے تو اس کو کم از کم دو یا تین سال لگتے ہیں اور بعض اوقات تو یوں ہوتا ہے۔ کہ آدمی مر جاتا ہے اور اس کا استغاثہ عدالت میں چلتا رہتا ہے۔ تو اس سلسلہ میں یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ ہر مقدمہ میں تین چار پیشیوں کے بعد معاملہ ختم ہونا چاہیے اور جب کوئی کیس ہو تو اس کا چالان پندرہ دن کے اندر اندر عدالت میں ہر صورت میں پہنچنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ حکومت نے جو مصالحتی عدالتیں قائم کی ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے کیونکہ اگر مصالحتی عدالتیں صحیح طریقہ سے کام کریں گی تو اس سے عدالتوں کا بوجھ کم ہو گا اور لوگوں کے مسائل جہاں ان کے حلقوں میں اور ان کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر یا ضلعی ہیڈ کوارٹر میں ہی حل ہو جائیں گے۔ سستے اور فوری انصاف میں ایک رکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے judges جو ہیں ان کی مالی مشکلات ہیں۔ ان کو حل کرنا حکومت کا اولین فرض ہے کیونکہ جب تک انصاف فراہم کرنے والوں کی مالی مشکلات دور نہیں ہوں گی وہ صحیح طریقہ سے انصاف فراہم نہیں کر سکیں گے۔

ریاست میں ناخواندگی کو ختم کرنے اور secondary school level تک مفت تعیم دینے کے لیے اس حکومت نے بہت اچھا اقدام کیا ہے اور وزیر اعظم پاکستان نے پانچ نکاتی پروگرام میں ایک یہ حصہ بھی رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں صوبائی حکومت نے مختلف اضلاع میں 50 ہائر سیکنڈری سکول اور نئے 25 کالجوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس سے تعلیم کے حصول میں کافی پیش رفت اور آسانی ہوئی ہے اور خصوصاً ہمارے دیہاتی علاقوں میں جہاں پہلے سکول نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ہائی سکول لڑکوں اور لڑکیوں کا

قائم ہو چکا ہے۔ جس سے تعلیم کے حصول میں بہت آسانی ہو رہی ہے۔ اس حکومت نے ایک اور بہت اچھا جو قدم اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ ایڈمشن جو کہ استحقاق کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ اس سے ان طلباء کو جن سے پاس سفارش نہیں ہوتی تھی اور قابل ہوتے تھے وہ استحقاق کی بنیاد پر پورا اترتے تھے ان کو داخلہ نہیں ملتا تھا۔ لیکن اس حکومت نے ایڈمشن جات استحقاق پر کیے ہیں۔ اس سے ہر غریب اور امیر کو اس کا حق ملتا ہے۔ ((نعرہ ہائے تحسین)

پیشہ وارانہ تعلیم کے لیے ریاست میں Technical Colleges قائم کیے گئے ہیں۔ جہاں تک ان Technical Colleges اور سکولوں کا تعلق ہے۔ شہری سطح پر تو یہ کافی ہے۔ لیکن ہمارے دیہات میں ابھی تک یہ سلسلہ شروع نہیں ہوا ہے۔ یہ سلسلہ جب تک دیہات میں شروع نہیں ہو گا اس وقت تک دیہات کے رہنے والے ترقی نہیں کریں گے اور جب تک دیہات ترقی نہیں کریں گے اس وقت تک شہر ترقی نہیں کریں گے۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ دیہاتی سطح پر بھی ٹیکنیکل سکولوں کا اجراء شروع کرے۔

آرٹیکل 37 میں عصمت فروشی' جواء بازی' ناپاک لٹریچر کی طباعت اور غلط اشتہاروں کی روک تھام کے لیے حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں ایک دو باتیں ایسی ہیں جن پر فوری طور پر عمل کرنا چاہیے۔ ایک تو فحش لٹریچر اور وڈیو کیسٹ کے متعلق ہے۔ جیسا کہ ابھی میرے ایک بھائی نے فرمایا ہے کہ بلیو پرنٹ جو بازاروں میں عام ملتے ہیں۔ یہ ہمارے معاشرے میں خرابی کی سب سے بڑی وجہ ہے اور اس کے خاتمے کے لیے حکومت کو سخت اقدامات کرنے چاہئیں اور جن لوگوں سے یہ کیسٹ برآمد ہوں ان کو موقع پر سزا دینی چاہیے تاکہ لوگوں کو یہ پتا چل سکے کہ جو لوگ غلط کام کرتے ہیں۔ اس کی سزا یہ ہوتی ہے۔

اس کے بعد میں جعلی ادوایات کے متعلق عرض کروں گا کہ اس کے استعمال سے کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ بازاروں میں نمبر 2 کی ادویات ملتی ہیں۔ جو کہ جعلی ہوتی ہیں۔ اس بات کو روکنا بھی بہت ضروری ہے اور اس کا بھی یہی حل ہے کہ جہاں سے کوئی غلط دوائی پکڑی جائے اس کو وہیں موقع پر سزا دی جائے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ جواء کے متعلق میں ایک بات یہ عرض کروں گا کہ جوئے پر غیر ملکی لوگوں کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے۔ بہرحال یہ سننے میں آیا کہ اب حکومت نے اس پر پابندی لگا دی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ بہت اچھا اقدام ہے۔

کیونکہ غیر ملکیوں پر اگر جوئے کی پابندی نہیں ہو گی تو اس سے وہ تو فائدہ کم ہمارے دوسرے بھائی زیادہ فائدہ اٹھا جاتے ہیں۔

آخر میں آرٹیکل 38 کے متعلق میں یہ عرض کروں گا ۔ زندگی کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں۔ جیسے حکوت نے عوام کے لیے 7 مرلہ سکیم مفت تعلیم اور طبی سہولتیں اور دیگر سہولیات جن میں بجلی اور سڑکیں بھی شامل ہیں یہ سب سہولتیں فراہم کی ہیں اور یہ اس حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور آپ یقین جانیے کہ جس رفتار سے آج ترقی ہو رہی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ آج ہمارے دیہات میں رہنے والوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ آج تک جتنی بھی حکومتیں آئیں وہ صرف زبانی دعویٰ کرتی تھیں اور اس حکومت نے یہ عملی طور پر ثابت کر کے دکھا دیا ہے ۔ آج دیہاتوں میں سڑکوں کا جال بچھ رہا ہے۔ لوگوں کو طبی سہولتیں مل رہی ہیں۔ نئے نئے سکول کھل رہے ہیں اور اس کے علاوہ بجلی کی سہولت میسر ہو رہی ہے۔ یہ حکومت کا بہت بڑا اقدام ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک) ، جناب سپیکر! میری طبیعت آج ٹھیک نہیں ہے اس لیے میں تقریر تو کل کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا نام کس نے پکارا ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب والا! میری اطلاع یہ ہے کہ میں نے کچھ کہنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری اطلاع کے مطابق تو میں نے آپ کا نام نہیں لیا۔ اب فرمائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب والا! آپ کا حکم ماننا میرا فرض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی ۔

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب سپیکر! میرے فاضل دوستوں اور ممبران اسمبلی میں سے کچھ لوگ دو تین ماہ سے اس ملک کے اندر اور صوبہ پنجاب کے اندر ایسی مثالیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں جس سے ہم اپنی تقاریر کو غیر ملکی اخبارات کی زینت بنا کر' غیرملکوں میں یہ بتا سکیں کہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے اندر سوائے اندھیر کے اور کچھ نہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے کہ صوبہ پنجاب میں

تعلیم کی بات ہوئی ہے اور دین کی بات ہوئی ہے۔ جہاں تک صوبہ میں تعلیم کا تعلق ہے۔ جس طرح صوبہ پنجاب میں تعلیم بڑھ رہی ہے اور یہ تعلیم اب دیہاتوں میں بھی کافی بڑھ گئی ہے۔ میرے فاضل دوستوں کو شاید اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہاں پر اب عربی ٹیچر مڈل اور ہائی سکولوں میں حکومت پنجاب نے لگا دیا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کو بنیادی طور پر مسلمانوں کی صحیح زبان یعنی عربی زبان سے روشناس کروایا جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات کا یا تو علم نہیں یا پھر وہ بتانا نہیں چاہتے کہ حکومت پنجاب نے 1986ء سے لے کر آج تک کتنا بجٹ مختص کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ بجٹ تو پڑھتے رہتے ہیں اور پڑھ رہے ہیں اور آپ پڑھے لکھے بھی ہیں۔ آخر یہ بجٹ کا کروڑوں اور اربوں روپیہ پھر کہاں خرچ ہوتا ہے۔ جناب یہ سب سڑکوں پر، تعلیم پر، صحت پر، شہروں اور دیہاتوں میں خرچ ہو رہا ہے اور سب کچھ ہو رہا ہے۔ جس کو یہ کہتے ہیں کچھ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ مجھے کل تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔ پھر میں آپ کو یہ بھی بتا سکوں گا کہ صوبہ پنجاب میں حکومت پنجاب نے کس قدر ترقی کی ہے۔ بلکہ صوبے کے مختلف لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن کا وزیر اعلیٰ صبح 6 بجے اٹھتا ہے اور رات کے 12 بجے تک عوام کی باتیں سنتا ہے۔ موقع پر خود جاتا ہے سڑکیں دیکھتا ہے اور سڑکیں دیکھ کر جرمانے بھی کرتا ہے اور جو لوگ غلط کام کریں ان کو معطل بھی کر دیتا ہے اور جو لوگ اچھا کام کرتے ہیں ان کو داد بھی دیتاہے۔ آپ ہسپتالوں کو دیکھ لیں۔ میں اپنے شہر فیصل آباد کی بات کرتا ہوں۔ ہمارے شہر فیصل آباد میں دو بڑے ہسپتال ہیں ۔ وہاں سے لاکھوں انسان طبی سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہاں پر کروڑوں اربوں روپے خرچ کر کے ہسپتال بنایا گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس کے باوجود میرے دوستوں کو ترقی نظر نہیں آتی۔ جہاں کہیں جرم ہوتا ہے اور جرم کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے۔ جرم کرنے والے کو جب پھانسی مل رہی ہوتی ہے وہ یہ بات اس ایوان میں نہیں بتاتے۔ وہ یہ نہیں بتاتے کہ یہاں کی انتظامیہ نے اتنے مجرم پکڑے اور اتنے آدمیوں کو سزائیں ملیں۔ وہ یہ تو کہہ دیں گے کہ ایک طالب علم نے چلتی ہوئی کار پر پتھر مار دیا۔ یا بس پر پتھر مار دیا اور مسافر زخمی ہو گیا اس کی گاڑی اور کار ٹوٹ گئی لیکن اس کا کوئی نام نہیں لے گا۔ اس بچے کا نام ضرور لیں گے جس نے یہ غلطی کی ہو گی۔ لوگوں کے گھر جلائے گئے انہوں نے کیا نقصان کیا؟ سڑکوں کے پل توڑے گئے لیکن ان کو روکا نہیں گیا۔ سڑکوں کی لائیٹوں کو توڑا گیا لیکن ان کو روکا نہیں

گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنے ملک کے اندر کسی ایسی طاقت سے مرعوب ہو کر صحیح بات کہنے کی جرأت پیدا نہ کی تو پھر اس ملک کو سنبھالے گا کون؟ میں اپنے فاضل دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ایسا حربہ بتاؤ۔۔۔۔۔۔

جناب شیخ آفتاب احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چودھری صدیق سالار صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے تو فرمایا تھا کہ یہ کل تقریر کریں گے۔ یہ آج کیا دیباچہ پیش کر رہے ہیں؟

آوازیں ۔ ریہرسل کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ اپنی اس تقریر کا نمونہ پیش کر رہے ہیں جو یہ کل کریں گے۔

چودھری محمد صدیق سالار ۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے حکومت کے عہدیدار ممبرز کورم پوائنٹ آوٹ کرتے ہیں۔ حکومت کے اندر موجود وزراء اورمشیر جنہوں نے حکومتی پالیسیاں بنانی ہوتی ہیں۔ جب کوئی ممبر وہ بات کرتاہے تو وہ انہیں روکتے ہیں۔ اس بات کا جواب بھی میں کل دوں گا اور جو ممبران جو وزراء' جو مشیرحکومت پنجاب کی جھنڈیوں سے عوام کی خدمت پر لگائے گئے ہیں اور اگر وہ پنجاب کے عوام کی خدمت کم کر رہے ہیں تو میں وہ بھی کل بتاؤں گا۔ جو زیادہ خدمت کر رہے ہیں وہ بھی بتاؤں گا اور اس کے لیے میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں۔ اب چونکہ کچھ لوگ آپ سے چھٹی چاہتے ہیں اس لیے میں اپنی تقریر کل کروں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سالار صاحب پھر کل پوری تیاری ہونی چاہیے۔ چودھری محمد رفیق صاحب ۔

چودھری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر! پنجابی وچ گل کرن دی اجازت چاہواں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیے۔

چودھری محمد رفیق ۔ (پنجابی) جناب سپیکر! حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کرنے کے لیے چودھری صدیق سالار صاحب کو اس بات کا خصوصی طور پر تمغہ ملنا چاہیے کہ انہوں نے حکمت عملی پر کم اور غالباً بجٹ پر زیادہ تقریر کی ہے۔ جناب سپیکر! حکمت عملی کے لیے جو رہنما اصول یا رہنما آرٹیکل دیئے ہوئے ہیں ان کی بنیادوں پر 1986ء کے لیے جو حکمت عملی کے اصول متعین کئے گئے ہیں ان پر کچھ عرض کرنے سے پہلے جو آرٹیکل کی ابتداء ہوتی ہے وہ آرٹیکل 31 ہے۔ جناب والا! اس آرٹیکل

میں اسلام کی ترویج اور اسلام کے لیے مختلف شعبوں میں کام کو بڑھانے کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جناب والا! سب سے پہلے میں اسی موضوع پر بات کرنی چاہوں گا۔

اسلام ہمارا دین ہے۔ یہ کسی آدمی کا نام نہیں ہے نہ ہی ضیاء الحق کا نام ہے۔ نہ یہ جونیجو کا نام ہے۔ نہ ہی یہ صدیق سالار کا نام ہے۔ جناب سپیکر! اسلام ہمارا دین اور مذہب ہے جس کو آپ Code of life کہہ سکتے ہیں یا کردار اور عمل کا نام ہے۔ رویہ کا نام ہے۔

ایک معزز رکن : جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کریں ۔ (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (گھنٹیاں بجائی گئیں، پھر بھی کورم پورا نہ ہوا تو جناب ڈپٹی سپیکر اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کر دی)۔

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے------ گنتی کی گئی--- کورم پورا نہیں ہے۔ اب اجلاس کی کارروائی کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

جمعرات' 11 ۔ فروری 1988ء

(پنج شنبہ'22۔ جمادی الثانی 1408ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ
لِّيْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَ
الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾
وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْۤ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ
خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾
وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ
وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾

سورۃ الشعرآء آیات75 تا 85

فرمایا تو کیا تم دیکھتے ہو جنھیں پوج رہے ہوo تم اور تمھارے اگلے باپ دادا بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں پروردگار عالمo وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گاo اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہےo اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہےo اور وہی مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گاo اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گاo اے میرے رب! مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیںo اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میںo اور مجھے ان میں جو چین کے باغوں کے وارث ہیںo

وما علینا الا البلاغo

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، چودھری محمد رفیق صاحب کی ایک تحریک استحقاق موخر ہے۔ جی تو چودھری محمد رفیق صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

ھاؤس میں رکن اسمبلی کے رویہ کے خلاف قرارداد

مذمت کی قانونی حیثیت

چودھری محمد رفیق، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اپنی ایک تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کی نشست مورخہ 26 اکتوبر 1987ء کی کارروائی کے دوران سرکاری بنچوں کی طرف سے سرکاری ملازمین کے ترمیمی بل کو پنجاب اسمبلی کے مروجہ قواعد انضباط کار کے منافی طور طریقوں سے منظور کرانے کی کوشش کے خلاف اور سرکاری ملازمین کے حقوق کے تحفظ کے لیے حزب اختلاف کے ارکان نے احتجاجاً اجتماعی واک آؤٹ کیا تھا۔ جن میں میں بھی شامل تھا۔ احتجاجاً واک آؤٹ کرتے وقت میں نے جو احتجاجی الفاظ کہے تھے وہ دراصل ایک انگریزی محاورہ The law is being raped کا اردو ترجمہ ہے کہ قانون اور قانون سازی کے ساتھ زنا کاری ہو رہی ہے۔ یہ الفاظ خالصتاً محاورہ کے طور پر کہے گئے تھے اور خالصتاً احتجاج کی حالت میں کہے گئے تھے۔ حالانکہ میں نے واک آؤٹ کرتے وقت معزز ایوان سے پیشگی معذرت بھی کر لی تھی۔ اس سے مقصد کسی کی دل آزاری نہ تھا اور نہ ہی کسی کی تضحیک مقصود تھی کیونکہ یہ الفاظ کسی بھی معزز رکن سے منسوب نہیں کئے گئے تھے۔ اور نہ ہی کسی کی ذات کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ مقصد صرف یہ جتانا مطلوب تھا کہ قانون سازی کے مروجہ قواعد سے انحراف کیا گیا تھا جو کہ صریحاً قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی اور آئین پاکستان کے آرٹیکل 8 اور قرارداد مقاصد جو کہ آئین کا حصہ ہے، کی خلاف ورزی تھی۔

میرے اور میرے دیگر معزز ارکان حزب اختلاف کے احتجاجی واک آؤٹ کرنے کے بعد میرے سچ بولنے کی پاداش میں میرے خلاف قرارداد مذمت جناب محمد اعظم چیمہ صاحب کی سربراہی میں اور جناب چودھری عبدالغفور صاحب وزیر قانون کی گرم جوشی سے پاس کروانی جو پیشہ کے لحاظ

سے دونوں وکیل ہیں۔ نیز یہ قرارداد مذمت ایوان میں اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر پاس کروائی گئی ہے۔ یہ قرارداد مذمت نہ صرف خلاف ضابطہ تھی بلکہ خلاف قانون بھی کیونکہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 92 کے مطابق یہ قرار داد مذمت ایوان میں پیش ہی نہیں کی جا سکتی تھی۔ نیز جب کہ میں اپنے دیگر معزز ارکان حزب اختلاف کے ساتھ احتجاجاً واک آؤٹ پر تھا تو میری غیر حاضری میں اور مجھے سنے بغیر میرے خلاف قرارداد مذمت پاس کر کے خلاف ضابطہ اور خلاف قانون کارروائی کی گئی جس سے نہ صرف انصاف کا خون کیا گیا بلکہ عملاً یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ یہ معزز ایوان جو مقتدر ادارہ ہونے کا دعویدار ہے' ایوان کے اندر اپنے ہی ایک معزز رکن کے ساتھ انصاف نہیں کر سکا ہے تو وہ ایوان کے باہر کیونکر انصاف مہیا کر سکے گا۔ نیز آئین پاکستان کے آرٹیکل 19, 66 (1), 127 جس کے تحت مجھے ایوان میں آزادی تقریر کا حق حاصل تھا نیز قرارداد مقاصد جو کہ آئین کا حصہ ہے کی بھی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ نیز 27 اکتوبر 1987ء کے تمام قومی اخبارات میں میرے خلاف قرارداد مذمت جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے ۔ میرا اپنا نقطۂ نظر تو کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکا کہ میں نے کیا کہا تھا اور کیا کہنا چاہتا تھا مگر سچ بولنے کی سزا ضرور مل گئی کہ قرارداد مذمت کے ذریعہ میری عزت' شہرت اور وقار کو شدید ٹھیس پہنچائی گئی ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو زیر بحث لایا جائے اور مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! 26 اکتوبر 1987ء کو اس معزز ایوان کی کارروائی Civil Service Rules میں ترمیم کے وقت اس معزز ایوان میں قانون سازی کے مروجہ اصول کو ملحوظ خاطر نہ رکھتے ہوئے Civil Service Rules میں ترمیم کی گئی۔ جس پر حزب اختلاف کے معزز ارکان نے شدید اختلاف کیا کہ ہم لوگ اس ترمیم کا حصہ نہیں بننا چاہتے تھے کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ ایک کالا قانون ہے اور ظالمانہ قانون ہے۔

جناب والا! بعد میں آنے والے وقت نے بھی یہ بات واضح طور پر ثابت کی اور 3 دسمبر 1987ء کے اخبار "نوائے وقت" کے چند ایک اقتباسات میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جس میں Civil Service Rules میں ترمیم پر "ایوان وقت" کی اہم نشست میں یہ قرار دیا کہ Civil Service Rules میں ترمیم غیر قانونی اور شریعت کے منافی ہے۔

جناب والا! ریٹائرڈ جسٹس مسٹر احمد رضا صاحب نے کہا کہ یہ Rule of law کے بالکل منافی ہے۔ جناب والا! (ریٹائرڈ) جسٹس مسٹر شیخ آفتاب حسین صاحب نے کہا کہ قانون سازی کا یہ عمل بدنیتی پر مبنی ہے۔ جس میں آئینی تحفظ کے بعد قانونی تحفظ بھی سرکاری ملازمین سے چھین لیا گیا ہے۔ جناب والا! دیگر دانشوروں کی رائے بھی اسی جیسی ہے۔ افضل حیدر صاحب ایڈووکیٹ نے کہا۔

چودھری محمد صدیق انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! فاضل ممبر میرے خیال میں متعلقہ بات نہیں کر رہے ہیں۔ اپنی تحریک استحقاق کے مطابق متعلقہ بات نہیں کر رہے ہیں۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! میں بالکل متعلقہ بات کر رہا ہوں۔ وہ پس منظر میں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا کہ جن محرکات کی موجودگی میں اپنے ردعمل کا اظہار میرے لیے ضروری ہوگیا تھا۔ یہ چند اقتباسات جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ میں افضل حیدر صاحب ایڈووکیٹ کا حوالہ دے رہا تھا جس نے بھی یہ کہا کہ مقننہ قانون سازی سے نابلد ہوتی جا رہی ہے۔

جناب والا! یہ دو تین اقتباسات ایسے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مقتدر ادارے کے بارے میں' جو کہ قانون سازی کا ایک مقتدر ادارہ ہے بہت سے دانشوروں کی آراء کچھ اچھی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے بہت عجلت کے ساتھ کچھ قانون سازی کرنی شروع کر دی ہے خاص طور پر قواعد کو معطل کرنا' قواعد کو relax کر کے قانون سازی کرنا حالانکہ ضروری یہ ہوتا ہے کہ اس قانون کی تشہیر کی جائے۔۔۔۔۔۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب والا! جو مذمت کی قرارداد ان کے خلاف پاس ہوئی اس کے خلاف بات کریں۔ جب یہ قانون پیش کیا گیا تھا اس پر انہوں نے باقاعدہ تقریریں کیں۔ باقاعدہ اس کی مخالفت کی۔ باقاعدہ اس کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی۔ آج دوبارہ پھر انہیں دہرا رہے ہیں۔ قرارداد مذمت کے بارے میں یہ بات کریں۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! بات قانون سازی کے عمل کی ہو رہی تھی۔ کیونکہ قانون سازی کا ایک مروجہ اصول ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری استدعا ہے کہ اس معزز ہاؤس میں اس معزز ممبر نے جو الفاظ استعمال کئے تھے۔ جن الفاظ کی وجہ سے سارے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا

تھا وہ الفاظ دہرا دیں اور وہ خود فیصلہ کریں کہ کوئی معزز ممبر وہ الفاظ اس معزز ایوان میں معزز ممبران کے خلاف استعمال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری محمد رفیق صاحب' ان الفاظ کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنا مختصراً بیان دیجیے۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! جن حالات میں میں مجبور ہوا کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے گھر' خانہ کعبہ اور مسجد کے بعد میں اس معزز ایوان کو ایک مقدس اور متبرک جگہ تصور کرتا ہوں۔ میں اپنے ایمان کے مطابق یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس معزز ایوان کے فلور پر جو کچھ کہوں سچ کہوں اور سچ کے سوا کچھ نہ کہوں۔

جناب والا! نہ میری کوئی سیاسی مصلحتیں ہیں اور نہ میری کوئی باقی ضرورتیں ہیں کہ میں ان میں دب کر اپنے ضمیر کے مطابق عمل نہ کروں۔ کیونکہ میں عوام کا نائندہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو فرض مجھے سونپا گیا ہے میں اس کو دیانتداری سے اور ایمانداری سے یہاں پر ادا کروں۔

جناب والا! میں اپنے ضمیر کا قیدی ہوں کسی اور کا قیدی نہیں ہوں۔ اس لئے جو کچھ بھی میں اس معزز ایوان میں عرض کرتا ہوں وہ سچ کہتا ہوں کیونکہ قانون سازی کے اس عمل سے قانون سازی کے مراحل کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تھا اور نہ ہی ہمیں حزب اختلاف کو اس پر بولنے کا حق دیا گیا تھا جس پر یہ لازمی تھا کہ ہم لوگ احتجاج کرتے اور احتجاج کرتے وقت میں نے ایک محاورے کا حوالہ دیا۔

MINISTER FOR LAW: Point of order Sir. I would like to attract your attention on the point that while redressing his grievance and claiming his privileges, he is condemning the whole House. The decision taken by the House the legislation passed by the House after a very heated discussion and debate, are being condemned now in order to mitigate and in order to redress his own grievances. I think the whole House should not be condemned like this.

اور یہ کیا ضروری ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہو اور باقی ایوان کا استحقاق مجروح نہ ہو؟ سب لوگ جانتے

ہیں کہ کیا کچھ ہوا۔ کس طرح لوگوں کی پگڑیاں اچھالی گئیں۔ تو یہ اب اپنے کیس کو plead کرنے کے لیے سارے ایوان کی مذمت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ فاضل ممبر اپنا مختصر بیان مکمل کر لیں تو اس کے بعد اپنے جواب میں آپ یہ بات کہہ سکتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قواعد انضباط کار کے حوالے سے بات کہنی چاہتا ہوں کہ اردو کے علاوہ کسی بھی زبان میں بات کرنے کے لیے آپ اجازت کی ضرورت ہے۔ لیکن ہمارے وزیر قانون، جنھیں اپنی قانون دانی کا بڑا زعم ہے، آپ سے اجازت طلب کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے اور انگریزی میں بات کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے کہ ہمارے قواعد و ضوابط میں یہ بات موجود ہے اور اسے ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔ چودھری رفیق صاحب! اپنی بات مکمل کیجیے۔

چودھری محمد رفیق۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی مذمت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں نے محض "ایوان وقت" کی ایک نشست کا حوالہ دیا ہے کہ اس ایوان سے باہر اس ایوان کے بارے میں دانش وروں کی کیا رائے ہے؟ اگر آپ اس کو مذمت سمجھتے ہیں، تو ان لوگوں نے مذمت کی ہوگی، میں تو ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ قانون سازی کے اس عمل کو میں ایک ناپسندیدہ عمل سمجھتا تھا اور ردعمل کے طور پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے میں نے واک آؤٹ کیا تھا اور استعارے کے طور پر ایک انگریزی محاورہ کہا تھا کہ Law is being raped اس کو اردو میں آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قانون، یا قانون سازی کے ساتھ زنا کاری ہو رہی ہے"۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر۔ جناب سپیکر! دہرانے میں کیا انہیں لذت آتی ہے؟

چودھری محمد رفیق۔ جناب والا! اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کرنا ضروری تھا، کیونکہ اُس روز کچھ معزز ارکان یہاں تشریف نہ رکھتے تھے اور جو تشریف رکھتے تھے، میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے کبھی کارروائی میں حصہ ہی نہیں لیا، کبھی سنا ہی نہیں۔ اُس روز بھی میں نے جو کچھ عرض کیا تھا، وہ ان حضرات نے سنا ہی نہ تھا کہ میں نے کیا کہا۔ صرف ایک لفظ کو سن کر وہ بھڑک اٹھے۔ اتفاق

سے اس روز جناب قائد ایوان بھی معزز ایوان میں تشریف رکھتے تھے اور نمبر بنانے والوں نے میرے خلاف دھڑا دھڑ تقاریر شروع کر دیں اور قرارداد مذمت پاس کی۔

جناب والا! اس قرارداد مذمت کے بارے میں' میں اب عرض کرتا ہوں کہ وہ خلاف ضابطہ تھی' خلاف قانون تھی اور اس معزز ایوان میں پیش ہی نہ کی جا سکتی تھی۔ جناب والا! میرے پاس قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب موجود ہیں۔ اس میں سے میں حوالہ دینا چاہوں گا۔ جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے' اس کے متعلق قاعدہ 92 ہے۔ اس کے تحت یہ کوئی مفاد عامہ کی قرارداد نہ تھی جو اس ایوان میں پیش کی جا سکتی۔ دیگر دو صورتیں ہیں۔ نوٹس کی صورتوں میں یہ آ سکتا ہے' قواعد 162 اور 163 یا تحاریک میں قاعدہ 164 یا قاعدہ 165۔ جناب والا! ان قواعد کے تحت بھی یہ قرارداد پیش ہی نہ کی جا سکتی تھی' کیونکہ کسی بھی تحریک کو پیش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا نوٹس دیا جائے اور اس کے لیے سات دن کا تحریری نوٹس لازمی ہوتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جناب سپیکر! کی اجازت سے مختصر نوٹس پر کوئی سوال یا کوئی تحریک پیش کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ نوٹس کی شرائط پوری کی جائیں جو کہ تحریری طور پر اس معزز ایوان میں آنا چاہیے۔ جناب والا! ان شرائط کو پیش نظر نہ رکھ کر قواعد و ضوابط کی بھی قطعی طور پر خلاف ورزی کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک تو قوانین کی رو سے بھی یہ قرارداد اس معزز ایوان میں پیش ہی نہ کی جا سکتی تھی۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جہاں تک مجھے علم ہے کہ ایک قرارداد جس کی معزز سپیکر صاحب اجازت دے دیں' جو ایوان میں پیش ہو جائے اور پاس ہو جائے' اس کو وہ دہرا نہیں سکتے۔ اور سپیکر صاحب کے خلاف نہیں کہہ سکتے کہ انھوں نے پیش شدہ قرارداد منظور کیوں کی؟ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے خلاف قاعدہ کیا' یہ معزز سپیکر پر حملہ ہے' جو اس سارے ایوان کا سپیکر ہے اور اس سارے ایوان کی عزت ہے۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ یہ باتیں نہ دہرائیں۔ کیونکہ یہ بات ہو چکی ہے اور معزز سپیکر صاحب نے اجازت دی۔ وہ تحریک پیش ہوئی اور سب نے اس کو قبول کیا اور سب نے اس کو پاس کیا۔

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر! ابھی چودھری رفیق صاحب اپنا مختصر بیان دے رہے ہیں۔ جب اس کی admissibility پر بات ہو گی تو پھر میرا خیال ہے کہ اس قسم کے دلائل دیے جا سکتے

ہیں۔ اور ہم سب اس کے اوپر بات کریں گے۔

جناب سپیکر، یہ درست بات ہے۔ ابھی چودھری محمد رفیق صاحب اپنا مختصر بیان مکمل کر لیں۔ اس کے بعد admissibility پر بات ہوگی تو اس پر آپ میں سے جو دوست بھی بات کرنا چاہیں گے، میں ان کو اجازت دے دوں گا۔

حاجی جمشید عباس تھہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سبھی دوست باری باری پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں اور جب کوئی بات پوائنٹ آف آرڈر پر کی جائے تو اس کے بعد آپ کو یہ فیصلہ دینا ہوتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر valid تھا یا نہیں۔

جناب سپیکر، آپ نے یہ بہت اچھا نکتہ اٹھایا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ پنجاب اسمبلی میں قواعد انضباط کار پر بہت حد تک عمل ہو رہا ہے اور لوگ اس کو جاننے کی کوشش کر رہے ہیں اور بہت improve کیا ہے۔ تو یہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر procedural matters کے بارے میں اٹھایا جاتا ہے اور پھر اس پر سپیکر کی رولنگ درکار ہوتی ہے۔ لیکن بعض پوائنٹ آف آرڈر ایسے ہوتے ہیں کہ جن پر رولنگ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور جس پر رولنگ کی ضرورت نہیں ہوتی اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ لیکن بعض اوقات چیئر کو ایسے بھی کرنا پڑتا ہے کہ ایک بات جو اچھے taste میں نہ جاتی ہو، اس کو نہ کہنا بہتر ہوتا ہے۔ اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی رولنگ دوں۔ لیکن جہاں رولنگ نہ دوں، اس کو آپ اس انداز میں لے سکتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق انصاری، جناب سپیکر! میرے فاضل رکن کے خلاف ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔ اس قرارداد کے لیے تحریک استحقاق پیش ہوئی اور تحریک استحقاق پر میرے فاضل دوست مختصر بیان دے رہے ہیں اور اس مختصر بیان میں میرے فاضل دوست سپیکر صاحب اور ممبران کے conduct کی، بار بار مذمت کر رہے ہیں اور بار بار کہہ رہے ہیں کہ وہ conduct بہتر نہ تھا۔ تو اب یہ بار بار ایسا کر کے دوبارہ ایسی قرارداد پاس کروانے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے "متعلقہ" ہونے کا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو اس پر کوئی رولنگ آنی چاہیے تھی۔ ان کی طرف سے ایک بات بار بار دہرائی جا رہی ہے کہ ممبر سوئے ہوئے تھے، ممبروں نے پورا سنا ہی نہ تھا اور ممبروں

نے جوش میں آ کر ایسا کر دیا اور ممبروں نے نمبر بنانے کے لیے ایسا کیا۔ تو یہ ممبروں کے خلاف ایک اپنی طرز کا الزام بنتا ہے۔

جناب سپیکر، جناب صدیق انصاری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور میاں محمد رفیق صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنے مختصر بیان کا خیال فرمائیں۔ اب تو وہ مختصر بیان نہیں رہا۔ اور پھر اس بات کا خیال رکھیں کہ ایک قرارداد جو یہاں پاس ہو چکی ہے' اس کے بارے میں نہ آپ چیئر کے کنڈکٹ کو تنقید کا نشانہ بنا سکتے ہیں اور نہ ایوان کے کنڈکٹ پر تنقید کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! میں نے Chair کے conduct کو قطعی طور پر چیلنج نہیں کیا نہ اس پر میں نے کوئی بحث کی ہے اور نہ ہی میں اس بارے میں سوچ سکتا ہوں کہ Chair کے conduct کو چیلنج کروں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو فیصلہ میرے خلاف ہوا' وہ Chair کا فیصلہ نہ تھا اور ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے۔ 26 اکتوبر کی کارروائی کو ملاحظہ فرمالیں یا ٹیپ چلوا کر اس کو سن لیا جائے۔ جناب والا ! آپ نے انتہائی کوشش کی تھی کہ کسی طرح سے ایوان کا موڈ احسن طریقے سے مڑ جائے اور میں اس ضمن میں حاجی جمشید عباس تبسم صاحب' رانا پھول محمد خان صاحب اور راجہ خلیق اللہ خان صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے بہتر طور پر رائے دی تھی۔ اور میں یہ برملا عرض کروں گا کہ ایوان کو اس قسم کے conduct کا قطعی طور پر کوئی اختیار نہیں کہ وہ کسی معزز رکن کی مذمت کر کے اپنی ہی مذمت کرے۔ کیونکہ یہ معزز ایوان اپنے استحقاقات کا custodian ہے۔ یہ ایوان اپنے معزز رکن کے اور سارے ایوان کے استحقاق کا محافظ ہے۔ جناب والا! یہ عجیب بات ہے کہ دنیا کی پارلیمانی تاریخ میں ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی ایوان نے اپنے کسی رکن کے استحقاق کو مجروح کر کے اپنے ہی استحقاق کو مجروح کر لیا ہو۔

جناب والا! جب قواعد میں موجود ہے کہ جب کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! دنیا کی پارلیمانی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔ میرے پاس "May's Parliamentary Practice" "Parliamentary Practice of Kaul's" ہے اس کے علاوہ کوئی معزز رکن یہ ثابت کر دے کہ کسی معزز رکن کے خلاف کسی معزز ایوان نے قرارداد مذمت پاس کی ہو۔ کیونکہ یہ ایوان کے یا ممبران کے استحقاقات کی نفی ہے۔

ایوان اپنے استحقاقات کا custodian ہے نہ کہ وہ خود آپ ہی اپنے کسی ممبر کو condemn کرکے اس کے استحقاق کو مجروح کر کے خود اپنا استحقاق مجروح کرے۔ البتہ یہ اختیار صرف سپیکر کو ہے کہ اگر کسی رکن کا conduct ایوان میں مناسب نہیں ہے تو سپیکر صاحب اس کو سزا کے طور پر باہر نکال سکتے ہیں۔ سپیکر صاحب ممبر کو expel کی سزا دے سکتے ہیں۔ لیکن قرارداد مذمت ایوان پاس نہیں کر سکتا۔ یہ ایوان کے اختیار میں نہیں ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں May's Parliamentary Practice اور Kaul's کی Prliamentary Practice پیش کی ہیں۔ میں نے بھی ان کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ کسی بھی ایوان میں ایسا نہیں ہوا کہ کسی ممبر کے conduct کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی گئی ہو۔ جناب والا! یہ تمام اختیار صرف آپ کو ہے۔ کہ اگر کسی ممبر کا یا میرا ہی conduct درست نہ تھا آپ مجھے باہر نکال سکتے تھے' یا کوئی اور سزا تجویز کر سکتے تھے۔ لیکن اس ایوان کو اس بات کا اختیار نہیں تھا۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب سپیکر! یہ بات کتنی بار کریں گے۔ یہ اس بات کو کتنی بار دہرائیں گے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! یہ بات صحیح ہے۔ اس کی repetition ہو رہی ہے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر، جناب سپیکر! معزز رکن نے May's Parliamentary Pratice اور Kaul's Parliamentary Pratice کا حوالہ نہیں دیا بلکہ انہوں نے کتابیں دکھائی ہیں۔ حوالہ دیں۔

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر! ملک صاحب کہہ رہے ہیں کہ کتابیں دکھائی ہیں حوالہ نہیں دیا ہے۔ اگر وہ حوالہ دینا شروع کر دیں تو انہیں بڑے صبر کے ساتھ سننا پڑے گا۔

چودھری محمد رفیق، جناب والا! میرا صرف اعتراض یہ تھا کہ کسی ممبر کے conduct کے خلاف اختیار صرف Chair کے پاس ہیں۔ میرا جناب والا! دوسرا اعتراض یہ ہے کہ کسی کو بغیر سنے سزا دینا آئین پاکستان اور اسلامی روح کے خلاف ہے' اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اور اس پر سپریم کورٹ کا فیصلہ موجود ہے جس میں سپریم کورٹ نے حوالہ دیا کہ بغیر کسی کو سنے کسی بھی قسم کی کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ جناب والا! اس کے بعد میں آئین پاکستان کی دفعہ پڑھتا ہوں کہ جس نے مجھے یہ استحقاقات دے رکھے ہیں اس میں سے یہ حوالہ دینا چاہوں گا۔ آرٹیکل 19 ہے (1) 66 ہے 147 کو 2-الف اور 4-الف کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ جس میں جناب والا! قرارداد مقاصد جو آئین کا حصہ ہے

اس میں مجھے تحریر و تقریر کی مکمل آزادی دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ preamble کی 2-الف ہے جس کا میں نے ذکر کیا میں جناب کے گوش گزار کرتا ہوں۔ اس میں خاص طور پر لکھا ہے۔

Paras 4 and 8 of the Preamble to the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan states:

"Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed;"

"Wherein shall be guaranteed fundamental rights, including equality of status, of opportunity and before law, social, economic and political justice, and freedom of thought, expression, belief, faith, worship and association, subject to law and public morality.

Article 4 (2) (a) of the Constitution lays down

"no action detrimental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in accordance with law,"

Similarly Article 19 of the Constitution reads

"Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression, and there shall be freedom of the press, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam or the integrity, security or defence of Pakistan or any part thereof, friendly relations with foreign States, public order, decency or morality, or in relation to contempt of court[commission of] or incitement to an offence".

جناب والا! آرٹیکل 67-الف اور 147-الف ہے اس میں پارلیمنٹ کے بارے میں بھی یہی لکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کو بھی وہی تصور کیا جائے۔ جناب والا! آئین نے بھی مجھے پوری ضمانت دی ہے۔ anything said in the House کو morality or decency آپ استعمال کر سکتے ہیں۔ میں آخر میں یہ بات عرض کروں گا۔ anything said subject to law decency or morality میں نے جو لفظ

استعمال کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں استعمال کیا ہے اور وہ ناپسندیدہ عمل کے خلاف زنا یا زناکاری کا سزا کے طور پر قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ یہ ناشائستہ لفظ ہے۔ تو نعوذ باللہ آپ اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک کو بھی condemn کریں گے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ زیب نہیں دیتا کہ ایک قرآنی لفظ جو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یہ اس کی مثال دیں۔ یہ لفظ جو انہوں نے استعمال کیا ہے جو لوگ زنا کرتے ہیں وہ سزا کے مستحق ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ نہیں ہیں۔ مگر وہ یہاں پر ظاہری طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ پردے ہوتے ہیں پردے میں رہنا ہوتا ہے۔ یہ اس لفظ کو بار بار استعمال کر رہے ہیں ان کو روکا جائے۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! میں اس لفظ کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اور اس کو قرآن پاک میں سزا کے طور پر استعمال کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ ایک ناپسندیدہ عمل کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس کی سزا بھی مقرر کی۔ جناب والا! اسی ایوان میں law & order پر بہت سی بحثیں ہوئی ہیں۔ اور اس لفظ کا ان تقاریر میں بار بار استعمال ہوا اور یہ لفظ اخبارات میں بھی آتا ہے اور اس پر اداریے لکھے جاتے ہیں۔ جناب والا! میں نے بھی ایک تشبیہ کے طور پر، ایک استعارے کے طور پر، محاورے کے طور پر اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر کوئی نازیبا اور ناشائستہ لفظ اس معزز ایوان میں نہیں کہا اور نہ میں نے کسی معزز رکن کے بارے میں یہ کہا اور نہ میں نے اس معزز ایوان کے بارے میں یہ کہا اور نہ میں نے اس معزز ایوان یا کسی معزز رکن کو ملوث کیا ہے۔ وہ ایک ناپسندیدہ قانون سازی کا عمل تھا اس ناپسندیدہ قانون سازی کے عمل کے خلاف واک آؤٹ کرتے وقت اپنے ایک ردعمل کے طور پر میں نے یہ ضرور کہا کہ law is being raped چونکہ یہ ایک ناپسندیدہ عمل تھا اور محاورے کے طور پر میں نے جو بات کہی تھی وہ اتنی سنگین نہ تھی کہ معزز رکن کے خلاف یہ معزز ایوان قرارداد مذمت پاس کرتا اور اس کا استحقاق مجروح کر کے خود اپنا ہی استحقاق مجروح کرتا اور جناب والا! آخر میں-----

MIAN MUHAMMAD AFZAL HAYAT: Sir, the House is not in order.

MR. SPEAKER: Order please. No cross talk please.

چودھری محمد رفیق ، جناب والا! اس دنیا میں سچ بولنے والوں نے جو سزائیں پائی ہیں اس کی مثالیں کچھ کم نہیں ہیں۔ سب سے پہلے میں حوالہ دوں گا کہ جن لوگوں نے سچائی یا سچ بولنے کی سزائیں پائی ہیں اس میں آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام لے سکتے ہیں۔ انہوں نے سچائی کے لیے شہید ہونا قبول کیا۔ اس سلسلے میں برصغیر کی جنگ آزادی کے بہت سارے نام ایسے ہیں جن کو بطور حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ غازی علم دین شہید کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ کوئی دور کی بات نہیں ہے کہ جنہوں نے سچ بولنے پر اپنی گردن کٹوانا بھی قبول کر لیا۔ جناب والا! اسی طرح سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ مشہور یونانی فلاسفر نے بھی اپنے عوام کے لیے سچائی کے نام پر زہر کا پیالہ پی لیا تھا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے لاکھوں ملازم بھائیوں کے لیے' ان کے نام پر اور سچائی کے نام پر یہ زہر کا پیالہ پی لیا ہے۔ جناب والا! آخر میں میں اس معزز ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے اس معزز ایوان میں بحث کی جائے یا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیا جائے۔ جناب والا! اگرکسی فنی بناء پر اس کو خلاف ضابطہ بھی کروانے پر یہ معزز ایوان مصر ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کلنک کا ٹیکہ اگر ماتھے پر لگا رہنا ہی پسند چاہے تو بصد شوق لگا رہنے دیں۔ بہت بہت شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، جناب لاءمنسٹر صاحب اس پر کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر قانون، جناب والا! مجھے اپنے فاضل دوست سے پوری ہم دردی ہے۔ ناخوشگوار فریضہ جو میرے ذمے اس ہاؤس میں ہے مجھے احساس ہے کہ کچھ لوگوں کو ناگوار گزرتا ہے لیکن میرے ذمے یہ فرض ہے کہ میں جو حقائق اور قانون کے مطابق معاملہ ہو اسے اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں۔ جہاں تک ان کی اس تحریک کا تعلق ہے میں اس کی legality یا illegality پر بات کروں گا۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ ہاؤس تھوڑا سا in order کیا جائے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں اپنے آپ کو اس حد تک محدود رکھوں گا کہ جو باتیں رفیق صاحب نے کی ہیں ان کی جو legality ہے یا قانونی حیثیت ہے کہ کیا ہاؤس کو یہ اختیارات حاصل تھے کہ جو کارروائی اس دن ہوئی وہ درست تھی یا غلط تھی۔ لیکن یہ بات کہ ہاؤس کی

کیارائے ہے ؟ کیا وہ condemnation کی قرارداد برقرار رہنی چاہیے ؟ یہ معاملہ رفیق صاحب کا اور ہاؤس کا ہے۔ لیکن جو حقائق ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات میں ضرور عرض کروں گا کہ میرا خیال ہے کہ اس دن جو ہاؤس کا ماحول تھا وہ اب بھی اگر ہم اپنی نظروں کے سامنے لانے کی کوشش کریں تو اس بارے میں میں ایک دفعہ پھر جسارت کروں گا کہ ہاؤس جس طریقے سے اس دنbehave کر رہا تھا اس میں ہمارے چند فاضل ممبران جن میں رفیق صاحب بھی تھے۔ ان کا conduct جس طریقے سے تھا یا جس طرح اس ہاؤس کی تضحیک کی جا رہی تھی یا لوگوں کو جس طرح مختلف ناموں سے پکارا جا رہا تھا حتیٰ کہ اس ملک کی وزیراعظم۔ اس ملک کا صدر۔ اس صوبے کا وزیراعلیٰ بھی اس زد سے نہ بچ سکے۔ بلکہ personal allegations against the persons. انفرادی طور پر لوگوں کے خلاف الزام لگانا اور پگڑی اچھالنا اور جس طریقے سے فاضل ممبران کی تضحیک کرنا۔ بے عزت کرنا اور یہ ایک وتیرہ تھا جس کے مطابق یہ پورا ماحول چل رہا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ وہ ایک واحد واقعہ نہیں تھا جس کی بناء پر یہ کارروائی عمل میں آئی لیکن متواتر اورمسلسل ایسی باتیں ہو رہی تھیں جو ہاؤس کے تقدس کے خلاف تھیں۔ اور کسی بھی Parliamentary Practice کے مروجہ اصولوں کے مطابق نہیں تھی۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی دکھ کی بات ہے کہ جو کچھ ہوا اور مجبوراً ہاؤس کو ایسا کرنا پڑا۔ اس ہاؤس کوin order کرنے کے لیے اور اس میں شرافت لانے کے لیے۔ اس میں کوئی اصول وضع کرنے کے لیے کہ ہاؤس میں سب لوگوں کی عزت برابر ہے چاہے وہ حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوں چاہے وہ گورنمنٹ کے بنچوں پر بیٹھے ہوں۔ ہمیں سب کا تقدس برقرار رکھنا ضروری ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ اس فقرے کی طرف دلانا چاہوں گا جو وزیر موصوف نے ادا کیا ہے۔ جس سے اس ایوان کا مزید استحقاق وہ خود مجروح کر رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایوان میں شرافت لانے کے لیے ہم نے ایسا کیا۔ تو کیا اس سے پہلے ایوان میں شرافت نہیں ہے ؟ جناب سپیکر! ایک اس عمل سے ایوان میں شرافت آئی تھی؟ آپ دیکھیں اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پہلے اس میں شرافت نہیں تھی اور اب ہم نے شرافت لانے کے لیے ایسا کیا ہے۔

وزیر قانون، جی۔ چند ممبران جس طرح behave کر رہے تھے۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ یہ

لیا جاتا اور ان کو یہ پتا چلتا کہ اس میں لوگوں سے شرافت سے برتا جائے۔ اس کے مطلب کا action
آپ کو اچھی طرح سے علم ہے کہ کن لوگوں کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے۔ جو لوگ اس کے مطابق نہیں کرتے اور دوسروں کی پگڑیاں اچھالتے ہیں یا ہاؤس میں بیٹھ کر لوگوں کی تذلیل کرتے ہیں ان کو اس فعل سے روکا جائے۔ ہمارا مقصد یہ ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف بڑے ذمہ دار آدمی ہیں اور ان کی زبان یقیناً ہاؤس میں بڑی مہذب اور بڑی خوبصورت ہونی چاہیے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ایسے الفاظ جو استعمال کرتے ہیں ان کے ڈوئل اور ذبل معنی نکلتے ہیں تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہاؤس میں پہلے شرافت نہیں ہے اور شرافت لانے کے لیے یہ کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ انہیں ذرا بچے تلے---

جناب سپیکر، آپ نے جو بات محسوس کی ہے وہ آپ نے point out کر دی ہے؟

جناب فضل حسین راہی، جی جناب سپیکر!

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں۔ جناب لامنسٹر!

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ایک اجتماعی مروجہ اور کافی عرصے سے ایک ایسا conduct اور ایک ایسا فعل مسلسل چل رہا تھا اس کے خلاف ایک ہاؤس کی آواز تھی اور اس کے مطابق یہ ضروری سمجھا گیا اور میرا خیال ہے کہ اس دن انتہا ہوگئی اور جو کچھ اس دن ہو رہا تھا وہ ایک انتہا تھی جس کے بعد ہاؤس کو یہ react کرنا پڑا اور اس reaction کے تحت یہ سب کچھ ہوا۔ اور اب رہ گئی بات یہ کہ کیا جو نظائر جو precedents اس ہاؤس کے سامنے پیش کئے گئے ہیں کہ اس کے مطابق یہ ہاؤس کی کارروائی غیر قانونی تھی۔ ایک تو یہ ہے کہ ہاؤس کی اس پاور کو چیلنج کیا گیا ہے کہ ہاؤس کے پاس ایسے اختیارات موجود نہیں ہیں۔ اس بارے میں چند نظائر پاکستان کے دستور سے دیے گئے۔ پارلیمینٹری پریکٹس سے کوئی عبارت پڑھ کر کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور جناب سپیکر! آپ کے اختیارات اور ہاؤس کے اختیارات کو چیلنج کیا گیا کہ اس دن جو کچھ ہوا وہ غلط ہوا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ تک کہنے کی جسارت کی گئی کہ جو کچھ اس دن قانون سازی کی گئی وہ ہاؤس نے غلط کیا۔ اور ایوان کا ایک ایسا فعل جو انہوں نے legislature کے طور پر یہاں کیا اس کو condemn

کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور پورے ہاؤس کے اس دن کے عمل کو زیر بحث لا کر غیر قانونی کہہ کر condemn کہہ کر میں سمجھتا ہوں پورے ہاؤس کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے۔ استحقاق ان کو مجروح نہیں ہوا بلکہ استحقاق پورے ہاؤس کا مجروح ہوا ہے۔ جس طرح کہ اپنے کیس کو plead کرنے کے لیے انہوں نے اپنی نظائر دینا پسند کیں۔ اب میں یہ عرض کرنا پسند کروں گا کہ جو میرے سامنے نظائر دیے گئے ہیں اس میں ایک تو یہ ہے آرٹیکل 4 جس کے تحت ایک fundamental right ہے جو ہر شہری کا حق ہے اور اس میں فاضل ممبر اپنے آپ کو بھی شمار کرتے ہوئے کہ ہاؤس کے اندر ممبران کو بھی وہی مروجہ اور وہی fundamental rights حاصل ہیں جو کہ تمام شہریوں کو حاصل ہیں۔ اور section-4 یہ ہے----

> "4 . (1)To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen, wherever he may be, and of every other person for the time being within Pakistan".

اور اس میں کلاز 2-بی کا بھی ذکر ہے۔ تو میں عرض کرنا چاہتا تھا۔

To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with the law is the inalienable right of every citizen of Pakistan and no doubt is also the right of every member of the House.

اب یہ بات رہ گئی کہ اسی طریقے سے آرٹیکل 69 کو refer کیا گیا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک آرٹیکل 19 اس ایوان کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا ہے میرا خیال ہے کہ وہ خود ہی بڑا واضح ہے۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے آرٹیکل 4(2)(a) کا حوالہ دیا تھا اور جناب وزیر قانون نے آرٹیکل 4(2)(a)-اے جس کا میں نے حوالہ دیا تھا وہ نہیں پڑھا۔ انہوں نے آرٹیکل 4(1) پڑھا ہے میں نے آرٹیکل 4(2)(a) کا حوالہ دیا تھا جس میں یہ ہے۔

> 4(2)(a) no action detrimental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in

accordance with law;

اس میں جناب والا! reputation involve ہے کہ میرے خلاف قرارداد مذمت پاس کرکے میری شہرت کو نقصان پہنچایا گیا میں نے آرٹیکل 4(2)(a) کا حوالہ دیا تھا۔ اور یہ میں نے وزیر قانون کی اطلاع کے لیے عرض کیا ہے۔

وزیر قانون، میرا خیال ہے۔ That is very clear that

"no action detrimental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in accordance with law".

میں عرض کروں گا کہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ قانون کو جیسے مرضی استعمال کریں اور آپ کے خلاف کسی بھی قانون کے تحت کوئی ایکشن نہ لیا جائے یہ کہیں نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی آدمی کا فعل ان مروجہ norms اور ان مروجہ اصولوں کے مطابق جو پریکٹس ہے اگر وہ فعل ان کے خلاف جائے گا۔

Then the House has the right to condemn that person and to take action within the rights.

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو آرٹیکل 19 کا حوالہ دیا گیا ہے اس کو میں ایک دفعہ پھر جناب کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

Article-19 reads as under:

"That every citizen have the right to freedom of speech.....".

یہ جو تحریر و تقریر کی آزادی ہے یہ اس کے بابت ہے۔

and expression, and there shall be freedom of the press, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam or the integrity, security or defence of Pakistan or any partthereof, friendly relations with foreign States.. ...

اب جناب اس کا ملاحظہ فرمائیں۔

"..... Public order, decency or morality, or in relation to contempt of court. ..."

اس میں واضح الفاظ یہ ہیں کہ public order, decency or morality. جو تحریر و تقریر کی آزادی حاصل ہے that subject to public order, decency, morality. اور جو اخلاقیات یہاں بیان کئے گئے ہیں جس کے تحت تقریر و تحریر کی آزادی بتائی گئی ہے اس میں مدرویدر آزادی کسی جگہ بھی کسی دستور کے مطابق نہیں ہے تو یہ آرٹیکل19 اور 22 کا بھی اشارہ اسی طرح سے دیتے ہیں تو میں عرض کروں کہ ہمارے روز اس بارے میں کیا کہتے ہیں اگر جناب والا! ہمارے قواعد و ضوابط کے رول176 کا ملاحظہ فرمائیں گے تو تحریر و تقریر پر کچھ limitations لگائی گئی ہیں اور کچھ مروجہ اصول وضع کئے گئے ہیں میں (2) 176 کے بارے میں عرض کروں گا اس میں یہ کہا گیا ہے کہ

176 (2) A member while speaking shall not-

(a) discuss any matter which is sub-judice in a Court of Law in any part of Pakistan;

(b) reflect upon the President or the Governor in his personal capacity;

Provided that nothing in this sub-rule preclude any reference , subject to the provisions of the Constitution , to the President or the Governor in relation to any act done in his official capacity;

(c) criticise the working of the Assembly Secretariat,

(d) make a personal charge against a member, Minister or the holder of a public office, except in so far as it may be relevant in regard to the matter before the Assembly;

(e) utter treasonable or defamatory or unparliamentary words, or make use of offensive expressions; or

(f) use his right or speech for the purpose of wilfully and presistently obstructing the business of the Assembly.

جناب والا! یہ رولز موجود ہیں کہ public order, decency or morality کے اندر رہ کر بات کی جائے لیکن جب کسی کی عزت بھی ایوان کے اندر محفوظ نہ ہو اور ہر آدمی کی ذات پر اس طرح سے attack شروع ہو جائے اور پورے ایوان کی فضا کو خراب کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس دن اس کی انتہاء ہوئی اس بارے میں یہ کہنا کہ ایوان کو اس بارے میں یہ اختیارات نہیں تھے یہ بات تو قطعی غلط ہے اور میری سمجھ میں تو یہ بات آتی تھی کہ چودھری رفیق صاحب اگر ایوان میں آتے بھی تو ان کو ایوان میں آکر یہ کہنا چاہیے تھا کہ جو بات اس دن ہوئی اس پر مٹی ڈالی جائے اور پاؤں سے معذرت کرتے اور معافی طلب کرتے کہ جو کچھ ہوا اس کو ختم کریں تو جناب والا! یہ تو اور بات تھی۔ اور اپنے فعل کو justify کرنا اور ایسے indecent اور ummoral کو جس کے تحت پورے پاؤس کی feelings injure ہوئیں لوگوں کو بینڈ ماسٹر تک کہا گیا کسی کے بارے میں پتہ نہیں کیا کچھ کہا گیا اور عجیب عجیب الفاظ سے پکارا گیا ان تمام ایسی باتوں کی موجودگی میں یہ ساری باتیں کہنا اور اپنے فعل کو justify کرنے کی کوشش کرنا۔

چودھری محمد رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ جناب وزیر قانون صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ درست نہیں میرے بارے میں یہ جو تمام باتیں منسوب کر رہے ہیں۔ آپ یا تو 26-اکتوبر کی کارروائی ملاحظہ فرمالیں یا پھر آج تک جتنے بھی سیشن ہو چکے ہیں ان کی کارروائی کو ملاحظہ فرمالیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں ایک دو لائنوں میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اور یہ ان کی تحریک استحقاق کے بارے میں ہے--

جناب سپیکر، نہیں! پہلے وزیر قانون صاحب اپنی بات مکمل کر لیں پھر اس کے بعد آپ فرمالیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میرے خیال میں وہ اپنی بات ختم کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' کیا آپ اپنی بات مکمل کر چکے ہیں؟

وزیر قانون، نہیں جناب والا! ابھی تو میں نے عرض کرنا ہے۔

جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ میں تو یہ باتیں صرف اس حد تک عرض کرنا چاہتا تھا کہ میں نے نہ تو یہ بات کسی کا نام لے کر منسوب کی لیکن اس دن جو باتیں کہی گئیں میں تو ان کا reference دے رہا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس دن جو کچھ ہو رہا تھا اس کو کنڑول کرنا لازمی تھا جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ اب جناب والا! ہاؤس کی اپنی مرضی ہے کہ آیا ان کے فعل کو justify کر دیں تو I have no objection. کیونکہ یہ ہاؤس کا معاملہ ہے میرے فاضل دوست کا معاملہ ہے اس کے مطابق اس کو دیکھ لیا جائے اور پھر اس کو زیر بحث لایا جائے اور ہاؤس کی رائے معلوم کر لی جائے۔ اگر جناب والا! ایک گھنٹہ گزر نہیں گیا تو پھر تو اسے ابھی کر لیا جائے یا پھر چونکہ ابھی باقی کارروائی کرنی ہے۔ لیکن جناب والا! میں عرض کروں گا کہ تمام ہاؤس کو اس پر بولنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ ایک طرف تو ان کا کیس ہے کہ تمام ہاؤس غلط تھا اور میں صحیح تھا۔اور دوسری طرف ان کا یہ کیس ہے کہ اس دن جو کچھ ہوا وہ غلط ہوا اور جو کچھ میں نے کیا وہ صحیح کیا۔ تو ان کے اس stand کی روشنی میں تمام اصحاب کی رائے لے لی جائے اور ان کو بولنے کا موقع دیا جائے۔ تو اس پر بات ہوسکتی ہے۔

جناب سپیکر، جی میاں صاحب' آپ اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی' آپ ارشاد فرمائیے۔

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! پارلیمانی روایات کے اندر یہ ایک مسلسل عمل ہے اور ہم اسی وقت کچھ سیکھتے ہیں جب کچھ دشواریاں پیش آتی ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سہواً یا عمداً یا کسی وجہ سے کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور اس کے پھر کچھ reactions ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کے لیے بھی وہی موقع ہوتا ہے کہ جب اس پر بحث کر کے اس کے اوپر پورا thrash کر کے اس چیز کے بارے میں دیکھا جائے کہ ہم نے جو پہلے قدم اٹھایا تھا وہ کہاں تک ٹھیک تھا یا نہیں ٹھیک تھا اور آئندہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اس لیے جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا پوائنٹ ہاؤس میں آیا ہے۔ کہ جس کے اوپر ہمیں بغیر کسی ہٹ دھرمی کے اور بڑے ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنا چاہیے اور

گھبرانا نہیں چاہیے چاہے اس کے اوپر ہمارا کچھ وقت بھی لگ جائے تاکہ ہم کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ جناب والا! چودھری رفیق صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے' یہ ایک قرارداد یہاں پر پیش ہوئی اس کے متعلق ہے۔ قواعد کے تحت قراردادیں 93,92,91 سے لے کر 103 تک ہیں۔ اس کا Chapter VII ہے۔ جناب والا! اگر قراردادوں کو دیکھا جائے تو دیکھنا یہ ہے کہ کس قسم کی قراردادیں ہم یہاں پر لا سکتے ہیں اور ان قراردادوں کو لانے کا طریق کار کیا ہے اگر کسی ممبر کے خلاف ہاؤس کوئی کارروائی کرنا چاہتا ہے تو وہ کارروائی کیا ہوسکتی ہے ؟ کیونکہ ہمارا یہاں بنیادی مقصد قانون سازی ہے اگر ایک ادارہ جو کہ قانون ساز ادارہ ہے اور وہ قانون سازی کرتا ہے تو اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جو بھی کام کرے قانون کے مطابق کرے اس لیے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اگر ہاؤس کو کسی فاضل ممبر سے کسی وجہ سے یا اس کے کسی طریقہ کار سے کوئی اعتراض بھی ہے تو وہ کیا کر سکتے ہیں ؟ اور قرارداد جو ہے وہ اگر پاس ہوئی ہے تو وہ کیا ہے اور ہم قرارداد کے موضوع کو پاس کر سکتے ہیں اور اس کے پاس کرنے کے کیا کیا مراحل ہیں اور اگر ان مراحل سے ہم ہٹ کر چلتے ہیں تو اس کے کیا نتائج ہیں۔

جناب والا! سب سے پہلے قاعدہ نمبر 91 میں ہے۔

> Rule 91. Subject to the provisions of these rules, any member may move a resolution relating to a matter of general public interest.

قرارداد ان چیزوں پر آ سکتی ہے جو کہ general public interest کے متعلق ہوں۔ چاہے وہ نیشنل ہوں یا انٹرنیشنل ہوں یا کسی لوکل چیز کے متعلق کوئی public interest arise ہو رہا ہو اس پر آ سکتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو قرارداد ہے یہ رول نمبر 91 کے تحت بھی نہیں بنتی۔ اس کے بعد رول نمبر 92 یہ ہے۔

> Rule 92 (1) A private member who wishes to move a resolution shall give seven days' notice of his intention to do so and shall submit, together with the notice, a copy of the resolution which he intends to move.

اسی طریقے سے رولز92-91 کے تحت اگر وزیر نے قرارداد پیش کرنی ہے تو اسے تین دن کا نوٹس دینا پڑے گا اور یہ ساری چیزیں کرنی پڑیں گی۔ اگر ہم ان قواعد کو کسی وجہ سے معطل کرانا چاہتے ہیں اور کوئی قرارد داد پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے بھی ایک قرارداد پیش کرنی پڑتی ہے اور قرارداد پیش کر کے قواعد معطل کر کے پھر سات دن یا چار دن یا ایک دن یا دو گھنٹے میں اگر قرارداد پاس کرنی ہے تو پہلے یہ قرارداد پیش ہونی چاہیے کہ۔۔۔ .We suspend rule 92 یہ آپ کے اختیار میں ہے لیکن یہ واضح طور پر معطل ہونی چاہیے۔

جناب والا! پچھلے دنوں ہم نے گولڈن جوبلی کی تقریبات منائیں۔ وہاں بھی ایک قرارداد پہلے پاس ہوئی کہ جناب سپیکر کو اختیارات دیے گئے اور اس کے تحت قواعد معطل کئے گئے۔ اگر ہم نے قواعد معطل کرنے ہیں، اگر ہم نے رولز کے علاوہ کوئی بات کرنی ہے تو اس کے لیے بھی ایک واضح قرارداد آنی چاہیے کہ یہ ایک طریقہ کار ہے اور ایک روایت ہے۔ یہ ایک قرارداد کے متعلق بات تھی لیکن اگر ایک ممبر کو قطع نظر اس کے کہ .Without going into the merits of the case کہ کیا ان کا رویہ ٹھیک تھا یا ان کے الفاظ پارلیمانی تھے یا نہیں تھے اس سے قطع نظر جناب والا! اگر کسی ممبر کا رویہ اس قسم کا ہے جس کے اوپر ہاؤس کو یا سپیکر کو اعتراض ہے تو اس کا بھی ایک اپنا طریق کار الگ ہے۔ اس کے متعلق چیئر اپنی رولنگ دے سکتی ہے۔ چیئر اس کو سزا دے سکتی ہے لیکن کوئی ایسا طریق کار نہیں ہے کہ قرارداد پیش کی جائے۔ اس کے علاوہ جناب والا! میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ اعتراضات اٹھانے کا اس وقت موقع نہیں تھا کیونکہ اس وقت حزب اختلاف نے walk out کیا ہوا تھا اگر یہ قرارداد پیش ہونی بھی تھی تو پھر بھی اسے morally دوسرے دن تک موخر رکھ لینا چاہیے تھا تاکہ اس کے اوپر بات ہوتی اور فاضل ممبر کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقع ملتا۔ پھر بھی اگر ہاؤس یہ سمجھتا ہے کہ یہ غلط ہے اور فاضل ممبر کا رویہ اس قسم کا تھا یا ان کے الفاظ اس قسم کے تھے کہ جن کے خلاف ہاؤس کو اعتراض ہے تو پھر اس کو جو سزا تجویز کرنی چاہیے تھی وہ ایک الگ بات ہے۔ جناب والا! ایک تو یہ unheard case تھا۔ یہ قرارداد کے ذریعے نہیں ہو سکتا تھا۔ قرارداد جو تھی وہ بھی غلط طریقے سے پاس کی گئی کیونکہ اس کے لیے پہلے قواعد معطل نہیں کیے گئے۔ میں خدانخواستہ چیئر کے فیصلے پر بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک بات ہے۔ پھر چودھری رفیق صاحب کے کلمات کی بات آجاتی ہے جس کے متعلق وہ خاصے واضح طور پر اپنی بات کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری محمد اقبال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا قائد حزب اختلاف سپیکر کی رولنگ کو ہاؤس میں زیر بحث لا سکتے ہیں۔ جو رولنگ چیئر نے دے دی ہے اس کے مطابق قرارداد put ہوئی اور وہ قرارداد پاس ہو گئی۔ کیا اس کے بعد سپیکر کے conduct کو ہاؤس میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے---

وزیر قانون، جناب والا! یہی بات میں کہنے والا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو بات کہی ہے---

حاجی جمشید عباس تھہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی ایک عرض کی تھی کہ جب کوئی فاضل ممبر پوائنٹ آف آرڈر raise کرتے ہیں تو آپ کو اس کا جواب دینا چاہیے نہ کہ لاء منسٹر کو دینا چاہیے۔ ابھی چودھری صاحب نے آپ سے بات کی ہے اور آپ نے ابھی اس کا جواب نہیں دیا تو ایک لمحہ بھی انتظار کیے بغیر وزیر قانون نے بات شروع کر دی ہے۔ اس لیے یہ طریقہ کار جو ہے یہ غلط ہے کہ جب ہم کوئی آپ سے بات کریں تو اس کا جواب آپ ہی کو دینا چاہیے---

وزیر قانون، اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ----

We have to reply to the new points.

جناب سپیکر، جی آپ ضرور بات کیجئے گا۔ چودھری محمد اقبال صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں جو بات point out کی ہے کہ کیا یہاں ہاؤس میں چیئر کی رولنگ کو discuss کیا جا سکتا ہے تو وہ بات واضح ہے کہ چیئر کے conduct کو یا رولنگ کو ہاؤس میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ تو یہ بات قائد حزب اختلاف کے یقیناً ذہن میں ہوگی اور میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کوئی ایسی بات کریں یا ان کا کرنے کا ارادہ ہو جس سے چیئر کے decision کو یا رولنگ کو وہ زیر بحث لانا چاہتے ہوں۔

میاں محمد افضل حیات، جناب والا! میں نے پہلے ایک لفظ خاص طور پر استعمال کیا ہے جناب چودھری اقبال صاحب نے شاید سنا نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے کہ خدانخواستہ میرا یہ کوئی مقصد نہیں ہے کہ میں چیئر کی رولنگ کو زیر بحث لاؤں۔ جناب والا! مقصد یہ ہے کہ اس وقت یہ کیس کیونکہ unheard گیا تھا اس وقت دوسری طرف سے نقطہ نظر جو ہے وہ پیش نہیں کیا جا سکا اور جب کوئی بھی بات unheard ہو اور اس کو صرف ایک ہی طرف سے argue کیا گیا ہو تو پھر پوری طرح دونوں پہلو سامنے نہیں آتے۔ میں صرف اس لیے عرض کر رہا ہوں۔ میں صرف آپ سے دوسرے طریقے سے ایک یہ بھی request کر سکتا ہوں کہ جیسا کہ عدالتی نظام میں ہوتا ہے کہ اگر

ex-party decision ہو جائے تو پھر عدالت سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ جناب والا! یہ کیس چونکہ ex-party ہوا ہے اس کو آپ پھر سے review کریں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ عدالت میں بھی اس کو چیلنج نہیں کیا گیا لیکن اگر کوئی مسئلہ ex-party decision ہو جائے۔ دوسرا نقطۂ نظر کسی وجہ سے پیش نہ ہو سکا ہو تو پھر عدالت سے جس طریقے سے review کی درخواست کی جاتی ہے کہ اس کے اوپر نظرثانی کی جائے میں اس طریقے سے چیئر سے یہ تو ضرور درخواست کر سکتا ہوں کیونکہ اس وقت ہمارا نقطہ نظر آپ کے سامنے پیش نہیں ہو سکا اس لیے اس کے اوپر بھی نظر ثانی کی جائے۔ جناب والا! اگر کوئی بات بعد میں سامنے آئی تو میں پھر عرض کر دوں گا ابھی اس پر اکتفا کروں گا۔

جناب نعیم حسین چٹھہ، جناب والا! جیسا کہ چودھری رفیق صاحب نے یہ جو تحریک پیش کی ہے کہ قرارداد مذمت جو کہ 26 اکتوبر کو اس معزز ایوان نے پاس کی ہے اس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی اس معزز ایوان کا استحاق بھی مجروح ہوا ہے۔ جس نے متفقہ طور پر اسی قرارداد کو پاس کیا ہے۔ مجھے ان کے اس آخری فقرہ سے اختلاف ہے۔ ان کا ذاتی استحقاق تو مجروح ہو سکتا ہے لیکن اس ایوان کا استحقاق متفقہ قرارداد کو پاس کرنے کے بعد اس وجہ سے مجروح نہیں ہو سکتا ہے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس متفقہ قرارداد کو پاس ہونے کے بعد چیلنج کرنے سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ اور یہ میاں صاحب اب دوبارہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے بہت سارے دانشوروں کی کوٹیشنز اور citations کا ذکر کیا ہے۔ تو میں جیسا کہ سمجھا ہوں' انہوں نے خود بھی دیکھا ہوگا کہ جو کچھ انہوں نے نا زیبا الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس کا سیاق و سباق کچھ اور تھا اور جس کا ریفرنس دے رہے ہیں وہ کچھ اور تھا۔ اس لحاظ سےمیں سمجھتا ہوں کہ انہیں اپنے اس conduct اور اس قرارداد کو چیلنج نہیں کرنا چاہیے البتہ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کرنا چاہیں تو اس ایوان سے گزارش کریں کہ اگر میں نے نا زیبا الفاظ استعمال کیے تھے تو ایوان اس پاس شدہ قرارداد کو براہ مہربانی واپس لے لے یا اس پر نظرثانی کرے لیکن انہیں اس بات پر مصر اوربضد نہیں ہونا چاہیے کہ ایوان کا وہ 26 اکتوبر والا فعل اور قرارداد جو پاس کی گئی ہے وہ غلط تھا اور پروسیجر کے خلاف تھا' غیر قانونی تھا اور غیر شرعی تھا یا غیر اخلاقی تھا میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں' اس لحاظ سےمیں یہ

گزارش کروں گا کہ یہ تحریک جو انہوں نے آج پیش کی ہے وہ کسی لحاظ سے بھی بحث کے لیے منظور کی جانی مناسب نہیں ہے۔ بہرحال یہ ایوان سے گزارش کر سکتے ہیں کہ اس میں نرمی کی جائے اور قرارداد مذمت پر نظرثانی کی جائے یا واپس لے لیا جائے تو اور بات ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی یہ آج کی تحریک منظور کیے جانے کے قابل نہیں ہے اور اس کو منظور نہیں کیا جانا چاہیے۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی فرمایا ہے کہ نظرثانی کے لیے درخواست ہے۔ ایک طرف تو تحریک استحقاق پیش ہے اور دوسری طرف نظرثانی کی درخواست ہے۔ اس کا واضح پتا چلانا چاہیے کہ یہ نظرثانی کی درخواست ہے یا تحریک استحقاق ہے تا کہ ہم اس پر کوئی فیصلہ کر سکیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! جیسا کہ تمام ممبران کو علم ہے کہ جو بھی یہاں ایوان کے اندر لمحہ گزرتا ہے وہ ریکارڈ پر آتا ہے اور جو بات بھی ہوتی ہے کسی بھی طرف سے ہوتی ہے وہ ریکارڈ کا حصہ بن جاتی ہے۔ بلاشبہ آپ کے اس اسمبلی کے روشن اور سفید ریکارڈ میں چند ایک دھبے ہوتے ہیں' جن کو آپ محسوس کر کے انہیں دھونے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں ایوان میں بشریٰ رحمان صاحبہ نے ایک قرارداد پیش کی تھی۔ وہ صرف اسی لیے پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ایک قرارداد جو آئین کے خلاف تھی اور اس ایوان سے منظور ہو گئی تھی۔ تو جناب سپیکر! رولز تو وہاں بھی آتے تھے۔ جو معاملہ ایک ہی ہاؤس میں پیش ہو چکا ہو وہ دوبارہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جناب سپیکر! یہ انجانے میں یا اس ایوان میں ہم نے انجانے میں ایک قرارداد پیش کر دی تھی۔ اور اس کو پاس کر کے غلطی کی تھی جس کو ہم نے بشریٰ رحمان کی دوسری قرارداد کی صورت میں پیش کیا اور اس میں وہ الفاظ خاصتاً وہ الفاظ جو کہ اس قرارداد سے متعلق تھے ان کو ہم نے اس میں سے حذف کیا اور ایک سادہ قرارداد کی صورت میں اس داغ کو دھونے کی کوشش کی گئی۔ جناب سپیکر! جس طرح میں نے اس ایوان میں گزارش کی تھی کہ پنجابی میں مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔ وزیر قانون نے اس پر فرمایا تھا کہ راہی صاحب اردو میں بہت اچھی تقریر کرتے ہیں اور آپ نے یہ کہا تھا کہ میں مطمئن ہوں۔ آپ اردو میں اچھی تقریر کرتے ہیں۔ اس لیے آپ نے مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن وہ جناب سپیکر! آپ کا حکم وہ رولنگ جائز تھی۔ وہ under rules تھی وہ آپ کو اختیار تھا لیکن جناب سپیکر! بعد میں اس رولنگ کا

ہمیں بھی پچھتاوا ہوا۔ آپ کو بھی ہوا اور آپ نے اگلے دن افسوس کے ساتھ وہ رولنگ واپس لے لی۔ اور مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت دے دی۔ جناب سپیکر! یہ مرحلے ہوتے ہیں۔ ہماری اسمبلی پر ایسے مراحل گزرتے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ آج ہم جو کر رہے ہیں وہ ایک ریکارڈ مرتب کر رہے ہیں۔ اور دیکھنے والے جو ہیں انہوں نے یہ ریکارڈ دیکھنا بھی ہے اور پڑھنا بھی ہے اور آج جب ہمارے پاس یہ اختیار ہے تو ہم اپنے ریکارڈ پر آنے والے دھبوں کو' داغوں کو دھو سکتے ہیں۔ اگر آج ہم ان دھبوں کو نہ دھوئیں گے تو ہو سکتا ہے کہ کل ہم اس ایوان کا حصہ نہ رہیں۔ ہم اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں تو ہمیں یہ پچھتاوا رہے کہ ہم نے وقت ضائع کر دیا ہے اور ہمیں یہ کر دینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر! آپ کی اسمبلی کے ریکارڈ پر یہ قرارداد مذمت جو ہے اپنے ہی ایوان کے ایک ممبر کے خلاف' اپنے ہی ایک منتخب ساتھی کے خلاف ہے۔ یہ ایک اتنا بڑا داغ ہے اتنا بڑا دھبہ ہے جس کو آج ہم محسوس کر لیں۔ آج اسے ہم دھو لیں۔ اس تحریک استحقاق کی کوئی بات ہی نہیں۔ وہ تحریک استحقاق واپس لے لیتے ہیں' وہ اس کو press ہی نہیں کریں گے۔ لیکن آپ وہ حکم جو اس ایون نے پہلے پاس کیا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اس کو واپس لے لیا جائے اور یہ قرارداد یہ تحریک استحقاق بھی واپس لے لیں اور اس طرح یہ درست کر لیا جائے۔ جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ فاضل ممبر یا قائد حزب اختلاف اس دن کے فعل کی معذرت کر لیں اور الفاظ واپس لے لیں تو ایوان ان کو معاف کر دے اور قرارداد مذمت واپس لے لے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں زیادہ وضاحت کے ساتھ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا' کیونکہ ہمارے قابل احترام لیڈر صاحب نے قواعد و ضوابط کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ ہمارا نقطۂ نظر بیان کیا ہے اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ ہمارے ساتھی جناب فضل حسین راہی نے بھی بیان کیا ہے کہ ماضی قریب میں اسی ایوان میں ایک ہی موضوع سے متصادم قرارداد یہ ایوان پاس کرتا ہے۔ اور اس سے مختلف جناب بشریٰ رحمان صاحبہ کی قرارداد اسی سے متصادم الفاظ میں اور مخالف سمت میں پیش کرتے ہیں۔ تو وہ بھی قرارداد پاس کر لی جاتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس

معزز ایوان کے ہر رکن سے اور تمام ارکان سے یہی التماس کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک میں کسی سی ایس پی افسر کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام سی ایس پی افسران اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی سی ایس پی یا پی سی ایس افسر کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام سی ایس پی اور پی سی ایس افسران اس کی پشت پناہی کو آ جاتے ہیں۔ اب جناب سپیکر! ہمارے لیے بھی یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ان اداروں ان طبقات اور ان سروسز کے سامنے ہماری اسمبلی کبھی کبھی ایک ایسی روایت قائم کرتی ہے جس کا وہ اپنی نجی محفلوں میں بیٹھ کر تمسخر اڑاتے ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے وقار کے نام پر اس ایوان کے استحقاق کے نام پر اس ایوان کے استحکام کے نام پر یہ اپیل کرتا ہوں' استدعا کرتا ہوں کہ حزب اقتدار کے ارکان اپنی اس ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر فراخ دلی کا ثبوت پیش کریں ہم اس تحریک استحقاق کو منظور کرنے یا اس پر مزید آگے نہیں چلنا چاہتے ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایوان اپنے ہی رکن کے خلاف جب قرارداد مذمت پیش کرتا ہے تو وہ ہماری اس اپیل پر اپنے ہی ایوان کے ایک اہم رکن کے استحقاق کی بالا دستی کے لیے اور اس کے وقار اور اس کی عزت کے لیے اپنی اس قرارداد کو واپس لے لے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! میں مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ جو الفاظ میرے دوست اور معزز رکن نے اسی ایوان میں کہے تھے کیا وہ کسی شریف ماحول یا گھر کے ماحول میں استعمال کر سکتے ہیں؛ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ جو بات عوام کے مفاد میں ہو عوام کی دلچسپی کے لیے ہو وہ بات یہاں پر ہو سکتی ہے۔ اگر یہ الفاظ اس معزز اسمبلی میں جو کہ اس پنجاب کی کریم ہے' یہاں پر یہ الفاظ استعمال کریں گے تو لوگ اسے مثال بنا کر اپنی سوسائٹی میں یہ لفظ استعمال کریں گے۔ اور وہ لفظ عام ہو جائے گا میں اپنے عزیز دوست اور بھائی چودھری محمد رفیق سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ بجائے اس تحریک استحقاق پیش کرنے کے فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ یہ کہیں' یہ فرمائیں کہ غلطی سے یہ الفاظ کہہ دیے گئے ہیں۔ کیونکہ اس وقت معزز خواتین ارکین اسمبلی بھی بیٹھی تھیں ان کی موجودگی میں جو الفاظ میں نے استعمال کیے ہیں میں ان کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ تمام ہاؤس خوشی کے ساتھ ان کی استدعا قبول کرے گا۔ اور پھر ان کا ساتھ دے گا۔

جناب سپیکر: جناب چودھری ارشاد علی صاحب۔

چودھری ارشاد علی: جناب سپیکر! جہاں تک تو راہی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ایک دھبہ ہے اور ریکارڈ سے اس کو دھونا چاہیے۔ مجھے اس سے اختلاف ہے کیونکہ جزا اور سزا کا مسئلہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور وہ چلتا رہے گا۔ اگر کسی کو سزا دینے سے ریکارڈ پر دھبہ آ جاتا ہے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ راہی صاحب کی سوچ بالکل مختلف ہے جہاں تک میرے فاضل دوست اور بھائی چودھری رفیق صاحب کا مسئلہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ چودھری صاحب کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ یہ بات اس لیے ہوئی کہ تمام ایوان کے ممبران نے اس بات کو اچھا نہ سمجھتے ہوئے یہ قرارداد پاس کی۔ اب ان کو اس بات پر بضد نہیں ہونا چاہیے کہ وہ صحیح تھے اور تمام ہاؤس غلط تھا۔ اس لیے ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اس کے لیے معذرت کرلیں۔ تاکہ ہم اتنی موشگافیوں میں نہ پڑیں۔ اس کے علاوہ یہ مسئلہ بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں اگر ان سے یہ غلطی ہوگئی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں صحیح ہوں۔ تو ایوان نے اسے صحیح نہیں سمجھا اس لیے انہیں چاہیے کہ وہ ایوان کی بات کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اس کا احترام کرتے ہوئے اس بات کو وہ تسلیم کرلیں کہ انہوں نے غلطی کی اور اس کے لیے وہ معذرت کرلیں۔ اور ایوان کو بھی انہیں معاف کرنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب راجہ خلیق اللہ صاحب۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے چودھری محمد رفیق صاحب سے پہلے بھی ہمدردی تھی اور اب بھی ہے اور میری اس دن بھی یہ خواہش تھی کہ وہ ایوان میں واپس آ کر اسی دن اپنے الفاظ واپس لیتے اور ایوان سے معذرت بھی کرتے لیکن میری یہ بدقسمتی تھی کہ وہ اس دن ایوان میں نہ آئے۔ جناب سپیکر عذر گناہ بدتر از گناہ۔ اگر اس وقت آ کر ایوان سے معذرت کر لیتے تو شاید یہ نوبت نہ آتی لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو نکات جناب قائد حزب اختلاف نے اٹھائے ہیں یا چودھری رفیق صاحب نے اٹھائے ہیں' اس کے متعلق میں یہ عرض کرناچاہوں گا کہ سب سے پہلے اسمبلی اپنے رولز کو معطل کر سکتی ہے اور جس وقت بھی چاہے معطل کر سکتی ہے اور جس انداز میں چاہے کر سکتی ہے۔ اس اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی اور وہ ایک حکم کے تحت قرارداد پیش کی گئی جو بعد ازاں

منظور کر لی گئی۔ سب سے پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب چودھری محمد رفیق صاحب نے اسمبلی کی اس سفارش کے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اسمبلی کو اس بات کے اختیارات ہی نہیں تھے کہ یہاں پر کوئی قرارداد پاس کر سکے۔ یہ ایوان کا استحقاق ہے کہ وہ جس طرح سے چاہے قواعد بنا سکتا ہے اور فوری طور پر کسی قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ اس قرارداد کی اجازت بھی ایوان نے دی اور اس کو آپ نے تسلیم کیا۔ اس لیے آپ کا حکم ابھی تک برقرار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سپیکر کی رولنگ کے بعد کسی ممبر کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہے کہ سپیکر کی رولنگ کو چیلنج کر سکے۔ کیونکہ سپیکر کا فیصلہ آخری اور حتمی ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی سپیکر کے فیصلے کو چیلنج کرتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ اس کا استحقاق ہے۔

سید طاہر احمد شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ آپ نے اس ایوان کے ایک معزز رکن فضل حسین راہی کو اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اسمبلی کے اجلاس کے prorogation تک باہر نکالا تھا۔ مگر آپ نے ہماری استدعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اپنی اس رولنگ میں ترمیم کر کے جناب فضل حسین راہی صاحب کو اس ایوان میں واپس آنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! آپ کے پاس بے پناہ اختیارات ہیں۔ آپ کی رولنگ کو ہم نے کبھی چیلنج نہیں کیا اور نہ ہی ہم اس بارے میں کبھی سوچ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ کریں گے۔ مگر اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔ یہ ایوان اگر آج ایک قانون سازی کرتا ہے آگے چل کر اس میں ترمیم کر کے اسے ترمیمی شکل میں پاس کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن یہ مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں اٹھایا جا سکتا۔ راجہ صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دی جائے۔

راجہ خلیق اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے جناب شاہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جو تحریک پیش کی گئی ہے وہ استحقاق سے متعلق ہے' یہاں استحقاق کی بات کی گئی ہے یہ معذرت نہیں ہے۔ اگر وہ معذرت کر لیتے یعنی اسی دن معذرت کر لیتے تو شاید یہ نوبت بھی نہ آتی۔ مقصد میرا یہ ہے کہ انہوں نے اب اسمبلی کے فیصلے کے خلاف ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے جو کہ قواعد کے

خلاف اور ضوابط کے بھی خلاف ہے۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے شرمندگی کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دنیا کی بات کی ہے overseas پارلیمنٹری پریکٹس کا حوالہ دیا ہے۔ دوسری پارلیمانی پریکٹس کا بھی حوالہ دیا ہے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنے ممبر کے خلاف کوئی اگر قرارداد پیش کر دے تو اسے اچھا نہیں سمجھا گیا اور میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ دنیا کی کسی اسمبلی میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے جو الفاظ چودھری محمد رفیق صاحب نے استعمال کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس بات پر ممانعت بھی کوئی نہیں ہے کہ آپ اپنے کسی ممبر کے خلاف' اس کے کردار پر' اس کے الفاظ پر کوئی قرارداد پاس کرتے ہیں' یا اس کی مذمت کرتے ہیں تو کسی بھی پارلیمنٹ میں اس کی پابندی نہیں ہے۔ البتہ اسے احسن نہیں سمجھا گیا لیکن جناب سپیکر! جب ایک ممبر کوئی غلط لفظ استعمال کرتا ہے تو اس کو یہ نہیں پتا کہ اس کے آداب کیا ہیں۔ اس کا انداز کیا ہے اور اسمبلی کے استحقاقات کیا ہیں؟ تو پھر اسمبلی کو اس بات کا پورا اختیار ہے کہ وہ اس کے خلاف قرارداد مذمت پاس کر سکے۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں اور یہی استحقاق چاہتا ہوں کہ آپ نے قرآن کا حوالہ دیا ہے اور اللہ کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہ سوچئے کہ یہ لفظ کسی طرح مکروہ سمجھا گیا ہے اور اللہ تعالی نے اس کے لیے کتنی بڑی سزا مقرر کی ہے۔ آپ نے ممبران کے لیے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی نفرت کا ایک گھوارہ ہے کہ آپ جو قانون سازی کر رہے ہیں اس میں اس حد تک نیچے جا رہے ہیں کہ آپ کو اپنے احساسات کا' خیالات کا' اپنی عقل کا کوئی احساس نہیں رہا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چودھری محمد رفیق سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ میں ان سے اسی بات پر متفق ہوں کہ اپنے ممبر کے خلاف قرارداد پاس کرنا کوئی خوش آئند بات نہیں ہے۔ یا یہ کہ یہ ایوان اپنے ممبر کے خلاف کوئی قرارداد پیش کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ بجائے تحریک استحقاق پیش کرنے کے وہ اسمبلی سے یہ درخواست کریں کہ میں ان سے معذرت کرتا ہوں۔ مجھے ان الفاظ پر جو میںنے اسی دن ہاؤس میں کہے تھے ان پر ندامت ہے مجھے احساس ہے لہٰذا براہ مہربانی مجھے معاف کریں۔ میں آپ سے معذرت کرتا ہوں اور میرے خلاف جو قرارداد پاس کی گئی ہے اسے واپس لیا جائے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے احسن اور بہتر طریقہ یہی ہو گا۔ شکریہ اور بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اس پہ آج کافی بحث ہو گئی ہے۔ آپ کچھ مزید فرمانا چاہیں گے؟

ملک طیب خان اعوان: مزید ضرورت نہیں ہے تو میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ اگر ضرورت ہے تو تھوڑی سی عرض کیے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب اگر آپ کھڑے ہو گئے ہیں تو بات کیجئے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک کوئی بات یک طرفہ نہ کی جائے اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا معزز رکن ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ جو کچھ ہوا ہے غیر قانونی ہوا ہے اور غیر اخلاقی ہوا ہے اور دوسری طرف دبے الفاظ میں اس کے ساتھ معذرت کے خواہاں ہیں۔ اگر یہ غیر قانونی ہے۔ اس ہاؤس نے جناب سپیکر نے اس پہ رولنگ دی ہے اور فیصلہ کیا ہے تو میرے خیال میں اسے چیلنج کرنا اور غیر قانونی کہنا اس ہاؤس کی مزید توہین ہے۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ تو میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ یا تو اپنی غلطی کو تسلیم کریں کہ جو الفاظ میں نے ہاؤس میں کہے ہیں وہ غلط کہے ہیں میں معذرت سے انہیں واپس لیتا ہوں۔ پھر بھی سوچنے کی بات ہے۔ برادر محترم راہی صاحب فرما رہے تھے کہ ایک افسر کسی کے خلاف بات کہہ دیتا ہے تو سارے افسر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر وہ افسر دوسرے افسروں کے خلاف بات کہہ دے تو پھر وہ کیا کریں گے؟ اگر معزز رکن اسی ہاؤس کے خلاف کوئی غلط کلمہ استعمال کرے تو ہاؤس کو کیا کرنا چاہیے؟ اس کا ساتھ دینا چاہیے یا اس کے برعکس کوئی بات کرنی چاہیے؟ تو انہوں نے اسی ہاؤس کی توہین کی ہے نہ کہ کسی اور کی' کی ہے۔ تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنی پالیسی یک طرفہ اپنائیں۔ ایک طرف کہتے ہیں یہ غلط نہیں ہے۔ دوسری طرف معذرت بھی کرتے ہیں۔ یہ معافی والی بات ہے۔ یہی میری استدعا تھی۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ: اگر اجازت ہو۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! وہ قرارداد جو پیش ہوئی تھی اس کے بارے میں تحریک استحقاق آج زیر بحث ہے۔ نہ اس سے قبل معزز رکن کے ساتھ کوئی ناراضگی تھی اور نہ بعد میں ان کے

ساتھ کسی قسم کی ذاتی عداوت ہے۔ یہ فیصلہ جناب کی طرف سے تھا اور ہاؤس کی طرف سے وہ متفقہ فیصلہ ہوا تھا جو کہ معزز ایوان کی ملکیت ہے اور جس طرح چاہے معزز ایوان اس کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ مسئلہ اس طرح تھا اور اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ دنیا کی کسی اسمبلی میں یا ادارے میں یا برادری میں ہر معزز رکن کا یہ فرض لازم ہوتا ہے کہ وہ ادارے کی عزت و احترام کو بالائے طاق نہ رکھے بلکہ اپنے ساتھی ممبران کی عزت و احترام کا ہمیشہ خیال رکھے۔ میں ایک اور بات جناب والا کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جس دن ہاؤس نے یہ قرارداد پاس کی ہے۔ اس سے پچھلا ریکارڈ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس دن سے آگے کا ریکارڈ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ میرے معزز دوست کا اس قرارداد کے طفیل سے رویہ میں خاصا فرق ہے۔ یہ میں ہاؤس کے ممبران اور قرارداد کی وجہ سے عرض کروں گا میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہو یا سرکاری پارٹی کی طرف سے ہو۔ ہم نے ہمیشہ ہر ایک کے تقدس کو بحال رکھنے کی کوشش کی ہے اور آئندہ بھی ہمارا یہ جزو ایمان ہے کہ ہر ساتھی کا عزت و احترام کیا جائے۔ بجائے اس کے کہ یہ تحریک استحقاق پیش کرتے آج بھی چودھری رفیق صاحب دست بستہ ہاؤس کے سامنے معافی مانگیں اور آئندہ بھی اپنے رویے کے بارے میں یقین دہانی کرائیں کہ وہ اپنی عادات کو بدلتے ہوئے ہمارے ہاؤس کے تقدس کو قائم رکھیں گے اور ہمارے ساتھیوں کے عزت و احترام کو قائم رکھیں گے تو جناب والا! اس پر نظرثانی بھی ہو جائے تو یہ اصولی اور قانونی عمل ہوگا۔ اس کے بعد بھی کئی باتیں رونما ہوئی ہیں لیکن ان سے درگزر کیا گیا ہے۔ شاید کچھ حضرات اس لحاظ سے اپنے قدوقامت بلند کرتے ہیں کہ کسی کی دل آزاری کی جائے یا کوئی ٹیڑھی بات کی جائے کہ وہ دلیری کے کھاتے میں آ جائے۔ یہ ہرگز نہ تو پارلیمنٹیرین کی صفت ہوا کرتی ہے اور نہ اخلاق اور مذہب اس کی اجازت دیتا ہے۔ میری یہ التماس ہے، میں اس قرارداد کا محرک بھی تھا اور اصولی طور پر یہاں موجود تھا، میں نے یہ سوچا کہ میں بھی اس بارے میں آپ سے کچھ عرض کر دوں کہ اس وقت بھی کوئی مخالفت نہیں تھی آج بھی ان کی کوئی مخالفت نہیں بلکہ ان کا احترام ہے۔ ہر ممبر کا احترام ہے لیکن ان کے رویہ پر اعتراض تھا۔ اگر آئندہ بھی یہ رویہ برقرار رکھا گیا تو یہ بھی اصولی طور پر غلط ہو گا۔ وہ دست بستہ معذرت کریں۔ اپنے الفاظ واپس لیں اور آئندہ یہ یقین دہانی کرائیں کہ ہر ممبر کی طرح وہ اپنا حق استعمال کریں گے تو یہ معاملہ قابل غور ہو سکتا ہے۔ ان معروضات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب والا! جو بار بار بات سامنے آئی ہے کہ چودھری رفیق صاحب کا پہلے بھی رویہ ایسا تھا۔ میں یہ کہوں گا کہ عموماً چودھری رفیق صاحب کا رویہ اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اچھا رہا ہے۔ ان کے کہے گئے الفاظ expunge ہو چکے ہیں اس لیے ان کو واپس لینے کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میاں صاحب کا رویہ ہمیشہ سے بڑا صحیح رہا ہے۔ ان کی تقاریر کا ریکارڈ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ کہیں بھی کوئی غیر پارلیمانی زبان یا کسی کی دلآزاری کی کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی۔ میں یہ بات وضاحت کے طور پر عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی اہم معاملہ ہے۔ اس پہ کافی تبادلہ خیال ہو چکا ہے۔ اس کی admissibility کے بارے میں اور وہ تحریک استحقاق جو چودھری صاحب نے پیش کی ہے اس واقعے کے بارے میں بھی بحث ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ کئی لحاظ سے اہم ہے۔ اسی وجہ سے آج اس پر بحث کی گئی ہے کہ ایک معزز رکن یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس قرارداد سے ان کی بہت ہتک ہوئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ اس کو کس انداز سے rectify کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق کی شکل میں، جیسا کہ ہاؤس میں اظہار خیال کیا گیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق اس لحاظ سے مناسب نہیں ہے کہ ہاؤس کے فیصلے کے خلاف تحریک استحقاق کیسے آ سکتی ہے۔ لیکن ہاؤس کا خیال یہ ہے کہ اگر چودھری محمد رفیق صاحب اپنے الفاظ پر تاسف کا اظہار کریں تو ایوان اپنی قرارداد پر نظرثانی کے لیے آمادہ ہو سکتا ہے۔ تو میں چودھری محمد رفیق صاحب سے یہ چاہوں گا کہ وہ فرمائیں کہ اب ان کی کیا رائے ہے؟

چودھری محمد رفیق، جناب سپیکر! میری اس تحریک استحقاق کے بعد جس میں قطعی طور پر پرسنل نہیں ہوا اور واقعات اور حقائق کے اندر رہ کر بات کی۔ اور میری بات کے بعد جناب وزیر قانون نے پھر وہی انداز اختیار کیا کہ فوراً ہی وہ ذاتی سطح پر آ گئے اور میرے بارے میں یا میرے کردار کو اپنے جذبات کا موضوع بنایا۔ ابھی بھی آپ چاہیں تو ٹیپ سن لیں۔ یہ بینڈ ماسٹر کے الفاظ یا دوسرے تیسرے الفاظ جو انہوں نے کہے، میں یہ کہوں گا کہ جب سے میں اس معزز ایوان میں آیا ہوں میں نے قطعی طور پر یہ الفاظ استعمال نہیں کیے۔

وزیر قانون، جناب On point of personal explanation یہ تو میں تشریح کر چکا ہوں کہ میں نے

ان کی ذات کے متعلق نہیں کہے۔ میں نے کہا کہ ہاؤس میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو مناسب نہیں تھے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ ہیڈ ماسٹر کے الفاظ کس کے بارے میں استعمال کیے گئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! اگر میری ذات کے لیے انہوں نے استعمال نہیں کیے تھے پھر یہ جو غیر متعلقہ بات تھی انہوں نے یہ بات کیونکر کی جبکہ ایسی بات کی قطعی طور پر ضرورت نہ تھی۔ ظاہر ہے کہ اس معزز ایوان کو گمراہ کرنے کے لیے انہوں نے ایسی باتیں کیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! میں ایک وضاحت چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو ہاؤس کی رائے ہے یا ہاؤس کا رجحان ہے یا ہاؤس کی خواہش ہے کہ چودھری رفیق صاحب معذرت خواہ ہیں یا نہیں۔ اس کی بجائے انہوں نے لمبی کہانی شروع کر دی ہے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا جواب دیں۔ تفصیل میں نہ جائیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' ایسا کرتے ہیں کہ یہ جو بات آج ہوگئی اس کو یہیں پر مؤخر کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح مزید آپ کو بھی اس پر غور کرنے کا موقع مل جائے گا اور اس معزز ایوان کو بھی غور کرنے کا موقع مل جائے گا۔ تو اس کو آج یہی اس جگہ پر ہی مؤخر کر لیتے ہیں اور اس پر ہم کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ جو ہاؤس کی رائے ہے اس پر چودھری صاحب کو سوچنے کا موقع مل جائے اور جو چودھری صاحب کی رائے ہے اس پر ہاؤس کو سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ آج اس کو یہیں سے مؤخر کر لیتے ہیں ویسے بھی وقت تحریک استحقاقات پر بہت زیادہ ہو گیا ہے اس کے علاوہ بھی باقی معاملات کو take up کرنا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ، جناب والا! آپ کے فیصلے کا احترام ہم پر لازم ہے۔ چونکہ اگلے دو دن تک اجلاس کی چھٹی ہے اس لیے اگر آج ہی کوئی فیصلہ ہو جاتا تو بہتر تھا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، شاہ صاحب شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں نے بھی جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے وہ گنے کے

سلسلے میں ہے۔ یہ کاشت کاروں کے لیے بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اس لیے میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کے معزز اراکین سے گزارش کروں گا رولز کو معطل کر کے اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جناب راہی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ تحریک استحقاق کا کوئی وقت معین تو نہیں ہوتا کہ اتنے وقت کے لیے تحریک استحقاق پیش ہوسکتی ہے۔ یہ تو آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو یہ جتنی دیر تک مرضی چل سکتی ہے۔ جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت اہم چیز ہے اگر آپ اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات درست ہے کہ تحریک استحقاق پر وقت مقرر نہیں ہوتا، لیکن ہم آج تک تحریک استحقاق کو normally ایک گھنٹا دیتے آئے ہیں۔ ایک گھنٹے سے زیادہ ہم نے کبھی بھی تحریک استحقاق پر بحث نہیں کی۔ اس لیے کہ اس کے بعد جو business ہے اس کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ اب ہم نے تحاریک التوائے کار کو لینا ہے اس کے بعد باقی جو business آج کے لیے مقرر ہے اس کو بھی take up کرنا ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! No interruption please. آج ہم چودھری محمد رفیق صاحب کی تحریک استحقاق پر کوئی سوا دو گھنٹے صرف کر چکے ہیں۔ اس کے بعد پھر تحریک استحقاق کو لیں تو پھر تحاریک التوائے کار کو کس وقت لیں گے؟ باقی ہاؤس کی کارروائی کس وقت کریں گے؟ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیں گے۔ اس کے بعد تحاریک استحقاق کو اگلے روز اپنی باری پر لیا جائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میری تحریک التوائے کار ہے۔ یہ گنے پر نہایت اہم مسئلہ ہے یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے، پورے پنجاب کے کاشت کاروں کا مسئلہ ہے اور یہ اہمیت عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لاکھوں من گنا ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک التوائے کار گنے کے متعلق ہے اور جی ہاں! گنے کے متعلق ہے۔ سردار صاحب کی بھی گنے کے متعلق ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! ہم استدعا کرتے ہیں کہ رولز کو معطل کر کے اسے لیا جائے

اور اس پر بحث کی اجازت فرمائی جائے کیونکہ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر کوئی اور ہو گا 57 تو غلام سرور خان کی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میری تحریک التوائے کار کا نمبر 47 ہے۔

SYED TAHIR AHMAD SHAH: Point of Order Sir, I would like to draw your attention to Rule 57 of the Rules of Procedure which says:

> "A question of privilege shall have precedence over adjournment motions."

اس میں میری یہ گزارش ہے کہ راہی صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے اس کو آج take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اس پر تو ویسے بھی فیصلہ ہو چکا ہے ویسے یہ جو رولز آپ نے quote کیے ہیں اس کے مطابق یہ معاملات چلتے ہیں۔

> Privilege motion shall have precedence over adjournment motions or other business of the House.

تحریک استحقاق کو بلا شبہ باقی business پر فوقیت حاصل ہے۔ انہیں رولز کے مطابق ہم پہلے تحریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار اور باقی business کو ہم بعد میں take up کرتے ہیں۔ تو یہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 47 ہے اور جناب سردار حسن اختر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 58 ہے۔ یہ ایک ہی نفس مضمون کی تحاریک التوائے کار ہیں اور یہ گنے کی کاشت کے متعلق ہیں۔ اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کاشت کاروں کو بے پناہ مشکلات کا سامنا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ ان تحاریک التوائے کار کو اپنی باری سے پہلے لے لیا جائے، کیا آپ متفق ہیں؟

(ایوان نے اتفاق کیا)

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اس کے لیے گھنٹے دو گھنٹے کا وقت مقرر کرلیں اور اسے کل کے لیے رکھ لیں۔ چونکہ اب ہماری تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں اور میں بڑی دیر سے اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا' اب میری باری پر میری تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں جن کو یقیناً take up ہونا ہے۔ آپ مجھے ان کی اجازت دے دیجئے۔

جناب سپیکر، اس میں یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار داخل نہیں ہوئی' صرف اسے take up کرنے کی بات ہوئی ہے۔ دو فاضل اراکین نے بغیر باری کے اسے take up کیا ہے۔ ہاؤس کی رائے ہے کہ اسے پہلے take up کر لیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! مجھے پتا ہے کہ یہ ہاؤس کی رائے ہے اور میں بھی اس کے پیش نظر عرض کر رہا ہوں اور میں ہاؤس میں آپ کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں۔ میں نے تحاریک التوائے کار پراتنے دنوں تک اپنی باری کا انتظار کیا ہے۔ اب آخر میں آپ یہاں دیگر تحاریک بغیر باری کے لے لیں گے تو اس سے جناب والا! ہماری باری متاثر ہوتی ہے۔ تو اس کے لیے آپ ایک یا دو گھنٹے مقرر کر لیں۔

جناب سپیکر، راہی صاحب! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور کاشت کاروں کا مسئلہ ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! چھوٹے چھوٹے کاشت کار مشکل میں ہیں' غریب کاشت کار ہیں' لاکھوں من گنا ضائع ہو رہا ہے۔ وہ بڑے پریشان ہیں۔ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے کسی ایک کا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! ایسا ہونا بھی چاہیے۔ یہاں کسانوں کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر کسانوں کے مسائل ضرور زیر بحث آنے چاہییں۔ لیکن جناب والا! ہم شہر فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور وہاں پر پانچ قتل ہوئے ہیں اور پولیس والوں کو آج تک ان کا کوئی سر پیر نہیں مل رہا۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے؟

جناب فضل حسین راہی، غالباً 37 نمبر ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ آج تک پولیس اتنے قتل trace نہیں کر سکی۔ تو وہ زیادہ ضروری ہے یا یہ اتنا ضروری ہے۔ ٹھیک ہے یہ ضروری ہے لیکن ہم تو اپنی

باری کا انتظار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم اپنی باری پر اس کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ دیکھیے جناب والا! جس طرح کسی سرکاری ملازم کو بغیر باری کے ترقی دے دی جائے تو جس آدمی کا حق بنتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے آج مجھے بھی اس طرح تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! کاشت کاروں کا پورے پنجاب کا مشترکہ گنے کا مسئلہ ہے' لاکھوں من گنا ضائع ہو رہا ہے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا شکر ہے کہ ان کے منہ سے خواتین کے علاوہ اور مرزائیوں کے علاوہ گنے کا نام بھی سنا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں ہر موضوع پر بات کرتا ہوں لیکن یہ میرے کسی دوسرے موضوع پر توجہ ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب! تشریف رکھیں گے' جی تو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے فرمایئے۔

ملک طیب خان اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب نے ہاؤس کی رائے پوچھ لی ہے اور ہاؤس نے اپنی رائے دے دی ہے۔ ہاؤس کی رائے کے بغیر اسی نمبر کو آنا چاہیے جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں یہی فیصلہ کرنے والا ہوں۔ دو معزز اراکین نے اپنی تحاریک التوائے کار کے بارے میں یہ استدعا کی ہے کہ ان کو باری کے بغیر لیا جائے۔ اور اس پر میں نے ہاؤس کی رضامندی لی ہے کہ ان کو باری کے بغیر لیا جائے یہ نہ لیا جائے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر۔ آرڈر۔ یہ ایوان کے آداب میں بے حد ضروری بات ہے کہ جب چیئر ہاؤس سے مخاطب ہو تو اس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ میں اگلے بنچز سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اس بات کو ضروری طور پر ملحوظ خاطر رکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس معاملہ پر ہاؤس نے یہ رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ ان تحاریک التوائے کار کو باری کے بغیر لیا جائے۔ جناب فضل حسین راہی صاحب چاہتے ہیں کہ ان کو نہ لیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی، میں اپنی باری کا منتظر رہا ہوں۔ اب میری تحریک التوا کو پیش کر لینے دیں۔ پھر اس کے بعد ان کو لے لیں۔

جناب سپیکر، اس پر میں ہاؤس سے دوبارہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ ان تحاریک التوائے

کار کو بغیر باری کے لے لیا جائے؟

آوازیں: لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ چاہتے ہیں تو میں ان کو باری کے بغیر لیے جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا! میری بھی اسی نفس مضمون کی تحریک التوا نمبر 49 ہے۔

جناب سپیکر: 49 کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ 47-49 اور سردار حسن اختر صاحب کی 57 ان کو لیتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے ہماری ایک تحریک التواء کار جو میری طرف سے پیش کی گئی تھی اس کا نمبر 15 ہے۔ جو چودھری رفیق صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی اس کا نمبر 40 ہے وہ آج کے لیے وزیر قانون نے پینڈنگ کرائی تھی۔ وہ وکلاء پر تشدد کے بارے میں ہیں۔

جناب سپیکر: آج کے لیے پینڈنگ کیا تھا؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی جناب والا! پہلے ان کو discuss کر لیں اس کے بعد ان کو لے لیں۔

جناب سپیکر: ان کا کون سا نمبر ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: 15 اور 40 ہے۔

جناب سپیکر: اس کے فوراً بعد ان کو لے لیں گے۔

ایک معزز رکن: پھر وقت ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ admit ہونے پر ٹائم ختم کیوں ہو جائے گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: اگر admit ہو جائے تو پھر جناب والا! کیسے ہو گا۔

جناب سپیکر: آخر تو اس روز ایک ہی لی جا سکتی ہے۔ اگلے روز اس کو کر لیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شوگر ملز مالکان کا کسانوں سے گنے کی خرید میں بے قاعدگیاں کرنا

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 19 جنوری "دی پاکستان ٹائمز لاہور صفحہ 8 کالم 1 پر "سانگلہ ہلز فوجی شوگر ملز کا کسانوں کے خلاف ناروا رویہ پر ناراضگی کے عنوان سے خبر شائع ہوئی ہے۔ حالانکہ حکومت نے کسانوں اور کاشت کاروں کی سہولت کے لیے شوگر ملوں کی ڈی زوننگ کر دی تھی۔ تھانہ چنیوٹ جو کہ سانگلہ ملز کا ایریا تھا اور ملز انتظامیہ نے اس علاقہ کا گنا خرید کرنے کے لیے سروے بھی کیا تھا۔ اور گزشتہ سال سروے کے بعد کسانوں اور کاشت کاروں سے گنا خریدنے کے لیے ملز کی طرف سے پاس بکیں بھی جاری کی گئی تھیں۔ لیکن اب سانگلہ فوجی ملز اپنی جاری کردہ پاس بکس پر گنا خریدنے کو تیار نہیں ہے اور دو ماہ سے کسانوں اور کاشت کاروں کو پرمٹ کے حصول میں ناکامی کا سامنا ہے۔ ہزاروں ایکڑ گنا کھیتوں میں ضائع ہو رہا ہے۔ جس سے کسان اور کاشت کار معاشی اور زرعی بحران سے دو چار ہیں کیونکہ گنا کی ترسیل نہ ہونے سے یہ لوگ مالی پریشانی کا شکار ہیں۔ جس میں مالیہ اور بنکوں کے قرضہ جات کی ادائیگی وغیرہ شامل ہے۔ کھیتوں میں گنے کی کھڑی فصل کی وجہ سے دوسری فصل (گندم) کی کاشت بھی نہ ہو سکی ہے۔ اس طرح کاشت کاروں کو دوہرا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

سانگلہ، بھلوال، شکر گنج اور کریسنٹ ملز نے پول کر رکھا ہے کہ ڈی زوننگ کے باوجود وہ صرف مختصر ایریا سے گنا اٹھائیں گے۔ یہ سب کچھ سرمایہ دار اپنے ذاتی مفاد اور غریب کاشت کاروں و مالکان کو نقصان پہنچانے کے لیے کر رہے ہیں۔ نیز پنجاب میں بمقابلہ صوبہ سرحد و سندھ قیمت کا خاصا تفاوت ہے یعنی پنجاب 11 روپے سندھ 15 روپے اور سرحد 18 روپے فی من ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس پر بحث کی اجازت دی جائے کہ حکومت کی مداخلت سے ملوں کا یہ پول ختم ہو۔ اور پنجاب میں گنا کی قیمت دوسرے صوبوں کی طرح مناسب سطح پر آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ 49 نمبر چیمہ صاحب آپ کی ہے۔ یہ ہاؤس میں پیش ہو گئی ہے آپ اس سلسلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا! میں اسے پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اگر اس پر کچھ بات کرنا چاہیں تو کریں۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ: جناب والا! میں نے اس میں قیمت کی بات کی ہے کہ کئی سالوں سے گنے کی کاشت کے اخراجات بے شمار بڑھ چکے ہیں۔ اور کسانوں اور کاشت کاروں کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ گنے کی قیمت کافی سالوں سے یہی چلی آ رہی ہے اور اس کو نہیں بڑھایا گیا جبکہ صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں گنے کی قیمت ساڑھے پندرہ روپے سے اٹھارہ روپے فی من مقرر کی گئی ہے۔ ہمارے ہاں جو شوگر ملوں کے مالکان ہیں ان کی ملی بھگت سے اس کی قیمت ایک جگہ جام کر دی گئی ہے باوجود اس کے کہ اسے ڈی زون کیا گیا ہے لیکن ان کا آپس میں پول کر لینے کی وجہ سے کسانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ میری اس ایوان سے یہ درخواست ہے کہ متفقہ طور پر اس بات کے لیے یہ کوشش کی جائے کہ گنے کے کاشت کار کو اسکی فصل کا صحیح معاوضہ ملے۔ ورنہ کسان اس کی کاشت کرنی چھوڑ دیں گے۔ پہلے ہی ہمیں چینی کی درآمد کرنی پڑ رہی ہے۔ اگر اس سال گنے کی قیمت نہ بڑھائی گئی تو آئندہ سالوں میں ہمیں چینی کی درآمد کے لیے بہت زیادہ زر مبادلہ خرچ کرنا پڑے گا۔ جناب والا! فوری طور پر اس کی قیمت کو بڑھایا جائے اور گنے کی ترسیل کو باقاعدہ کرنے کے لیے کوشش کی جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار حسن اختر صاحب۔

سردار حسن اختر موکل: جناب والا!

کاشت کار ہے کسی قبر سے ابلا ہوا مردہ
پوشیدہ کفن کس کا ابھی زیر زمیں ہے

جناب والا! صوبہ پنجاب میں کاشت کاروں کی حالت جتنی ناگفتہ بہ ہے اس پہ جتنا بھی کچھ کہا جائے کم ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں اسی گنے کی قیمت 18 روپے فی من ہے لیکن پنجاب میں جب بھی کاشت کاروں نے یہ مطالبہ کیا تو ان کے حق میں کوئی بات نہ ہوئی۔ کاشت کار جو پہلے ہی بے شمار ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ آپ اس بات کا اندازہ لگا لیجئے کہ کاشت کار کو اپنی فصل کاشت کرنے سے لے کر برداشت کرنے تک جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جناب والا! وہ بہت ہی مشکل اور صبر آزما حالات ہیں۔ کاشت کار جب اپنی فصل کو

گھر لاتا ہے اس وقت تک آپ اندازہ لگا لیجئے کہ کھاد بیج کے اخراجات بجلی' واپڈا کے اخراجات' مشینری کے اخراجات' اس کی اپنی محنت اوراس پر عشر زکوٰۃ کا ٹیکس۔ آبیانہ کا ٹیکس اور انصاف حاصل کرنے کا ٹیکس یہ سب اسے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ یہ ٹیکسز جب ادا کرنے کے بعد اس کے پاس جو کچھ بچتا ہے وہ مل انتظامیہ یا جو دوسرے ادارے ہیں جو کاشت کار کی محنت کی قیمت لگاتے ہیں اس سے بڑی افسوس ناک بات اور کیا ہوگی کہ کارخانہ داران اور سرمایہ داران جو اپنی products مارکیٹ میں لاتے ہیں ابھی اس کی feasibility بھی نہیں بنتی وہ اس کی قیمت خود ہی مقرر کر دیتے ہیں۔ لیکن کاشت کار ہمارے معاشرے میں جس کو ایک طرف ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے اس کی بد قسمتی یہ ہے کہ جو محنت وہ کرتا ہے اس کی قیمت مل مالکان لگاتے ہیں۔

جناب والا! گنے کے سلسلے میں میں عرض کروں گا یہ ایک واحد فصل ہے جس پر زمین دار اور کاشت کار تکیہ کیے ہوئے ہے جو ایک سال کی بعد اس کو چند پیسے ملتے ہیں لیکن پنجاب میں کارخانہ داروں نے اس پہ بھی یہ حالت بنا رکھی ہے کہ اپنی مرضی سے وہ اس کی قیمت لگاتے ہیں۔ میں یہاں آپ کی وساطت سے ایوان کے نوٹس میں ایک بات لانی چاہتا ہوں کہ پنجاب کے گنے کے کاشت کاروں کے ساتھ ظلم کی انتہا ہے کہ 55 کروڑ کا premium بھی پنجاب کے کاشت کاروں کو نہیں دیا گیا جب کہ دوسرے صوبوں میں گنے کے تمام کاشت کاروں کا premium وہاں کی صوبائی حکومتوں کو دے دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے میں یہ درخواست کروں گا کہ گنے کے کاشت کاروں کو جائز قیمت ملنی چاہیے۔ جناب والا! یہاں میں عرض کروں گا کہ کاشت کار یہ نہیں چاہتا کہ اس کو اس کی فصل کے بدلے اتنی آسائش اور آرام دے دیا جائے کہ وہ بھی کارخانہ دار کے برابر آ جائے۔ یہاں کے کاشت کار تو صرف ایک مطالبہ کرتے ہیں کہ جو سردیوں کی راتوں میں' جو گرمیوں کی دھوپ میں' دن رات موسموں کی سردی گرمی کو اور تمام تر مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے اپنا رزق حاصل کرنے کے لیے' اپنی روٹی کمانے کے لیے جو فصل مارکیٹ میں لاتا ہے۔ اس کا اس کو صرف جائز حق دے دیا جائے۔ جناب والا! آپ اس پر data collect کر لیجئے۔ اگر کاشت کار کو اٹھارہ روپے فی من گنے کی قیمت دے بھی دی جائے' جو اس کا جائز مطالبہ ہے تو یقین کیجئے کہ کاشت کار پھر بھی اس قابل نہیں ہو سکتا کہ وہ air conditioned کوٹھیوں میں رہ سکے یا وہ بڑی بڑی کاروں پر چڑھ سکے۔ اس کو صرف اتنا فائدہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے' اپنے لیے' رہنے سہنے

کے لیے ایک جائز روزگار مل سکے۔ تو میری گزارش ہے کہ گنے کی قیمت دوسرے صوبوں کے مطابق کم از کم اٹھارہ روپے فی من پنجاب کے کاشت کاروں کو ادا کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر : میں فوڈ منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں کیا فرمانا چاہیں گے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہ جو تین تحاریک التوائے کار پیش کی گئی ہیں' ان کا بنیادی طور پر تعلق گنے کی قیمت سے ہے۔ میں اس ضمن میں جناب والا کی توجہ دلاؤں گا کہ اسی اجلاس میں ہی ایک قرارداد کی شکل میں مرکزی حکومت کو یہ بات پہنچائی گئی تھی کہ گنے کی قیمت بڑھائی جائے۔ گنے کی قیمت بڑھانا مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہی ہے۔ ہمیں اس قرارداد کا واپس جواب وصول ہوا ہے جس میں مرکزی حکومت نے یہ کہا ہے کہ سال رواں میں گنے کی قیمت گیارہ روپے فی من مقرر کی گئی ہے۔ اور یہ کم از کم قیمت ہے۔ ملیں اگر چاہیں تو اس سے زائد قیمت میں بھی گنا خرید کر سکتی ہیں۔ لیکن وہ پابند ہیں کہ گیارہ روپے فی من پر گنا خرید کریں۔ تو وفاقی حکومت نے اپنی inability ظاہر کی ہے کہ رواں سال میں گنے کی قیمت نہیں بڑھا سکتے۔ البتہ آئندہ سال کے لیے وہ اس پر غور کر سکتے ہیں تو جناب والا! چونکہ اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے اور حکومت پنجاب گنے کی قیمت از خود نہیں بڑھا سکتی تو اگر ایوان یہ چاہتا ہے کہ گنے کی قیمت بڑھائی جائے تو قرارداد کی صورت میں دوبارہ مرکزی حکومت کو move کیا جا سکتا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! وزیر خوراک کے اس بیان کے بعد ان کی خدمت میں صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ،

ہماری وسعت نظر بھی انہیں عطا کر یا رب
بڑا خلوص توجہ ہے ہمارے وزراء کے دل میں

اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا،

سبھی عظیم ہو یارو ذرا کھل کے کہو
کون ضمیر کی بات کہاں تمال گیا

(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں صرف یہ عرض کہ،

جس شہر میں لٹ جائے غریبوں کی مزدوری
اس شہر کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، بھچر صاحب! فرمائیے۔ آپ admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

ملک ممتاز احمد خان بھچر: جناب۔ جناب سپیکر! ڈی زوننگ کی پالیسی کو ناکام بنانے کے لیے مل مالکان نے pool کر لیا ہے۔ اور پنجاب کے بے بس' بے کس اور بے زبان کاشت کاروں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں میری ایک قرارداد پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر پاس کی تھی کہ کاشت کاروں کے نمائندے' حکومت کے نمائندے اور مل مالکان مل بیٹھ کر اس کو sort out کریں اور گنے کا نرخ اٹھارہ روپے کریں۔ جناب وزیر خوراک نے اس کا صرف ایک حصہ بیان فرمایا ہے۔ اس میں بہت سی باتیں thrash out کرنے کے قابل ہیں۔ مثلاً کوالٹی premium چونکہ یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ ایک ہی ملک میں گنے کی مختلف نرخ ہیں۔ صوبہ سندھ میں پندرہ روپے سے لے کر اٹھارہ روپے تک' سرحد میں پندرہ روپے۔ تو کیا وجہ ہے کہ پنجاب میں ہمیں گیارہ روپے مل رہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ حکومت پاکستان اس کا نرخ مقرر کرتی ہے۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پنجاب اسمبلی کی قرارداد کو کاغذ کا ایک معمولی ٹکڑا سمجھ لیا جائے تو ایسی قراردادیں پاس کرنے کا کیا مقصد ہے؟ جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس اور اس اجلاس کے درمیان کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن آج تک نہ مل مالکان' نہ کاشت کاروں کے نمائندے اور نہ حکومت کے نمائندے مل بیٹھے ہیں اور نہ ہی انہوں نے اس مسئلے کو thrash out کیا ہے تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس اہم مسئلے کو ایوان کی زرعی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور وہ فوری طور پر اس کو حل کرے اور پھر جناب کی خدمت میں رپورٹ پیش کرے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی، جناب والا! ملک میں گنے کی پیداوار وافر ہونے کی وجہ سے چینی کی پیداوار میں بے بہا اضافہ تھا اور صارفین کو چینی خریدنے میں قطعی طور پر کوئی دشواری نہ تھی۔ لیکن گنے کے کاشت کاروں کے لیے جو ہماری پالیسی وضع کی گئی' اس میں کچھ اس قسم کے تناقض رہے' جن کی وجہ سے دن بدن گنے کی پیداوار متاثر ہو رہی ہے۔ نہ صرف متاثر ہو رہی ہے' بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ

اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمیں مستقبل قریب میں چینی بھی باہر کے ممالک سے خریدنی پڑے گی۔ جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جو اس ملک میں زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں۔ ان مسائل کا بغور مطالعہ کریں اور یہ دیکھیں کہ جس چیز کی اس ملک میں اتنی زیادہ پیداوار ہوسکتی تھی اور اس میں اس قدر تیزی سے کمی واقع ہو رہی ہے تو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ جناب والا! اس کی وجہ یہی ہے کہ دوسرے صوبوں کے مطابق پنجاب کے گنے کے کاشت کاروں کو نہ تو مناسب نرخ دیا جا رہا ہے اور نہ کسی قسم کی ذمہ داریاں مل مالکان کے فرائض میں شامل کی گئی ہیں کہ وہ گنے کے کاشت کاروں کے ساتھ صحیح برتاؤ کریں۔ اگر آپ کسی شوگر مل کے ایریا میں جا کر دیکھیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہزاروں کی تعداد میں ٹرالیاں اور بڑے بڑے ٹرالے گنے لادے ہوئے کئی کئی دن کھڑے رہتے ہیں۔ نہ ان کے صحیح تول ہو رہے ہیں۔ نہ ان کے صحیح نرخ مل رہے ہیں۔ نہ شوگر مز کے مالکان غریب کاشت کاروں کی بے بسی کو دیکھنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ کئی کئی دن اپنا کاروبار اور اپنی اجناس کی پیداوار کے سلسلے میں اسے زمینوں پر جو کام کرنا ہوتا ہے۔ وہ ملوں کے مالکان کی نذر ہو رہا ہے اور گنا پیدا کرنے والے کاشت کار بری طرح متاثر ہو رہے ہیں جس کا ہمارے ملک کی overall economy پر یقیناً اثر پڑے گا۔ میں نہیں سمجھتی کہ یہ کوئی خوبی کی بات ہے کہ ہم ہر چیز درآمد کرتے رہیں۔ جو چیز بآسانی ہمارے ملک میں پیدا ہوسکتی ہے۔ ہمیں کم از کم اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ مسائل جو کاشت کار اور حکومت کے درمیان بیٹھ کر طے کیے جا سکتے ہیں۔ مل مالکان کو بلا کر ہمیں ان مسائل کو طے کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! پہلے شوگر ملوں میں zone system تھا اور یہ دیکھے بغیر zone بنا دیے گئے تھے کہ کن علاقوں کا گنا ان شوگر ملوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ لیکن اب زون ختم کرنے کے بعد اب یہ کوئی دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر اس علاقہ میں گنے کے کاشت کار موجود ہیں اور گنا پیدا کر سکتے ہیں تو ان سے پہلے کیوں نہیں گنا خریدا جاتا جبکہ دوسرے اضلاع سے گنا خریدنا شوگر ملیں زیادہ مناسب سمجھتی ہیں۔ تو اس کے لیے ہمیں کوئی ایسی پالیسی بنانی چاہیے۔ شوگر مل کے ایریا میں جتنے گنے کے کاشت کار ہیں ان سے پہلے فوقیتی بنیاد پر گنا خریدا جائے اور اس کے بعد اگر گنا اس ضلع کے کسی علاقہ میں میسر نہ ہو تو پھر دوسرے اضلاع سے گنا خریدنے میں ترجیح دی جائے۔ جناب والا! میں پھر اس بات پر احتجاج کروں گی کہ صوبہ پنجاب میں گنے کے ریٹس پر نظر ثانی کی جائے اور گنے کے ریٹس

کو بڑھانے کے لیے حکومت اس مسئلہ پر انتہائی ہمدردانہ غور کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! ابھی یہ قرار داد بحث کے لیے منظور نہیں ہوئی ہے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی ، میں آخر میں یہی کہنا چاہوں گی کہ اگر گنے کے کاشت کاروں پر توجہ نہ دی گئی تو ہماری چینی کی پیداوار انتہائی طریقے سے متاثر ہو گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا اس پر کمیٹی بنا دی جائے جو اس سارے مسئلے پر غور کرے؟

وزیر قانون ، جناب والا! ہم اس مسئلے پر وفاقی حکومت سے بارہا مل چکے ہیں۔ اور اس معزز ایوان کی رائے کو بھی ان تک پہنچا چکے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ زراعت سے تعلق رکھنے والے چند حضرات مامور کر دیں تاکہ ایک وفد کی شکل میں وفاقی کابینہ سے اور مرکز کے ان اداروں سے ان کی موجودگی میں ایک نشست کرتے ہیں تاکہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ نکلے۔ قرار داد بھیج دینے سے ہم ان سے نشست کرتے ہیں اور ملتے ہیں اور ان پر زور دیتے ہیں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہتر ہوگا کہ آپ اور وزیر خوراک اور چند ارکان کی مجلس تشکیل دی جائے اور وہ مجلس اس مسئلہ کو بیٹھ کر دیکھ لے اور اس کا جو حل نکل سکتا ہو وہ تلاش کرلے۔

وزیر قانون ، جناب والا! ہم وفاقی حکومت کے پاس جاتے ہیں۔ اس میں بھچر صاحب ہوں گے وزیر خوراک ہوں گے اور دو چار آدمی ہم لے لیتے ہیں۔ ان سے بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لیے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی جائے جو اس سلسلہ میں وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کرے اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اپنی کوشش کو تیز کرے اور اس کا جلدی کوئی حل نکالے۔

سید محمد اقبال شاہ ، اس سے پہلے بھی ایک مجلس تشکیل دی گئی ہے اس کو اس مجلس کے پاس بھیج دیا جائے اس میں افسران بھی آئیں گے اور محکمے کے لوگ بھی آئیں گے۔ وہاں نرخ مقرر کر کے تب حکومت کو بھیجا جائے گا۔ مجلس پہلے سے بنی ہوئی ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں وضاحت کر دوں اس کے بعد آپ جو جی چاہیں فرمائیں۔ وضاحت یہ ہے کہ ایک Price Control Committee ہے جس میں ایم۔پی۔اے حضرات بھی ہیں۔ وہ موجود ہے۔

اس Price Control Committee نے اس کی کافی زیادہ قیمت مقرر کر کے بھیجی اور جب قیمتیں مقرر ہوتی ہیں۔

Then that case is submitted to the Cabinet and ultimately to the Prime Minister.

میرا خیال ہے کہ وہ کمیٹی اپنی سفارشات بھیج چکی ہے۔ اب تو یہ ہے کہ ان پر جا کر زور دیا جائے کہ پنجاب کے معاملہ کو ایسا نہ کریں یہاں بھی prices بڑھائی جائیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں ہم وہاں جا کر ان پر زور دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے ایک خصوصی مجلس تشکیل دی جاتی ہے۔ کیونکہ 70 فی صد آبادی کا مسئلہ ہے۔ اس کو فوری طور پر حل ہونا چاہیے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اس مجلس کو یہ بھیجی جائے اس کے لیے الگ مجلس بنائی جا سکتی ہے۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں اور اس میں ہر ایک کی رائے سنی جائے گی۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب والا! میری اس ضمن میں عرض ہے کہ ہم نے اس سے پہلے بھی ایک قرار داد پاس کر کے بھیجی تھی۔ جس کا آج تک ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ اس کا کیا بنا ہے۔ ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب حکومت باہر سے چینی منگواتی ہے ۔ اس پر زر کثیر خرچ کرتی ہے اور اگر آپ مجلس تشکیل دیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ قرار داد پاس کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد نہیں ہے۔ اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ حاجی صاحب وزیر خوراک کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خوراک ، میں حاجی صاحب کی خدمت میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں وزیر قانون صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے۔ میرے خیال میں وہی ایک صورت ہے جس کے ذریعے ہم وفاقی حکومت سے فوری طور پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں اور ان پر زور دیا جا سکتا ہے کہ ان اشیاء کی قیمتیں بڑھائیں اور جو قرار داد پنجاب اسمبلی نے اس سے قبل بھیجی تھی۔ اس ضمن میں مرکزی حکومت نے اپنی مجبوری پیش کی ہے کہ وہ اس season پر اس کی قیمت نہیں بڑھا سکتے اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ آئندہ season پر اس پر غور کر سکتے ہیں کہ اس کی قیمت کو بڑھایا جائے اور میری بھی یہی تجویز ہے جس طرح وزیر

قانون نے فرمایا ہے کہ آپ مجلس خصوصی تشکیل دے دیں ۔ اس میں وزیر قانون اور میں خود بھی مرکزی حکومت کے پاس جائیں گے اور ان پر زور دیں گے کہ اس کی قیمت بڑھائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں ایک بات ہے کہ جو آپ کے اختیارات میں ہے وہ تو آپ کریں۔ مثلاً جو مل مالکان ہیں اور کاشت کاروں کو permit کے سلسلے میں دشواریاں ہیں۔ یہ تو آپ ان کے نمائندوں کو بلا کر خود بھی بات کر سکتے ہیں لیکن جو معاملات وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے۔ مثلاً نرخوں کا مسئلہ ہے وہ تو وفاقی حکومت طے کرے گی۔ لیکن جو مشکلات زمین داروں کو permit کے حصول میں یا ادائیگی کا مسئلہ ہو تو آپ مل مالکان کے نمائندے بلا کر یا اس قسم کی کوئی مجلس ہو گی تو یہ مسائل تو آپ اس مجلس میں بیٹھ کر خود بھی حل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صوبائی بات ہے اور آپ کو اس میں اختیار ہے اور آپ یہ کر سکتے ہیں۔

وزیر خوراک ، اس سلسلے میں ملک ممتاز بھچر صاحب نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایک نشست بلائی جائے وہ میٹنگ بلانے کے لیے میں تیار ہوں۔ جو بھی بات پنجاب حکومت کے بس میں ہو گی وہ ان شاء اللہ ہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب اس مسئلے کو ختم کرنا چاہیے۔ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ جو مل مالکان کے ساتھ بیٹھ کر جو پنجاب حکومت کے بس کی بات ہے۔ جو مسئلہ ہم زمین دار کا یہاں حل کر سکتے ہیں اس کو حل کیا جائے۔ چاہے وہ permit کا مسئلہ ہو ان کی ادائیگی کا مسئلہ ہو جو پنجاب کی سطح پر حل کیا جا سکتا ہو۔ اس کی جو مجلس ہے ان لوگوں کو بلا کر حل کر دیا جائے اورجو مسائل وفاقی ہوں اس سلسلہ میں وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے اور وہ مسائل وہاں سے حل کرانے کی کوشش کی جائے۔ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ کیا آپ کو اس سے اتفاق ہے؟

ملک طیب خان اعوان ، جناب والا! یہ قرار داد بھیجنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم اس سے پیشتر کئی قرار دادیں بھیج چکے ہیں۔ جن کے جواب نفی میں آئے ہیں۔ وزیر زراعت اور وزیر خوراک کی زیر نگرانی ایک مجلس تشکیل دی جائے زمیندار کے جتنے مسائل ہیں اس میں صرف ایک گنا کو شامل نہ کیا جائے۔ اس میں کپاس کو بھی شامل کیا جائے۔ جو آج زمیندار کے گھر میں پڑی ہے۔ اسے کوئی خریدتا نہیں ہے۔ ان تمام موضوعات کو شامل کر کے وہ وفاقی حکومت کے پاس جائے اور ان سے بات کر کے

اور اسی وقت فیصلہ کرا کے اس کا اعلان کیا جائے تب ہی کوئی فائدہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے اب اس مسئلہ کو ختم کرنا چاہیے۔ یہ مسئلہ طول پکڑ جائے گا۔

چودھری مظہر علی گل ، جناب والا! جو بات آپ نے کہی ہے وہ درست ہے اور ہم نے قرار داد پہلے بھی بھیجی اور اب بھی بھیجنے کے لیے تیار ہیں اور حکومت نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم اگلے سال اس پر غور کریں گے لیکن جو موجودہ فصل ہے جو زمیندار اب ملوں میں لے جا رہا ہے۔ ان کو permit کے حصول میں دشواری ہے۔ آپ دیکھیں ایک صنعتکار اپنی جنس کے میلیفون پر سودے کرتا ہے۔ لیکن ایک کاشت کار مل کی کھڑکی کے ساتھ کھڑا permit کے لیے ترس رہا ہے۔ کہ للہ مجھے ایک پرمٹ دو اور جس طریقے سے وہ وہاں سے پرمٹ مانگتے ہیں آپ اس کا اندازہ کریں کہ کوئی بھکاری بھیک بھی نہیں مانگ سکتا جس طریقے سے وہ پرمٹ مانگتے ہیں اور ان کے ساتھ مل مالکان کا رویہ یہ ہے کہ انہوں نے وہاں ملوں میں بھی سیاست شروع کر رکھی ہے۔ جو کوئی بڑا آدمی ہوتا ہے وہ 90/80/60 permit لے آتا ہے۔ اور ایک غریب کاشت کار جس کا دو ایکڑ کماد ہے ابھی تک اس کی جیب خالی ہے کہ اس کو ایک permit کسی نے جاری نہیں کیا۔ جناب والا! یہ مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرے ضلع میں گوجرہ سمندری شوگر مل وہاں کی ہماری انتظامیہ نے دفعہ 144 نافذ کر دی ہے کہ کوئی زمیندار اتنی بلندی تک اور اتنی چوڑائی سے زیادہ ٹرالی بھر نہیں سکتا یہ ایک اور مصیبت ان کے لیے وہاں انہوں نے کھڑی کر دی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرے پاس ثبوت ہے کہ چھ مقدمے ہمارے زمینداروں کے خلاف درج ہوئے اور وہ دو دن تک جیل میں رہے اور ہم نے بڑی مشکل سے انکی ضمانتیں کروائیں۔ یہ ہے ظلم جو یہاں کاشت کاروں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس مجلس میں مل مالکان کو بلا کر ان کے ساتھ یہ بات چیت کی جائے کہ اس کاشت کار کا کیا قصور ہے؛ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس لیے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ایک مجلس تشکیل دی جائے اور اس قسم کے جو مسئلے ہیں ان کو اپنی ذاتی نگرانی میں حل کرنے کی کوشش کریں۔ جی چودھری صاحب فرمائیے۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ ، جناب والا! اس سلسلے میں میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا کہ محرک حضرات نے نہایت اہم معاملہ کو یہاں ہاؤس کے سامنے پیش کیا ہے یہ یقیناً قابل داد اور خراج

تحسین کے قابل ہے۔ تو جیسا کہ وزیر خوراک نے اور وزیر زراعت نے بھی اس کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مجلس کی ساخت یا اس کی تشکیل کے متعلق زور دیا ہے نہایت احسن اور ضروری معاملہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرار داد' اس تحریک کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی قیمت کو بڑھوایا جائے۔ دوسرا جو اہم پہلو ہے وہ یہ ہے کہ اسکی موجودہ فصل جو خراب ہو رہی ہے جس کا کہ پاکستانی قوم کو نقصان ہو رہا ہے اور کاشت کار مزید مفلوک الحال ہو رہا ہے اس کا فوری بندوبست کیا جانا مناسب ہے۔ تو اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دوسرا پہلو جو قیمتیں بڑھوانے کا ہے وہ ہم جتنی بھی جلدی کریں گے جتنی بھی کوشش کریں گے اس سال شاید ممکن نہیں ہو گا۔ لیکن جو موجودہ فصل ضائع ہو رہی ہے اس کے لیے ہمارا سب سے پہلا اور فوری اقدام یہ ہونا چاہیے کہ اسے ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

That is a national loss, that is a people's loss, that is an Illaqa's loss and that is a community's loss That should be considered very seriously

اس کے لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت مجلس جو پہلے ہی وزیر زراعت کے زیر نگرانی کام کر رہی ہے اسے یہ معاملہ دیا جائے اور شوگر ملز کے اہم لوگوں کو بلایا جائے اور محرک حضرات کو وہاں مدعو کیا جائے اور اس کے ساتھ کوئی ایسا مستقل طور پر لائحہ عمل اور حل تجویز کیا جائے جس سے یہ طبقہ جو ریڑھ کی ہڈی کہلاتا ہے اور جو اکثریتی طبقہ ہے لہذا عوام کے اکثریتی طبقے کی پریشانی کو دورکرنا ہے اور ان کی خوشحالی میں اضافہ کرنا ہے اور ان کی امداد کرنا ہے جو کہ دراصل پاکستانی قوم کا چہرہ مہرہ ہیں اور پاکستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل ہے اسے مجلس قائمہ برائے زراعت کے سپرد کر کے فوری طور پر رپورٹ کرلیں اور تحقیق کرلیں اور اس کا جائزہ لینے کے لیے ہدایت کی جائے اور اس کی نگرانی وزیر زراعت اور وزیر خوراک بذات خود کریں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ نئی مجلس بنانے کی بجائے یہ مجلس اور اس کے لیے پہلا یہ کام دیا جائے کہ وہ موجودہ کھڑی فصل کی بہتر حفاظت کے لیے یا اسے ضائع ہونے سے بچانے کے لیے پہلے تدابیر اختیار کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب والا! جہاں آپ مجلس بنائیں گے اس کے لیے ضروری ہے کہ

technocrate حضرات جو باہر سے چینی منگوا لیتے ہیں اور حکومت کا اربوں اور کروڑوں روپیہ زرمبادلہ میں خرچ ہوتا ہے۔ اگر وہی روپیہ بچا کر اپنے پنجاب کے زمینداروں کو دیا جائے تو یقیناً چینی پھر بھی سستی پڑے گی جو ملک میں بنے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس وقت جو تحریک التوائے کار ہے وہ اس لیے ہے کہ موجودہ فصل کا کیا بنے گا۔ جو ضائع ہو رہی ہے اور جسکا ذکر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک التوائے کار میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے یہ التماس کروں گا کہ ایک ہی بات کو بار بار نہ دہرایا جائے۔ مجلس کی تشکیل اسی سلسلے میں ہو گی۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! کمیٹی کے لیے میں جناب غفور صاحب۔ جناب منیس صاحب کی قیادت میں جو بھی ہوں۔ بھروانہ صاحب ہوں یا جتنے بڑے زمیندار جو گنے کی کاشت کرتے ہیں ان کو ساتھ لے کر حکومت پاکستان سے جا کر بات چیت کی جائے اور جلد از جلد result دیا جائے۔ یہ میری تجویز ہے۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ تو آپ کو اختیار ہے۔ آپ مجلس تشکیل دے دیجئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، سالار صاحب کا یہ مقصد نہیں تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ مجھے بھی اس مجلس میں شامل کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب گل حمید خان روکڑی، جناب والا! گنڈیریاں کھانے والوں کو بھی شامل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! میں آپ سے التماس کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! جو بڑے کاشت کار ہیں جو بڑے زمیندار ہیں انہیں کوئی دقت نہیں ہے۔ مل والوں نے جنہیں پیسے دیے ہوئے ہیں ان سے تو وہ گنا اٹھا رہے ہیں لیکن تکلیف میں چھوٹا کاشت کار ہے جس نے قرضہ نہیں لیا ہوا جسے permit نہیں ملتا۔ ہمارے چنیوٹ کے علاقے میں ملوں والے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے ہم دس روپے فی من لیتے ہیں اس شرط پر کہ ایک طرف کا کرایہ بھی آپ دیں۔ آپ اندازہ لگائیے کہ پنجاب کے ساتھ یہ ظلم کیا گیا کہ گیارہ روپے فی من مقرر کیا گیا جبکہ صوبہ سرحد اور سندھ کے بھاؤ اور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! اب آپ تشریف رکھیے۔ یہ بات آپ کر چکے ہیں۔ اب میرا خیال ہے کہ اس مسئلہ کو ختم کرنا چاہیے۔ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میں چودھری نعیم صاحب کی تجویز سے متفق ہوں کہ مجلس قائمہ برائے زراعت جو پہلے سے موجود ہے اس کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ فوری بنیادوں پر کام کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مجلس تشکیل دی جاتی ہے۔ یہ مجلس ان ممبران پر مشتمل ہوگی۔ جناب وزیر زراعت صاحب' وزیر خوراک صاحب' سردار حسن اختر صاحب' سردار زادہ ظفر عباس صاحب' جاوید چیمہ صاحب' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب' ملک ممتاز احمد بھچر صاحب اور ساجدہ نیر عابدی صاحبہ۔

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! میں ایک سنجیدہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس مجلس میں آپ نے حزب اختلاف کا کوئی آدمی نہیں شامل کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! آپ کو رکھ لیتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات ، جناب والا! چودھری محمد اسلم صاحب کو رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کس کو جی؟

میاں محمد افضل حیات ، چودھری محمد اسلم صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس مجلس میں یہ معزز اراکین بھی شامل ہوں گے۔ چودھری محمد اسلم صاحب۔ (قطع کلامیاں) ملک طیب اعوان صاحب' حاجی محمد افضل چن صاحب (قطع کلامیاں) مجھے آپ بات کرنے دیجئے گا۔ محترمہ تشریف رکھیے۔

محترمہ بیگم نجمہ تابش الوری ، جناب والا! جو ریڑھی لگاتا ہے اسے بھی شامل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ یہ مجلس صوبائی سطح پر گنے کے کاشت کاروں کے یا دیگر کاشت کاروں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرے گی اور وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کر کے گنے کے نرخ کو بڑھانے کے لیے اپنی سفارشات اور کوششیں کرے گی۔ اس کے لیے ٹائم کی

limitation نہیں رکھی جا سکتی تو اس کے لیے یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کمیٹی meet کرے اور مل مالکان کو بلا کر زمینداروں کے مسائل کو حل کرنے کی پوری کوشش کرے۔

میاں عطا محمد قریشی ، جناب والا! ایک بات کا اس میں اضافہ فرما دیجئے۔ کہ جہاں گنے کی بات ہو رہی ہے وہاں کپاس کے متعلق بھی ساتھ ساتھ دیکھ لیا جائے۔ اس میں ترمیم فرما لیجئے کہ کپاس اور گنے کے متعلق ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کی یہاں ترمیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ طیب صاحب کو اسی لیے رکھا ہے کہ وہ اس مسئلہ کو take up کر لیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! اس کے لیے وقت مقرر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مولانا صاحب! یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اپنی مجلس کو meet کروائیں اور کام شروع کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! اگر آپ وقت مقرر کر دیتے ہیں تو مجلس پابند ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو وزیر خوراک صاحب آپ اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! ہم اس کی بہت جلد نشست call کر کے ہم اپنی سفارشات مرتب کر لیں گے اور اس کی روشنی میں ہم جلد سے جلد وفاقی حکومت سے رابطہ قائم کر کے وہاں جا کر کوشش کریں گے کہ اس پر عمل در آمد ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ اسی سیشن کے دوران مل مالکان کو بلا کر اس کمیٹی کی نشست کر لیں اور مقامی مسائل تو حل کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ وفاقی سطح کے مسائل کو بعد میں بھی لیا جا سکتا ہے۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! یہ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ سیشن کب ختم ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بہر حال آپ یہ ضرور کوشش کریں کہ مل مالکان کے ساتھ آپ کی ملاقات ہو جائے۔

وزیر خوراک: ان شاء اللہ جناب والا! ایسا ہی ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! principles of policy پر بحث جاری تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا جی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! مجھے اجازت دی جائے میں بھی اظہار خیال کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التواء کا وقت ختم ہوتا ہے اور حکمت عملی کے اصولوں پر بحث جاری تھی تو اس سلسلہ میں جو صاحبان بات کرنا چاہتے ہوں وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر تک پہنچا دیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اس وقت چودھری محمد رفیق صاحب بحث کر رہے تھے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

سینٹ کے انتخابات کے لیے پروگرام کا اعلان

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ایک اعلان ہے۔

میں معزز ممبران کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنا چاہوں گا کہ الیکشن کے بارے میں ایک اعلان ہے براہ کرم آپ اسے سماعت فرمالیں۔

الیکشن کمشن پاکستان نے سینٹ کے انتخابات کے لیے پروگرام کا اعلان کیا ہے جس کا اعلامیہ برائے اطلاع اراکین نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دیا گیا ہے الیکشن کمشن نے مزید ہدایت کی ہے کہ اراکین الیکشن کے دن اپنے اپنے شناختی کارڈ اپنے ہمراہ لائیں تاکہ شناخت میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ الیکشن شیڈول حسب ذیل ہو گا۔

"نامزدگی امیدواراں	11 فروری 1988ء
جانچ پڑتال کاغذات	13 فروری 1988ء
کاغذات نامزدگی واپس لینے کی تاریخ	25 فروری 1988ء
انتخابات پولنگ	3 مارچ 1988ء

الیکشن 3 مارچ 1988ء کو ہو گا۔ جی رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق ، جناب سپیکر! میں پنجابی میں عرض کروں گا۔ جی کل میں نے تقریر شروع کی تھی-----

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں صاحب! یا تو آپ ہمیشہ پنجابی میں بولا کریں آپ کبھی اردو میں بول لیتے ہیں کبھی انگلش میں حوالے دے دیتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق ، جناب والا! تقریر تو میں پنجابی میں ہی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے فرمایئے۔

چودھری محمد رفیق ، *** جناب والا! میں نے کل اپنی تقریر شروع کی تھی کہ کورم ختم ہو گیا تھا۔ تو جناب والا! جی عرض کروں گا کہ، ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ۔

جناب سپیکر! یہ شعر کا ایک مصرع ہے۔

جناب والا! وزیر قانون صاحب کو معلوم نہیں کہ کیا ہوا تھا۔ شاید میں نے شعر غلط پڑھ دیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں نے صرف شعر کا ایک مصرع پڑھا ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست کو اب تک یقین نہیں ہے کہ انہوں نے یہ مصرع صحیح پڑھا ہے یا غلط پڑھا ہے۔ یہ اب تک ان کو یقین نہیں۔

چودھری محمد رفیق ، ***۔ نہیں مجھے تو یقین ہے آپ کو یقین نہیں رہتا۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! میرا خیال ہے یہ ان کے سامنے اس لیے غلط شعر پڑھتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب کا ادب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وزیر قانون ، جتنا آپ کا بے ادبی سے تعلق ہے اتنا ہی میرا تعلق ادب سے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمیں جو پہلے ایجنڈا فراہم کیا گیا تھا اس میں دس اور گیارہ تاریخ کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث لکھی ہوئی تھی۔ کل دس تاریخ تھی اور آج گیارہ ہے آج کے ایجنڈے میں امن عامہ پر بحث ہے۔ تو جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے ایجنڈے میں دو دن جو اسلامی نظریاتی کونسل پر بحث کے لیے رکھے

***(پنجابی تقریر کا اردو ترجمہ)

گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ ایجنڈے کی پہلی سطر کو بھی دیکھ لیں۔ اس میں یہ ہے کہ کل کا جو کام بقایا تھا اسے بھی آج لیا جائے گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! وہ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے آپ اسے دیکھ لیں اس کے بعد جو فرمانا چاہیں آپ فرما سکتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! بقایا کام تو آپ جاری رکھیں۔ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلا ایجنڈا دیا گیا ہے اس میں دو دن (دس اور گیارہ) اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث کے لیے رکھے گئے تھے لیکن کل اور آج جو ایجنڈا دیا گیا ہے اس میں بجائے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث کے امن عامہ پر بحث رکھی گئی ہے۔ امن عامہ کا مسئلہ تو مستقل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب والا! اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اس میں لکھا ہوا کہ کل کی جو کارروائی ہے اسے آج لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیجیے۔

جناب فضل حسین راہی، تو جناب والا! انہیں بتائیں کہ یہ بلاوجہ کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راہی صاحب! آپ مجھے بات کرنے کا موقع عنایت فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں آپ کو وضاحت کر دوں کہ وہ دو دن جو رکھے گئے تھے اس کے مطابق دس اور گیارہ تاریخ کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پر بحث کے لیے رکھے گئے تھے۔ کیا وہ آگے کو چلا دیے گئے ہیں یا ختم کر دیے گئے ہیں اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا صاحب! اس کے متعلق بھی آپ کو عرض کر دیا جائے گا اس وقت جو ایجنڈا ہے اسے آپ چلنے دیں۔ جی میاں صاحب آپ فرمایئے۔

وزیر قانون، جناب والا! بیشتر اس کے کہ میاں صاحب اپنی تقریر شروع کریں میں مولانا صاحب کی اطلاع کے لیے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ انہوں نے ایک سوال اٹھایا ہے۔ مولانا صاحب دس

اور گیارہ تاریخ کو اسلامی کونسل کا جو بزنس رکھا تھا اس کے متعلق یہ خیال کیا کہ دس اور گیارہ کے دو دن اس کے لیے بہت تھوڑے ہیں اور اس طرح سے وہ بحث تشنہ تکمیل رہے گی اس لیے اسے آئندہ اجلاس میں اسے گیارہ دنوں کے لیے رکھیں گے زیادہ دن اس کے لیے مقرر کریں گے تاکہ لوگ اس کی تیاری بھی کرلیں نوٹس میں تھا کہ آئندہ اجلاس میں لوگ اس کے لیے تیاری کر کے آئیں۔ اس لیے اب جو ہے اس پر بحث جاری رہے گی۔

جناب والا! آپ کی اجازت سے پیشتر اس کے کہ چودھری صاحب اپنی تقریر جاری کریں یہ بات ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر قانون ، جناب والا! Pakistan Nursing Act, 1973 ہے اس کی دفعہ 3-K ہے اس کے مطابق ہرصوبائی اسمبلی سے ایک معزز خاتون اس کی ممبر کی نمائندگی کے لیے نامزد کرنی ہوتی ہے اور اس میں provision یہ ہے کہ اگر قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کسی بات پر رضا مند ہو جائیں تو پھر صرف ایوان کو مطلع کرنا پڑتا ہے تاکہ ایوان کی اطلاع کے لیے یہ بتا دوں۔ تو قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف سے میں نے مشورہ کیا ہے تو یہ ہماری ایک محترمہ رخسانہ بیگم ہیں ان کو Pakistan Nursing Council کا ممبر منتخب کیا گیا ہے۔ تو میں یہ ایوان کی اطلاع کے لیے اورمنظوری کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو کیا ٹھیک ہے جی۔

آوازیں ، ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں صاحب! فرمایئے۔

ملک محمد اشرف بارا ، جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ ، جناب سپیکر! حکمت عملی کے اصولوں پر بحث جاری ہے اور سرکاری بنچز کی طرف سے کورم کی نشان دہی کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ ان سے پوچھ لیں کہ انہوں نے نشان دہی کی بھی ہے یا نہیں؟

ملک محمد اشرف بارا ، جناب والا! میں کورم کی بات واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب! فرمائیے۔

حکمت عملی کے اصولوں پر بحث

-------(جاری)

چودھری محمد رفیق: ***جناب سپیکر! ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ۔

جناب والا! میں نے حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کے لیے ایک نئی بات کو بنیاد بنایا ہے اور میرے فاضل دوست جناب جنجوعہ صاحب نے بڑی خوبصورت اور بڑے اچھے انداز میں ایک مدلل تقریر کی ہے اور میں کوشش کروں گا کہ اس کی repetition نہ ہو اور میں کوئی نئی بات کروں۔

جناب والا! ہم جو حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کرتے ہیں یا جو حکمت عملی کے اصول ہیں۔ پچھلے سال بھی اسی 1985ء کی رپورٹ پر بحث ہوئی تھی اب 1986ء کی رپورٹ پر بحث شروع ہے۔ جناب والا! یہ دیکھنا ہے کہ حکمت عملی کے جو اصول بنائے جاتے ہیں ان اصولوں پر عمل کیوں نہیں ہوتا صرف یہ دکھانے کے لیے کیوں ہیں لکھنے کے لیے کیوں ہیں سنانے کے لیے کیوں ہیں کیونکہ اس بحث کے اختتام پر جناب وزیر قانون جو تقریر فرمائیں گے اس میں موصوف یقیناً اس کی خوبیاں اور اچھائیاں بتائیں گے۔ لیکن جناب والا! ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کچھ کیوں نہیں نظر آتا ہے جسے حکمت عملی کے اصولوں کو مرتب کرتے ہوئے بنیاد بنایا گیا تھا۔!

جناب والا! مثال کے طور پر Clause - 3(c) جو ہے اس میں اسلام کی ترویج' اسلام کی بہتری کے لیے زکوٰۃ' اوقاف اورمسجدوں کا جو نظام ہے اس کی بہتری کے لیے اقدامات کے بارے میں جو ہے اس میں جناب والا! یہ عرض کروں گا کہ یہ نظام زکوٰۃ جو ہے سب سے پہلے تو یہ محل نظر ہے کہ زکوٰۃ کے نظام کی سود پر بنیاد ہے۔ یہ دو عملی جو میں بتانی چاہتا تھا کہ اک چہرے پہ کئی چہرے جو لوگ سجا لیتے ہیں۔ یہ ہماری حکمت عملی پر بھی اک چہرے پر کئی کئی چہرے سجے ہوئے ہیں۔ ایک چہرہ یہ ہے کہ اسلامی نظام دے دیا اور اس نظام کے خالق جو ہیں وہ بڑے فخر کے ساتھ ہماری گولڈن جوبلی کے دن یہاں اس ایوان میں کہہ گئے کہ میں اسلامی نظام کا موجد ہوں اس کا

***(پنجابی تقریر کا اردو ترجمہ)

میں خالق ہوں۔

جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ اس نظام کو تخلیق کرتے ہوئے جو بنیادیں رکھی گئیں ان کا اس میں کتنا کتنا ہمیں تضاد نظر آتا ہے۔ ایک بات کرتے ہوئے خود ہی اس کی contradiction کر دیتے ہیں۔ خود ہی اس کا تضاد پیش کر دیتے ہیں۔

جناب والا! اس کا سب سے بڑا تضاد یہ ہے کہ زکوٰۃ فنڈ میں سے آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے میں جو یہ بات کرنے لگا ہوں یہ ممکن ہے کہ آپ کے لیے بڑی حیرانگی کا باعث ہو' اس زکوٰۃ فنڈ سے ریفرنڈم پر جو خرچہ کیا گیا۔ وہ اس زکوٰۃ فنڈ سے کیا گیا ہے۔ 1984ء کا ریفرنڈم جو تھا اس پر جو خرچہ آیا اس کا ایک کثیر حصہ یہ ہمارے نظام زکوٰۃ کے فنڈز میں سے خرچ کیا گیا۔ جناب والا! میرے پاس ثبوت کے طور پر جنگ 29 جنوری کا اداریہ ہے۔ جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ زکوٰۃ فنڈ کا غلط استعمال جناب والا! اگر آپ مجھے یہ اجازت دیں تو میں اس میں سے ایک دو لائنیں پڑھ کر اس معزز ایوان کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! وہ لکھتا ہے کہ "فنڈ میں خورد برد' بدعنوانی اور گھپلا کرنے کے بے شمار واقعات بھی ہو چکے ہیں۔ بعض زکوٰۃ کمیٹیوں کی طرف سے مخصوص افراد کو زکوۃ سے امداد دینے کی شکایات بھی سنی جا رہی ہیں لیکن صدارتی ریفرنڈم پر کنویسنگ کے لیے زکوٰۃ فنڈ کا استعمال ایک افسوسناک انکشاف ہے"۔ جناب والا! یہ آپ اب کیا کہیں گے کہ اس دو عملی کو' یہ حکمت عملی جو ہم بناتے ہیں۔ ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں اور تضاد جو ہے منافقت کی حد تک ہم پیش کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے۔ حکمت عملی کے اصول جو میں ان کو صحیح طور پر لاگو کس طرح کیا جا سکتا ہے جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ جب رکھوالا ہی بھیڑ کو کھا جائے تو بھیڑ کدھر جائے۔ جناب والا! اسی طرح ہی میں عرض کروں گا کہ نظام زکوٰۃ کی بنیاد جو ہے وہ سودی پیسے پر یا سودی رقموں پر رکھی گئی ہے۔ جب کہ اسلام میں یہ واضح طور پر سودی کاروبار کو کتنا برا سمجھا گیا ہے اور جناب والا! یہ آپ دیکھیں گے کہ جو رق میں چھوٹے چھوٹے حصے داروں' کھاتے داروں کی ہیں ان پر یہ زکوٰۃ لاگو کی گئی ہے۔ جب کہ جتنا سرمایہ دار طبقہ ہے۔ ان کو' ان کے کھاتے جو ہیں وہ Current Account میں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور ان کے اوپر کوئی زکوٰۃ لاگو نہیں ہے۔ جناب والا! یہ بھی ایک تضاد کی' دو عملی کی یہ واضح ایک مثال ہمارے سامنے ہے۔ اسی لیے میں کہوں گا کہ جب اسی دو عملی کے یا تضاد کے

نمونے عملی طور پر پیش کرتا ہوں اور یہ نظام کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے یا اس میں کس طرح بہتری کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے۔ جناب والا! اس کا دوسرا حصہ جو میں عرض کروں گا وہ ہے۔ عشر کا نظام' جناب والا! یہ بات بھی محل نظر ہے کہ عشر کا نظام جو ہے وہ چودہ سو سال پہلے جب عشر لاگو کیا گیا تھا اس وقت صرف ایک کاروبار تھا یا پیشہ تھا۔ وہ پیشہ صرف کاشت کاری تھی جو کہ چھوٹی موٹی ہوتی تھی اور کوئی اس وقت نہیں تھا۔ اس لیے اس نظام کو لاگو کرتے ہوئے عشر کاشت کاروں پر لگایا گیا اور آج جب کہ دنیا اتنی ترقی کر چکی ہے۔ صنعت بھی اتنی ترقی کر چکی ہے۔ عشر اب بھی صرف کاشت کاروں پر جو کہ پہلے ہی اتنے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں یہ اسلام صرف انہی پر ٹھونسا گیا ہے یا اسلام ان پر قید کیا گیا جب کہ میرا ایمان یہ ہے بلکہ اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا جب کہ اللہ تعالیٰ خود یہ فرماتا ہے۔ ہمارے ایمان کا ایک جزو بھی ہے کہ اس کرہ ارض کے اندر زمین اور آسمان کے اندر جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور جو کچھ بھی پیدا ہوتا ہے وہ زمینوں کے اندر سے پیدا ہوتا ہے اور زمینوں کے اوپر ہی سب کاروبار چلتا ہے۔ اس لیے جناب والا! یہ بھی ایک سرمایہ دار کو تحفظ دینے کے لیے اسلام کے نام پر سرمایہ دار کو تحفظ دیا گیا ہے اور اسلام کو آج تک چودہ صدیاں گزر گئی ہیں اس بنیاد پر exploit کیا گیا کہ کس طرح اس طبقے power structure مختلف ادوار میں رہا ہے۔ جو کہ آج بھی ہے ۔ جو کہ اس سے پیشتر بھی تھا۔ ہر اس دور کے power structure نے اپنی رعایا کو چھوٹے کاشت کار یا مزدور کو محکوم رکھنے یا اپنے سیاسی اور معاشی استحصال کو برقرار رکھنے کے لیے' سیاسی اور معاشی غلامی میں جکڑ کر رکھنے کے لیے اسلام کو ڈھال بنایا اور اسلام کا نام لے کر ہمیشہ ان کا معاشی اور سیاسی استحصال کیا ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے مانتے بھی ہیں کہ جو کچھ یہاں پیدا ہوتا ہے زمین کے اندر پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے پھر وہ عشر کاشت کار کے اوپر لاگو ہی کیوں ہے۔ یہ صنعت کار پر عشر کیوں لاگو نہیں ہے۔ ان کو کیوں مستثنیٰ کیا گیا۔ وہ اسی لیے جناب والا! کہ سرمایہ دار اور گماشتہ سرمایہ دار کو تحفظ دینے کے لیے اسلام کو ڈھال بنا کر ان کو مستثنیٰ کیا گیا کہ چونکہ اس وقت چودہ صدیاں پہلے اور کوئی پیشہ نہیں تھا صرف کاشت کاری پیشہ تھا عشر ان پر لاگو کیا گیا اور آج بھی اسی انداز میں عشر جو ہے کاشت کاروں پر ہی رہنا چاہیے۔

جناب والا! consensus کا جو دروازہ ہمیشہ ہمارے دین میں کھلا رہا ہے جس کو کہ استعمال

نہیں کیا گیا اور consensus یا اجتہاد اگر آج تک ہوتا رہتا تو میرا یہ یقین ہے کہ کرہ ارض کے اندر زمین کے اندر اندر جو چیز بھی پیدا ہوتی ہے اس پر عشر لاگو ہونا چاہیے اگر عشر اسلام کا ضروری حصہ ہے۔ جناب والا! صرف کاشت کار پر ہی اس کا لاگو رہنا میں سمجھتا ہوں کہ قرین انصاف نہیں بلکہ انصاف کے خلاف ہے اور اسلامک کمیٹی جو ہے consensus جو ہے اس کے تحت صرف کاشت کار پر ہی عشر کا نظام لاگو کرنا جائز نہیں۔ جناب والا! یہ سب باتیں دوعملی کی ہیں یا ایک چہرے پر کئی کئی چہرے سجانے کی ہیں۔

اس کے بعد میں جناب والا! عرض کروں گا کہ دوعملی کی ایک اور تصویر جو ہے وہ جناب والا! یہ ہے کہ ایک دن اخبار میں یہ خبر چھپی کہ Pakistan Medical & Dental Council نے 1984ء میں میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کے سروسز رولز میں ترامیم کچھ پیش کی تھیں۔ ان کی سفارشات پیش کی تھیں۔ ان ترامیم کو Pakistan Medical & Dental Council کی ڈاکٹروں کی ' سروسز رولز میں جو ترامیم انہوں نے 1984ء میں پیش کیں ان ترامیم کو جناب والا! باقی تین صوبوں نے تو مان لیا ۔ صوبہ سرحد نے بھی مان لیا۔ بلوچستان نے بھی مان لیا۔ سندھ نے بھی مان لیا اور وہاں لاگو ہو گیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اس صوبہ پنجاب میں ان سفارشات کو کیوں لاگو نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے بےشمار ہمارے یہاں قابل مستند ڈاکٹر جو ہیں وہ اس سے متاثر ہوئے ہیں اور جناب والا! اس میں بھی 1986ء تک پرانے قواعد کے تحت ہی تقرریاں ہوتی رہیں۔ پھر یہ Public Service Commission نے تقرریاں روک دیں۔ جناب والا! اس کے باوجود آج بھی دوعملی کا نمونہ ہمارے سامنے یہ ہے کہ ایک طرف تو adhoc doctors کو چھٹی دی گئی ہے۔ دو چار دن ہوئے ہیں اس دن بھی یہ بہت بڑی خبر اخبار میں چھپی تھی دوسری طرف ایڈہاک تقرریاں اب بھی جاری ہیں۔ اسی طرح جناب والا! لیکچراروں کا معاملہ بھی جو کہ برس ہا برس کے تجربے کے بعد ان کو بھی چھٹی کرا دی گئی۔ ایک طرف ایڈہاک لیکچراروں کو چھٹی کرا دی گئی ہے۔ دوسری طرف ایڈہاک لیکچراروں کی بھرتی جاری ہے۔ جناب والا! یہ جو تضاد ہماری سوسائٹی کے اندر ہے یا ہماری ایڈمنسٹریشن کے اندر ہے یا ہماری حکمت عملیوں کے اندر ہے جو کہ ہم نے اپنے چہرے پر کئی کئی چہرے سجائے ہوئے ہیں تو پھر صحیح صورت حال اور صحیح نتیجہ ہمارے سامنے کس طرح آ سکتا ہے۔ ہم یہ برائیاں ' خرابیاں کس طرح دور کر سکتے ہیں۔

جناب والا! اس لیے عرض یہ ہے کہ وزیرصحت کی توجہ دو منٹ کے لیے میری طرف کرائی جائے تاکہ وہ میری بات کو سمجھ لیں۔ جناب وزیرصحت -----

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ چودھری رفیق صاحب کو گلہ ہے کہ آپ لوگ ان کی باتیں توجہ اور غور سے نہیں سن رہے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جناب کے توسط سے وزیرصحت کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری پالیسیوں میں یہ جو تضاد ہے اسے ختم کریں۔ Pakistan Medical & Dental Council کی میڈیکل ڈاکٹروں کی سروسز رولز میں جو ترمیم انہوں نے تجویز کی ہے۔ جو سفارش کی ہے سال 1983ء میں' اس کو فوری طور پر لاگو کرائیں ورنہ بہت سارے ڈاکٹر اس کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں تاکہ اس کا کوئی سدباب ہو سکے۔

جناب والا! اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہر ڈویژن میں سستے انصاف کے حصول کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے ڈویژن بنائے' نئے اضلاع بنائے اور وہاں عملہ بھیجا تاکہ وہاں کے عوام کو سستا انصاف ملے۔ مجھے اس بات سے اختلاف ہے کہ سستا انصاف کیوں کہا جاتا ہے۔ انصاف کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ ہماری اس دوعملی کی وجہ سے ہمارے ارباب بست و کشاد کو بھی یہ پتا ہے کہ نچلی سطح پر' درمیانی سطح پر' اوپر کی سطح پر' میں بلکہ یہ کہوں گا کہ ہمارے top پر جو طبقہ ہے وہ corrupt ہے۔ ہم نچلی سطح پر corruption کو کس طرح کو کس طرح دور کر سکتے ہیں پیسے کی corruption نہ سہی' اگر نہیں ہے مگر بعض جگہوں پر یہ corruption تو موجود ہے۔ political corruption تو موجود ہے جہاں political corrupt لوگ موجود رہیں گے۔ ہمارا political structure اگر corrupt ہو گا تو اپنی corruption جاری رکھنے کے لیے اسے استحکام دینے کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ کچھ agencies کو اپنے ساتھ شامل کرے اور ہماری پولیس بھی ساتھ ہے۔ ہماری فوج بھی ساتھ ہے۔ سول بھی ساتھ ہے۔ میرے خیال میں اس political system کی تمام بیساکھیوں نے ان تمام برائیوں کو ختم کرنے کے لیے ہماری اسمبلیوں کا موجودہ ڈھانچہ بنایا گیا ہے تاکہ وہ سبکچھ جو کچھ ہوا ہے یا اسے regularize کیا جائے۔ جناب والا! پھر یہ توقع رکھنی کہ نچلی سطح پر corruption ختم ہو جائے یا عوام کو سستا انصاف مل جائے۔ میں سمجھتا

ہوں کہ قطعی طور پر یہ ممکن نہیں بلکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے۔ انصاف کبھی بھی نہیں مل سکتا ہے۔ جب تک ہمارا top یعنی اوپر والا کرپٹ طبقہ ہے۔ اس وقت تک عوام کو انصاف نہیں مل سکتا ہے۔ محض ایک دھوکہ دینے والی بات ہے یا لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے کہ ہمیں عوام کو سستا اور فوری انصاف مہیا کریں گے۔

میں جناب کی خدمت میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ میرے اپنے ضلع کے اندر جو کہا جاتا ہے کہ نیا ضلع بنایا گیا ہے۔ لوگوں کو وہاں پر سستا انصاف فراہم کیا جائے گا۔ اس میں سرفہرست ڈاکٹر شیر افگن اور لودھی صاحب کا کیس تھا۔ اس طرح کا کیس ہمارے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قومی اسمبلی کے انتخاب' ایم۔این۔اے کے انتخاب تھا بعینہٖ ہی وہی کیس' وہاں بھی ایم۔این۔اے چودھری عبدالستار اور ملک ٹوانہ کے درمیان بالکل ایک جیسا کیس mature ہوا پڑا ہے۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ وہ فیصلہ ہونے ہی نہیں دیا جا رہا ہے یہ جناب والا! کہاں کا انصاف ہے۔ اس میں کیا سیاسی مصلحتیں ہیں یا کیا سیاسی مفادات ہیں' جہاں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا وہ کیس انہوں نے کھٹائی میں ڈال دیا ہے۔ معلوم نہیں کس کنویں میں پھینک دیا ہے۔

جناب والا! اسی طرح ایک اور کیس میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں ہمارے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک حاجی نور احمد صاحب ہیں' انہوں نے 40 مربع اراضی کا فراڈ کیا ہے اور grow more food کے تحت سال 1957ء میں انہوں نے آدھے آدھے مربعے کی لاٹیں لیں تقریباً کوئی 62 بڑھیں اور اس کی 4 سرکاری ایجنسیوں نے تحقیقات کی ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ سارا فراڈ تھا لیکن آج تک ہماری حکومت کے کل پرزے ہیں اس زمین کا قبضہ واپس نہیں لے سکے۔ جناب والا! اس میں وہ سارے سب سرکاری اہلکار ملوث ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جبکہ حکومت کی طرف سے یا عدالتوں کی طرف سے یہ حکم آ جائے کہ اس سرکاری اراضی پر قبضہ کرو لیکن کسی کو وہاں قبضہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔

جناب والا! اس کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ آخری رپورٹ بورڈ آف ریونیو کے آڈیٹر نے جناب رانا سرور صاحب' جنہوں نے آخری تحقیقات کی ہے۔ انہیں اس ایمانداری کے ساتھ تحقیقات کرنے کے صلے میں گزشتہ 33 ماہ سے اسے تنخواہ بھی نہیں ملی اور اس کی جو پوسٹ تھی وہ بھی ختم کر دی گئی ہے اس لیے وہ پوسٹ ختم کی گئی ہے کہ جو پچھلے سرکار کے یا سرکاری اہلکاران نے کیے

ہیں۔ وہ آدمی ان کی نشان دہی کرتا ہے اس نشاندہی کرنے کی وجہ سے سرکار نے ناراض ہو کر اس کی post ہی abolish کر دی اور انہیں 33 ماہ سے تنخواہ بھی نہیں ملی۔ ہماری حکومت کے پاس ایمانداری کا یہ صلہ ہے۔ یہ دو مثالیں جناب کے سامنے ہیں۔ یہ جناب اک چہرے پر کئی کئی چہرے سجا لیتے ہیں۔

جناب والا! میرا دوست فضل حسین راہی زیادہ بے تاب ہے۔ اور وہ اپنی بات کرنی چاہتا ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کر کے ختم کرتا ہوں۔ حالانکہ میرے پاس کافی مواد تقریر کرنے کے لیے موجود ہے۔ میں ایک آخری بات ان حکمت عملی کے اصولوں کے سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں کہ کم ترقی یافتہ علاقوں کے لیے یہ مژدہ سنایا گیا کہ وہاں تعلیم، روزگار کے مواقع، تعمیراتی پروگرام، نئی روشنی سکیم، یہ سارا دھوکہ اور فریب جو ہے، وہاں کی 85 فی صد آبادی کے لیے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب والا! آج وہاں بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ اچھے بھلے خاندانوں کے لوگ اچھے بھلے گھروں کے لڑکے جو کبھی اس طرف کا سوچتے بھی نہیں تھے۔ لیکن ان کی زمینیں تقسیم ہو جو محلوں میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ آج وہ لوگ میٹرک اور ایف۔اے پڑھے لکھے لڑکے وہاں منت سماجت کرتے پھرتے ہیں کہ ہماری نوکری لگوا دیں۔ ہمیں چپڑاسی لگوا دو۔ جناب والا! آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ معزز ایوان جو دیہاتوں سے آیا ہو یا کاشت کاروں کا نمائندہ ہو یہ اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ بے روزگاری جو دیہاتوں میں کاشت کاروں کے کھیتوں میں ہے۔ میرا خیال ہے کہ شہروں میں اس کا سوواں حصہ بھی نہیں لیکن اس بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا گیا ہے۔ انہیں تعلیمی مواقع دینے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ جناب والا! محض ہمارے دوست جنہوں نے اس ایوان میں کہا ہے کہ حکومت نے بڑا اچھا اقدام کیا ہے کہ merit system بنا دیا ہے۔

جناب والا! ٹھیک ہے ایک اچھی بات ہے کہ merit system جو بنایا ہے۔ یہ بھی اوپر والی کلاس کے لیے ان کے بچے merit کے ساتھ جاتے تھے۔ ان کے لڑکے سفارشوں کے ساتھ جاتے تھے۔ وہ جو 75 فی صد آبادی کے لڑکے ہیں وہ بے چارے نہ تو سفارشوں سے جا سکتے تھے نہ ہی merit کے ساتھ جا سکتے۔ merit system کا ان کو قطعی طور پر کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ کیوں کہ ان کے تعلیمی

اداروں کا وہ ماحول اور وہ معیار نہیں ہے جو شہروں کے اندر اعلیٰ اداروں کا تعلیمی معیار ہے۔ اس لیے نچلا طبقہ نہ تو merit پر آتا ہے۔ میں merit system کے خلاف نہیں بالکل یہ ایک اچھا اقدام ہے ۔ جو حکومت نے کیا ۔ قابل تعریف ہے۔ اس 75 فی صد آبادی کو اس کا کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ نہ تو merit پر اعلیٰ تعلیم لے دے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا تعلیمی معیار بڑھ سکتا ہے نہ تو اوپر والے اور اعلیٰ ملازمتوں پر وہ لوگ فائز ہو سکتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں عزیزم رفیق صاحب کو یہ عرض کرتا ہوں کہ کورم نہ ہونے کے باوجود ہم ان کی تقریر کس غور اور پیار کے ساتھ سن رہے ہیں۔ اس لیے ایوان کے احترام کے لیے وہ بھی کچھ خیال رکھیں۔

چودھری محمد رفیق ۔ جناب والا! مجھے حیرت ہے کہ میں نے کون سے گستاخی کر لی ہے۔ جو کہ ان کو اچھی نہیں لگی ہے۔ انکی بات میں کر رہا تھا جو میرا خیال ہے کہ ان کی طبع نازک پر گراں گزری ہے۔ جناب والا! میں اس 75 فی صد آبادی جو دیہاتوں میں کاشت کاروں کی ہے۔ اس کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ نہ تو وہ اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں میں داخلہ لے سکتی ہے اور نہ ہی اس معیار پر آ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اعلیٰ ملازمتوں میں جا سکتے ہیں اس لیے اگر حکمت عملی وضع کرنے والے اپنے چہروں پر کئی چہرے نہ سجائیں نہ صرف دو عملیاں بلکہ کئی عملیاں جاری رکھیں گے۔ اپنے قول و فعل میں تضاد پیدا نہ کریں تو پھر اس بات کا ایک ہی حل ہے کہ آبادی کے تناسب کے ساتھ ان لوگوں کے داخلے تعلیمی درسگاہوں میں ہونے چاہییں اور آبادی کے تناسب کے ساتھ ہر طرح کی ادنیٰ اور اعلیٰ ملازمتوں میں ان کا کوٹا ہونا چاہیے۔ پھر ان کی اشک شوئی ہو۔ جناب والا! ہماری اسمبلیوں میں' ہماری پارلیمنٹ میں ان لوگوں کو آبادی کے تناسب کے مطابق جب تک ان کو نمائندگی نہیں ملے گی۔ اس وقت تک ہمارا موجودہ power structure جو ہم پر حاوی اور مسلط ہے۔ اس لیے جناب والا! حکمت عملی کے اندر جو تضاد موجود ہے اسے دور کیا جائے ۔ کہنے کو تو ٹھیک بات ہے ہم نے حکمت عملی کے اصول بنائے ہوئے ہیں اور آئین کے آرٹیکل کا حوالہ بھی دیا ہوا ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کس آرٹیکل پر عمل ہو رہا ہے۔ کس میں دو عملی نہیں ہے کس میں تضاد نہیں ہے۔ جناب والا! دو عملی اور تضاد کا یہ نتیجہ ہے کہ ہماری تمام پالیسیاں ناکام رہ گئی ہیں اور اصلاح و احوال کی کوئی شکل نظر نہیں آ رہی۔

جناب میرے فاضل دوست جناب فضل حسین راہی صاحب کو موقع دیں میں ان کی خاطر تقریر ختم کر دوں گا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب سپیکر! نماز کا وقت ہو چکا ہے اس لیے نماز کے لیے وقفہ کریں۔ کیونکہ نماز کے لیے وقفہ بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے کیا فرمایا ہے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب والا! نماز کے لیے وقفہ کر دیں۔

سید طاہر احمد شاہ ، جناب والا! نماز تو دو بجے کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب والا! شاہ صاحب کا فتویٰ ہے کہ اذان کے ساتھ ہی نماز بھی پڑھی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ آپ نے کورم کی نشان دہی فرمائی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ ، نہیں جناب کوئی نشاندھی نہیں فرمائی چودھری صاحب کیا کرتے ہو اور کوئی خدا کا خوف بھی کرو۔

جناب لیاقت علی (گجرات) ، جناب کورم بھی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ چودھری صاحب آپ نے کورم کی نشان دہی کی ہے۔

جناب لیاقت علی ، جی ہاں میں نے نشان دہی کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے کہ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے بولتے رہتے ہیں اور پتا نہیں اپنی سیٹ پر بھی ہیں یا نہیں؟

جناب لیاقت علی ، جناب یہ میری اپنی سیٹ ہے۔ آپ اس کی تصدیق کروا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب آپ نے کورم کی نشان دہی کی ہے؟

جناب لیاقت علی ، جی ۔ جناب گنتی کی جائے۔

جناب فضل حسین راہی ، جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے کہ وہ اپنی نشست پر بیٹھے بیٹھے یہ کہہ رہے ہیں میں جو کورم کی نشاندہی کر رہا ہوں اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کورم کی نشان دہی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اگر اسی طرح کیا گیا آج اگر میرے ساتھ تعاون نہیں کیا گیا تو پھر خدا بہتر جانتا ہے کہ پھر کورم کیا ہو میں ہر مسئلے کے اندر ان کا مقابلہ کروں گا اور ایسی بات کوئی نہیں ہے۔ لیکن ہم بہت سی چیزوں کو violate کرتے ہیں۔ اگر صوبائی اسمبلی ایک آئین سے متصادم قرار داد پاس کرتی ہے اور اس کے بعد ایک قرار داد لائی جاتی ہے اور ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے۔ صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ ایک اچھا عمل ہے اس کو ہو لینے دیجئے۔ ہم تنقید برائے تنقید نہیں کرتے------

(قطع کلامیاں)

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب بات کیا کی جائے انہیں چپ تو کروائیں۔

جناب لیاقت علی ، جناب سپیکر! میں نے کورم کی نشان دہی کی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ---- گھنٹیاں بجائی گئیں----پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں، اس لیے اب اجلاس 14۔ تاریخ بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے (9-30) تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا بارھواں اجلاس)

اتوار' 14 - فروری 1988ء

(یک شنبہ' 25- جمادی الثانی 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝٥٦ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ
رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝٥٧ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٨
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝٥٩ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ
قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝٦٠ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ
فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝٦١ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٦٢

سورۃ المؤمنون آیات 56 تا 62

یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں٥ بے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں ٥ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ٥ اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے٥ اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے٥ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہونچے ٥ اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے کہ حق بولتی ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا٥

وما علینا الا البلاغ٥

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ہے' آج حاضری بہت ہی کم ہے۔

سید اقبال احمد شاہ، معزز ممبران کو شاید اندازہ ہو کہ آج شام کو اجلاس ہو گا۔

جناب سپیکر، اندازہ تو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جب اعلان ہوگیا تھا کہ اجلاس 9-30 بجے ہوگا۔ آج غالباً اجلاس prorogue ہونے کی وجہ سے حاضری کم ہے---- تو آپ کا کیا خیال ہے؟ اجلاس کی کارروائی چلنی چاہیے--- یہ بائیں ہاتھ کے لوگ چاہتے ہیں کہ چھٹی ہو جائے۔

ملک ممتاز احمد خان بھچر، جناب سپیکر! کسی نے کورم کی نشان دہی نہیں کی۔

جناب سپیکر، میں چاہتا ہوں کہ آخری دن کورم نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ملتوی نہ کرنا پڑے۔

ایک معزز ممبر، اجلاس ملتوی ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، تو میرے خیال میں اجلاس ملتوی کر دینا چاہیے۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! یہ عجیب سی بات ہے کہ حکومتی پارٹی کی طرف سے کورم کا مطالبہ اٹھایا جاتا ہے۔ پچھلے دن جب یہ اجلاس چل رہا تھا اس دن بھی گورنمنٹ کی طرف سے کورم کا سوال اٹھایا گیا تھا اور میرا خیال ہے کہ حکومت کی جانب سے point out کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، گورنمنٹ کی جانب سے کسی نے point out نہیں کیا۔

جناب فضل حسین راہی، سر' کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ بتائیے' کس نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا؟

جناب فضل حسین راہی، چودھری لیاقت صاحب نے point out کیا تھا۔

جناب سپیکر، آج تو کسی نے نہیں کیا۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! میں آج کی بات نہیں کر رہا۔ میں تو ان کی بات کر رہا ہوں کہ ان کا کورم point out کرنے کا طریقہ بڑا ہتک آمیز تھا۔ انہوں نے اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے کہہ دیا کہ کورم نہیں۔

جناب سپیکر، ہم آج کی بات کر رہے ہیں' آپ کل کی بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! حکومت کو یہ چاہیے کہ کورم پورا رکھے منسٹر صاحبان یا ہمارے لاءمنسٹر صاحب کی ذمہ داری ہے کہ یہ کورم پورا رکھیں۔ اور آپ نے دیکھا ہے کہ ایک ایک دن میں پانچ پانچ بار کورم ٹوٹا ہے۔ جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے اس میں دلچسپی نظر نہیں آ رہی۔ اس کو ممکن بنایا جائے کہ کم از کم کورم پورا ہو۔

جناب سپیکر، جہاں تک کورم ٹوٹنے کی بات ہے ہاؤس میں کورم کا ہونا اور ہاؤس کی کارروائی کا چلنا بڑی مستحسن بات ہے اور اسمبلیاں ہوتی ہی اس لیے ہیں کہ ایوان کی کارروائی چلے' کورم رہے اور اسمبلی کا بزنس چلتا رہے۔ لیکن ایک بات میں یہاں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ کورم نہ ہونے کی نشان دہی کرنا یہ بھی ایک پارلیمانی روایت ہے اور نشان دہی پر گھنٹیوں کا بجنا بھی ایک پارلیمانی پریکٹس ہے اور کورم نہ ہونے پر اجلاس کا ملتوی کر دینا بھی ایک پارلیمانی روایت ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو انہونی ہو یا پارلیمانی پریکٹس کے برعکس ہو۔ تو آج ہم---

جناب فضل حسین راہی، جناب سپیکر! مجھے کورم کے حوالے سے ایک شعر یاد آیا

ہزاروں گھنٹیاں بے رونقی پہ روتی ہیں
بڑی مشکل سے ہوتا ہے ہاؤس میں کورم پورا

جناب سپیکر، معزز خواتین و حضرات! جناب گورنر پنجاب کا حکم نامہ ہے کہ،

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973 I, Makhdoom Muhammad Sajjad Hussain Qureshi, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from Sunday the 14th of February, 1988.